فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب مستطاب

مسمّٰی بہ جلد اوّل

السِّقَایَۃ عَلٰی شَرْحِ الْوِقَایَۃ

مؤلفہ: خادم العلوم والدین محمد غریب اللہ مسرور اسلام آبادی فاضل دیوبند

مع مفید اضافات

(۱) مکمل تاریخ علم الفقہ از مفتی سید محمد عمیم الاحسان صاحب۔

(۲) ذکر طبقات الفقہاء الحنفیۃ ودرجاتہم۔ من عمدۃ الرعایۃ للعلامۃ عبد الحی الکھنوی۔

(۳) مکمل تفصیلی حالات صاحب وقایہ وشارح وقایہ تالیف: محمد حنیف کاظمی

جملہ ۶۸ صفحات پر نادر اور مفید اضافات شامل کر دیئے ہیں۔

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

"السقایہ" کے متعلق اظہار تاثر

از حضرت العلام مولانا عبید الحق صاحب جلال آبادی دام مجدہم

صدر المدرسین مدرسہ عالیہ ڈھاکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً

دینی نقطۂ نظر کی بعض حیثیات ہیں جن سے دو چیزیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (۱) اس نصاب میں اولاً ہر فن کی وہ ایک مختصر کتاب بھی تجویز کی گئی ہے جو سلف صالحین کی بعض کتابوں اور اخیر میں قدرے مبسوط کتابیں بھی تجویز کی گئی ہیں۔ (۲) ہر ہر علم میں فن کی جیسی کتابیں منتخب کی گئی ہیں جو اس فن میں سب سے زیادہ مشکل ہیں۔ مگر ان کو بھی صحیح مسلک کے ساتھ پڑھ لینے کے بعد طالب علم کو جو کتاب بھی طالب علم کے سامنے آئے، اُسے بآسانی سمجھ سکے۔

پھر ایسی صورتوں کے اندر درسی نظام میں بڑی بڑی تبدیلیاں کرنے کے باوجود آج تک کسی دوسرا تجویز خصوصیت کسی بھی جگہ نظر نہ آئی۔ یہ نصاب مدارس کے اور درسِ نصاب تعلیم میں فن نحو کی ترتیب میں طرح طرح کی کمی کے پہلے موجود میں محض مختصر متون شافیہ الایضاح مختصر القدوری یا الکرانہ کافی، ۳ حصے، مراقی الفلاح یا نور الایضاح اور تاتارخانیہ جیسی کتابیں داخلِ درس ہیں کہ کوئی طالب علم کیسی ہی کتابیں پڑھ لیا جائے تو فن فقہ میں عربی زبان کی کوئی کتاب ہی نامکمل نہیں رہ سکتی۔

اس مکتوب میں شرح وقایہ کی جو شرکت غیرے عہدہ الاصوات وسطاً کے تصدیق ہونے کا شرف اتفاقاً حاصل ہے۔ اس بنا پر عرض ہے یہ کتاب عموماً درس، اعلام اور بعض دوروں میں انتخاب ہے۔ اس کی بے انتہا شہرت و مقبولیت اور طلبائے امت کی نظر میں غیر معمولی اہمیت ہی کا ثمرہ ہے کہ اس پر بیسیوں شروح و حواشی لکھے جا چکے اور مشہور زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

تاہم یہ اتفاقی اظہار حقیقت ہے کہ موجودہ دور کے طلبہ اور بعض مدارس کے ذوق و فکر کے پیش نظر ہنوز یہ کتاب مزید تشریح و توضیح کی محتاج ہے۔

برادر محترم مولانا محمد غریب اللہ سبزواری اسلام آبادی فاضل دیوبند کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انھوں نے وقت کے اس تقاضے کو محسوس فرما کر خصوصاً اور "السقایۃ" عموماً اس نئے اسلوب سے شرح وقایہ جلد اول کی تشریح و ترجمہ کی اہم خدمت انجام دی، جس سے ایک طرف طلبۂ مدارس باآسانی مستفیض و مستفید ہو سکتے ہیں تو دوسری طرف اساتذۂ فن اور عام اہل علم خصوصاً بھی بڑی مدد لے سکتی ہے۔

راقم سطور کو "السقایۃ" کا مسودہ اول سے آخر تک دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ بلاشبہ مؤلف ممدوح نے بڑی ہی محنت و جانفشانی سے یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ "قدوۃ المحدثین" حضرت مولانا عبد الحق الہ آبادی کے علاوہ اور بھی کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اختصار، حل اور رطب و یابس سے احتراز کرتے ہوئے تحریر و تشریح کو مفید تر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کے سامنے عنقریب طلبائے حقیقت کو دیر ہی و اشکاف ہوتی جائے گی۔ خشک آنست کہ مؤلف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ حیات طیبہ عنایت فرمائے!

ناسب ہوگا اگر اس موقع پر صاحب الجود الکریم پبلشرز "السقایہ" مولانا حاجی عبید الکریم صاحب مالک اسلامیہ، کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ موصوف ہی کی قدر دانی اور توسط الفراخی کی بدولت آج ایسی عام کتاب زیور طبع سے آراستہ ہو کر ہدیۂ طالبین، تحفۂ مدرسین اور سیر ابی عاطشین ہو رہی ہے۔ یہ بھی کچھ ہستی اور فراخ حوصلگی کا ثمرہ ہے کہ علم و ہنر کے لحاظ سے اس خوبصورت زمین کے تاجر سبزی و شادابی نمودار ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی دستگاہ و محنت میں برکت عطا فرمائے، سابقہ و لاحقہ خدمات جلیلہ کو قبولیت سے نوازے اور جملہ اساتذہ و طلبہ مدارس اس قسم کی تعلیم اور پاکیزہ طریقہ تربیت کے انجام دینے کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین!

راقم السطور عبد الحق عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ، ڈھاکہ ۲۴ رمضان ۱۳۸۳ھ

مطابق ۲۸ جنوری ۱۹۶۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مُقَدِّمَةُ السِّقَايَة

الحمد لله الذی هدانا الی الدین المتین و وفقنا للتفقه فی الدین و هو الذی قال فی کتابه المبین فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین ورحمة للعالمین الذی قال من یرد الله به خیرا یفقهه فی الدین. و علی آله الطیبین واصحابه الطاهرین الذین جاهدوا فی سبیل الله لابطال الباطل و إحقاق الحق واقامة الدین المبین. امابعد:-

ہمارے زمانہ پر بات مخفی نہیں ہے کہ دین میں تفقہ و عمل کرنا افضل ترین کام ہے۔ جیسے کہ سید المرسلین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین یعنی اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اسی وصف تفقہ فی الدین کے ذریعہ انسان دنیا و آخرت میں مستاز مقام حاصل کر سکتا ہے اور فضل و کمال میں بلند ترین مرتبہ کا مالک بن سکتا ہے۔ لہٰذا جو فقہ سیکھے اور سکھائے اور اس میں غور و فکر کرے اور عمل کرے اس کے لئے بڑی خوشخبری ہے۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ برصغیر ہند و پاک اور بنگلہ دیش کے مدارس میں علم فقہ کی درسی کتابوں میں شرح وقایہ کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہے وہ کسی اور کتاب کو نہیں ہے۔ مگر دن بدن معیار تعلیم اور استعداد طلبہ میں تنزل کی بنا پر اس کی عربی شروحات و حواشی سے فائدہ اٹھانا عام طور پر مشکل ثابت ہو رہا ہے ضرورت تھی کہ مدارس عربیہ کے طلبہ کی سہولت کیلئے سلیس اردو میں اس کا ترجمہ اور آسان اردو میں مشکل مقامات کا حل کر دیا جائے۔

اگرچہ بندہ تدریسی خدمت سے وابستہ نہیں ہے اور نہ اپنے اندر اتنی صلاحیت پاتا ہے کہ کوئی اہم تصنیفی خدمت انجام دے سکے۔ تاہم تقاضائے وقت کے پیش نظر توکلا علی اللہ اس کام کو شروع کر دیا۔ اب جیسا کچھ بن پڑا، سردست جلد اول کی اردو شرح بعنوان ترجمہ السقایہ کے نام سے ہدیہ ناظرین ہے اس کی بجاوٹ کچھ اس طرح کی گئی کہ صفحہ کے شروع میں شرح وقایہ کی عبارت لکھی گئی۔ پھر اس کے نیچے اسی عربی عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ لکھا گیا۔ اردو ترجمہ میں اس بات کا اہتمام کیا گیا کہ اصل شرح وقایہ میں جہاں جہاں خط کشیدہ عبارتوں کو وقایہ کے متن کی حیثیت سے فرق کر کے دکھایا۔

گیا کہ خط کشیدہ عبارتیں وقایہ کی ہیں بقیہ شرح وقایہ کی ہیں، اسی طرح ان عبارتوں کے ترجمہ میں بھی خط کھینچ دیا گیا تاکہ وقایہ اور شرح وقایہ کا ترجمہ آپس میں گھل مل نہ جائے اور صاف سمجھ میں آجائے کہ خط کشیدہ ترجمہ وقایہ کا ہے اور باقی شرح وقایہ کا۔ ترجمہ کے بعد "حل المشکلات" کے عنوان سے حاشیہ کی صورت میں مشکل مقامات کو حل کرنے کی کوشش کی گئی۔

السقایۃ کی تالیف کے سلسلے میں جن کتابوں سے میں نے استمداد کیا ہے ان میں مولانا عبدالحی لکھنوی کی عمدۃ الرعایہ قابل ذکر ہے۔ اس کے علاوہ نور الہدایہ، کنز الدقائق اور ہدایہ بھی معین رہیں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی جواہر الفقہ بھی مددگار ثابت ہوئی۔ البتہ مولانا ممتاز الدین صاحب کے نوٹ شرح وقایہ سے موقع بموقع استفادہ کیا۔

العارض
محمد غریب اللہ مسرور الاسلام آبادی

ربیع الاول ۱۴۰۰ھ
جنوری ۱۹۸۰ء

ادارہ اشرفیہ ڈھاکہ سے شائع کردہ "السقایہ" میں مولانا مفتی سید عمیم الاحسان کے "تاریخ علم الفقہ" کو اختصار کرکے شامل کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے تاریخ علم الفقہ کے اکثر علمی ضروری مضمون رہ گئے تھے۔

"میر محمد کتب خانہ" نے "السقایہ" کی افادیت اہل علم اور علماء کرام کی مطلوبات میں اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے "السقایہ علی شرح الوقایہ" کے شروع میں

① حضرت مفتی سید عمیم الاحسان صاحب کا مکمل "تاریخ علم الفقہ" شامل کیا ہے

② ذکر طبقات الفقہاء الحنفیۃ و درجاتھم
من عمدۃ الرعایۃ للعلامۃ عبد الحی اللکنوی

③ مکمل تفصیل حالات، صاحب وقایہ و شارح وقایہ مصنف محمد حنیف گنگوہی

جملہ ۲۸ صفحات پر نادر اور مفید اضافات شامل ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الحمد لله رب العٰلمين والصّٰلوٰة على رسوله محمد واٰله اجمعين الطيبين الطاهرين وبعد فيقول العبد المتوسل الى الله تعالىٰ بانوى الذريعة عبيد الله ابن مسعود بن تاج الشريعة سعد جدّه وانجح جدّه ۔

ترجمہ: سب تعریفیں واسطے اللہ تعالیٰ کے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور رحمت کا نزول ہو اسکے رسول جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کی آل پر جو کہ پاکیزہ اور بالکل پاک ہیں۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر بندہ جو اللہ کی طرف وسیلہ کرنے والا ہے عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ کہتا ہے۔ یہ کلمات ہیں رسالہ کے اور وہ ایسی کوشش ہے کہ کامیاب ہوں۔

علی الشکلات ۔ لفظ قولہ بسم اللہ خبر مبتدا محذوف کی ہے یا فعل کی کہ ابتدا ہے بسم اللہ اور الحمد للہ کی۔ اس کی کئی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اشرف مکلم کا اسم ذکر فرمایا ہے کیونکہ بسم اللہ اور الحمد للہ سے کلام کی ابتدا کی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عبدیت و توکل کی غرض سے ابتدا بسم اللہ سے کی ہے (تیسری وجہ یہ ہے کہ) بسم اللہ کے ساتھ شروع کیا ہے (چوتھی وجہ یہ ہے کہ) بسم اللہ سے شروع کی۔ علاوہ ازیں ہر کام سنت کے موافق ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی تصنیفات کے شروع میں بسم اللہ ہی لکھتے ہیں۔ البتہ بعض دوسری روایات کی وجہ سے حدیث ذکر کے اختلاف میں اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض روایتوں میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ حمد کا اور بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ شکر کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ ثنا کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تسبیح کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تہلیل کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تکبیر کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تمجید کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تحمید کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تہجید کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تحنید کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تمدید کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تعظیم کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تکریم کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تشریف کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تبجیل کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تقدیس کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تطہیر کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تنزیہ کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تعجیب کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تعجب کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تہیب کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تعجیز کا۔ بعض میں ہے کہ ذکر کیا ہے لفظ تعجیل

هذا أكمل مواضع المغلقة من وقاية الرواية في مسائل الهداية التي الفها جدي
واستاذي مولانا الاعظم استاذ علمائ العالم برهان الشريعة و الحق والدين محمود بن
صدر الشريعة جزاه الله عني وعن جميع المسلمين خير الجزاء لاجل حفظي والولوع المؤلف
له فيما سبقا وكنت اجري في هذا ان حفظه ضنا ظلقا حتى اتفق اتمام تاليفه
مع اتمام حفظي فنشر بعض النسخ في الاطراف ثم بعد ذلك وقع فيها شئ من التغيرات
وشئ من السهو والاثبات فكتبت في هذا الشرح العبارة التي تقرر عليها المتن لتغيير
النسخ المكتوبة الى هذا الخط ۔

ترجمہ ۔ یہ وقایہ کے حل مقامات کا حل ہے جو اصل میں مسائل ہدایہ پر مبنی ہونے کی وجہ سے بند تھے اور وہ میرے استاد اور میرے نانا ہیں جو دنیا بھر کے علماء کے استاد ہیں ۔ وہ برہان الشریعۃ اور الحق والدین محمود بن صدر الشریعۃ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اور میری طرف سے تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے ۔ اور مولف نے مجھ پر جو محنت کی ہے اس کی وجہ سے اور اس کی تالیف کے اتمام سے پہلے اور اس کے اتمام کے بعد اس کی حفاظت کی کوشش میں اس کا شوق اور اس کی تالیف اتمام کو پہنچی اور ساتھ ہی اس کی حفاظ کی بھی پھر اس کے بعض نسخے اطراف میں پھیل گئے ۔ پھر ان میں کچھ تغیرات اور کچھ سہو اور اثبات ظاہر ہو گئے ۔ پھر میں نے اس شرح میں اس عبارت کو لکھا جس پر متن

والعبد الضعيف لما شاهد في اكثر الناس كسلا عن حفظ الوقاية اتخذت عنها مختصرا اشتمل على ما لابد لطالب العلم منه فافتح في هذا الشرح مغلقاته ايضا ان شاء الله تعالى وقد كان الولد الاعز محمود بن عبد الله منه مضجعه بعد حفظ المختصر مبالغا في تاليف شرح الوقاية بحيث تحل منه مغلقات المختصر فشرعت في السعاف مرامه فتوفاه الله تعالى قبل اتمامه فالمامول من المستفيدين من هذا الكتاب ان لا ينسوه في دعائهم المستجاب انه المسير للصعاب والفاتح لمغلقات الابواب۔

ترجمہ ۔۔۔ اور میں بندۂ ضعیف (عبید اللہ) نے جب دیکھا اکثر لوگ وقایہ کے حفظ کرنے میں سستی ہورہے ہیں تو میں نے اس وقایہ سے منتخب کرکے ایک مختصر کیا جس میں طالب علم کو ضرورت کے مسائل پر مشتمل ہو اور ایک مختصر تھی تصنیف کی (جس کا نام نقایہ ہے) پس افتتح جا ہا میں اس شرح میں اس کے مغلقات کو کھولوں گا۔ اور میں شاء اللہ واضح ہے کہ ولد اعز محمود بن عبد اللہ منہ مضجعہ نے مختصر کو حفظ کرلینے کے بعد وقایہ کی شرح کرنے میں مبالغہ کیا تھا یہاں تک کہ اس کے مغلقات حل ہوجاتے۔ چنانچہ میں نے اس کی تمنا کو پورا کرنے کے لئے اس شرح کو لکھنا شروع کردیا۔ لیکن اتمام شرح سے قبل ہی اس نے وفات پائی۔ لہٰذا اب اس کتاب سے استفادہ کرنے والوں سے امید ہے کہ وہ اپنی دعوات مستجاب میں مصنف کو فراموش نہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ مشکلوں کو آسان کرنے والا ہے اور مغلق مقامات کا کھولنے والا ہے۔

حل لغات ۔۔۔ قولہ الضعیف ۔۔۔ یعنی عبید اللہ۔ شارح علام نے اپنے کو ضعیف کہہ کر فقہی کے طور پر بندۂ ناتواں کہا۔ اسلئے ہر جگہ ضعیف کا ترجمہ بندۂ ناتواں کیا جائے گا۔ قولہ مختصرا ۔۔۔ یعنی ایک مختصر کتاب جس کا نام نقایہ ہے۔ قولہ افتح ۔۔۔ یعنی میں شرح کی ایک خصوصیت بتادوں کہ میں نے کس طرح نسبۃ مختصر کے نام اب لوگوں کی سمجھ میں آسکتی ہیں۔ یہ مختصر بھی متن کا حق ہی حاصل کرگیا۔ اس لئے میں نے وقایہ سے منتخب کرکے صرف اتنی ضرورت کے مسائل پر مشتمل ہو اسے بھی زیادہ مختصر ایک رسالہ تیار کیا ہے۔ اور اب میں اس شرح میں اس نقایہ کے مشکل مقامات کو بھی پوری طرح حل کرتا جاؤں گا۔

قولہ وقد كان الولد الاعز ۔۔۔ یعنی میرے بھتیجے محمود نے مختصر وقایہ کے حفظ کے بعد مجھ سے اصرار کیا کہ میں ایسی شرح لکھوں کہ جس سے اس کتاب کے سمجھنے میں سہولت ہو اور مشکل مقامات حل ہوجائیں۔

قولہ فشرعت ۔۔۔ چنانچہ میں نے اس کے کہنے پر اور اپنے خشا کے مطابق شرح لکھنے کا کام شروع کردیا۔ لیکن میرا کام ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وفات دی اور وہ دنیا سے رخصت کرگیا۔ میری شرح تو مکمل ہو گئی مگر وہ نہیں رہا جس کی خواہش پر یہ شرح لکھی گئی۔ اب میں سوائے اس کے اور کیا کرسکتا ہوں کہ میں اس کے حق میں دعائے مغفرت کروں۔ اور اس کتاب سے استفادہ کرنے والے مطالعہ کے بعد میرے لئے دعائے خیر کریں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ میری دعوات عالم میں قبول ہوں اور اسکے حق میں دعائے خیر کریں۔

قولہ فالمامول ۔۔۔ یہاں پر اہ کا ترجمہ بنا پر مشغول کو معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مامول کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ مگر اس کا ترجمہ مشغول ہے۔ اسلئے کہ مشکلوں کو آسان کرنے والا سوائے اس کے دوسرا کوئی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں جملہ الفاظ ایسے ہیں کہ جن کا ترجمہ اہ کرکے بتایا ہے سیاق کلام سے کام کا ترجمہ خود بخود سمجھ میں آجاتا ہے۔ جیسے انسان الطعام کے ہٹنے، مسئول، تعبیر وغیرہا میں۔ اور یہ صرف فارسی میں نہیں بلکہ دوسری زبانوں میں بھی اس طرح کا استعمال پایا جاتا ہے۔ جیسے اردو میں ایک شاعر کہتا ہے ؎

کچھ تو تعیش کا تصدق کچھ کرم تیرا کیا ۔۔۔ ورنہ رخ میری صورت ہاں کی صورت ہو گئی

والعبد الخ ۔۔۔ اگر شارح یہ کہتا کہ میں بندۂ ضعیف بطور تعیش کے حضرت ولی کامل۔ البشارۃ کے دیکھنے کی صورت میں تھوڑی سی بات کہہ لیتا تھا کہ ایک دفعہ جماعت نے اتفاق وقت قیام نماز کسی کو کچھ الزام دیا تو اس نے فوراً یہ شعر کہا۔ اس شعر میں شاعر نے ان کی صورت کو دیکھ کر اپنی صورت کو بیاض کی طرف نظر کیا ہے۔ چنانچہ وہی ان کا مطمح نظر ہے بس کام کا ذکر نہیں ہے۔

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

اكتفى بلفظ الواحد مع كثرة الطهارات لان الاصل ان المصدر لا يثنى ولا يجمع لكونها اسم جنس يشمل جميع انواعها وافرادها فلا حاجة الى لفظ الجمع. قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا وجوهكم الاية افتتح الكتاب بهذه الاية تيمنا ولان الدليل اصل والحكم فرعه والاصل مقدم على الفرع بالرتبة.

ترجمہ:۔ یہ کتاب طہارت کے بیان میں ہے۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے طہارت کو افراد کے صیغہ کیساتھ بیان کیا حالانکہ طہارت کے بہت سے اقسام ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ طہارت مصدر ہے اور مصدر کی اصل یہ ہے کہ یہ تثنیہ یا جمع مستعمل نہیں ہوتے۔ اسلئے کہ مصدر اسم جنس ہوتا ہے جو کہ اس کی تمام انواع واقسام کو شامل ہے۔ لہٰذا جمع کا صیغہ استعمال کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو جب تم نماز کیلئے تیار اٹھو یعنی ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو دھولو۔ الآیۃ۔ مصنف نے برکت حاصل کرنے کی غرض سے اس آیت قرآنیہ سے اس کتاب کو شروع کیا۔ اور اسلئے کہ دلیل اصل ہے اور حکم اس کی فرع۔ اور فرع پر اصل کو مقدم کرنا رتبۃً مقدم ہوتا ہے۔

حل اللغات:۔ قولہ کتاب الطہارۃ۔ ترکیب میں یہ لفظ الطہارۃ مضاف ہوکر مبتدا خبر واقع ہورہا ہے یعنی ہذا کتاب الطہارۃ یا اسکو مبتدا لفظ کتاب کو محذوف مانا جائے۔ یا اقرأ الطہارۃ فیکون مفعول محذوف کا منصوب بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ اسکے بعد بتانا چاہئے کہ امام مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کا عنوان طہارت کو ہی کیوں منتخب کیا حالانکہ اس کے علاوہ بھی بہت سے ابواب ہیں جن کو مصنف نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کتاب الطہارۃ میں جتنے مسائل کے مختلف انواع واقسام ہیں وہ سارے کے سارے کتاب الطہارۃ کے مفہوم کے تحت داخل ہیں اور کتاب الطہارۃ کے مسائل ان کی نوع ہوتے ہیں جیسے کتاب الطہارۃ کے تحت باب الوضوء باب الغسل باب التیمم وغیرہ ہیں۔ اور ہر باب کے تحت کوئی خاص قسم کی آتی ہے اور اسکو فصل کہتے ہیں۔ اور چونکہ کتاب الطہارۃ کے تحت جو مختلف قسم کی طہارت کا بیان ہوا ہے ان سب کے پیچھے ایک خاص علت ومقصد پایا جاتا ہے اسلئے ان تمام ابواب کے مرتبط ہونے کی وجہ سے پورا مجموعہ کتاب الطہارۃ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ فائدہ:۔ طہارت کے معنی پاکی کے ہیں۔ یعنی اس کی کیا طریقہ ہے کہ جس کو کتاب الطہارۃ میں بیان کیا جارہا ہے۔ اور یہ پاکی کا بیان شروع ہونے سے پہلے ہی طہارت کے معنی کو جان لینا ضروری ہے تاکہ طہارت کے معنی پاکی کو حاصل کرنے کے بعد اس کے مصادیق کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ طہارت کے معنی پاکی کے ہیں۔ اور یہ پاکی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک ظاہری پاکی جو کہ حسی پاکی کہلاتی ہے۔ جیسے کپڑے کا پاک ہونا۔ اور دوسری پاکی معنوی پاکی ہے جو کہ نجاست حکمیہ سے پاک ہونا کہلاتا ہے۔ جیسے وضو کرنے سے حدث اصغر سے پاک ہونا۔ اور غسل کرنے سے حدث اکبر سے پاک ہونا۔ اور ان دونوں قسم کی پاکی کو طہارت کہا جاتا ہے۔ اور ان دونوں قسم کی پاکی کو حاصل کرنے کے طریقے کو بھی طہارت کہا جاتا ہے۔ اور یہ دونوں قسم کی پاکی کتاب الطہارۃ میں بیان کی جارہی ہے۔ لفظ طہارت کے معنی کو جان لینے کے بعد اس کے مصادیق کو سمجھنا آسان ہوجاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ کتاب الطہارۃ میں جو مختلف قسم کی طہارت کا بیان ہوا ہے ان سب کے پیچھے ایک خاص علت ومقصد پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ س

ثم لما كانت الآية دالة على فرائض الوضوء ادخل فاء التعقيب في قوله فغرض الوضوء غسل الوجه من الشعر الى منتهى منبت شعر الرأس وهو منتهى منبت شعر الرأس الى الاذنين فيكون بين العذار والاذن داخلا في الوجه كما هو مذهب ابي حنيفة رح ومحمد رح ليفرض غسله وعليه اكثر مشائخنا رح وذكر شمس الائمة الحلواني رح يكفيه ان يبل بين العذار والاذن ولا يجب اسالة

ترجمہ ۔ پھر جو کہ یہ آیت وضو کے فرائض پر دلالت کرتی ہے اسلئے مصنف رح نے آیت میں مذکور تعقیب (کہ فرض دھونا کہنی تک کہا اور کہا کہ پس فرض وضو کا دھونا چہرہ کا ہال سے بیخ ٹھوڑی کی طرف اس جگہ سے جہاں سے بال نہیں اگتا، یعنی کنپٹی تک۔ پس بین العذار والاذن چہرہ میں داخل ہوگا۔ جیسا کہ وہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رح کا مذہب ہے۔ لہذا اس کا دھونا فرض ہوگا۔ اور اکثر مشائخ رح اسی مسلک پر ہیں۔ حد حسنی الائمہ حلوانی رح نے فرمایا۔ بین العذار والاذن کو صرف تر کرنا ہی کافی ہے بالذات دھونا واجب نہیں۔

حل اللغات ۔ منتہی کا بقیہ ۔ تو سوال کے لئے بیان حل کرنا کیا ہے اور اس کے جواب کی طرح سے دیئے گئے۔ شاید اس آیت سے افتتاح کرنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ فقہ کو فقہ ہونا چاہئے کہ وہ دلیل کو اختیار کرے نہ کہ دلیل سے اختیار کیا ہوا مسئلہ کو۔ کیونکہ جو دلیل سے اختیار کیا ہوا مسئلہ ہو تو کبھی دلیل بدل جاتی ہے اور مسئلہ بدل جاتا ہے۔ جیسا کہ اسلام فرمایا ہے۔ کیونکہ اسلام فرمایا ہے کہ کبھی دلیل نہیں۔ چنانچہ اس آیت کے اگر کبھی مطلب ہو گئے ہیں دلیل ہے اور کبھی ہے۔ مگر مسلم کا نہیں اسے قبول کرنا۔ علاوہ ازیں اسکے کبھی بھی دلیل ہے۔ فرض شافعی رح نہیں ہے۔ بلکہ فرض تسامح ہے۔ یعنی ترک اصل کرنے کی طرف سے اور دھونے کو دلیل اصل ہے اور حکم اس کی طرح پر۔ اور اصل فرض پر فرض مستقل ہو کر آتی ہے انتہی ۔

صفحہ ۳۴ ۔ سطر ۱ ۔ قولہ لما كانت الآية الخ ۔ اس میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ مصنف رح کے آئندہ قول "ادخل فاء التعقيب" وہ دونوں فرض الوضوء پر معطوف نہیں ہیں۔ کیونکہ آیت میں مغسولات کے درمیان نہیں ہے لہذا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ دونوں مستقل جملے ہیں جو کہ الی المرافق کا عطف فاغسلوا پر ہوگا۔ یہ حاصل ہے قول مصنف رح کا۔ جو قولہ تعالیٰ فاغسلوا الخ سے مستفاد ہوا کہ آیت میں یہ دلالت نہیں کرتا ہے۔ یا یہ ہے کہ دلالت تام ہے تو اس صورت میں بھی یہ طریق استعمال ہو۔ یا یوں کہ آیت میں تمام فرائض کا ذکر نہیں ہے اور تمام جملہ داخل ہونے سے بصیغہ امثال ہو گئی ۔

سطر ۲ ۔ قولہ فعرض الوجه غسل الخ ۔ یعنی پیشانی کے اوپر کا آخری حصہ جہاں سے سر کے بال اگنا شروع ہوتا ہے یا سر کے سامنے کا وہ حصہ جہاں پر بال گھنے ہو جاتے ہیں۔ اتنا گھنے کہ وہ بین جس کے سر پر بال نہیں ہے اس کے سامنے ماتھا تک میں جا تک بال اگتا ہے وہاں تک دھونا فرض ہے نکلے ہوئے بال تک جہاں اس کے سر میں فی الحال بال موجود ہے۔ یعنی کنپٹی کے بال تک جو کچھ ہو شامل ہے ۔

سطر ۳ ۔ قولہ بين العذار الخ ۔ کان کے نچلے ٹھوڑے کا حصہ جہاں پر کہ عورت بالیاں پہنتی ہے اس کو عذار کہتے ہیں۔ اس کو اور کان کے درمیان والے حصے کو بین العذار والاذن کہتے ہیں۔ یہ حصہ احناف کے نزدیک بالاتفاق دھونا فرض ہے اس طرح پر کہ پانی بہہ جائے۔ لیکن امام ابو یوسف رح کی روایت سے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک وہ حصہ دھونا فرض نہیں ہے بلکہ پانی سے تر کر لینا بھی فرض ہے۔ شمس الائمہ حلوانی رح اللہ علیہ کا مسلک یہی لکھا ہے ۔

سطر ۴ ۔ قولہ حد الاذن الخ ۔ ان کا نام عبد العزیز بن احمد ہے صاحب الجامع الصغیر ہیں۔ ان کے والد حد الاذن رحمۃ تھے۔ اس وجہ سے انکو بھی حلوانی کہا جاتا ہے۔ بعضوں نے ان کو حلوانی بغیر الف کے بھی لکھا ہے۔ خلوص طریق کے لئے شیرتا نام ہے۔ اور شمس الائمہ ہونے کی وجہ سے کہ وہ بڑے تھے اس لئے اس کی طرف نسبت کر کے ان کو شمس الائمہ کہا جاتا ہے ۔

الماء عليه بناء على ما روى عن ابي يوسف ان المصلي اذا بل وجهه واعضاءه وضيئه بالماء ولم يسل الماء عن العضو جاز لكن قيل تاويله انه سال من العضو قطرة او قطرتان ولم يتدارك واسفل الذقن تمام حد الوجه من الاطراف الاربعة ثم عطف على الوجه قوله واليدين بالوجهين مع المرفقين والكعبين خلافا لزفر فان عنده لا يدخل المرفقان و الكعبان في الغسل لان الغاية لا تدخل تحت المغيا ونحن نقول ان كانت الغاية بحرف لم تدخل فيه كلمة الى لم يتناول لها صدر الكلام لم تدخل تحت المغيا كالليل في الصوم

ترجمہ ۔ ۔ ۔ اس بنا پر کہ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ نمازی اگر اپنے چہرہ اور اعضاء کو پانی سے تر کر لے اور پانی اس سے ٹپکنے نہ لگے تو جائز ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی ایک یا دو قطرے گرے ہوں ۔ ۔ ۔ حد الوجہ کی تکمیل ۔ ۔ ۔ یعنی ٹھوڑی کے نیچے تک ۔ ۔ ۔ پھر چہرہ کو چار اطراف کی حد بندی کے ساتھ دھونے کے بعد کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کو دھونا ۔ ۔ ۔ کہنیوں کو چہرہ کے ساتھ اور ٹخنوں کو کہنیوں کے ساتھ ملانا ۔ ۔ ۔ زفر کا اختلاف ۔ ۔ ۔ ہمارا موقف ۔ ۔ ۔ اس میں امام زفر کی دلیل یہ ہے کہ غایت مغیا کے تحت داخل نہیں ہوتی ۔ ۔ ۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ غایت اگر حرف سے ہو تو مغیا کے تحت داخل ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ ورنہ نہیں ۔ ۔ ۔ جیسے روزہ میں رات کا داخل نہ ہونا ۔

حل التشکلات ۔ ۔ ۔ قولہ قیل تاویلہ ۔ ۔ ۔ علامہ عینی نے فرمایا کہ یہ تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ پانی کے چند قطرے گرنا مفسد نماز ہے ۔ ۔ ۔ صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ تاویل اس صورت میں ہے کہ جب نمازی کو یقین ہو کہ پانی کے قطرے گرے ہیں ۔ ۔ ۔ اور اگر یقین نہ ہو بلکہ صرف شک ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی ۔ ۔ ۔ علامہ عینی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ تاویل اس صورت میں ہے کہ جب نمازی کو یقین ہو کہ پانی کے قطرے گرے ہیں ۔ ۔ ۔ اور اگر یقین نہ ہو بلکہ صرف شک ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی ۔ ۔ ۔ علامہ عینی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ تاویل اس صورت میں ہے کہ جب نمازی کو یقین ہو کہ پانی کے قطرے گرے ہیں ۔ ۔ ۔ اور اگر یقین نہ ہو بلکہ صرف شک ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی ۔

قولہ ولم يتدارك ۔ ۔ ۔ یعنی امام زفر کے نزدیک ہاتھ کا کچھ حصہ بغیر دھلا رہ جانا فرض نہیں ہے ۔ ۔ ۔ وہ کہتے ہیں کہ آیت میں حد الوجہ اور کہنیوں کے غسل میں دلوک کا حکم ہے ۔ ۔ ۔ اور دلوک سے غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی ہے ۔ ۔ ۔ لہذا یہاں بھی یہی حکم ہے کہ غایت میں دلوک نہ ہو تو غایت مغیا میں داخل نہ ہوگی ۔ ۔ ۔ پس ٹھوڑی یا ہاتھ کا کچھ حصہ دھونا فرض نہیں ہے ۔

قولہ ونحن نقول ۔ ۔ ۔ یہاں سے احناف کی دلیل کا بیان ہے کہ غایت اگر حرف سے ہو تو لفظ الی داخل نہ ہونے سے صدر کلام حکم شامل نہ ہو تو غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی ہے ۔ جیسے قولہ تعالیٰ ثم اتموا الصیام الی اللیل میں اگر الی لیل مذکور نہ ہوتا تو صدر کلام صوموا تمام لیل کو شامل ہوتا اور غایت اللیل کے داخل ہونے کا حکم ہوتا ۔ لیکن یہاں الی لیل مذکور ہونے سے صدر کلام تمام لیل کو شامل نہیں ہوتا ہے لہذا غایت اللیل کے داخل نہ ہونے کا حکم ہوتا ہے ۔ اور اگر غایت حرف سے ہو تو غایت مغیا میں داخل ہوتی ہے جیسے تمام ہاتھ دھونے کے حکم میں کہنیاں داخل ہیں ۔ کیونکہ یہاں الی کے بجائے الی المرافق مذکور ہے ۔ اسی طرح پاؤں دھونے کے حکم میں ٹخنے داخل ہیں ۔ کیونکہ یہاں الی الکعبین مذکور ہے ۔ یا الخطاط کہہ سکتے ہیں کہ غایت اگر حرف سے ہو تو داخل ہوتی ہے ۔ جیسے صفت الحرف من الوان الی الحمرۃ میں الوان کی حمرۃ تک تدریجی حرکت حمرۃ تک کے حصہ میں ہے لہذا وہ حصہ مغیا میں داخل ہوگا ۔ اسی طرح الی المرافق میں ہاتھ کی حرکت جس پر حرف الی ہے وہ حصہ مغیا میں داخل ہوگا ۔ بہ خلاف اس کے کہ حرف الی نہ ہو ۔ کبھی غایت ہوگا ۔ بخلاف اس کے کہ اگر جس مکلف پر غایت مغیا میں داخل و شامل ہوتی ۔ جیسے تم اتموا الصیام الی اللیل میں لیل دن نہیں ہے ۔ دن الگ ہے جس ہونے کی وجہ سے حکم روزہ میں غایت یعنی رات شامل نہیں ہے ۔

وان كانت بحيث تتولد من صدر الكلام كالشرط والجزاء فهي تدخل تحت نصاب واحد على المختار في اربعة مذاهب الاول دخول ما بعدها في ما قبلها لانهما لا يتجزأن والثاني عدم الدخول لامكان تراخي الشرط والجزاء والرابع الدخول ان كان ما بعدها من جنس ما قبلها وعدمه ان لم يكن هذه المذاهب الاربعة جارية في العطف بالواو فقط وفي العطف بالفاء والثم الاول معارضة بنحو قام زيد فعمرو فخالد قام ثم بكر

ثم الكعب في رواية هشام عن محمد هو المفصل بين الساق والقدم عند معقد الشراك لكن الاصح انها العضم الناتئ الذي يعتاد الناس ربط الشراك عليه لانه فعل اختار لفظ الجمع في اعضاء الوضوء وأريد مقابلة الجمع بالجمع فقد اراد الاحاد على الاحاد واختار في الكعب لفظ المثنى فلم يمكن ان يريد به الا فرد به الاحاد على الاحاد فتعين ان المثنى مقابل لكل واحد من افراد الجمع فيكون في كل رجل كعبان وهما الطرفان الناتئان لا معقد الشراك فانه واحد في كل رجل والمسح رءوس الرأس والناصية المسح اصابة اليد المبتلة العضو مبتلا يأخذ من الاداء او ابرا بقيا في اليد بعد غسل عضو من المغسولات.

ترجمہ: ... پھر اس کی روایت ہشام عن محمد میں ہے وہ قدم کے اس سرے پر ہے جہاں تسمہ باندھا جاتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ٹخنے وہ ابھری ہوئی ہڈی ہیں جو عادۃً لوگوں کو تسمہ باندھنے میں نظر آتی ہیں ... اس کا جواب یہ ہے کہ ... اعضاء وضو میں لفظ جمع کا اختیار کیا گیا ہے اور جمع کا مقابلہ جمع سے ہے ... پس مصنف نے ٹخنوں میں لفظ تثنیہ کا اختیار کیا ہے ... پس ہر پاؤں میں دو ٹخنے ہیں ... اور مسح کا معنی ... ہے ...

... اور یہ کہ ٹخنے وہ ابھری ہوئی ہڈی ہیں جو عادۃً لوگوں کو تسمہ باندھنے میں نظر آتی ہیں ... اس کا جواب یہ ہے کہ ... اعضاء وضو میں لفظ جمع کا اختیار کیا گیا ہے اور جمع کا مقابلہ جمع سے ہے ... پس مصنف نے ٹخنوں میں لفظ تثنیہ کا اختیار کیا ہے ... پس ہر پاؤں میں دو ٹخنے ہیں ... اور مسح کا معنی ...

ولا يكفي المسح بما في يده بعد مسح عضو آخر ولا بل يأخذ ماء جديدا

لعضائه سواء بقي رطوبة العضو معدولا أو مسوحا ذكره في مسح الخف

في مسح الرأس لأن ما يطلق عليه اسم المسح وهو شعرة واحدة شعرات عند الشافعي

بإطلاق النص وعند مالك "الاستيعاب" فرض كما في قوله تعالى "فامسحوا بوجوهكم" وعند

ربيعة الرأس وقد ذكروا له أدلة صحت الباء سيدي يراد به كله وإذا قيل مسحت بالحائط

يراد به بعضه لأن الأصل في الباء أن تدخل في الوسائل وهي غير مقصودة فلا يثبت

استيعابها بل يكفي منها ما يتوسل به إلى المقصود فلا تدخل الباء في المحل تنبيها على

الوسائل فلا يثبت استيعاب المحل لكن تشكل هذه بقوله تعالى "فامسحوا بوجوهكم" وكما

لم يجب عندنا بل الاستيعاب في التيمم لم يثبت بعض بل بالأحاديث المشهورة.

ترقیم: ... حضرت ... صاحب ... کے ... ہے ... کتاب ... ہے ... کے ... ہے ... کے ... ہے ... کے

وبالجملة الوجه في التيمم قائم مقام غسل الجنابة في الحدث الأصغر حكم الأصل كما أن مسح الخفين قائم مقام غسل الرجلين في الوضوء فلزم مسح اليدين إلى الكوعين في التيمم لأن الغاية لم تذكر في التيمم وأيضا الحديث المشهور وهو حديث المسح على الناصية دل على أن الاستيعاب غير مراد فتعين قول مالك وأما على مذهب الشافعي فلعل على الآية مجملة في حق القدر لا مطلقة كما زعم لأن المسح في اللغة امرار اليد على الشيء ولا شك أن مسمى الآية شيء فلو اقتصر مسح الرأس امرار اليد ولو بإصبع واحد أو بعض شعرة يكون ممتثلا.

وفي المشهور روايتين عن ابي حنيفة رح مسح ما يستر البشرة فرض وهو الاصح مختار كما في شرح الجامع الصغير للقاضي خان رح وأدنى مسح الرأس ثم حلق الشعر لا يجب الاطلاء وكذا اذا توضأ ثم قص الاظفار وسنة للمستيقظ غسل يديه الى رسغيه ثلثا قبل ادخالهما الاناء هذا الغسل عند بعض المشائخ سنة قبل الاستنجاء وعند البعض بعده وعند البعض قبله وبعده وكيفية الغسل انه اذا كان الاناء صغيرا بحيث يمكن رفعه بتمامه يرفعه الى كفه اليسرى وينسكب الماء ثم يصبه باليمنى على كفه اليسرى كما ذكرنا.

ترجمہ: (اور مسح علی الخفین میں) مشہور روایت جو کہ دو میں سے ہے (یہ ہے کہ) پاؤں کے کل کا مسح کرنا فرض ہے۔ یہی صحیح اور مختار ہے جیسا کہ شرح جامع صغیر قاضی خان رح میں ہے۔ (سر کے مسح کی) کم سے کم مقدار سر کے چوتھائی حصہ کا مسح ہے۔ اگر سر کا مسح کرنے کے بعد بال منڈوا لئے تو (مسح) کا اعادہ لازم نہیں ہے۔ اسی طرح اگر وضو کرنے کے بعد ناخن کاٹ لئے تو (وضو) کا اعادہ لازم نہیں ہے۔ اور سونے والے کے لئے سنت ہے کہ وہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو گٹوں تک تین بار دھو لے۔ یہ دھونا بعض مشائخ کے نزدیک استنجاء سے پہلے ہے اور بعض کے نزدیک استنجاء کے بعد ہے اور بعض کے نزدیک استنجاء سے پہلے بھی ہے اور بعد بھی ہے۔ اور دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر برتن چھوٹا ہو جس کو اٹھا کر اپنے ہاتھ پر انڈیلنا ممکن ہو تو اس کو اٹھا کر بائیں ہاتھ پر انڈیلے پھر دائیں ہاتھ پر بائیں ہاتھ سے پانی ڈالے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔

(قولہ المشہور) اس کے مقابل مفہوم کرخی رح کا قول ہے جو کہ ظاہر الروایۃ ہے۔ (قولہ روایتین) ایک روایت امام ابو حنیفہ رح سے ہے اور دوسری امام ابو یوسف رح سے ہے۔ (قولہ ما یستر البشرۃ) یعنی جس مقدار سے پاؤں کا اکثر حصہ چھپ جائے۔ (قولہ وہو الاصح) اس کو صاحب ہدایہ نے بھی اختیار کیا ہے۔ (قولہ مختار کما فی شرح الجامع الصغیر) اس کے ساتھ مفتی بہ بھی ہے۔ (قولہ وأدنى مسح الرأس) یعنی جس مقدار سے سر کا اکثر حصہ مسح کیا ہوا شمار ہو۔ (قولہ ثم حلق الشعر) یعنی مسح کرنے کے بعد۔ (قولہ لا یجب الاعادۃ) کیونکہ مسح کا حکم باقی ہے۔ (قولہ وکذا اذا توضأ ثم قص الاظفار) یعنی وضو کرنے کے بعد۔ (قولہ وسنۃ للمستیقظ) یعنی سونے والے کے لئے سنت ہے۔ (قولہ غسل یدیہ) یعنی دونوں ہاتھوں کو دھونا۔ (قولہ الی رسغیہ) یعنی ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا۔ (قولہ ثلثا) یعنی تین بار۔ (قولہ قبل ادخالہما الاناء) یعنی برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے۔ (قولہ ہذا الغسل) یعنی ہاتھوں کا دھونا۔ (قولہ عند بعض المشائخ سنۃ قبل الاستنجاء) یعنی اگر ہاتھ پر نجاست لگی ہو تو استنجاء سے پہلے ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (قولہ وعند البعض بعدہ) یعنی اگر ہاتھ پر نجاست نہ لگی ہو تو استنجاء کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (قولہ وعند البعض قبلہ وبعدہ) یعنی ہاتھ پر نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو ہر صورت میں استنجاء سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (قولہ وکیفیۃ الغسل) یعنی ہاتھوں کو دھونے کا طریقہ۔ (قولہ انہ اذا کان الاناء صغیرا بحیث یمکن رفعہ بتمامہ یرفعہ الی کفہ الیسری) یعنی اگر برتن چھوٹا ہو جس کو اٹھا کر بائیں ہاتھ پر انڈیلنا ممکن ہو تو اس کو اٹھا کر بائیں ہاتھ پر انڈیلے۔ (قولہ وینسکب الماء ثم یصبہ بیمینہ علی کفہ الیسری) یعنی بائیں ہاتھ پر دائیں ہاتھ سے پانی ڈالے۔ (قولہ کما ذکرنا) یعنی ہم نے ذکر کیا۔

وإن كان كبيرا بحيث لا يكون معه فأن كان معه بعض صغير يرفع لمامه وبسلمه كما ذكرنا وإن لم يكن يدخل أصابعه يده اليسرى مضمومة في الإناء ويأخذ الكف ويصب الماء على يديه ويدلك الأصابع بعضها ببعض هكذا ثلثا ثم يدخل يمناه في الإناء ويأخذ ما يكفيه ويدلك به أصابعه ويمسح به على ما ظهر من ذراعيه لما روي عن النبي عليه السلام أنه كان يمسح يديه في الإناء. والأصل فيما ذكرنا أن كل إناء صغير لو كبر أو معه إناء صغير وما ظهر أن الإناء كبير وليس معه إناء صغير يحتاج فيه إلى الاغتراف بأحد طرفي الطهارة كذلك لأن الله تعالى علم يديه نجاسة فإذا علم فإنه النجاسة على وجه لا يفضي إلى تنجيس الإناء أو غيره فرض.

قال مسئلہ۔ اگر برتن بڑا ہو کہ اس میں ہاتھ ڈالنے سے پانی نہ چھلکے تو اس میں ہاتھ ڈالے اور اگر ایسا نہ ہو تو اگر اس کے ساتھ کوئی چھوٹا برتن ہو تو اس سے پانی لے کر ہاتھ پر ڈالے اور اگر ایسا بھی نہ ہو تو ہاتھ کی ہتھیلی کو ملا کر اس میں پانی لے کر ہاتھ پر ڈالے اور ہاتھوں کو ملے اور ہاتھ کو ہاتھ سے رگڑے اور پھر داہنا ہاتھ برتن میں ڈالے اور جتنا پانی ہاتھ پر لینا ہو لے لے اور اس سے ہاتھوں کو ملے اور ہاتھ کو ہاتھ سے رگڑے اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئے اس لئے کہ نبی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ برتن میں ہاتھ ڈالتے تھے اور اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ ہر برتن جو چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو اور اگر بڑا برتن ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن نہ ہو تو اس میں سے پانی لینے کے لئے ہاتھ کے دونوں طرفوں میں سے ایک طرف کو برتن میں ڈالنا ضروری ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے ہاتھوں کو نجاست کا علم دیا تھا پس جب نبی علیہ السلام کو ہاتھوں کی نجاست کا علم ہوا تو آپ نے ہاتھوں کو نجاست پر اس طرح رکھا کہ برتن نجس نہ ہو اور برتن کا نجس ہونا فرض ہے۔

حل مسئلہ۔ مسئلہ کی وجہ تو ظاہر ہے کہ ہاتھ کو برتن میں ڈالنے سے پانی کا چھلکنا ہے اور چھلکنے سے برتن کا ناپاک ہونا ہے اور برتن کا ناپاک ہونا فرض ہے اس لئے اس کا ناپاک ہونا ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ ہر برتن جو چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو اور اگر بڑا برتن ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن نہ ہو تو اس میں سے پانی لینے کے لئے ہاتھ کے دونوں طرفوں میں سے ایک طرف کو برتن میں ڈالنا ضروری ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے ہاتھوں کو نجاست کا علم دیا تھا پس جب نبی علیہ السلام کو ہاتھوں کی نجاست کا علم ہوا تو آپ نے ہاتھوں کو نجاست پر اس طرح رکھا کہ برتن نجس نہ ہو اور برتن کا نجس ہونا فرض ہے اس لئے اس کا ناپاک ہونا ناجائز ہے۔

مسئلہ۔ اگر برتن بڑا ہو کہ اس میں ہاتھ ڈالنے سے پانی نہ چھلکے تو اس میں ہاتھ ڈالے اور اگر ایسا نہ ہو تو اگر اس کے ساتھ کوئی چھوٹا برتن ہو تو اس سے پانی لے کر ہاتھ پر ڈالے اور اگر ایسا بھی نہ ہو تو ہاتھ کی ہتھیلی کو ملا کر اس میں پانی لے کر ہاتھ پر ڈالے اور ہاتھوں کو ملے اور ہاتھ کو ہاتھ سے رگڑے اور پھر داہنا ہاتھ برتن میں ڈالے اور جتنا پانی ہاتھ پر لینا ہو لے لے اور اس سے ہاتھوں کو ملے اور ہاتھ کو ہاتھ سے رگڑے اور کہنیوں تک ہاتھ دھوئے اس لئے کہ نبی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ برتن میں ہاتھ ڈالتے تھے اور اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ ہر برتن جو چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن بھی ہو اور اگر بڑا برتن ہو اور اس کے ساتھ چھوٹا برتن نہ ہو تو اس میں سے پانی لینے کے لئے ہاتھ کے دونوں طرفوں میں سے ایک طرف کو برتن میں ڈالنا ضروری ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کے ہاتھوں کو نجاست کا علم دیا تھا پس جب نبی علیہ السلام کو ہاتھوں کی نجاست کا علم ہوا تو آپ نے ہاتھوں کو نجاست پر اس طرح رکھا کہ برتن نجس نہ ہو اور برتن کا نجس ہونا فرض ہے اس لئے اس کا ناپاک ہونا ناجائز ہے۔

ولا دين عليه أي بما قرأ من غير تعديد لما سلف بلا من سنة عيد وليلة و
ترتيب بعض منه. وفي الترتيب الخلاف كذا في محيط القرن وكلام أبي حنيفة وأبي يوسف
عليهما الرحمة الأعمال بالنيات بحديث الشيخين وصوم يوم النحر أو أيام التشريق
الثلاثة لمن لا هدي له أو صوم بدله
الثلاث أو يقدم يوم التروية بحكم الأعمال بالنيات

ل التشكيك ... ...

فان قدر الثواب فظاهر وان قدر الحكم فهو نوعان لا نيوى كالصحة والخروج بالثواب و الاخروى مراد بالاجماع فاذا ثبت حكم الاعمال بالنيات واراد به الثواب صدق الكلام فلا دلالة على الصحة فان قيل مثل هذا الكلام يأتى فى جميع العبادات فلا دلالة له على اشتراط النية فى العبادات وذلك باطل بين المتمسك فى اشتراط النية فى العبادات هذا الحديث قلنا نقدر الثواب لكن المقصود فى العبادات المحضة الثواب فاذا خلت عن المقصود لا يكون لها صحة لانها تشرع لاجله كونها عبادة بخلاف الوضوء اذ ليس هو عبادة مقصودة بل شرع شرط لجواز الصلوة فاذا خلا عن الثواب انتفى كونه عبادة

ترجمہ: ۔۔۔ پھر اگر ثواب مقدر کیا جائے تو ظاہر ہے اور اگر حکم مقدر کیا جائے تو یہ دو قسم پر ہے۔ ایک قسم حکم شرعی کی وہ ہے جو نیت پر موقوف نہ ہو جیسے صحت اور دوسری قسم وہ ہے جو نیت پر موقوف ہو جیسے ثواب اخروی اور یہ مراد بالاجماع ہے پھر جب اعمال کا حکم نیات پر موقوف ہے اور ثواب مراد ہے تو کلام صحیح اور صادق ہے پھر یہ حدیث صحت پر دلالت نہیں کرتی۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس طرح کا کلام تو تمام عبادات میں موجود ہے پھر اس سے کیسے کوئی شخص نیت کی عبادات میں شرط ہونے پر استدلال کر سکتا ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ ہم ثواب مقدر کرتے ہیں لیکن عبادات محضہ میں مقصود ثواب ہے پس جب وہ عبادات مقصود سے خالی ہوں گی تو ان کی صحت ہی نہ رہے گی کیونکہ صحت عبادت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ مقصود تک پہنچا دے بخلاف وضو کے کیونکہ وضو عبادت مقصودہ نہیں ہے بلکہ جواز صلوۃ کی شرط کے طور پر مشروع ہوا ہے۔ پس جب ثواب سے خالی ہو تو عبادت نہ ہوگا تو ہو جائے گا۔

حل اللغات ۔۔۔ قولہ تقدیر الثواب ۔۔۔ یہ اس کا جواب ہے کہ عبادت دو قسم پر ہے ایک عبادت محضہ دوسرے عبادت غیر محضہ یا عادۃ۔ عبادت محضہ وہ کسی دوسری عبادت کے لئے وسیلہ نہ ہو اور اس کے صحیح ہونے کے لئے شرط نیت ہے۔ مثلاً عبادت غیر مقصودہ ایسی نہیں ہوں، جیسے مراد لغوی یعنی دعا کرنا، تلاوت وغیرہ۔ عبادت مقصودہ وہ عرفی جس سے اصول ثواب ہے کہ وہ دوسرے کی طرف نہ ہو۔ اور غیر مقصودہ وہ کہ دوسرے کی طرف ہو جیسے وضو۔ ایک قسم پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور دوسری کا عبادات کے لئے وسیلہ ہونا۔ پس عبادت محضہ محمد کو اور حدیث کی رو سے تو بے ثواب ہونے کی وجہ سے باطل ہو جاتی ہوگی۔ اس لئے کہ صحت عبادت ہے اپنے مقصد تک پہنچنا اور وہ ثواب ہے اور عبادات غیر محضہ کی صحت کے لئے شرع ہوئی ہے تو اگر ثواب سے خالی ہو جائے تو بھی صحیح ہوگی۔ اور عبادات غیر مقصودہ نیت سے بے نیاز ہونے کی وجہ سے ثواب سے خالی ہو سکتی ہے مگر صحت برقرار رہے گی۔ (یہ تم سے کس نے کہا کہ حدیث کی بنا پر نکال گئی ہے۔ کیا حدیث کا یہ مطلب ہے کہ بغیر نیت کے عمل ہی نہیں ہوتا۔ منہ)

قولہ فان قیل ۔۔۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ آپ نے جو حدیث پیش کی ہے کسی عالم نے کوئی اور حدیث پیش کی ہے جس میں ہے کہ جو عبادات مقصودہ کی طرح عبادات غیر مقصودہ کی بھی نیت شرط ہے یہ صحیح نہیں ہے اس کے معارض ہونے سے ایک اور حدیث پیش کی ہے۔

قولہ قلنا نقدر ۔۔۔ یہ جواب ہے کہ ثواب اضافت صحت کو مستلزم ہے یہ دلیل ہے کہ صحت سے مراد وہ عرفی عبادت کا ثمرہ ہے اور وہ ثواب ہی کو عرف میں کہا جاتا ہے۔ پس ثمرہ صحت سے مراد ثواب ہوا اور ثواب اخروی ہوا عرفی عبادت اصلیہ کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو عبادت شرع ہو تو پھر وہ ثواب سے خالی ہو کر صحت پر مستدلال نہیں ہو سکتا۔

لکن لا یلزم من ھذہ التسمیۃ ان یصدق علیہ انہ یسمی لاعضاء الوضوء فسمی محمد بالمعنی
لہ معنی الوضوء کما فی سائر الشرائط کتطہیر الثوب والمکان وستر العورۃ فانہ لا یشترط
النیۃ فی شیء منھا ولانہا الترتیب خلقۃ لقولہ تعالیٰ فاغسلوا وجوھکم فیفرض تقدیم غسل الوجہ
فیفرض تقدیم الیمنی ثبت ان مرتبا ان تقدیم غسل الوجہ علی سائر الاعضاء من الترتیب فی الاولی خلافا للاجماع
فانہ لا خلاف بعد وجوب الوضوء لمراد فاغسلوا الخ بجموع ما ذکر دلالۃ علی تقدیم غسل
الوجہ وان سلم فلم استدل لمحمد بھذہ الآیۃ لم یکن الاصل منعقدا فاستدلالہ
باصل مرتب ثبت ان استدلالہ فی فرض وقد سبق عجزہ عنہ لانا بالاجماع۔

قولہ ولانہا الترتیب خلقۃ لقولہ تعالیٰ فاغسلوا وجوھکم فیفرض تقدیم غسل الوجہ
فیفرض تقدیم الیمنی ثبت ان مرتبا ان تقدیم غسل الوجہ علی سائر الاعضاء من الترتیب فی الاولی خلافا للاجماع
فانہ لا خلاف بعد وجوب الوضوء لمراد فاغسلوا الخ بجموع ما ذکر دلالۃ علی تقدیم غسل
الوجہ وان سلم فلم استدل لمحمد بھذہ الآیۃ لم یکن الاصل منعقدا فاستدلالہ
باصل مرتب ثبت ان استدلالہ فی فرض وقد سبق عجزہ عنہ لانا بالاجماع۔

قولہ ولانہا الترتیب خلقۃ لقولہ تعالیٰ فاغسلوا وجوھکم فیفرض تقدیم غسل الوجہ
فیفرض تقدیم الیمنی ثبت ان مرتبا ان تقدیم غسل الوجہ علی سائر الاعضاء من الترتیب فی الاولی خلافا للاجماع
فانہ لا خلاف بعد وجوب الوضوء لمراد فاغسلوا الخ بجموع ما ذکر دلالۃ علی تقدیم غسل
الوجہ وان سلم فلم استدل لمحمد بھذہ الآیۃ لم یکن الاصل منعقدا فاستدلالہ
باصل مرتب ثبت ان استدلالہ فی فرض وقد سبق عجزہ عنہ لانا بالاجماع۔

وقد ثبت في كتبهم الاستدلال بقوله عليه السلام هذا أو هذا وضوء لا يقبل الله الصلوة الا به وقد كان هذا الوضوء مرتبا فيعرض الترتيب وقد سمع في حوائج حسن وهو انه توضأ مرة مرة وقال هذا وضوء لا يقبل الله تعالى الصلوة الا به فهذا يقول برجع الى المرة فحسب لان الاسباغ الآخر لان هذا الوضوء لا يحملوا ان يكون مبدأه من اليمين فاليسار وتمامه اما ان يكون على سبيل الموالاة وقد مر قوله عليه السلام هذا وضوء لا يقبل الله الصلوة الا به فهذا الوضوء بجميع اوصافه يلزم فرضيه الموالاة وحدها والتيامن وحدها وان لم يتوضأ بجميع اوصافه لا يدل على فرضية الترتيب والولاء اى غسل الاعضاء على سبيل التعاقب بحيث لا يجف العضو الاول وعندنا الولاء فرض والدليل على فرضيه الموالاة المذكورة سنة مواظبة النبي عليه السلام مع تحريره دليل على فرضيته

ومسحه شيخي ابو الامداد البلخي في غسل الرجلين وهي بدعة لا سند لها في السنن
عليه السلام واطلب مني الناس في غسل الاعضاء وتيمم ولعدم ابيه بدأ بالتيمم البلخي
ابي بكر سنة ثلاث وثلاثين وطواطب النبي عليه السلام عليه السلام لم يتوضأ احد قط
الوظيفة المذكورة على سبيل العادة فيما الهندي ان كانت على سبيل العادة فيما
الردة كالبيع والشراء والاكل بالبيمين وتقديم الرجل اليمنى في الدخول ونحو ذلك.

ف: ... على سبيل ... على سبيل ... على سبيل ... على سبيل ...

... على سبيل ... على سبيل ... على سبيل ... على سبيل ...

وكالسائل الأول، وعليه السلام على النبي من كان من أنس أو جن

هذا من خليل صاحب الهدية يقوله عليه السلام الله تعالى يحب التيامن في كل شيء حتى التنعل والترجل وهم قوله لأن النبي عليه السلام هو عليه وبقيه ما خرج من السبيلين سواء كان معتادا أو غير معتاد كالدودة والريح الخارجة من القبل والذكر وقيد الخارج النجس، ومن غيره أن كان نجسا كالدم الجاف الذي تلوث به الجلدة بالماء لوضوء وفي الغسل وعدات الحي الخارج من غير السبيلين لا ينقض وضوءه وقوله من كل جنب متعلق بقوله ومن غيره.

وقد روى عن بعض أصحابنا أنه يجب الوضوء منه، وهو قول الشافعي، لأنه نجس خارج من السبيل فأشبه البول والغائط، ولنا أنه طاهر فلا ينقض الوضوء كالدمع والعرق، وما روى عن أصحابنا فقد قال أبو يوسف: لم يتحاوز الخارج موضعه لا ينقض الوضوء عندنا، وينقض عند زفر، وكذلك الدم السائل من الجرح إذا لم يتحاوز موضعه لا ينقض الوضوء عندنا، وينقض عند زفر، وكذلك القيح والصديد، فإن كان بحال لو أمسك لم يسل ولم يتحاوز موضعه لا ينقض الوضوء عندنا، وينقض عند زفر، وكذلك القيء إذا ملأ الفم ينقض الوضوء عندنا، وينقض عند زفر، وكذلك الرعاف السائل إذا خرج من المنخرين

ونحن نقول نعم لكن القليل بالخارج والنجاسة المستقرة في موضعها لا تنقض قلت هذا الدليل عيناً ولانه لا يتحمل ما ذا غرز ابرة ثم رفع الدم على رأس الابرة لكن لم يسل فان الخروج هنالك محسوس وههنا لا ينقض عندك وقد خطر ببالي وجهه حسن وهو انه لم يتحقق خروج النجاسة لان هذا الدم غير نجس بل النجس هو الدم المسفوح ونحن ذاكرون في القيء القليل وسيأتي في هذه الصفحة وقوله الى ما يظهر احتراز عما اذا نثرت بصقة في العين فمال العين بحيث لم يخرج من العين لا ينقض الوضوء لان داخل العين لا يجب تطهيره اصلا لانه الوضوء ولا في نفس الانسان له حكم ظاهر البدن فالمعتبر الخروج الى ما هو ظاهر البدن شرعاً

قال المصنف رحمه الله: وهذا لان الدليل عيناً ولانه لا يتحمل ما ذا غرز ابرة ثم رفع الدم على رأس الابرة لكن لم يسل فان الخروج هنالك محسوس وههنا لا ينقض عندك وقد خطر ببالي وجهه حسن وهو انه لم يتحقق خروج النجاسة لان هذا الدم غير نجس بل النجس هو الدم المسفوح ونحن ذاكرون في القيء القليل وسيأتي في هذه الصفحة وقوله الى ما يظهر احتراز عما اذا نثرت بصقة في العين فمال العين بحيث لم يخرج من العين لا ينقض الوضوء لان داخل العين لا يجب تطهيره اصلا لانه الوضوء ولا في نفس الانسان له حكم ظاهر البدن فالمعتبر الخروج الى ما هو ظاهر البدن شرعاً

واعلم ان قوله الی عابطهر یجب ان یکون متعلقا بقوله ما خرج لا بقوله سال وانما ارتکب هذا وخرجوا کثیرة وسال بحیث لم یستطع امسکه لانه لا مشقة فی الامتناع عند نا ثم ان الرسیلی الی موضع یلحقه حکم التطهیر بل خروجه الی موضع لا یلحقه حکم التطهیر ثم سال فالعبرة للحسة فی بقاء ما خرج من السبیلین لو من غیره الی ما یطهران کان یتسائل والقی عطف علی قوله ما خرج فلو فی یفصل او امه لان الحکم یختلف فیما یختلف وما ذکر یقال ان سیلان القرآن حتی او کان القرآن کثیرا یقتضی ولم اذکر حکم السلس ان علم حکم الغلبة بالطریق الاولی وقد قالوا الوضوء صفر ابزاق من الدم فلا یجب الوضوء وان اختر یجب

ترجمہ ۔۔۔ اور جان لو کہ قولہ الی عابطہر کو واجب ہے کہ وہ قولہ ما خرج سے متعلق ہو نہ کہ قولہ سال سے اور اس کو اختیار کیا ہے اس وجہ سے کہ اگر کوئی شخص بہت زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے اپنے آپ کو روک نہ سکے تو ہمارے نزدیک اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور اس کے بعد وہ ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں اس کو تطہیر کا حکم لاحق ہو جاتا ہے مگر وہ جگہ جس کی طرف اس کا خون بہہ کر گیا ہے اس پر تطہیر کا حکم لاحق نہیں ہوتا ہے پھر اس کا خون بہنا بند ہو جائے تو نجاست حسیہ کا اعتبار ہوگا جو سبیلین کے علاوہ کسی اور جگہ سے نکلا ہے اگر وہ سبیلین کی طرف پہنچ جائے تو اس کو تطہیر کا حکم لاحق ہوگا اور اگر سبیلین سے نکلا ہے تو اس کو تطہیر کا حکم لاحق نہیں ہوگا اور اگر وہ نجاست سبیلین سے نکل کر کسی ایسی جگہ پہنچ جائے جو تطہیر کا حکم لاحق ہوتا ہے تو اس کا اعتبار ہوگا اور اگر وہ نجاست سبیلین سے نکل کر کسی ایسی جگہ پہنچ جائے جو تطہیر کا حکم لاحق ہوتا ہے تو اس کا اعتبار ہوگا اور اگر وہ نجاست سبیلین سے نکل کر کسی ایسی جگہ پہنچ جائے جو تطہیر کا حکم لاحق نہیں ہوتا ہے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(۲) یہ قول مصنف کا ہے اس کو اختیار کیا ہے کیونکہ اگر قولہ سال سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق نہیں ہوگا اور اگر قولہ ما خرج سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق ہوگا۔

(۳) یہ قول مصنف کا ہے اس کو اختیار کیا ہے کیونکہ اگر قولہ سال سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق نہیں ہوگا اور اگر قولہ ما خرج سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق ہوگا۔

(۴) یہ قول مصنف کا ہے اس کو اختیار کیا ہے کیونکہ اگر قولہ سال سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق نہیں ہوگا اور اگر قولہ ما خرج سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق ہوگا۔

(۵) یہ قول مصنف کا ہے اس کو اختیار کیا ہے کیونکہ اگر قولہ سال سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق نہیں ہوگا اور اگر قولہ ما خرج سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق ہوگا۔

(۶) یہ قول مصنف کا ہے اس کو اختیار کیا ہے کیونکہ اگر قولہ سال سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق نہیں ہوگا اور اگر قولہ ما خرج سے متعلق ہو تو اس صورت میں اس کو تطہیر کا حکم لاحق ہوگا۔

ثم عطف على قوله وقوله لو مزق ثوبه فصار ثوبا ثوبا لو مزق ثوبه فصار ثوبا ثوبا لم ينقض حصاه سواء كان مزقا من الرأس أو صار من الخرق بسببه كثيرا أو كثيرا لأنه لم يزل اسم الجنابة وينقض حصاه عند أبي يوسف لأنه زال من الرأس لا ينقض عندنا وهو يعتبر التحامل في المجلس ومحمد في السبب يعتبر ما قل كثيرا بقوله وهو يعتبر الصير يرجع إلى أبي يوسف وهذا الابتداء بحالة صورتها إذا قل كثيرا بحيث لو جمع من الكل ما لو مزق يعتبر التحامل المجلس أبي إذا كان في مجلس واحد يجمع فيكون ناقضا ومحمد يعتبر التحامل السبب وهو الغشيان كان بغشيان واحد يجمع فيكون ناقضا

ترجمہ ۔ پھر عطف کیا اس قول پر اور اس قول پر کہ اگر کسی نے اپنا کپڑا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اس کے بال نہیں جھڑیں گے اگر کسی نے اپنا کپڑا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اس کے بال نہیں جھڑیں گے خواہ وہ ٹکڑے سر سے ہوں یا کپڑے سے ہوں اور خواہ وہ ٹکڑے زیادہ ہوں یا کم ہوں کیونکہ ابھی تک جنابت کا نام زائل نہیں ہوا اور بال جھڑیں گے ابو یوسف کے نزدیک کیونکہ وہ سر سے زائل ہوئے ہیں اور ہمارے نزدیک نہیں جھڑیں گے اور امام محمد نے سبب میں تحامل کا اعتبار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک مجلس میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتنا کپڑا پھاڑا کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک کپڑا بن جائے تو بال جھڑیں گے

شرح ۔ یہ عطف ہے اس قول پر کہ اگر کسی نے اپنا کپڑا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اس کے بال نہیں جھڑیں گے اور اس قول پر کہ اگر کسی نے اپنا کپڑا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اس کے بال نہیں جھڑیں گے خواہ وہ ٹکڑے سر سے ہوں یا کپڑے سے ہوں اور خواہ وہ ٹکڑے زیادہ ہوں یا کم ہوں کیونکہ ابھی تک جنابت کا نام زائل نہیں ہوا اور بال جھڑیں گے ابو یوسف کے نزدیک کیونکہ وہ سر سے زائل ہوئے ہیں اور ہمارے نزدیک نہیں جھڑیں گے اور امام محمد نے سبب میں تحامل کا اعتبار کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک مجلس میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتنا کپڑا پھاڑا کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک کپڑا بن جائے تو بال جھڑیں گے

فحصل لهم صورة الخوف والحبس و نفيان يجمع الخوف والحبس فلا يجمع، فقال و لحاد
المجلس هو اختلاف الضدين فيجمع عندي يوسف خلافا لمحمد واختلاف المجلس هو
اختلاف الضدين فيجمع عند محمد خلافا ليوسف وقال ليس بحدث ليس بجنس ولكن
ليبيد يلزم من انتفاء كونه حدثا انتفاء كونه بحث وقد لزم ليبيد من رأس احرم ظاهر
وكذا نفي العقيل وعن الحدثي في ديوانه الاصول انه جنس لانه لا تواطؤ للسيلاني في نحاة
قلنا كل السائل بحسابه السائل يكون كذلك بدليل قوله تعالى قل لا اجد فيما اوحي الي
محرما الى قوله او دما مسفوحا فغير مسفوح لا يكون محرما فلا يكون بحسابه الدم الذي
يبقى في العروق بعد الذبح مسفوح فلا يكون نجسا

ثم اعلم ان هذا الحد الذي ذكره المصنف رحمه الله هو الذي اختاره الامام فخر الدين الرازي في المحصول وتبعه القاضي البيضاوي في المنهاج وقال الامام الآمدي في الاحكام هو الذي اختاره المحققون من الاصوليين وقال الامام الرازي في المحصول هو الذي اختاره الاكثرون من الاصوليين وقال الامام الآمدي في الاحكام هو الذي اختاره المحققون من الاصوليين وقال الامام الرازي في المحصول هو الذي اختاره الاكثرون من الاصوليين

قوله فغير مسفوح لا يكون محرما فلا يكون نجسا قال الامام الآمدي في الاحكام هو الذي اختاره المحققون من الاصوليين وقال الامام الرازي في المحصول هو الذي اختاره الاكثرون من الاصوليين

قوله فغير مسفوح لا يكون محرما فلا يكون نجسا قال الامام الآمدي في الاحكام هو الذي اختاره المحققون من الاصوليين وقال الامام الرازي في المحصول هو الذي اختاره الاكثرون من الاصوليين

فان قيل هذا فيما يؤكل لحمه طاهر وما لا يؤكل لحمه كالآدمي نجس السفوح حرام ايضاً فلا يمكن الاستدلال بحرمته على طهارته قلت لما حكم بحرمة المسفوح بقي غير المسفوح على اصله وهو الحل ويلزم منه الطهارة سواء كان فيما يؤكل لحمه او لا للاطلاق النص ثم حرمة غير المسفوح في الآدمي بناء على حرمة لحمه وحرمة لحمه لا توجب نجاسته اذ هذه الحرمة للكرامة لا للنجاسة فغير المسفوح في الآدمي يكون على طهارته الاصلية مع كونه محرماً.

ترجمہ ۔ اگر کہا جائے کہ یہ (یعنی حلال کی حرمت اس جانور سے ثابت ہے) کہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہے لیکن جو کھایا نہیں جاتا جیسے آدمی، پس غیر مسفوح بھی حرام ہے۔ لہٰذا ناپاکیت سے حرمت پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ میں کہوں گا کہ جب مسفوح کے حرام ہونے کا حکم کیا گیا تو غیر مسفوح اپنی اصل یعنی حلت پر باقی رہا۔ اور حلت سے طہارت لازم ہے خواہ وہ جانور کھایا جاتا ہو یا نہ ہو کیونکہ نص مطلق ہے۔ پھر آدمی میں غیر مسفوح کی حرمت اس کے گوشت کی حرمت پر مبنی ہے۔ اور گوشت کی حرمت نجاست کو واجب نہیں کرتی ہے۔ کیونکہ یہ حرمت کرامت (عزت) کی وجہ سے ہے نہ کہ نجاست کی وجہ سے۔ پس غیر مسفوح آدمی میں طہارت اصلیہ پر باقی رہے گا۔ درآنحالیکہ وہ حرام ہے۔

حل المشکلات ۔ قولہ فان قیل الخ ۔ یہ اعتراض ہے کہ جس حرمت سے کسی چیز کا حرام ہونا ثابت ہو اس سے اس کا ناپاک ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جیسے آدمی کا گوشت حرام ہے لیکن ناپاک نہیں ہے۔ اسی طرح مسفوح حرام ہے لیکن ناپاک نہیں ہے۔ پس حرمت سے نجاست پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ ہم نے حرمت سے نجاست پر استدلال نہیں کیا ہے بلکہ حرمت سے حلت پر استدلال کیا ہے۔ اور حلت سے طہارت پر استدلال کیا ہے۔ اور یہ استدلال صحیح ہے۔ کیونکہ جب مسفوح حرام ہے تو غیر مسفوح حلال ہے۔ اور حلال سے طہارت لازم آتی ہے۔ خواہ وہ جانور کھایا جاتا ہو یا نہ ہو۔ اس کا بیان یہ ہے کہ نص مطلق ہے۔ اور مطلق کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے اطلاق پر باقی رہے۔ اور اس کا کوئی مقید نہ ہو۔ اور یہاں کوئی مقید نہیں ہے۔ لہٰذا غیر مسفوح طاہر ہے۔ خواہ وہ جانور کھایا جاتا ہو یا نہ ہو۔ قولہ ثم حرمة غير المسفوح الخ ۔ یہ ایک اعتراض مقدر کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ غیر مسفوح کی نجاست پر آدمی سے استدلال کرنا کیسے صحیح ہے جبکہ آدمی کا گوشت حرام ہے لیکن ناپاک نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ ہم نے آدمی کی نجاست پر استدلال نہیں کیا ہے بلکہ اس کی حرمت سے اس کی نجاست کی نفی کی ہے۔ کیونکہ آدمی کی حرمت اس کے گوشت کی حرمت پر مبنی ہے۔ اور گوشت کی حرمت نجاست کو واجب نہیں کرتی ہے۔ کیونکہ یہ حرمت کرامت (عزت) کی وجہ سے ہے نہ کہ نجاست کی وجہ سے۔ پس غیر مسفوح آدمی میں طہارت اصلیہ پر باقی رہے گا۔ درآنحالیکہ وہ حرام ہے۔

والعروق بين المسلوخ وغيره مبني على حكمه وهي غير المسلوخ وهو المتصل من العروق والمنفصل من اللحاسات وجعل له حكم آخر في الأعضاء نصاً مستحيل الان يسير عضواً خلق ضيعة تعضو قطعاً شرع حكمه بخلاف دم العروق فانه ادنى فان الجرح لم يعلم انه دم المتصل من العروق في هذه الساعة وهو الدم المتجمد اذا لم يسل لم يعلم انه دم تعضو هذا في الدم والماء الذي بالنقيب هو الماء الذي كان في اعلى العروق وهي ليست محل نجاسة فكيف حكمه حكم الريق.

ترجمہ ۔ (اور مسلوخ اور غیر مسلوخ کے درمیان) فرق (اس بنا پر ہے کہ) یہ حکم شرع ہے (اور) مسلوخ وہ (رگیں) ہیں جو ذبح کے وقت جانور سے جدا ہو جائیں اور غیر مسلوخ وہ ہیں جو جدا نہ ہوں۔ پس (رگوں میں) جو خون ہے اس کے بارے میں (یہ) حکم شرع ہے (اور) رگوں کے بیچ کا گوشت (جو) رگوں کے ساتھ (لگا ہوا) ہے (اس کے) مسلوخ ہونے کی وجہ سے (اس کا) حکم (بھی) وہی ہے (جو رگوں کا ہے) اور (رگوں کے) منفصل (ہونے)

وانما نذكر هذا كرار انتقاض الوضوء بالحديث على خلاف القياس فيقتصر على مورده ثم القهقهة انما تنقض الوضوء اذا كان يقظان حتى لو نام في الصلوة على اي هيأة قهقهته لا ينقض الوضوء وعند الشافعي لا ينتقض الوضوء بالقهقهة وحدها ان تكون مسموعة له ولجيرانه والضحك ان يكون مسموعا له لا لجيرانه وهو يبطل الصلوة لا الوضوء والتبسم ان لا يكون مسموعا الصلا وهو لا يبطل شيئا والمباشرة الفاحشة الاعند محمد وهو ان يباشر بدنه بدن المرأة مجردين وانتشر آلته وتماس الفرجان.

ترجمہ:۔ ذکر کرتے ہیں ہم اس کو اس لئے کہ ثابت ہوا ہے انتقاض وضو کا حدیث سے خلاف قیاس کے پس مقصور کیا جائے گا ساتھ مورد اس کے یعنی نیند پر پھر قہقہہ بھی ناقض ہے وضو کا جبکہ ہو وہ جاگتا پس نہیں ناقض ہے وضو کا اگر سوتا ہو نماز میں کسی حالت پر ہو اور امام حنیفہ کے نزدیک قہقہہ ناقض ہے وضو کا ہر حالت میں اور امام شافعی کے نزدیک ناقض نہیں ہے وضو کا قہقہہ اور حد قہقہہ کی یہ ہے کہ ہو مسموع اپنے لئے اور ہمسایوں کے لئے اور ضحک یہ ہے کہ ہو مسموع اپنے لئے نہ ہمسایوں کے لئے اور وہ باطل کرتا ہے نماز کو نہ وضو کو اور تبسم یہ ہے کہ نہ ہو مسموع نماز کا اور وہ باطل نہیں کرتا کچھ بھی اور مباشرت فاحشہ مذہب امام محمد کے نزدیک ناقض ہے وضو کا اور وہ یہ ہے کہ مباشرت کرے بدن اپنا بدن عورت کا دونوں برہنہ ہوں اور آلہ تناسل منتشر ہو اور دونوں فرج باہم ملتے ہوں۔

حل اللغات:۔ لہ ای لاجلہ یعنی حدیث۔ بہ ای بالحدیث۔ علی خلاف القیاس یعنی بر خلاف اس امر کے کہ مقتضی قیاس یہ ہے کہ ناقض وضو کا ہر وہ امر ہو کہ خارج ہو بدن سے مثل پیشاب اور پاخانہ کے اور نیند خارج نہیں ہے بدن سے۔ علی مورد یعنی بر نیند۔ ثم القہقہۃ یہ ایک اور ناقض وضو کا ہے۔ انما تنقض الوضوء یعنی قہقہہ ناقض ہے وضو کا۔ اذا کان یقظان یعنی جبکہ ہو وہ جاگتا۔ حتی لو نام فی الصلوۃ یعنی پس نہیں ناقض ہے وضو کا اگر سوتا ہو نماز میں۔ علی ای ہیأۃ یعنی کسی حالت پر ہو۔ عند الشافعی یعنی نزدیک امام شافعی کے۔ لا ینتقض الوضوء بالقہقہۃ یعنی نہیں ناقض ہے وضو کا قہقہہ۔ وحدہا ان تکون مسموعۃ لہ ولجیرانہ یعنی حد قہقہہ کی یہ ہے کہ ہو مسموع اپنے لئے اور ہمسایوں کے لئے۔ والضحک ان یکون مسموعا لہ لا لجیرانہ یعنی ضحک یہ ہے کہ ہو مسموع اپنے لئے نہ ہمسایوں کے لئے۔ وہو یبطل الصلوۃ لا الوضوء یعنی وہ باطل کرتا ہے نماز کو نہ وضو کو۔ والتبسم ان لا یکون مسموعا الصلا یعنی تبسم یہ ہے کہ نہ ہو مسموع نماز کا۔ وہو لا یبطل شیئا یعنی وہ باطل نہیں کرتا کچھ بھی۔ والمباشرۃ الفاحشۃ الاعند محمد یعنی مباشرت فاحشہ مذہب امام محمد کے نزدیک ناقض ہے وضو کا۔ وہو ان یباشر بدنہ بدن المرأۃ مجردین یعنی اور وہ یہ ہے کہ مباشرت کرے بدن اپنا بدن عورت کا دونوں برہنہ ہوں۔ وانتشر آلتہ وتماس الفرجان یعنی اور آلہ تناسل منتشر ہو اور دونوں فرج باہم ملتے ہوں۔

قولہ ذکرنا ہذا الخ:۔ حدیث کا مضمون یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مکتوب ہے یہ بات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارے واسطے کہ نہیں ہے وضو کسی پر جس کو نیند آئے یہاں تک کہ لیٹ جائے یا سو جائے کہ ایک گروہ ہے کہ نیند ناقض وضو ہے۔ اور ایک گروہ ہے کہ ناقض نہیں ہے۔ پس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے واسطے اور ہمارے بعد والوں کے۔ قولہ فقصر الخ:۔ مطلب یہ ہے کہ قہقہہ سے وضو کے ٹوٹنے میں خبر واحد کافی نہیں ہے بلکہ حدیث وہ چاہئے کہ مشہور ہو۔ اور یہ حدیث مشہور نہیں ہے بلکہ خبر واحد ہے۔ اس لئے کہ اس کا راوی صحابی نہیں ہے بلکہ ابوالعالیہ ہے کہ تابعی ہے۔ اور حدیث کا مشہور ہونا یہ ہے کہ اس کے راوی صحابہ ہوں۔ پس ہم نے قہقہہ کو نیند پر قیاس کیا ہے کہ جس طرح نیند سے وضو ٹوٹتا ہے اسی طرح قہقہہ سے بھی ٹوٹنا چاہئے۔ لیکن ہم نے اس قیاس کو چھوڑ دیا ہے اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ پس نیند کے سوا کسی اور چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ قولہ ثم القہقہۃ الخ:۔ یہ ایک اور ناقض وضو کا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک قہقہہ ناقض وضو نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک ناقض ہے۔ ہماری دلیل یہ حدیث ہے کہ جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اور حدیث کا ثقہ راویوں سے مروی ہونا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور ہمارے نزدیک حدیث مرسل بھی حجت ہے۔ اگرچہ مرسل حدیث کا حجت ہونا بعض حالتوں میں ہے۔ اور یہ حدیث مرسل ان حالتوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ اس کے مرسل کرنے والے ابوالعالیہ ہیں۔ جو کہ تابعی ہیں۔ اور تابعی کا مرسل حجت ہے۔ اس لئے کہ ابوالعالیہ نے اس حدیث کو صحابہ سے سنا ہے۔ اور صحابہ کا عادل ہونا ثابت ہے۔ اور عادل کا مرسل حجت ہے۔ اور قہقہہ کا ناقض ہونا قیاس کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ قیاس کا مقتضا یہ ہے کہ ناقض وضو کا ہر وہ امر ہو کہ خارج ہو بدن سے مثل پیشاب اور پاخانہ کے۔ اور قہقہہ خارج نہیں ہے بدن سے۔ پس قہقہہ سے وضو نہ ٹوٹنا چاہئے۔ لیکن ہم نے اس قیاس کو چھوڑ دیا ہے اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ پس نیند کے سوا کسی اور چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ قولہ والتبسم الخ:۔ یہ ایک اور ناقض وضو کا ہے۔ یہ بھی امام شافعی کے نزدیک ناقض وضو نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک ناقض ہے۔ ہماری دلیل یہ حدیث ہے کہ جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اور حدیث کا ثقہ راویوں سے مروی ہونا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور ہمارے نزدیک حدیث مرسل بھی حجت ہے۔ اگرچہ مرسل حدیث کا حجت ہونا بعض حالتوں میں ہے۔ اور یہ حدیث مرسل ان حالتوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ اس کے مرسل کرنے والے ابوالعالیہ ہیں۔ جو کہ تابعی ہیں۔ اور تابعی کا مرسل حجت ہے۔ اس لئے کہ ابوالعالیہ نے اس حدیث کو صحابہ سے سنا ہے۔ اور صحابہ کا عادل ہونا ثابت ہے۔ اور عادل کا مرسل حجت ہے۔ اور تبسم کا ناقض ہونا قیاس کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ قیاس کا مقتضا یہ ہے کہ ناقض وضو کا ہر وہ امر ہو کہ خارج ہو بدن سے مثل پیشاب اور پاخانہ کے۔ اور تبسم خارج نہیں ہے بدن سے۔ پس تبسم سے وضو نہ ٹوٹنا چاہئے۔ لیکن ہم نے اس قیاس کو چھوڑ دیا ہے اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ پس نیند کے سوا کسی اور چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ قولہ والمباشرۃ الفاحشۃ الخ:۔ یہ ایک اور ناقض وضو کا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک مباشرت فاحشہ ناقض وضو نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک ناقض ہے۔ ہماری دلیل یہ حدیث ہے کہ جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے راوی سب ثقہ ہیں۔ اور حدیث کا ثقہ راویوں سے مروی ہونا اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور ہمارے نزدیک حدیث مرسل بھی حجت ہے۔ اگرچہ مرسل حدیث کا حجت ہونا بعض حالتوں میں ہے۔ اور یہ حدیث مرسل ان حالتوں میں سے ہے۔ اس لئے کہ اس کے مرسل کرنے والے ابوالعالیہ ہیں۔ جو کہ تابعی ہیں۔ اور تابعی کا مرسل حجت ہے۔ اس لئے کہ ابوالعالیہ نے اس حدیث کو صحابہ سے سنا ہے۔ اور صحابہ کا عادل ہونا ثابت ہے۔ اور عادل کا مرسل حجت ہے۔ اور مباشرت فاحشہ کا ناقض ہونا قیاس کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ قیاس کا مقتضا یہ ہے کہ ناقض وضو کا ہر وہ امر ہو کہ خارج ہو بدن سے مثل پیشاب اور پاخانہ کے۔ اور مباشرت فاحشہ خارج نہیں ہے بدن سے۔ پس مباشرت فاحشہ سے وضو نہ ٹوٹنا چاہئے۔ لیکن ہم نے اس قیاس کو چھوڑ دیا ہے اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ پس نیند کے سوا کسی اور چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

لان تورد فیہ صیغۃ لب لعۃ وھی قولہ تعالیٰ فاطھروا وفی توضوء غسل اوجہ وکذا الانف وازالۃ عضو وقد بقی فی اسنانہ طعام لا بأس بہ وغسل ساتر الید ان ای جمیع ظاھر الید ان حتی لو بقی العجین فی الظفر فاغتسل لا یجزی وفی الذرب یجزی اذ ھو متولد من ھناک وکذا الطین لان لہ اثرا ینعقد فیہ وکذا الصبغ بخلافہ ھاصل ان المعتبر فی ھذا الحرج وادا ذھب وقد بقی فعلم یصل غیرہ وان انتقب القرط ان کان القرط فیھا کان علیہ قضاء لان الماء لا یصل من غیر تحریک ولا بد منہ وان لم یکن القرط فیھا کان علیہ علی ظنہ ان الماء یصل من غیر تکلف لا یتکلف وان علم انہ لا یصل الا بتکلف یتکلف

ترجمہ ۔ کیونکہ حسن میں ساتھ ملانے والا ہے اور وضو میں دھونا چہرہ کا اور اسی طرح ناک کا (داخل ہے) اور جو کچھ کہ دانتوں میں کھانا باقی رہ گیا ہو اس کا کچھ حرج نہیں ہے اور ہاتھوں کا تمام ظاہر دھونا (فرض ہے) یہاں تک کہ اگر آٹا گوندھنے والے کے ناخن میں باقی رہ گیا ہو تو غسل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ناخن کا میل باقی رہ گیا ہو تو جائز ہے کیونکہ وہ اسی جگہ سے پیدا ہوا ہے اور اسی طرح مٹی کا حکم ہے کیونکہ اس کا بھی اثر ہوتا ہے جو اس میں جم جاتا ہے۔ بخلاف رنگ کے۔ یہ ہے اصل کہ حرج میں (یعنی جس میں حرج ہو اس میں معتبر) ہے اور جس میں حرج نہ ہو اس میں معتبر نہیں ہے۔ پس اگر بالی کا سوراخ بند ہو گیا ہو اور اس میں بالی نہ ہو تو اس پر قضا لازم ہے کیونکہ پانی بغیر حرکت کے نہیں پہنچتا ہے اور حرکت ضروری ہے اور اگر بالی ہو تو قضا لازم نہیں ہے کیونکہ پانی بغیر تکلف کے پہنچ جاتا ہے اور اگر اس کا گمان ہو کہ بغیر تکلف کے پانی نہیں پہنچتا ہے تو تکلف کرے اور اگر اس کا گمان ہو کہ بغیر تکلف کے پانی پہنچتا ہے تو تکلف نہ کرے

حل المشکلات ۔ ۔ ۔

ولان الجنب لعدم نزعه وصار بمنزلة من حلق رأسه يدخل فيه الماء ولا يجب عليه غسله
الماء ولا يكلف في إدخال ما سوى الماء بحسب الوضوء وان كان في اصبعه خاتم ضيق
يحرك كيلا يصل الماء تحته ويجب على الأنيب لزوال نجاسة اخل الخفين وان زال البول
البهيمة يخرج عنها نقض الوضوء هذا عند بعض المتأخرين وبه حكم الطاهر في كل وجه وعند
البعض لا يجب ايصال الماء البهائي لفصل مع انه ينقض الوضوء اذا نزل البول البهائي عليها
حكم ان طال لم ينجس وحكم الطاهر في انتقاض الوضوء وان قليله وكثيره في بعض روايته
اني رجليه وفرجه وجريل بحسب ان كان الذي اني ان كان البعض اني المجاسة على بدنه ثم
توضأ كل رجليه استحسانا ومتصل اي يغسل اعضاء الوضوء الاربعة .

وهو جنابة الرجل والمرأة وروى عن محمد في غير رواية الأصول إذا ذكرت الاحتلام ولم ير شيئا وجب عليها الغسل قال بعض الأئمة هذا إذا كان يعلم أنها احتلمت وإن لم تعلم لا يجب عليها الغسل وإن رأت بللا وهي ذكرت الاحتلام ولم تر شيئا لا يجب عليها الغسل عند أبي حنيفة وأبي يوسف خلافا لمحمد وإن رأت بللا ولم تذكر

وجنة حسنة في نص ورد في تدبير المعين بهذه الصفة على ما ذكر

فلم يجتلوا ما في الملك الظاهر والباطن الذي فرّ حاضرٌ كونه سبباً في تحرّيا

البدن وفيه حلاوة بالموصوف.

[illegible]

[illegible]

و نقضاء النفاس بانقطاع الدم لقوله تعالى ولا تقربوهن حتى يطهرن على قراءة التشديد وما كان لانقطاع سبب النفاس وإن انقطع ثم عاد لا يعد نفاسا إلا إذا عاد لدون أقل الطهر

كانت كاملة وهي غير مأمورة بشيء من عدد أو هي اغتسلت ولم يوجد السبب وهو الانقطاع تعلق بها الوجوب فكانت كالجنابة اغتسلت حيث يجب عليها غسل الجنابة لأن الجنابة

أمر مستقر فيكون جنبا بعد الاغتسال وقطاع غير مستقر فالنفرة ولأن هي جنابة بالاتفاق وشرط الجمعة والعيدين والجماعة عند غسل الجمعة سنة لصلاة الجمعة هو الصحيح

قوله ... وقت ... وقت ... وقت

ويجوز الوضوء بماء السماء والأرض كالمطر والثلج والبحر والنهر والبئر والعين والماء الذي نبع من بين الأصابع سواء كان جاريا أو راكدا إذا وقع عليه اسم الماء بحيث يتقاطر ويجوز والا فلا وإن تغير بطول مكث أو بتغير حدث أو وصفه أي الطعم أو اللون أو الريح بخلاف ظاهر كالتراب والأشنان والصابون والزعفران فإنه لا يسلبه الطهورية لأنه لا يستغني الماء عنه غالبا فلم يكن مخالطا والمراد بالمخالط ما يستغني الماء عنه غالبا ولا يمكن صون الماء عنه عادة فيكون مخالطا فيسلبه الطهورية وإن لم يغيره كالتبن والورق والخشب ونحوها وإن كان مما لا يستغني الماء عنه غالبا كالدهن والخل والمرق لا يسلبه الطهورية وإن غيره لأنه لا يمكن صون الماء عنه عادة

وبماء جارية نجس لم يؤثر اى جعله اثوبه او بدنه او يده خشاشوا في حد اجاري ماء الذي ليس في دركه حرج ماء يذهب بتبنة او ورق بل اشد النهر من فوق وبقية الماء تجري مع ضعف يجوز به الوضوء او هو ماء جار وكل ماء ضعيف الجريان اذا توضأ به يجب ان يجلس بحيث لا يستعمل غسالته او يمكث بين الغرفتين مقدار ما يذهب غسالته وان كان الحوض صغيرا يدخل فيه الماء من جانب ويخرج من جانب آخر يجوز الوضوء في جميع جوانبه وعليه الفتوى من غير تفصيل بين ان يكون اربعا في اربع او اقل فيجوز او اكثر فلا يجوز.

ترجمہ ۔۔۔ اور (وضو کرنا) جاری (پانی) سے جس میں کسی نجاست کا اثر نہ ہو (یعنی) اس کے اعضاء پر اور (اس طرف) سے (جاری) ہو جو اس (نجاست) کے جگہ سے نیچے ہو اور (وضو کرنا) ٹھہرے ہوئے پانی سے جو دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا ہو اور (وضو کرنا) ایسے پانی سے جو ایسی جگہ میں ہو جس میں (پانی کے) نکالنے میں کوئی حرج نہ ہو جیسے پانی جو بتنہ یا ورق کو بہا لے جائے بلکہ (وضو کرنا) نہر کے اوپر کی طرف سے اور باقی پانی جو نیچے کی طرف بہتا ہے (اس سے وضو کرنا) اور (وضو کرنا) ایسے پانی سے جو کمزور ہو کہ اس سے وضو کرنا جائز ہو اور ہر وہ پانی جو کمزور ہو (اس سے وضو کرنا) جائز ہے جب وضو کرنے والا ایسی جگہ بیٹھے جہاں وہ اپنے دھوئے ہوئے اعضاء کا پانی استعمال نہ کرے یا دو لوٹوں کے درمیان اتنا وقت ٹھہرے جس میں اس کے دھوئے ہوئے اعضاء کا پانی بہہ جائے اور اگر حوض چھوٹا ہو جس میں پانی ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے نکلے تو اس کے تمام جوانب سے وضو کرنا جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اس میں تفصیل نہیں ہے کہ چار ہاتھ لمبا چوڑا ہو یا اس سے کم یا زیادہ ہو (وضو کرنا جائز ہے)۔

حل لغات ۔۔۔ اثر کہتے ہیں کسی شے کا بقیہ جو کسی چیز میں باقی رہ جائے اور اس کا اثر کہتے ہیں اس نشان کو جو کسی چیز کے ہٹ جانے کے بعد باقی رہ جائے خشاشوا یہ خشاش سے امر کا صیغہ ہے جمع مذکر مخاطب کا اس کے معنی ہیں تم سب چلو بتنۃ بھوسہ کو کہتے ہیں ورق پتوں کو کہتے ہیں اشد النہر نہر کے اوپر کی طرف کو کہتے ہیں ضعیف کمزور پانی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ وضو کرنا جائز نہ ہو غسالۃ دھوئے ہوئے اعضاء کا پانی جو ٹپک کر گرتا ہے مستعمل پانی کو کہتے ہیں جو اعضاء سے گر کر بہہ جائے اور اس کے ساتھ وضو کرنا جائز نہ ہو الفتوی جس پر فتویٰ دیا جائے اربعا چار ہاتھ لمبا چوڑا۔

حل التشریحات ۔۔۔ اول تو یہ کہ کسی اور چیز کا بقیہ یا اثر جاری پانی میں نجاست گرجانے اور اس کا اثر کم ہو جانے کے بعد اس سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ نجاست بہہ کر پانی کے اوپر کی طرف نہ جائے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا ہو اور اس کے نکالنے میں کوئی حرج نہ ہو جیسے پانی جو بتنہ یا ورق کو بہا لے جائے اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ نہر میں اوپر کی طرف سے وضو کرنا جائز ہے اور نیچے کی طرف سے وضو کرنا جائز نہیں ہے اور چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ ہر وہ پانی جو کمزور ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ وضو کرنے والا ایسی جگہ بیٹھے جہاں وہ اپنے دھوئے ہوئے اعضاء کا پانی استعمال نہ کرے یا دو لوٹوں کے درمیان اتنا وقت ٹھہرے جس میں اس کے دھوئے ہوئے اعضاء کا پانی بہہ جائے اور پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ اگر حوض چھوٹا ہو جس میں پانی ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے نکلے تو اس کے تمام جوانب سے وضو کرنا جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اس میں تفصیل نہیں ہے کہ چار ہاتھ لمبا چوڑا ہو یا اس سے کم یا زیادہ ہو (وضو کرنا جائز ہے)۔

حل التشریحات ۔۔۔ اول تو یہ کہ کسی اور چیز کا بقیہ یا اثر جاری پانی میں نجاست گرجانے اور اس کا اثر کم ہو جانے کے بعد اس سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ نجاست بہہ کر پانی کے اوپر کی طرف نہ جائے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا ہو اور اس کے نکالنے میں کوئی حرج نہ ہو جیسے پانی جو بتنہ یا ورق کو بہا لے جائے اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ نہر میں اوپر کی طرف سے وضو کرنا جائز ہے اور نیچے کی طرف سے وضو کرنا جائز نہیں ہے اور چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ ہر وہ پانی جو کمزور ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ وضو کرنے والا ایسی جگہ بیٹھے جہاں وہ اپنے دھوئے ہوئے اعضاء کا پانی استعمال نہ کرے یا دو لوٹوں کے درمیان اتنا وقت ٹھہرے جس میں اس کے دھوئے ہوئے اعضاء کا پانی بہہ جائے اور پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ اگر حوض چھوٹا ہو جس میں پانی ایک طرف سے داخل ہو اور دوسری طرف سے نکلے تو اس کے تمام جوانب سے وضو کرنا جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اس میں تفصیل نہیں ہے کہ چار ہاتھ لمبا چوڑا ہو یا اس سے کم یا زیادہ ہو (وضو کرنا جائز ہے)۔

والصفة والثاني ثاب وثاب سم من سنة صحابية لا يجوز ولا يجوز صلاة من لم يسمه بطون
لنيك وذا سد كلب عرض للهر ويجري الماء وقد من كان ساكنا في الكلب قال عما لا بلا به
بجر الوضوء في الاصل والا قال المصنف ابو سعيد عن عبد الرحمن ثم ثني وثني في يوسف
لا بأس به وهو وهم لان شيخ احمد ابو سعيد وهو يصف به حيوان ما في الوجود كالسمك و
الصفدع بكسر الدال والمراد ما لا يعيش في البر الا وهو يعيش في
الماء يعيش فيه ويموت فيه وما ليس له دم سائل كالنحل والذباب لان نجس هو الدم
المسفوح كذا ذكره ابو المعين وقوله الذباب في الطعام وفيه خلاف الشافعي

والله اعلم

لأنه عصير نزوله بتصويب من سحر وسواء ما تطرق السحر يخمره لوضوء ولا يجوز طبخه بعد ما يغلي ويجوز الوضوء بما نزوله بين خروجه من طبخه وهو أربعة وعشرون ساعة والسبيلان

وبالطبخ كلا مرة واحدة فيقول ما تطرق السحر يخمره لخمر بشراب الزبيب مطبوخ من

شجر وشراب التفاح وخمر وما مطبوخ من الخمر وماء نبات يطرح عليه بيرة اجزاء

ولم قد طرح عليه بيرة ثلث عليه بيرة ثلثه ماء الذي تعبر بكرة الأوراق الوقعة فيه

حتى لو ابتلعه في لكف يجوز فيه لو الأوراق لا يجوز به وضوء لأنه كما ثلث في الماء

كل وقع فيه نجس. ولو كان عصيرة أو رماني عنبر ولا يعلم رصة ثلثي.

فحكمه حكم الماء الجاري فان كانت النجاسة مرئية لا يتوضأ من موضع النجاسة بل من الجانب الآخر وان كانت غير مرئية يتوضأ من جميع الجوانب وكذا من موضع غلبة الظن في السنة التقدير بعشر في عشر لا يرجع الى اصل شرعي يعتمد عليه اقول اصل المسألة ان الغدير العظيم الذي لا يتحرك احد طرفيه بتحريك الطرف الآخر اذا وقعت النجاسة في احد جوانبه جاز الوضوء من الجانب الآخر

ترجمہ ... اس کا حکم جاری پانی کا حکم ہے پس اگر نجاست مرئیہ ہو تو نجاست کی جگہ سے وضو نہ کرے بلکہ دوسری جانب سے اور اگر نجاست غیر مرئیہ ہو تو ہر جانب سے وضو کرے اور اسی طرح غلبہ ظن کی جگہ سے وضو کرے اور سنت میں دس در دس کا اندازہ کرنا کسی شرعی اصل پر مبنی نہیں ہے اقول اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ بڑا تالاب جس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے کی حرکت سے حرکت نہ کرتا ہو اگر نجاست اس کے ایک کنارے پر واقع ہو جائے تو دوسرے کنارے سے وضو کرنا جائز ہے

حل التشریح ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

اعلم ان فى الماء المستعمل اختلافات الاول فى انه باق على شئ يصير مستعملا عند ابى حنيفة وابى يوسف بزوال الة الحدث وبضا بنية القربة فاذا توضأ المحدث وضوء غير متوضئ يصير مستعملا وتوضأ غير المحدث وضوء متوضئ يصير مستعملا ايضا وعند محمد بالثانى فقط وعند الشافعى بزوال الة الحدث لكن ازالة الحدث لا يتحقق الا بنية القربة عنده وبناء على اشتراط النية فى الوضوء والاختلاف الثانى فى انه متى يصير مستعملا فى الهداية انه كما زايل العضو صار مستعملا والاختلاف الثالث فى حكمه عند ابى حنيفة هو نجس نجاسة غليظة وعند ابى يوسف هو نجس نجاسة خفيفة وعند محمد هو طاهر غير طهور وعند مالك والشافعى فى قوله القديم هو طاهر مطهر۔

ترجمہ یہ مصنف پوری کر مستعمل پانی میں چند اقوال ہیں۔ شروع کر جب پھر سے وہ پانی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ شیخین کے نزدیک رفع حدث کے لئے اور ثواب کی نیت سے مستعمل ہو جاتا ہے (پانی مستعمل ہو جاتا ہے) ابو یوسف کے نزدیک صرف رفع حدث کی نیت سے وضو کرنے سے مستعمل ہو جاتا ہے اگر کوئی ثواب کی نیت (یعنی وضو کرنے) سے وضو کرے تو یہ بھی مستعمل ہو جاتا ہے۔ اور امام محمد کے نزدیک دوسری صورت (یعنی ثواب کی نیت) سے وضو کرنے سے پانی مستعمل ہوگا۔ امام شافعی کے نزدیک رفع الحدث سے پانی مستعمل ہوتا ہے۔ لیکن رفع حدث ان کے نزدیک ثواب کی نیت کے بغیر متحقق نہیں ہوتا اور فرض نیت شرط ہو جاتی ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ وہ پانی کس وقت مستعمل ہوتا ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ وہ عضو سے الگ ہوتے ہی مستعمل ہو جاتا ہے۔ تیسرا اختلاف اس حکم میں ہے (کہ کیسے ہو جاتا ہے) امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ نجاست غلیظہ ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک نجاست خفیفہ ہے اور امام محمد کے نزدیک وہ پاک ہے مگر دوسرے پانی کو پاک نہیں کرتا (یعنی اس سے وضو جائز نہیں) یہی امام مالک کا مذہب ہے اور امام شافعی کا قول قدیم ہے۔ اور امام شافعی کا قول جدید یہ ہے کہ وہ طاہر غیر مطہر ہے (یعنی پاک ہے مگر دوسرے کو پاک نہیں کرتا)۔

حل اللغات ۔۔۔ لے قولہ بالة الحدث۔ یعنی امام محمد کے نزدیک پانی مستعمل اس وقت ہوتا ہے جب وہ قربت حاصل کرنے کی غرض سے استعمال ہو کیونکہ مستعمل پانی صحابہ کے متعلق ہونے کے سبب سے ہے اور قربت کی سبب ہوں ہے جب تک کہ اس کو ثواب کی نیت کرنے کی غرض سے استعمال نہ کیا جائے مستعمل نہیں ہوتا ہے۔ بیان قربت نہیں پائی گئی۔ اقرب یہ ہے کہ رفع حدث بھی ہو جائے اور ثواب کی نیت بھی ہو جائے۔ فخر الاسلام کا یہی مذہب ہے۔ کما فی الکافی۔ لے قولہ وبناء علی اشتراط النیة فی الوضوء۔ یعنی اس اختلاف پر متفرع ہے کہ جب تک پانی وضو کرنے والے کے اعضاء پر ہے اس وقت تک مستعمل نہیں ہوتا۔ اجزاء مستعمل ہونے کے وقت ہیں۔ خلاف ہے امام ابو یوسف اور دوسرے ائمہ کا کہ ایک بار کرنا، بدن سے جدا ہونے سے پہلے مستعمل ہو جاتا ہے۔ بنا پر اس اس کو کہتا ہے۔ وہ قطرہ ہے کہ گرا بدن سے الگ ہو کر قبل اس کے کہ دوسرا قطرہ گرے۔ ایک مکمل ٹھہرے گا جب مستعمل ہوتا ہے جس سے پہلے نہیں۔ مشائخ نے فرمایا ہے کہ قول اول اصح ہے۔ کما فی المحیط۔ لے قولہ وعند محمد بالثانی فقط۔ یعنی مشائخ حنفیہ کا قول اس پر ہے۔ درمختار۔

لے قولہ والاختلاف الثالث فی حکمہ۔ اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک پانی نجاست غلیظہ ہے اس لئے کہ حدث حسی ہے۔ یا وہ بے حقیقی ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ وضو سے پانی کے ساتھ گر جاتا ہے اور یہی پانی ہے جو نجاست غلیظہ ہو سکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ کہ یہ حکم حضرت امام ابو یوسف سے منقول ہے۔ اس قول کی وجہ یہ ہے کہ نجاست غلیظہ کا حکم حضرت امام محمد سے منقول ہے۔ تیسرا یہ کہ یہ پاک ہے مگر دوسرے کو پاک نہیں ہوتا۔ اس کو امام محمد سے نقل کیا ہے اور دلیل کے لحاظ سے یہ دوسرے قول سے زیادہ قوی ہے۔ فتوی اسی پر ہے۔

وعن نعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن محمدا عبده ورسوله أما بعد فإن أصدق الحديث كتاب الله وخير الهدي هدي محمد وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار وقد أملى علينا شيخنا أبو جعفر أحمد بن محمد الأزدي أطال الله بقاءه في مسألة النية والترطيبات المتعلقة من الطهارة ما كانت وضوءا كانت أو غسلا أو تيمما فلا يجوز شيء منها إن كانت بغير نية ونص بظاهره أنه لا فرق بين أن يكون ذلك على قول أبي حنيفة رحمه الله أو على قول أبي يوسف رحمه الله أو على قول محمد رحمه الله وهذا مما لا خلاف فيه بين أصحابنا رحمهم الله أنه لا بد من النية في الطهارة لأنها عبادة والعبادات لا تجوز إلا بالنية.

وما طهر جلده بالدبغ طهر بالذكاة وكذا لحمه ولبن لم يؤكل وما لا فلا ۞ وما طهر جلده بالدبغ لا يطهر بالذكاة والمراد بالذكاة ان يذبح المسلم او الكتابي من غير ان يترك التسمية عامدا او شعر الميتة وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها وشعر الانسان وعظمه طاهر ويجوز صلوة من اماسه في ثيابه وان جاوز قدر الدرهم اقر وهذه المسئلة بالذكر مع انها فهمت مما مر لان السن عظم وقد ذكر ان العظم طاهر لامكان الاختلاف فيها بانه اذا كان اكثر من قدر الدرهم لا يجوز الصلوة به عند محمد ۞

ترجمہ:۔ اور جس کا چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے ذبح کرنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے اور اس کا گوشت بھی (ذبح کرنے سے) پاک ہو جاتا ہے) اور جس کا چمڑہ دباغت سے پاک نہیں ہوتا وہ ذبح کرنے سے بھی پاک نہیں ہوتا اور (ذبح کرنے سے) مراد یہ ہے کہ مسلمان یا کتابی ذبح کرے بغیر اس کے کہ جان بوجھ کر تسمیہ ترک کرے اور مردار کے بال اور ہڈی اور پٹھے اور کھر اور سینگ اور انسان کے بال اور ہڈی پاک ہیں اور جس نے دوسرے کے کپڑوں میں نماز پڑھی اس کی نماز جائز ہے اگرچہ وہ درہم سے زیادہ ہو اور یہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے حالانکہ یہ مسئلہ سمجھا جا چکا ہے مما مر کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ہڈی کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ پاک ہے اس طور پر کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے بایں طور کہ اگر وہ درہم سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز جائز نہیں ہے۔

حل المشکلات:۔ قولہ وکذا لحمہ یعنی جو کچھ ذبح کرنا جائز ہونے کے لئے ضروری ہے اس کا ذبح کرنے کے لئے ہونا ہے اس کا گوشت بھی پاک ہو جاتا ہے خواہ وہ ایسا گوشت ہو جو کھایا نہیں جاتا ہو۔ اگر مردہ کھایا بھی جاتا ہو۔ مثلاً مردہ مچھلی یا ٹڈی وغیرہ ہو۔ قولہ وما لا فلا۔ یعنی جو گوشت کھایا نہ جاتا ہو خواہ وہ ذبح کرنے سے پاک ہو جاتا ہو جیسا کہ مذکور ہوا۔ جیسے درندوں کا گوشت۔ جس کو کسی مسلمان یا کتابی نے بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہو۔ اب اگر کوئی مجوسی کو ذبح کرے یا مسلمان یا کتابی نے قصداً اسم تسمیہ ترک کر دیا ہو تو یہ مردار ہو گا۔ اس کے چمڑے اور گوشت پاک نہیں ہوں گے۔

قولہ والمراد بالذکاۃ الخ۔ یہ اشارہ کی طرف ہے کہ یہاں ذبح کی سرسری وجہ سے ہونے کی وجہ سے یہ حیات ثابت نہیں اس لئے اس پر موت طاری نہیں ہو سکتی تو چمڑہ بھی بغیر دباغت کے پاک ہی ہے جب تک کہ وہ کسی نجاست کی وجہ سے خراب نہ ہو جائے۔ جیسا کہ پیشاب میں سے صورۃً کامل طور پر مستحق ہے۔ اس لئے کہ وہ نجاست غلیظہ ہے۔ لیکن اس کے بیرونی حصہ وغیرہ کہیں ہیں ہے۔

قولہ وعظمہا۔ یعنی گھوڑے یا کسی کے گھوڑے سے۔ بیل۔ بکری وغیرہ کے پاؤں کے نیچے والی پٹھے جو کہ اصطلاح میں اس کو بڑی بھی کہا جاتا ہے اس لئے اس کا ذکر علیحدہ کیا۔ اگرچہ یہ بھی ایک قسم کی ہڈی ہے۔

قولہ وقرنہا۔ یعنی اس کی سینگ۔ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سینگ کی طرح ہڈی اور بال بھی نجس ہیں مستثنیٰ طور پر ان کو ملنگ سے ذکر کیا کہ یہ دونوں پاک ہیں۔

قولہ ولبن لم یؤکل۔ یعنی اس کی حالت میں اگر کسی کے دانت گر جائیں تو اس کو وہیں منہ میں رکھ کر اگر نماز پڑھے تو جائز ہے۔ البتہ دانت کے گرنے سے اگر خون نکل کر منہ جانے تو دوسری بات ہے۔ یا بلغم وغیرہ ملوث ہو جائے تو باہر نکال پھینکنے کے بعد پھر نماز درست ہیں۔ اس لئے کہ وہ بھی اس سے کبھی زائل ہی جگہ میں ہوتا ہے تو جائز ہے۔

شئ قولہ لامکان الخ۔ یہ علت اخیر ہے۔ اور امکان مقصد یہ ہے کہ ہمارے امام کے نزدیک اختلاف قول شاذ ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ دانت ہڈی سے پاک ہونا یا ہڈی ہونے کی صورت میں حسن یعنی احساس کامل ہے یا غیر احساس کامل؟ صحیح یہ ہے کہ دانت ہڈی ہے لا یحس احساس کامل ہے۔

فصل

فان قيل يجب ان لا يكون بين سؤر ما كول اللحم وغير ما كول اللحم فرق لانه ان اعتبر اللحم
لحم كل واحد منهما طاهر الا ترى ان غير ما كول اللحم لو لم يكن نجس العين اذا ذكي يكون
لحمه طاهرا وان اعتبر ان لحمه مخلوط بالدم ان كول اللحم وغيره في ذلك سواء فلم حرمة
اذا لم تكن للكراهة فانها اية النجاسة لكن فيه شبهة ان النجاسة لاختلاط الدم باللحم
او لولا ذلك بل يكون نجاسته لذاته لكان نجس العين وليس كذلك فغير ما كول اللحم
اذا كان حيا لعدم ما به متولد من اللحم الحرام المخلوط بالدم فيكون نجسا لاجتماع الامرين
وهما الحرمة والاختلاط بالدم اما اذا مات ما كول اللحم فلم يوجد الا احدهما وهو الاختلاط بالدم
فلم يوجب سؤره الا ان هذا بالعفو لانه افراز ضعيفة اذ الدم المستقر في موضعه لم يخط

ترجمہ ۔ پھر اگر کہا جائے کہ کیوں نہ ہو ہر حرام گوشت والے کا جھوٹا ناپاک ہو جیسا کہ کتے کا جھوٹا ناپاک ہے اور
گوشت پاک ہے۔ پھر جواب دیا جائے گا کہ حرام گوشت والے کا جھوٹا ناپاک ہونا اس وجہ سے ہے کہ اس کا گوشت ناپاک ہے۔ اگر گوشت کی حرمت
کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔
بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ گوشت کے ساتھ خون ملا ہوا ہوتا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔
ہوا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔
ہوا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔ اگر گوشت کی حرمت کی وجہ سے ہوتا تو گوشت پاک ہوتا ہے۔

حل لغات ۔ مشہ ۲ یعنی ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو
ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو
ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو ۔ ہر وہ جانور جو ہو ہر شکوب ہو

له حكم النجاسة في الحي ولو لم يكن حيوانا فان لم يكن مدركي كان نجسا سواء كان ماكول اللحم او غيره لانه ميتة بالثوت حراما لانه لا لحرمة موجودة مع اختلاط الدم المسفوح فيكون نجسا فان كان مدركي كان طاهرا الا في ماكول اللحم فانه لم يوجد الحرمة ولا اختلاط الدم والحي غير ماكول اللحم فانه لم يوجد الاجتناب والحرمة للحرمة غير كافية في النجاسة على ظاهر انها اثبتت باجتماع الامرين فلي عدم الصلاة الا بنبيذ التمر قال ابو حنيفة رحمه الله لا وضوء به فقط وابو يوسف رحمه الله الزمه لحسب ومحمد رحمه الله والخلاف في نبيذ هو حلو رقيق يسيل كالماء قاذا اشتد وصار مسكرا لا يتوضأ به اجماعا.

حل اللغات: ميتة - مردار - ثوت - مرنا - مسفوح - بہتا ہوا - نبيذ - کھجور یا کشمش کا پانی جو میٹھا ہو - مسكر - نشہ آور - اجماعا - اتفاق سے -

---

صورت مسئلہ: مذکی اور میتہ کی تعریف کے بعد ان کے احکام بیان کئے جا رہے ہیں - مذکی کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ماکول اللحم ہو تو طاہر ہے ورنہ نجس - میتہ کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ماکول اللحم ہو تو طاہر ہے ورنہ نجس - حی کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ ماکول اللحم ہو تو طاہر ہے ورنہ نجس -

قولہ فان لم يكن مدركي الخ: یعنی اگر مذکی نہ ہو بلکہ میتہ ہو تو نجس ہے خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم - اس لئے کہ میتہ کی حرمت اور نجاست دونوں کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب میتہ میں پایا جاتا ہے - اس لئے میتہ نجس ہے -

قولہ فان كان مدركي كان طاهرا الا في ماكول اللحم الخ: یعنی اگر مذکی ہو تو طاہر ہے مگر ماکول اللحم میں - اس لئے کہ ماکول اللحم میں حرمت اور نجاست دونوں کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب ماکول اللحم میں پایا جاتا ہے - اس لئے ماکول اللحم نجس ہے - اور غیر ماکول اللحم میں حرمت کا سبب نہیں پایا جاتا - اس لئے غیر ماکول اللحم طاہر ہے -

قولہ والحي غير ماكول اللحم الخ: یعنی حی غیر ماکول اللحم طاہر ہے - اس لئے کہ اس میں حرمت اور نجاست دونوں کا سبب نہیں پایا جاتا - حرمت کا سبب نہیں پایا جاتا اس لئے کہ حرمت کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب حی میں نہیں پایا جاتا - نجاست کا سبب نہیں پایا جاتا اس لئے کہ نجاست کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب حی میں نہیں پایا جاتا -

قولہ والحرمة للحرمة غير كافية في النجاسة الخ: یعنی حرمت نجاست کے لئے کافی نہیں ہے - اس لئے کہ حرمت اور نجاست کے اسباب الگ الگ ہیں - حرمت کا سبب دم مسفوح ہے - اور نجاست کا سبب بھی دم مسفوح ہے - اور یہ سبب ماکول اللحم میں پایا جاتا ہے - اس لئے ماکول اللحم نجس ہے - اور غیر ماکول اللحم میں حرمت کا سبب نہیں پایا جاتا - اس لئے غیر ماکول اللحم طاہر ہے -

قولہ على ظاهر انها اثبتت الخ: یعنی ظاہر یہ ہے کہ حرمت اور نجاست دونوں کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب ماکول اللحم میں پایا جاتا ہے - اس لئے ماکول اللحم نجس ہے - اور غیر ماکول اللحم میں حرمت کا سبب نہیں پایا جاتا - اس لئے غیر ماکول اللحم طاہر ہے -

قولہ فلي عدم الصلاة الا بنبيذ التمر الخ: یعنی نبیذ تمر کے بغیر نماز نہیں ہوتی - اس لئے کہ نبیذ تمر میں نجاست کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب نبیذ تمر میں پایا جاتا ہے - اس لئے نبیذ تمر نجس ہے - اور نجس سے نماز نہیں ہوتی -

قولہ قال ابو حنيفة رحمه الله لا وضوء به فقط الخ: یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نبیذ تمر سے وضو نہیں ہوتا - اس لئے کہ نبیذ تمر میں نجاست کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب نبیذ تمر میں پایا جاتا ہے - اس لئے نبیذ تمر نجس ہے - اور نجس سے وضو نہیں ہوتا -

قولہ وابو يوسف رحمه الله الزمه لحسب الخ: یعنی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نبیذ تمر سے وضو ہوتا ہے - اس لئے کہ نبیذ تمر میں نجاست کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب نبیذ تمر میں پایا جاتا ہے - اس لئے نبیذ تمر نجس ہے - اور نجس سے وضو ہوتا ہے -

قولہ ومحمد رحمه الله والخلاف في نبيذ هو حلو رقيق يسيل كالماء الخ: یعنی امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک نبیذ تمر سے وضو ہوتا ہے - اس لئے کہ نبیذ تمر میں نجاست کا سبب دم مسفوح ہے - اور یہ سبب نبیذ تمر میں پایا جاتا ہے - اس لئے نبیذ تمر نجس ہے - اور نجس سے وضو ہوتا ہے -

باب التیمم

هو لحدث وجنب وحائض ونفساء ثم يقدروا على الماء اى على ماء يكفى لطهارته حتى اذا كان للجنب ماء يكفى للوضوء لا للغسل يتيمم ولا يجب عليه الوضوء عندنا خلافا للشافعي اما اذا كان من الجنابة حدث يوجب الوضوء يجب عليه الوضوء فالتيمم للجنابة بالاتفاق واما اذا كان للحدث ماء يكفى لغسل بعض اعضائه فالملاف ثابت ايضا لبعد وميله الميل ثلث الفرسخ وقيل ثلثة الاف ذراع وخمس مائة الى اربعة الاف.

ترجمہ ۔۔۔ ہو حدث سے جنب سے حائض سے نفساء سے ثم یقدروا علی الماء ای علی ماء یکفی لطہارتہ حتی اذا کان للجنب ماء یکفی للوضوء لا للغسل یتیمم ولا یجب علیہ الوضوء عندنا خلافا للشافعی اما اذا کان من الجنابۃ حدث یوجب الوضوء یجب علیہ الوضوء فالتیمم للجنابۃ بالاتفاق واما اذا کان للحدث ماء یکفی لغسل بعض اعضائہ فالملاف ثابت ایضا لبعد وہو میلہ الیل ثلث الفرسخ وقیل ثلثۃ الاف ذراع وخمس مائۃ الی اربعۃ الاف۔

لغات: ۔۔۔ تیمم ۔۔۔ ہو حدث ۔۔۔ جنب ۔۔۔ حائض ۔۔۔ نفساء ۔۔۔ یقدروا ۔۔۔ ماء ۔۔۔ یکفی ۔۔۔ لطہارتہ ۔۔۔ یتیمم ۔۔۔ یجب ۔۔۔ الوضوء ۔۔۔ الغسل ۔۔۔ بعض ۔۔۔ اعضائہ ۔۔۔ ثابت ۔۔۔ بعد ۔۔۔ میلہ ۔۔۔ فرسخ ۔۔۔ ذراع ۔۔۔ خمس ۔۔۔ مائۃ ۔۔۔ اربعۃ ۔۔۔ الاف۔

ترکیب: ۔۔۔ ہو حدث ۔۔۔ ہو ضمیر مبتدا ہے حدث اس کا خبر ہے ۔۔۔ جنب ۔۔۔ حائض ۔۔۔ نفساء ۔۔۔ ان سب کا عطف حدث پر ہے ۔۔۔ ثم یقدروا ۔۔۔ ثم حرف عطف ہے یقدروا فعل ہے ۔۔۔ علی الماء ۔۔۔ علی حرف جر ہے الماء مجرور ہے ۔۔۔ ای علی ماء یکفی لطہارتہ ۔۔۔ ای حرف تفسیر ہے علی ماء یکفی لطہارتہ ۔۔۔ علی ماء مجرور ہے ۔۔۔ یکفی لطہارتہ ۔۔۔ یکفی فعل ہے ۔۔۔ لطہارتہ ۔۔۔ لام حرف جر ہے طہارتہ مجرور ہے ۔۔۔ حتی اذا کان للجنب ماء یکفی للوضوء لا للغسل یتیمم ولا یجب علیہ الوضوء عندنا خلافا للشافعی ۔۔۔ حتی حرف جر ہے اذا کان للجنب ماء یکفی للوضوء لا للغسل یتیمم ولا یجب علیہ الوضوء عندنا خلافا للشافعی ۔۔۔

وما ذكر ظاهر الرواية وفي رواية الحسن ليس له أن يكون معه ماء كان في طرف عرفة حتى يصير مسيئا بذهابه ولو فعل كان في قدمه تفصيل وان يكون ميلين او نحوهما لا يقدر معه على استعمال الماء وان استعمل اساء لشدة خوفه حتى لا يترخص بخوف التلف صلا ثلثي الفرض بالتيمم وان خاف فوت الوقت بالطلب او خاف زيادة المرض او بطء البرء بالاستعمال تيمم ولو رأى الماء بعد ما تيمم لم يبطل تيممه لو عدما او لو حطش اي ان استعمل الماء خاف العطش او لو لم يجد الا بالشراء حتى او لو وجد الماء ثمنا وفي جب يجد الشرب جاز له التيمم الا اذا كان كثيرا يستدل على انه للشرب او الوضوء وقد الماء المعد للوضوء لم يجز له التيمم

على المتكلات ... ...

وسنة الزوائد المتصلة بكسر هذا ولا يجوز لتيمم ونحو الله كالدلو ونحوها أو خرق فوت

صلوة العيد في الابتداء أي إذا خاف فوت صلوة العيد جاز له التيمم ويترخص فيها

هذه بالاتفاق وبعد الشروع متوضئا والحديث لنساء أي إذا شرع في صلوة العيد متوضئا

ثم سبقه الحدث ويخاف منه أن توضأ يفوته العيد جاز له أن يتيمم للبناء وهذا عند

أبي حنيفة رحمه الله وقالا رحمهما الله يتوضأ ويتيمم وسبقه الحدث جاز به التيمم للبناء بالاتفاق

قوله هو الحدث سبق الفرض به حدثه وهو بقدر والصفة للحدث وما بعده كالجنب أي

وغيره وقوله بعد الصلاة المعطوف متعلق بقوله لم يقدر وأول الابتداء متعلق

بالتيمم أقدره بتيمم نحو فوت صلوة العيد في الابتداء وبعد الشروع متوضئا مرتبة

حل المشكلات - قوله وهو الحدث السابق الخ يعني صورة كون الحدث مانعا من الصلوة هو أن يكون

قوله وقوله بعد الصلاة الخ يعني أن قوله بعد الصلاة متعلق بقوله لم يقدر وقوله في الابتداء متعلق بالتيمم

على كل ظاهر متصل بالارض من جنسها كالتراب والرمل والحجر وكذا بالكحل و الزرنيخ ومكان الدهب والفضة لا يجوز التيمم اذا كان المسجونين فان كانا غير مسجونين يتيممان بالتراب يجوز بالحصة والسعير ان كان عليهما غبار يجوز ولا يجوز على مكان كان فيه نجاسة وقد زال اثره ويجوز الصلوة فيه ولا يجوز بالثلج وهذا عند ابي حنيفة رحمه الله وأما عند ابي يوسف فلا يجوز لا بالتراب ولا بالرمل وعند محمد لا يجوز الا بالتراب ولو بلا يقع وعليه اي على الثلج ولو كان رقيقا او وقع حائضا او كان حنطة فاصاب على وجهه و ذراعيه غبار لا يجزيه حتى يمسح بهما وجهه.

ترجمہ ۔۔۔ (اور تیمم جائز ہے) ہر اس ظاہر پر جو کہ جنس زمین سے ہو جیسے مٹی، ریت اور پتھر اسی طرح سرمہ اور زرنیخ اسی طرح سونے اور چاندی کی کانیں بھی ہیں۔ اگر قیدی حضرات کے پاس یہ چیزیں ہوں تو تیمم جائز نہیں ہے۔ اگر وہ قیدی نہ ہوں تو تیمم جائز ہے۔ اگر قیدی حضرات کے پاس مٹی ہو تو تیمم جائز ہے۔ اگر مٹی پر نجاست لگی ہو اور اب وہ نجاست زائل ہو چکی ہو تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ برف پر تیمم جائز نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہی حکم ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک برف پر تیمم جائز نہیں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مٹی کے علاوہ پر تیمم جائز نہیں ہے۔ اگرچہ اس پر کچھ نہ ہو۔ اگر برف پتلی ہو یا حائضہ پر گری ہو یا گندم پر گری ہو اور اس کے چہرے اور ہاتھوں پر غبار لگا ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں ہے جب تک کہ اس سے چہرہ اور ہاتھوں کا مسح نہ کر لے۔

حل لغات کا ۔۔۔ قولہ من جنس الارض ۔۔۔ یعنی وہ چیز جو زمین کی جنس سے ہو اگرچہ زمین نہ ہو جیسے کوئلہ وغیرہ۔ قولہ الزرنیخ ۔۔۔ ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ قولہ الحصة ۔۔۔ چھوٹی کنکریاں۔ قولہ السعير ۔۔۔ ریت۔ قولہ لا يقع ۔۔۔ یعنی برف پتلی نہ ہو۔ قولہ حائضا ۔۔۔ یعنی حائضہ عورت کے اوپر برف گری ہو۔ قولہ او كان حنطة ۔۔۔ یعنی گندم پر برف گری ہو۔ قولہ فاصاب ۔۔۔ یعنی برف کا پانی گندم پر گرا ہو۔ قولہ على وجهه ۔۔۔ یعنی اس کے چہرے پر۔ قولہ و ذراعيه ۔۔۔ یعنی اس کے ہاتھوں پر۔ قولہ غبار ۔۔۔ یعنی گندم کا غبار۔ قولہ لا يجزيه ۔۔۔ یعنی اس سے تیمم جائز نہیں ہے۔ قولہ حتى يمسح ۔۔۔ یعنی جب تک کہ اس سے مسح نہ کر لے۔ قولہ بهما ۔۔۔ یعنی چہرہ اور ہاتھوں کا۔

شرح ۔۔۔ قولہ من جنس الارض ۔۔۔ یعنی وہ چیز جو زمین کی جنس سے ہو اگرچہ زمین نہ ہو جیسے کوئلہ وغیرہ۔ قولہ الزرنیخ ۔۔۔ ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے جو سرخ رنگ کا ہوتا ہے۔ قولہ الحصة ۔۔۔ چھوٹی کنکریاں۔ قولہ السعير ۔۔۔ ریت۔ قولہ لا يقع ۔۔۔ یعنی برف پتلی نہ ہو۔ قولہ حائضا ۔۔۔ یعنی حائضہ عورت کے اوپر برف گری ہو۔ قولہ او كان حنطة ۔۔۔ یعنی گندم پر برف گری ہو۔ قولہ فاصاب ۔۔۔ یعنی برف کا پانی گندم پر گرا ہو۔ قولہ على وجهه ۔۔۔ یعنی اس کے چہرے پر۔ قولہ و ذراعيه ۔۔۔ یعنی اس کے ہاتھوں پر۔ قولہ غبار ۔۔۔ یعنی گندم کا غبار۔ قولہ لا يجزيه ۔۔۔ یعنی اس سے تیمم جائز نہیں ہے۔ قولہ حتى يمسح ۔۔۔ یعنی جب تک کہ اس سے مسح نہ کر لے۔ قولہ بهما ۔۔۔ یعنی چہرہ اور ہاتھوں کا۔

ولا تجوز صلاة التيمم لمن قدر على استعمال الماء قبل الصلاة أو في الصلاة

يعني من حدث فوجب الغسل كالجنب والحائض والنفساء أو وجب الوضوء وهو يقدر على استعمال الماء

فهو على هذا إذا رأى الماء في خلال الصلاة بطل تيممه وعليه أن يتوضأ ويستقبل الصلاة

أي لا يجوز الصلاة بهذا التيمم عند أبي حنيفة رحمه الله وقال أبو يوسف ومحمد يشترط صحة التيمم

في حق جواز الصلاة أن يرى قريبه مقصوده سواء كان قبل الصلاة أو في الصلاة

كالاستسقاء عند أبي حنيفة رحمه الله لا تصح الإشارة على تيمم لصلاة الجنازة أو صلاة

التلاوة فيجوز هذا التيمم لصلاة الفريضة أو النافلة ومن تيمم لمس المصحف أو دخول المسجد

به الصلاة لأنه ليس له قربة مقصودة لكن يجوز له مس المصحف ودخول المسجد.

وبعد صبه من ماء صبه حتى اذا صفى بعد ثم عطاه يتقص نجسه الا ان لا
يبيد ما صفى وقبل طنبه حلوا ما لها كذا ذكره الهندوانية وذكر في المبسوط انه
لو لم يطلب حتى صفى لم يجز لانه لما صب اول مرة وفي موضع آخر من المبسوط انه كان
مع رفيقه ما عطيه في بيانه الاعلى قول حسن بن زياد فانه يقول السؤال ذل وفيه بعض
الحرج ولم يشرع التيمم الا لدفع الحرج ولكنا نقول ماء الطهارة مبذول عادة وليس في
سؤال ما يحتاج اليه عادة فقد سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم بعض حوائجه من غيره

ترجمہ ۔ ۔ ۔

وفي نوادر ابن سماعة عن محمد رحمه الله مسافر زار قبر محرم فصلى الصبح وقعد يدعو حتى طلعت الشمس ثم قام فصلى ركعتين فظن أنه لا يجزيه أو شك فصلى على صلوته لأنه لم يخرج من الصلوة بالشك بخلاف ما لو أكل ناسيا بعد الصلوة ولم يطل وتيمم حيث لا يجب لأنه يستقبح أن يشتغل بأمر الفضيلة وقد انجبرت كوارثها فيهما وإن طال على ما عليه يعيد الصلوة وطال المدة ثم قال في الزيادات فإذا فرغ من صلوته فأتاه إنسان فأخبره أنه بقي من المثل وهو ذاكر عليه استأنف الصلوة وإن بقي قيد ركعة إن بقي شيء أعلى لكن ينقص تربيعه الآن أقول إن أردت أن تستوعب الأقسام فكلها يأتي علم أنه لو رأى لماء خارج الصلوة وصلى ولم يأس بعد الصلوة يظهر التحريم لقدرة المعنى ما ذكرنا في الصلوة سواء طال على ما عليه الإعادة أو لا وعلى ما قلنا فيما إذا صلى ثالثة المتيمم.

قوله ... [illegible] ... قوله ... [illegible] ... قوله ... [illegible] ...

وان رأى في الصلوة ولم يدر صلى ام لا فانه يمضي في صلوته ولا يسأل وصلى ثم سأله فان أكثر ظنه بطلت صلوته وان لم تكن له غلبة ظن لا يعيد ولم يسأل وان رأى في الصلوة فكما ذكرنا في الزيادات لكن يبقى صورتان احدهما انه قطع الصلوة فيها اذا ظن انه توضأ فسأله فان أكثر ظنه بطل تيمم وان لا فهو باق والثاني اتم الصلوة فيها اذا ظن انه يصلي ثم سأله فان أكثر ظنه بطل صلوته وان لا فظاهر الرواية انه كان خلاف ما في مسألة التحري ان القبلة جهة التحري اصابة او خطأ حكما ولو على حقيقة القدرة والعجز فتيممه اذا ظن عدمها ثم رأى الماء فظاهر الرواية انه ليس بشيء

قال الشارح: ... لأن الظاهر ... وهو ما ذكره ... وقال ... وهو ما ذكره ... وقال ... وهو ما ذكره ... وقال

ويصلي بصلاتهن فرض، ثم قال: هذا مذهبي، ولا نعلم فيه خلافا بين أحد من أهل العلم، وقد ذكرنا عن علي ما قد ذكرنا، وعن ابن عباس ما قد ذكرنا، وعن عائشة ما قد ذكرنا، وعن عمر ما قد ذكرنا، وعن عثمان ما قد ذكرنا، وعن أبي هريرة ما قد ذكرنا، وعن أبي الدرداء ما قد ذكرنا، وعن أبي أمامة ما قد ذكرنا، وعن أبي سعيد ما قد ذكرنا، وعن أبي موسى ما قد ذكرنا، وعن أبي بكرة ما قد ذكرنا، وعن أبي ذر

والاصل ان النعسة من جنس الحدث حقيقة وبيانه ان النوم لاتم عمل النعسة ولا
النعس ولهذا ينقض الوضوء ثم يعود الى الحدث تنقض نعسته في حق النعسة بالنوم
هذا اذا نعس نعسة ثم نعس اخرى اما اذا نام نوم نعسة ثم احدث فنام النوم الحدث ثم
وجد السبب وكذلك الموجى نفسه كما ذكرنا والنوم ينقض الوضوء بأي حديث كان النوم الحدث
فوجد السبب ثم كفى النعسة الوضوء فظاهر والا لم يكف لاحدهما ينقض نعسته
ينتقل الحال الى النعسة تقليلا للجنابة وينقض الحدث والكفى النعسة الوضوء
ينقض نعسته وبقيل النعسة وتنقض الحدث والكفى الوضوء لا النعسة نعسته
الى وجه الوضوء والكفى الكل والاصل ان ما ينقض الوضوء ينقض النعسة وتنقض الحدث.

فان توضأ به جاز ويعيد يتيمم ولو تيمم يتوضأ به ولكن لو ذكر أنه تيمم لحدث ثم مر به
الى اللمحة هل يعيد التيمم اختلفا في رواية الزيادات يعيد وفي رواية الأصل لا ثم تما
يثبت القدرة ذا لم يكن معه ماء الى جنبه اصبر حتى اذا كان على بدنه او ثوبه نجاسة
يصرفه الى النجاسة ثم القدرة يثبت بطريق الإباحة وبطريق التملك فان قال صاحب
الماء لجماعة من المتيممين ليتوضأ بهذا الماء ايكم شاء على الانفراد والماء يكفي لكل
واحد منفردا ينتقض تيمم كل واحد منهم اذا توضأ به ويعيد يعيد الباقون تيمم ثبوت
القدرة لكل واحد على الانفراد ولما ان قال هذا الماء لكم تقضوا لا ينتقض تيممهم

ترجمہ ... پس اگر وضو کرے ساتھ اس کے جائز ہے اور لوٹائے گا۔ اگر تیمم کیا ہو تو وضو کرے ساتھ اس کے اگر یاد کرے کہ تیمم کیا تھا حدث کے واسطے پھر جب پہنچا ساتھ پانی کے تو اختلاف کیا ہے اس میں روایت زیادات میں لوٹائے گا اور روایت اصل میں نہیں لوٹائے گا۔ اور اصل یہی مسئلہ ہے کہ ذکر کیا ہے۔ پھر جب ثابت ہوئی قدرت اس کے ساتھ کہ نہ ہو پانی اس کے پاس مگر پہلو میں اس کے تو صبر کرے یہاں تک کہ جب ہو اس کے بدن پر یا کپڑے پر اس کے نجاست تو پھیرے اس کو طرف نجاست کے پھر ثابت ہوئی قدرت ساتھ طریق اباحت کے اور ساتھ طریق ملک کے۔ پس اگر کہے صاحب پانی کا ایک جماعت کو متیممین کو کہ وضو کرے ساتھ اس پانی کے جو تم میں سے چاہے علیحدہ علیحدہ اور پانی کفایت کرتا ہے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ تو ٹوٹ جائے گا تیمم ہر ایک کا جس نے وضو کیا ساتھ اس پانی کے اور لوٹائیں گے نماز جو پڑھی ہے ساتھ تیمم کے باقی لوگ۔ پھر ثابت ہوئی قدرت ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ اور جب کہا کہ یہ پانی تمہارا ہے تو نہیں ٹوٹتا تیمم تمہارا۔

حل اللغات ... قولہ اصبر حتی اذا کان الخ ... یہ اس کا جواب ہے جو کہتا ہے کہ جب تک کہ نجاست پر پانی نہ پہنچے تو اس نے ابھی تک قدرت حاصل نہیں کی تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدث اصغر کیلئے ایک ہی بہنا کافی ہے اور حدث اکبر کے لئے بہنا ضروری ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ وضو اور غسل کے لئے حکم کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وضو کے لئے تو پانی کا ہونا ضروری ہے اور غسل کے لئے پانی کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے لئے تو بہنا ضروری ہے۔

قولہ ثم القدرة تثبت الخ ... یہ اس کا جواب ہے کہ جو کہتا ہے کہ جب تک پانی پر قدرت نہ ہو تو تیمم نہیں ٹوٹتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ پانی پر قدرت دو طریقوں سے ثابت ہوتی ہے ایک طریق اباحت کا ہے اور دوسرا طریق ملک کا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی جماعت سے کہے کہ تم میں سے جو چاہے اس پانی سے وضو کرے تو اس سے ان کے تیمم نہیں ٹوٹتے ہیں اور اگر کہے کہ یہ پانی تمہارا ہے تو ان کے تیمم ٹوٹ جائیں گے۔ اس کی تفصیل صفحہ پر آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

قولہ او ثوبه نجاسة الخ ... یہ اس کا جواب ہے کہ جو کہتا ہے کہ جب تک پانی نجاست کے پاس نہ پہنچے تو اس نے ابھی تک قدرت حاصل نہیں کی ہے۔ جواب یہ ہے کہ قدرت دو طریقوں سے ثابت ہوتی ہے ایک طریق اباحت کا ہے اور دوسرا طریق ملک کا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی جماعت سے کہے کہ تم میں سے جو چاہے اس پانی سے وضو کرے تو اس سے ان کے تیمم نہیں ٹوٹتے ہیں اور اگر کہے کہ یہ پانی تمہارا ہے تو ان کے تیمم ٹوٹ جائیں گے۔ اس کی تفصیل صفحہ پر آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

اما عندهما فلان هبة المشاع فيما يحتمل القسمة غير صحيحة وعند محمد تصح لان القسمة ليست بشرط لصحة الهبة عنده وهذا الخلاف على عكس الخلاف الذي مر في الصدقة وعند ابي حنيفة رحمه الله الشيوع لا يمنع صحة الهبة فيما لا يحتمل القسمة كالبيت الواحد ومن شرط تمام الهبة القبض لقوله عليه السلام لا هبة الا مقبوضة ولان الهبة تبطل بالشيوع الطارئ فكذا بالمقارن بطريق الاولى ثم القبض الكامل ان كان الموهوب مشغولا بمتاع الواهب او بمتاع غيره بامره او بمتاع نفسه لا يتم الا بالتخلية والتخلية ان يخلي بينه وبين الموهوب بحيث يتمكن من القبض من غير مانع ولا حائل ولا شاغل ولا يشترط نقله عن مكانه وان كان مشغولا بمتاع الواهب لا يتم الا بالنقل والتحويل حتى لو وهب طعاما في بيت الواهب او دابة عليها حمله او دارا فيها متاعه او دابة فيها حمله او دارا فيها متاعه او دابة فيها حمله لا يتم الا بالنقل والتحويل وان كان مشغولا بمتاع نفسه لا يتم الا بالتفريغ والتسليم ثم ان لم يعلم المتهب بالهبة حتى تم التسليم ثم علم لا يعتد بذلك القبض لان القبض انما يعتد به اذا كان بعلم المتهب لان القبض بدون العلم لا يتحقق لان القبض هو التناول وهو الاخذ والاخذ بدون العلم لا يتحقق.

ترجمہ: ... صاحبین کے نزدیک مشاع ہبہ کرنا جو تقسیم کا احتمال رکھتا ہو صحیح نہیں ہے۔ محمد کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ تقسیم ہبہ کی صحت کی شرط نہیں ہے۔ اور یہ اختلاف اس اختلاف کے برعکس ہے جو صدقہ میں گزرا۔ ابوحنیفہ کے نزدیک شیوع ہبہ کی صحت سے مانع نہیں ہے جو تقسیم کا احتمال نہ رکھتا ہو جیسے ایک کمرہ۔ اور ہبہ کے تمام ہونے کی شرط قبض ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہبہ نہیں ہے مگر قبضہ کیا ہوا۔ اور اس لئے بھی کہ ہبہ شیوع طارئ سے باطل ہو جاتا ہے تو مقارن سے بطریق اولیٰ باطل ہو جائے گا۔ پھر قبض کامل اگر موہوب واہب کے سامان سے یا کسی اور کے سامان سے اس کے حکم سے یا اپنے سامان سے مشغول ہو تو تمام نہیں ہوتا مگر تخلیہ سے اور تخلیہ یہ ہے کہ واہب اور موہوب کے درمیان سے ہٹ جائے اس طرح کہ موہوب کے قبض کرنے میں کوئی مانع اور حائل اور شاغل نہ رہے اور یہ شرط نہیں ہے کہ موہوب کو اس کی جگہ سے منتقل کرے اور اگر موہوب واہب کے سامان سے مشغول ہو تو تمام نہیں ہوتا مگر نقل و تحویل سے حتیٰ کہ اگر کسی نے کسی کو طعام ہبہ کیا جو واہب کے گھر میں ہو یا سواری ہبہ کی جس پر اس کا بوجھ لدا ہوا ہو یا گھر ہبہ کیا جس میں اس کا سامان ہو یا سواری ہبہ کی جس پر اس کا بوجھ لدا ہوا ہو یا گھر ہبہ کیا جس میں اس کا سامان ہو تو ہبہ تمام نہیں ہوتا مگر نقل و تحویل سے اور اگر موہوب اپنے سامان سے مشغول ہو تو تمام نہیں ہوتا مگر تفریغ و تسلیم سے پھر اگر موہوب لہ کو ہبہ کا علم نہ ہو حتیٰ کہ تسلیم تمام ہو گئی پھر اس کو علم ہوا تو اس قبض کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ قبض کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے جب موہوب لہ کے علم کے ساتھ ہو کیونکہ علم کے بغیر قبض متحقق نہیں ہوتا کیونکہ قبض تناول ہے اور وہ اخذ ہے اور اخذ علم کے بغیر متحقق نہیں ہوتا۔

حل لغات: ... [illegible]

وندب لراجیہ ای لراجی الماء ان یؤخر صلاتہ الی آخر الوقت ملوصلی بالتیمم فی اول الوقت ثم وجد الماء فی الوقت بطلت لا یعید الصلوٰۃ ویجب طلبہ ندبا فلوۃ لوطنہ قریبا والا فلغلوۃ مقدار ثلثمائۃ ذراع الی اربع مائۃ وعن ابی یوسف انہ اذا کان الماء بحیث لو ذھب الیہ ولو أتی ذھب القافلۃ وتجب عن بصیرۃ کان بعید اجاز لہ التیمم قال صاحب المحیط ھذا حسن جدا ولو نسیہ مسافر فی رحلہ وصلی تیمما ثم ذکرہ فی الوقت لم یعد الا فی قول ابی یوسف کوالخلاف فیما اذا وضعہ بنفسہ لو وضعہ غیرہ بامرہ اما اذا وضعہ غیرہ وھو لا یعلم فقد قیل یجوز التیمم اتفاقا وقیل الخلاف فی الوجھین کذا فی الھدایۃ۔

ترجمہ ۔۔۔ اور پانی کی امید رکھنے والے کے لئے مستحب ہے کہ نماز کو آخر وقت تک مؤخر کرے پس اگر آخر وقت میں نماز پڑھی تیمم کے ساتھ اول وقت میں پانی کو پالیا تو نماز کا اعادہ نہیں کرے گا اور پانی کا طلب کرنا اس کے لئے مستحب ہے پس اگر پانی اس کے وطن کے قریب ہو تو اس کے لئے طلب کرنا واجب ہے اور اگر وطن سے دور ہو تو اس کے لئے طلب کرنا واجب نہیں ہے اور دور ہونے کی مقدار تین سو ہاتھ سے چار سو ہاتھ تک ہے اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر پانی اس جگہ پر ہو کہ اگر وہ پانی کی طرف جائے تو قافلہ چلا جائے گا اور اگر وہ قافلہ کے پیچھے جائے تو پانی کو نہ پائے گا تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے صاحب محیط نے کہا کہ یہ بہت اچھا ہے اور اگر مسافر کو اس کے کجاوہ میں پانی بھولے سے رکھا ہوا ہو اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر وقت میں اس کو یاد آجائے تو امام ابو یوسف کے نزدیک نماز کا اعادہ نہیں کرے گا اور اس میں اختلاف ہے جب کہ اس نے خود پانی کو رکھا ہو اور اگر دوسرے نے اس کے حکم سے رکھا ہو اور اس کو علم نہ ہو تو بعض نے کہا کہ اس صورت میں بالاتفاق تیمم جائز ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں صورتوں میں اختلاف ہے ہدایہ میں اسی طرح ہے۔

قولہ فلیستحب ۔۔۔ اور وہ سب امور جو ہم نے ذکر کئے ہیں جب پانی کی امید رکھنے والے کے لئے مستحب ہیں تو جس کو پانی کی امید نہ ہو اس کے لئے بدرجہ اولیٰ مستحب ہیں۔ قولہ فلوصلی بالتیمم فی اول الوقت ثم وجد الماء فی الوقت بطلت الخ ۔۔۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر اول وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت کے اندر پانی مل گیا تو نماز باطل ہو جائے گی اور اعادہ کرنا ہوگا اور اس پر اجماع ہے اور اگر وقت کے بعد پانی ملا تو اعادہ نہیں ہے۔ قولہ ویجب طلبہ ندبا فلوۃ لوطنہ قریبا والا فلغلوۃ الخ ۔۔۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر پانی اپنے وطن کے قریب ہو تو اس کا طلب کرنا واجب ہے اور اگر دور ہو تو مستحب ہے اور اگر پانی کا گمان ہو تو طلب کرنا واجب ہے اور اگر گمان نہ ہو تو طلب کرنا مستحب ہے۔ اور اگر گمان ہو کہ پانی قریب ہے لیکن اس کے پاس جانے سے قافلہ چلا جائے گا تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے اور اگر گمان ہو کہ پانی دور ہے لیکن اس کے پاس جانے سے قافلہ نہیں چلا جائے گا تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز نہیں ہے اور اگر پانی اس کے کجاوہ میں رکھا ہوا ہو اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر وقت میں اس کو یاد آجائے تو امام ابو یوسف کے نزدیک نماز کا اعادہ نہیں کرے گا اور اس میں اختلاف ہے جب کہ اس نے خود پانی کو رکھا ہو اور اگر دوسرے نے اس کے حکم سے رکھا ہو اور اس کو علم نہ ہو تو بعض نے کہا کہ اس صورت میں بالاتفاق تیمم جائز ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں صورتوں میں اختلاف ہے ہدایہ میں اسی طرح ہے۔

ویجب ان یعلم ان المانع عن الوضوء اذا کان من جهة العباد کاسیر یمنعه الکفار عن الوضوء او محبوس فی السجن والذی قیل له ان توضأت قتلناك فیجوز له التیمم لکن اذا زال المانع ینبغی ان یعید الصلوٰة کذا فی الذخیرة۔

ترجمہ:۔ اور یہ بات معلوم کرنا ضروری ہے کہ وضو سے منع کرنے والا اگر بندے کی طرف سے ہے جیسے کفار کے پاس اسیر قیدی کو کہ کفار وضو کرنے سے منع کرتے ہیں یا قیدی ہے اس کو منع کرے اور وہ شخص جس کو کہا گیا کہ اگر تو نے وضو کیا تو تجھ کو قتل کر دیں گے ایسے لوگوں کے لئے تیمم جائز ہے۔ لیکن جب مانع زائل ہو جائے تو نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے، ذخیرہ الفتین میں ایسا ہی ہے۔

حل المشکلات:۔ شارح نے یہ کہہ کر یہ بیان کیا ہے کہ تیمم کو جائز کرنے والی عذر کی صورتیں عام طور پر سامنے آتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ عذر جن کا سبب اللہ ہیں جیسے مرض، شدت برودت یا جس کا خوف وغیرہ۔ تو ایسی صورتوں میں تیمم کرنے اور نماز پڑھنے کے بعد اگر عذر ختم ہو جائے تو نماز کا اعادہ واجب نہیں۔ دوسری قسم وہ اعذار ہیں جو بندوں کی طرف سے ہیں۔ جیسے کافر کے ہاتھ میں قیدی کو کافر وضو کرنے سے روکے یا قید خانہ میں پانی سے روکا جائے یا وضو کرنے پر قتل یا ضرب شدید کی دھمکی دے تو ان صورتوں میں بھی تیمم جائز ہے لیکن عذر ختم ہونے پر نماز کا اعادہ لازمی ہے واللہ اعلم۔

باب المسح على الخفين

جاز بالسنة اى بالسنة المشهورة فيجوز بها الزيادة على الكتاب فى موجبه غسل الرجلين للمحدثين من عليه الغسل قبل صورته جنب تيمم للجنابة ثم احدث ومعه من الماء ما يتوضأ به توضأ به ولبس خفيه ثم مر على ما يكفى للاغتسال ولم يغتسل ثم وجد من الماء ما يتوضأ به تيمم ثانيا للجنابة وان احدث بعد ذلك توضأ ونزع خفيه.

ترجمہ: ۔۔۔ یہ [کردار] جائز ہے سنت سے یعنی سنت مشہورہ سے پس جائز ہے ساتھ اس کے زیادتی کرنا کتاب اللہ پر بسبب موجب کے دھونا دونوں پاؤں کا محدثوں کے لیے اور جس پر غسل واجب ہے اس کے لیے غسل پہلے صورت اس کی جنب تیمم کرے جنابت کے لیے پھر حدث کرے اور اس کے ساتھ پانی ہو اتنا کہ وضو کرے ساتھ اس کے تو وضو کرے ساتھ اس کے اور پہن لے موزے اپنے پھر گزرے اوپر پانی کے کہ کافی ہو غسل کے لیے اور غسل نہ کرے پھر پائے پانی کہ وضو کرے ساتھ اس کے تو تیمم کرے دوسری بار جنابت کے لیے اور اگر حدث کرے بعد اس کے تو وضو کرے اور اتارے موزے اپنے۔

حل لغات۔ ۔۔۔ قولہ جاز بالسنۃ: یہ قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے بالکتاب۔ ۔۔۔ قولہ بالسنۃ المشہورۃ: یہ قید ہے اس سنت کی جو خبر واحد نہ ہو۔ ۔۔۔ قولہ فیجوز بہا الزیادۃ علی الکتاب فی موجبہ: یہ تفریع ہے اس پر کہ جائز ہے بالسنۃ المشہورۃ۔ ۔۔۔ قولہ غسل الرجلین للمحدثین: یہ بیان ہے موجب کا۔ ۔۔۔ قولہ من علیہ الغسل قبل صورتہ جنب تیمم للجنابۃ: یہ بیان ہے صورت کا۔ ۔۔۔ قولہ ثم احدث: یہ بیان ہے حدث کا۔ ۔۔۔ قولہ ومعہ من الماء ما یتوضأ بہ توضأ بہ ولبس خفیہ: یہ بیان ہے وضو کا۔ ۔۔۔ قولہ ثم مر علی ما یکفی للاغتسال ولم یغتسل: یہ بیان ہے مسح کا۔ ۔۔۔ قولہ ثم وجد من الماء ما یتوضأ بہ تیمم ثانیا للجنابۃ: یہ بیان ہے تیمم کا۔ ۔۔۔ قولہ وان احدث بعد ذلک توضأ ونزع خفیہ: یہ بیان ہے وضو کا۔

شے قولہ: یہ قول ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے بالکتاب۔

شے قولہ: یہ قید ہے اس سنت کی جو خبر واحد نہ ہو۔

شے قولہ: یہ تفریع ہے اس پر کہ جائز ہے بالسنۃ المشہورۃ۔

شے قولہ: یہ بیان ہے موجب کا۔

شے قولہ: یہ بیان ہے صورت کا۔

شے قولہ: یہ بیان ہے حدث کا۔

شے قولہ: یہ بیان ہے وضو کا۔

شے قولہ: یہ بیان ہے مسح کا۔

شے قولہ: یہ بیان ہے تیمم کا۔

شے قولہ: یہ بیان ہے وضو کا۔

خطوطا بأصابع منفرجة يدير من أصابع الرجل الى الساق هذا صفة المسح على الوجه مسنون فلو لم يفرج الأصابع لكن مسح مقدار الواجب جاز وان مسح بأصبع واحدة ثم بلها ومسح ثانيا لم هكذا اجزاء ايضا ان مسح كل مرة غير ملصقه قبل ذلك وان مسح بالاصابع والسبحة منفرجتين جاز ايضا لان ملئيتهما مقدار اصبع اخرى وسئل عن محمد عن صفة المسح قال ان يضع اصابع يديه على مقدم خفيه ويجافي كفيه ويمدها الى الساق او يضع كفيه مع الاصابع ويمدهما جملة لكن ان مسح بروس الاصابع وجافى اصول الاصابع والكف لا يجوز لان يبتل من الخف عند ابو صع مقدار الواجب وهو مقدار ثلث اصابع هكذا ذكر في المحيط

ترجمہ: (کیفیت مسح کی) یہ ہے کہ ہاتھوں کو کھلی ہوئی انگلیوں کے ساتھ پنڈلیوں کی طرف کھینچے مسح کا مسنون طریقہ یہ ہے پس اگر انگلیوں کو کشادہ نہ رکھے لیکن مسح کی مقدار کو مسح کرے تو جائز ہے پھر فرمایا انگلی سے مسح کیا پھر اسکو تر کرکے دوبارہ مسح کیا اس طرح بھی جائز ہے اور مسح کرنا ہر مرتبہ غیر ملصقہ کے قبل ہے اور اگر انگلیوں کو ملا ہوا مسح کیا تو بھی جائز ہے اور دونوں کو کشادہ کرکے مسح کیا تو بھی جائز ہے کیونکہ دونوں انگلیوں کے برابر ایک انگلی کی مقدار ہے۔ محمد سے مسح علی الخفین کی صفت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ ہاتھوں کو انگلیوں کے ساتھ کھلا رکھے اور انگلیوں کو پنڈلیوں تک کھینچے یا ہاتھوں کو انگلیوں کے ساتھ پنڈلیوں تک کھینچے یہ دونوں طریقے جائز ہیں لیکن اگر ہتھیلیوں کے سرے سے مسح کیا اور انگلیوں کی جڑوں کو اور ہتھیلیوں کو خشک رکھا تو جائز نہیں ہوگا کیونکہ انگلیوں کے کھلے ہوئے حصے کے برابر جو کہ انگلیوں کی مقدار ہے خف سے تر نہیں ہوگا۔ محیط میں ایسا ہی ذکر کیا ہے۔

علی المسنون کیفیت۔ قولہ وھو ظاہر۔ اس کا مصداق ہر وہ طریقہ ہے جس سے مسح کا حق ادا ہو سکے خواہ اس کا حال کچھ ہو۔

قولہ فلو لم یفرج الخ۔ اس سے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وضو کرو اور موزوں پر مسح کرو تو اپنے ہاتھوں کو انگلیوں پر رکھو پھر ان کو کھینچ لو یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچ جائے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ مسح کی یہ کیفیت مسنون ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے اس لئے اس کو اختیار کرنا چاہیے۔

قولہ وان مسح الخ۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ انگلیوں کو ملا ہوا رکھنا مشقت کا باعث نہ ہو ورنہ مشقت کی وجہ سے انگلیوں کو ملا ہوا رکھنا ضروری نہیں ہوگا۔ اور اگر انگلیوں کو ملا ہوا رکھنا مشقت کا باعث ہو تو ہر مرتبہ مسح کے وقت انگلیوں کو کشادہ کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر انگلیوں کو ملا ہوا رکھنا مشقت کا باعث نہ ہو تو ہر مرتبہ مسح کے وقت انگلیوں کو کشادہ کرنا ضروری نہیں ہوگا۔ اور اگر انگلیوں کو ملا ہوا رکھنا مشقت کا باعث ہو تو ہر مرتبہ مسح کے وقت انگلیوں کو کشادہ کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر انگلیوں کو ملا ہوا رکھنا مشقت کا باعث نہ ہو تو ہر مرتبہ مسح کے وقت انگلیوں کو کشادہ کرنا ضروری نہیں ہوگا۔

قولہ ان یبتل الخ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہاتھوں کو انگلیوں سے ملا ہوا رکھنا ضروری نہیں ہے بلک

وذکر فی الذخیرۃ ان المسح بروس الاصابع یجوز لان کان الماء متقاطرا لانہ اذا کان الماء متقاطرا فانہ ینزل من اصابعہ الی ظہر القدم فکانہ اخذ ماء جدیدا وتوضأ بہ بظہر الکف جاز لکن السنۃ بیاضہا وکذا لو امتد من طرف الساق ولو مسح الماء اصابع ظاہر خفیہ حصل المسح وکذا مسح الراس وکذا الوشی فی الخشیش تابع ظاہر خفیہ ولو باطل ھو الصحیح علی ظہر خفیہ الخف حایستہ الکعب کلہ او یکون الظاہر منہ اقل من ثلث اصابع الرجل اصغرھا اما لو ظہر قدر ثلث اصابع الرجل فلا یجوز لان ھذا بمنزلۃ الخرق ولا بأس بان یکون واسعا یمشی فی رجلہ من اعلی الخف

ترجمہ ۔ ۔ ۔

لو حرم موقته اى على خفين يلبس فوق الخفين ليكون وقاية لهما من الوحل
وسجاسة وان كان من ادیم او نحوه جاز عليهما المسح سواء لبسهما منفردين
او فوق الخفين وان كان من كرباس او نحوه ان لبسهما منفردين لا يجوز وكذا
ان لبسهما على الخفين الا ان يكونا بحيث يصل بلل المسح الى الخف
الداخل ثم اذا كانا من ادیم وقد لبسهما فوق الخفين فان لبسهما بعد ما
احدث ومسح على الخفين لا يجوز المسح على الحرموقين وان لبسهما قبل
الحدث ومسح عليهما ثم نزعهما دون الخفين اعاد المسح على الخفين الداخلين -

ترجمہ:- یا۔ فرمونے کے اوپر۔ جو موزوں کے اوپر پہنا جاتا ہے تاکہ کیچڑ اور نجاست سے محفوظ رہے اور موزوں کو پائے۔ چمڑے کے ہوں یا سوتی اون کے ہوں یا کسی اور چیز کے ہوں۔ اگر فرمونے چمڑے کے ہوں تو ان پر مسح جائز ہے۔ اور اگر سوتی ہوں تو ان پر مسح جائز نہیں ہے۔ اور اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں تو اگر موزے بھی چمڑے کے ہوں تو فرمونوں کے نیچے بھی موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر موزے سوتی ہوں تو فرمونوں کے نیچے پہنے ہوں تو پھر موزوں پر مسح جائز نہیں ہوگا۔ اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنا جائے اور موزے بھی چمڑے کے ہوں تو فرمونوں کے نیچے بھی موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر موزے سوتی ہوں تو فرمونوں کے نیچے بھی موزوں پر مسح جائز نہیں ہوگا۔ اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں تو فرمونوں کے نیچے بھی موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر موزے سوتی ہوں تو فرمونوں کے نیچے بھی موزوں پر مسح جائز نہیں ہوگا۔ اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں تو فرمونوں کے نیچے بھی موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر موزے سوتی ہوں تو فرمونوں کے نیچے بھی موزوں پر مسح جائز نہیں ہوگا۔

حل اللغات:- لو حرم موقته۔ اگر فرمونے موقت۔ فرمونے کو کہتے ہیں جس کو موزے پر اس طرح سے پہنا جاتا ہے تاکہ پیر اور نجاست وغیرہ سے موزے کی حفاظت ہو اور کیچڑ وغیرہ سے بچا رہے۔ اس کو موق بھی کہتے ہیں۔ صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ نے موق کہا ہے۔ اور موق پر مسح ثابت ہے۔

لبسهما منفردين۔ اگر موزے اور فرمونے دونوں چمڑے کے ہوں تو فرمونوں کی قید ختم ہو جاتی ہے اور موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ خواہ فرمونے پہنے ہوں یا نہ پہنے ہوں۔ اور اگر موزے چمڑے کے ہوں اور فرمونے سوتی ہوں تو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر موزے سوتی ہوں اور فرمونے چمڑے کے ہوں تو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر موزے اور فرمونے دونوں سوتی ہوں تو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

الا ان يكونا بحيث يصل بلل المسح الى الخف الداخل۔ مگر یہ کہ موزے اور فرمونے ایسے ہوں کہ مسح کی تری موزوں تک پہنچ جائے۔ اور موزوں پر مسح کرنا جائز ہو جائے۔ اور اگر موزے اور فرمونے ایسے ہوں کہ مسح کی تری موزوں تک نہ پہنچ سکے اور موزوں پر مسح کرنا جائز نہ ہو۔

لبسهما بعد ما احدث۔ اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں اور فرمونے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور موزوں پر مسح کر لیا ہو اور پھر فرمونے اتار دیئے ہوں تو موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں اور فرمونے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور موزوں پر مسح کر لیا ہو اور پھر فرمونے اتار دیئے ہوں تو موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں اور فرمونے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور موزوں پر مسح کر لیا ہو اور پھر فرمونے اتار دیئے ہوں تو موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں اور فرمونے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور موزوں پر مسح کر لیا ہو اور پھر فرمونے اتار دیئے ہوں تو موزوں پر مسح جائز ہوگا۔

قال الشارح:- لو حرم موقته۔ اگر فرمونے موقت۔ فرمونے کو کہتے ہیں جس کو موزے پر اس طرح سے پہنا جاتا ہے تاکہ پیر اور نجاست وغیرہ سے موزے کی حفاظت ہو اور کیچڑ وغیرہ سے بچا رہے۔ اس کو موق بھی کہتے ہیں۔ صاحب ہدایہ علیہ الرحمۃ نے موق کہا ہے۔ اور موق پر مسح ثابت ہے۔

لبسهما منفردين۔ اگر موزے اور فرمونے دونوں چمڑے کے ہوں تو فرمونوں کی قید ختم ہو جاتی ہے اور موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ خواہ فرمونے پہنے ہوں یا نہ پہنے ہوں۔ اور اگر موزے چمڑے کے ہوں اور فرمونے سوتی ہوں تو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر موزے سوتی ہوں اور فرمونے چمڑے کے ہوں تو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر موزے اور فرمونے دونوں سوتی ہوں تو موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے۔

الا ان يكونا بحيث يصل بلل المسح الى الخف الداخل۔ مگر یہ کہ موزے اور فرمونے ایسے ہوں کہ مسح کی تری موزوں تک پہنچ جائے۔ اور موزوں پر مسح کرنا جائز ہو جائے۔ اور اگر موزے اور فرمونے ایسے ہوں کہ مسح کی تری موزوں تک نہ پہنچ سکے اور موزوں پر مسح کرنا جائز نہ ہو۔

لبسهما بعد ما احدث۔ اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں اور فرمونے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور موزوں پر مسح کر لیا ہو اور پھر فرمونے اتار دیئے ہوں تو موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں اور فرمونے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور موزوں پر مسح کر لیا ہو اور پھر فرمونے اتار دیئے ہوں تو موزوں پر مسح جائز ہوگا۔ اور اگر فرمونے موزوں کے اوپر پہنے جائیں اور موزے بھی چمڑے کے ہوں اور فرمونے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے اور موزوں پر مسح کر لیا ہو اور پھر فرمونے اتار دیئے ہوں تو موزوں پر مسح جائز ہوگا۔

بخلاف ما لو امسح علی خف ذی ثلاثین فنزع احد الطاقین لا یعید المسح علی الطاق الاخر وان نزع احد الجرموقین فعلیه ان یعید المسح علی الجرموق الاخر وعن ابی یوسف انه یخلع الجرموق الاخر ویمسح علی الخفین وجوزیه الشعبین ای بحیث یستمسک علی الساق بنفسه صفقین او مجددین حتی از کانا ثخینین غیر منعلین او مجددین لا یجوز عند ابی حنیفة رح خلافا لهما وعنه انه رجع الی قولهما وبه یفتی منیوسین علی ظهر تامر وقت بعدت.

قوله ... علی خف ذی ثلاثین ... فنزع احد الطاقین لا یعید المسح علی الطاق الاخر ... فعلیه ان یعید المسح علی الجرموق الاخر ... وعن ابی یوسف ... یخلع الجرموق الاخر ویمسح علی الخفین ... الشعبین ... صفقین او مجددین ... عند ابی حنیفة رح خلافا لهما ... رجع الی قولهما ... یفتی ...

قال مشکوات ... ثلاثین ... الطاقین ... الجرموقین ... الجرموق الاخر ... الخفین ... الشعبین ... صفقین ... مجددین ... منعلین ... مجددین ... عند ابی حنیفة رح ... رجع ... یفتی ...

شرح الوقایة

قوله ... علی خف ذی ثلاثین ... فنزع احد الطاقین لا یعید المسح علی الطاق الاخر ... فعلیه ان یعید المسح علی الجرموق الاخر ... وعن ابی یوسف ... یخلع الجرموق الاخر ویمسح علی الخفین ... الشعبین ... صفقین او مجددین ... عند ابی حنیفة رح خلافا لهما ... رجع الی قولهما ... یفتی ...

فلو توضأ وضوءً غير مرتب فغسل الرجلين ولبس الخفين ثم غسل باقي الأعضاء وتوضأ أو توضأ وضوءً مرتباً فغسل رجله اليمنى وأدخلها الخف ثم غسل رجله اليسرى وأدخلها الخف ليست له طهارة تامة في الصورة الأولى إذا لبس الخفين وفي الصورة الثانية إذا لبس اليمنى لكنهما ملبوسان على طهارة كاملة وقت الحدث فعلم أن قوله ملبوسين أحسن من عبارتهم وهي إذا لبسهما على طهارة كاملة وقت المسح لأن المراد الطهارة الكاملة وقت الحدث وعند الوقت هو إما بقاء اللبس لا زمان حدوثه فيصح أن يقال هما ملبوسان على طهارة كاملة وقت الحدث ولا يصح أن يقال لبسهما على طهارة كاملة وقت الحدث لأن الفعل يدل على الحدوث بلا دوام والاستمرار.

ترجمہ:۔ پس اگر کسی نے ترتیب وضو کو چھوڑ دیا اور پہلے پاؤں دھو کر موزے پہن لیے پھر باقی اعضاء دھوئے یا وضو کیا ترتیب سے وضو کیا پس داہنا پاؤں دھویا اور موزے پہنے پھر بایاں پاؤں دھویا اور موزہ پہنا تو ان دونوں صورتوں میں موزے پہننے کے وقت اس کو طہارت کاملہ حاصل نہیں ہوئی۔ پہلی صورت میں دونوں موزے پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہیں تھی۔ دوسری صورت میں جب داہنا موزہ پہنا تھا اس وقت تک اس کی طہارت کامل تھی لیکن دونوں موزے پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہیں تھی۔ پس معلوم ہوا کہ ان کا قول ملبوسین احسن ہے ان کی عبارت سے جس میں ہے "اذا لبسهما على طهارة كاملة وقت الحدث" کیونکہ وقت حدث سے مراد طہارت کاملہ کا وقت حدث ہے اور وقت حدث سے مراد یا تو بقاء لبس ہے یا حدوث لبس کی کسر پر بقاء کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ پس کہا جا سکتا ہے کہ ان کا قول "لبسهما على طهارة كاملة وقت الحدث" بھی صحیح ہے (اور کہا جا سکتا ہے کہ ان کا قول "لبسهما على طهارة كاملة وقت الحدث" بھی صحیح ہے) اور کہا جا سکتا ہے کہ ان کا قول "لبسهما على طهارة كاملة وقت الحدث" بھی صحیح ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ ان کا قول "لبسهما على طهارة كاملة وقت الحدث" بھی صحیح ہے۔

حل تشریح:۔ قوله في الصورة الثانية إذا لبس اليمنى الخ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اس صورت میں اگر حدث لاحق ہو جائے تو وضو میں طہارت ناقص ہے۔ قوله في الصورة الأولى إذا لبس الخفين الخ اس صورت پر محمول ہے کہ اس صورت میں اگر حدث لاحق ہو جائے تو وضو میں طہارت ناقص ہے۔ قوله لكنهما ملبوسان على طهارة كاملة وقت الحدث الخ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اس صورت میں اگر حدث لاحق ہو جائے تو وضو میں طہارت ناقص ہے۔ قوله فعلم أن قوله ملبوسين أحسن من عبارتهم الخ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اس صورت میں اگر حدث لاحق ہو جائے تو وضو میں طہارت ناقص ہے۔ قوله لأن المراد الطهارة الكاملة وقت الحدث الخ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اس صورت میں اگر حدث لاحق ہو جائے تو وضو میں طہارت ناقص ہے۔ قوله فيصح أن يقال هما ملبوسان على طهارة كاملة وقت الحدث الخ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اس صورت میں اگر حدث لاحق ہو جائے تو وضو میں طہارت ناقص ہے۔ قوله ولا يصح أن يقال لبسهما على طهارة كاملة وقت الحدث الخ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اس صورت میں اگر حدث لاحق ہو جائے تو وضو میں طہارت ناقص ہے۔

لو حلق لحيته وشاربه وبرقع ونقر رجليه نقر ما يبس الكف عنه يجلب
الصقر الأبرى ولحوه وفرضه قدر ثلث اصبع اليد من مسح رسول الله عليه السلام
كان خطوطا فعلم انها لاصابهم دون الكف وما زاد على مقدار ثلث اصبع انما هو
ماء مستعمل فلا اعتبار له فبقي مقدار ثلث اصبع ولا يفرض فيه شيء خرقانية وغيرها

ترجمہ ۔ اگر مسح کرنے والے نے اپنی داڑھی اور مونچھ منڈا لی یا ہاتھ کی ہتھیلی سے ایڑیوں کو رگڑ دیا تو اس کا مسح جائز ہے جیسا کہ باز شکاری وغیرہ کا مسح جائز ہے اور فرض مسح کا تین انگلیوں کے برابر ہے کیونکہ رسول اللہ علیہ السلام کا مسح خطوط تھا پس معلوم ہوا کہ وہ انگلیوں کا مسح تھا نہ کہ ہتھیلی کا اور جو زیادہ ہے تین انگلیوں سے وہ مستعمل پانی ہے اس کا اعتبار نہیں پس باقی تین انگلیوں کے برابر رہا اور اس میں کوئی مقدار فرض نہیں خرقانیہ وغیرہا

حل المشکلات ۔ قولہ لحیتہ ۔ لحیہ کے معنی ہیں ٹھوڑی کے نیچے کے بال اور یہ عورت کے لئے بھی ہے اور مرد کے لئے بھی اور اس کا مسح کرنا بعض ائمہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک فرض ہے اور یہ اختلاف اس وقت ہے جب کہ بال گھنے ہوں اور اگر بال پتلے ہوں تو ان کا مسح کرنا فرض ہے اور اس پر اجماع ہے اور اگر بال گھنے ہوں تو ان کا مسح کرنا سنت ہے اور اس پر اجماع ہے اور اگر بال گھنے ہوں تو ان کا مسح کرنا فرض ہے اور اس پر اجماع ہے اور اگر بال گھنے ہوں تو ان کا مسح کرنا واجب ہے اور اس پر اجماع ہے اور اگر بال گھنے ہوں تو ان کا مسح کرنا مستحب

وعلى المقيم يوم وليلة وللمسافر ثلثة ايام ولياليها من الحدث لان قوله عليه

السلام يمسح المقيم يوما وليلة والمسافر ثلثة ايام ولياليها لحديث الخ وجواز المسح في

المدة المذكورة وقت الحدث لا احتياج الى المسح في الزمان الذي يحتاج فيه الى

المسح وهو من وقت الحدث مقدر بالمقدار المذكور وينقضه بنواقض الوضوء وبنزع الخف

ذكر لفظ الواحد ولم يقل بنزع الخفين ليفيد ان نزع احدهما ناقض فلذا قال او نزع احدهما

وجب غسل احدى الرجلين لوجب غسل الاخرى لان الجمع بين الغسل والمسح وكذا

ان دخل الماء احد خفيه حتى صار جميع الرجل مغسولا وان اصاب الماء اكثرها

فكذا عند الفقيه ابي جعفر۔

ترجمہ:۔ ۔۔۔ اور مسح کی مدت مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں ہیں حدث سے (مسح کی ابتداء ہوگی) کیونکہ آپ علیہ السلام کا قول یمسح المقیم یوما ولیلۃ والمسافر ثلثۃ ایام ولیالیھا الحدیث اور مدت مذکورہ میں وقت حدث میں مسح کا جواز اس لئے ہے کہ مسح کی احتیاج اس زمانہ میں ہوتی ہے جس میں موزہ پہنا ہو اور یہ زمانہ حدث کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور یہ مدت مقدر ہے مقدار مذکور کے ساتھ اور مسح کو توڑ دیتے ہیں وضو کے نواقض اور موزہ کا اتارنا۔ ماتن نے لفظ واحد ذکر کیا اور یہ نہیں کہا کہ موزوں کا اتارنا اس لئے تاکہ یہ فائدہ دے کہ ان میں سے ایک کا اتارنا بھی ناقض ہے اسی لئے کہا کہ اگر ایک موزہ اتارا گیا تو دونوں پیروں کا دھونا واجب ہوگا کیونکہ دونوں پیروں کا دھونا اور مسح کرنا جمع بین الضدین ہے اور اسی طرح اگر پانی ایک موزہ میں داخل ہوا یہاں تک کہ تمام پیر دھل گیا تو دھونا واجب ہوگا اور اگر اکثر پیر دھل گیا تو بھی یہی حکم ہے فقیہ ابو جعفر کے نزدیک۔

حل المشکلات:۔ ۔۔۔ قولہ فی حق الحدث الخ یعنی مسح کی ابتداء حدث کے وقت سے ہوگی اگر حدث سے پہلے موزہ پہنا ہو تو اس سے مسح کرنا کافی نہیں ہوگا بلکہ وضو کے وقت مسح کرنا ہوگا۔ ۔۔۔ قولہ ینقضہ بنواقض الوضوء الخ یعنی جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ۔۔۔ قولہ ونزع الخف الخ یعنی موزہ اتارنے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ ۔۔۔ قولہ ذکر لفظ الواحد الخ یعنی ماتن نے واحد کا لفظ ذکر کیا ہے اور یہ نہیں کہا کہ موزوں کا اتارنا اس لئے تاکہ یہ فائدہ دے کہ ان میں سے ایک کا اتارنا بھی ناقض ہے اسی لئے کہا کہ اگر ایک موزہ اتارا گیا تو دونوں پیروں کا دھونا واجب ہوگا کیونکہ دونوں پیروں کا دھونا اور مسح کرنا جمع بین الضدین ہے اور اسی طرح اگر پانی ایک موزہ میں داخل ہوا یہاں تک کہ تمام پیر دھل گیا تو دھونا واجب ہوگا اور اگر اکثر پیر دھل گیا تو بھی یہی حکم ہے فقیہ ابو جعفر کے نزدیک۔

ویمسح الرجل الیمنی بیده الیمنی من رؤس اصابعه الی الساق ویمسح الرجل الیسری بیده الیسری من رؤس اصابعه الی الساق هکذا فی الهدایة وفی الکافی ویمسح الرجل الیمنی بالیمنی والیسری بالیسری من رؤس الاصابع الی الساق هکذا فی الکافی وفی الهدایة ویمسح الرجل الیمنی بالیمنی والیسری بالیسری من رؤس الاصابع

فتعم مسحة ما يستر من القدم ومنه الغول ونحوه مشقوق الساق. والكعب ان كان مستور الكعب بخيط او نحوه يشد عليه بحيث لا يبدو منه شيء فهو كغير المشقوق وان بدا

كان كالخرق فيعتبر المقدار المذكور ويجمع خروق خف الخفين اذا كان على خف

واحد خروق كثيرة تحت أساق ويد ومن كل واحد شيء قليل بحيث لو جمع البادي يكون مقدار ثلث اصبع يمنع المسح وتوكان هذا المقدار في الخفين جاز المسح.

ويتم مدة السفر مسح مقيم قبل تمام يوم وليلة ويتمهما ان اقام فيهما او بقرع

[illegible] ... [illegible]

حل اللغات ... [illegible]

قوله فتعم مسحة ... [illegible]

قوله مشقوق الساق ... [illegible]

قوله فهو كغير المشقوق ... [illegible]

قوله كالخرق ... [illegible]

قوله ويتم مدة السفر ... [illegible]

فمنها ان يوقت ان لا يمسح ان لبس فراقته او بقيه المسافر وكالمقيم ما قبل تمام يوم وليلة او بعدهما وقد ذكرنا. لمن ثلث غسل ولم يذكر مسح واسافر للقيم يوم وليلة وحكمه ظاهر وهو وجوب الغسل ويجوز على جبيرة محدث ولا يبطله السقوط الا عن برء المسح على الجبيرة ان امره بذلك وان لم يرض فقد اختلفت الروايات عن ابي حنيفة في جواز تركه والمأخوذ انه لا يجوز تركه ثم لا يشترط كون الجبيرة مشدودة على طهارة

ترجمہ: ... [illegible] اگر مسافر نے موزوں پر مسح کیا پھر مقیم ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے سے پہلے [illegible] اور اگر مقیم نے مسح کیا پھر مسافر ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے کے بعد [illegible] اور اگر مقیم نے ایک دن ایک رات سے کم مسح کیا پھر مسافر ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے سے پہلے [illegible] اور اگر مقیم نے ایک دن ایک رات مسح کیا پھر مسافر ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے کے بعد [illegible] اور اگر مقیم نے مسح نہیں کیا اور ایک دن ایک رات تک غسل کرتا رہا پھر مسافر ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے سے پہلے [illegible] اور اگر مقیم نے ایک دن ایک رات سے کم غسل کیا اور مسح نہیں کیا پھر مسافر ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے سے پہلے [illegible] اور اگر مقیم نے ایک دن ایک رات غسل کیا اور مسح نہیں کیا پھر مسافر ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے کے بعد [illegible] اور اگر مقیم نے مسح کیا اور ایک دن ایک رات تک غسل کرتا رہا پھر مسافر ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے سے پہلے [illegible] اور اگر مقیم نے ایک دن ایک رات سے کم مسح کیا اور غسل نہیں کیا پھر مسافر ہو گیا تو ایک دن ایک رات پورا ہونے سے پہلے [illegible] اور اگر مقیم نے ایک دن ایک رات مسح کیا اور غسل

وانما يجوز المسح على الجبيرة اذا لم يقدر على مسح ذلك العضو كالرمد على غسله بان كان الماء يضره ولو كانت الجبيرة تحشد ودة يضره الماء او كان قد اداه على مسحه فلا يجوز مسح الجبيرة وان كان في اعضائه شقاق ولم يعجز عن غسله يلزمه غسله ولا يلزمه المسح عليه ولم يعجز عنه يلزمه المسح ثم ان عجز عنه يغسل ما حوله ويتركه وان كان شقاق في يده ولم يعجز عن الوضوء واستعان بالغير يوضيه فان لم يستعن وتيمم جاز خلافا لهما واذا وضع الدواء على شقاق الرجل امر الماء فوق الدواء فاذا اراد ان يمسح ثم سقط الدواء ان كان السقوط عن برء عن الوضوء لا فلا.

ترجمہ: مسح کا جواز اس وقت ہے جب عضو پر مسح کرنے سے عاجز ہو جیسا کہ آنکھ دکھنے آنے پر پانی سے ضرر کا اندیشہ ہو یا پانی سے ضرر کا اندیشہ نہ ہو لیکن پٹی کھولنے سے ضرر کا اندیشہ ہو یا پٹی پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو تو پٹی پر مسح جائز نہیں ہے اور اگر ہاتھ پاؤں میں شقاق ہو اور دھونے سے عاجز نہ ہو تو دھونا لازم ہے اور مسح لازم نہیں ہے اور اگر عاجز ہو تو مسح لازم ہے پھر اگر عاجز ہو تو اس کے اردگرد کو دھوئے اور پٹی کو چھوڑ دے اور اگر ہاتھ میں شقاق ہو اور وضو سے عاجز نہ ہو لیکن دوسرے سے مدد لینے کا محتاج ہو تو اگر مدد نہ لے اور تیمم کر لے تو جائز ہے صاحبین کے خلاف اور اگر شقاق والے نے دوا لگائی تو پانی دوا کے اوپر سے بہائے پھر اگر مسح کرنا چاہے پھر دوا گر جائے تو اگر دوا گرنا وضو سے فراغت کے بعد ہو تو مسح جائز ہے ورنہ نہیں۔

حل اللغات: [illegible] ۔ رمد: آنکھ دکھنے آنا۔ حشد: سوجن۔ شقاق: پھٹن۔ برء: شفا۔

حل التشریح: [illegible] ۔ ۲ اس قول سے ابن ابی لیلیٰ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۳ اس قول سے امام شافعی کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۴ اس قول سے امام مالک کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۵ اس قول سے امام احمد کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۶ اس قول سے امام زفر کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۷ اس قول سے امام ابو یوسف کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۸ اس قول سے امام محمد کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۹ اس قول سے امام ابو حنیفہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۰ اس قول سے امام ابو یوسف کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۱ اس قول سے امام محمد کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۲ اس قول سے امام ابو حنیفہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۳ اس قول سے امام ابو یوسف کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۴ اس قول سے امام محمد کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۵ اس قول سے امام ابو حنیفہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۶ اس قول سے امام ابو یوسف کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۷ اس قول سے امام محمد کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۸ اس قول سے امام ابو حنیفہ کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۱۹ اس قول سے امام ابو یوسف کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔ ۲۰ اس قول سے امام محمد کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ جس عضو پر مسح کرنے سے ضرر کا اندیشہ ہو اس پر مسح کرنا لازم ہے ۔

واذا فصل ووضع خرقة وشد العصابة فعند بعض المشائخ لا يجوز المسح عليها بل على الخرقة وعند البعض ان امكنه شد العصابة بلا اعانة احد لا يجوز عليها المسح وان لم يمكنه ذلك يجوز وقال بعضهم ان كان حل العصابة وغسل ما تحتها يضر الجراحة جاز المسح عليها والا فلا وكذا الحكم في كل خرقة جاوزت موضع القرحة وان كان حل العصابة لا يضره لكن نزعها عن موضع الجراحة يضرها يحلها و يغسل ما تحتها الى موضع الجراحة ثم يشدها ويمسح موضع الجراحة وعامة المشائخ على جواز مسح عصابة المفتصد.

ترجمہ: اور جب اعضاء کو دھویا کپڑا کھولا یا پٹی کھولی اور زخم پر کپڑا باندھا اور پٹی باندھ دی تو بعض مشائخ کے نزدیک اس پر مسح جائز نہیں ہے بلکہ خرقہ پر مسح کرے۔ اور بعض کے نزدیک اگر بغیر کسی کی مدد کے پٹی باندھنا ممکن ہو تو پٹی پر مسح جائز نہیں ہے اور اگر ممکن نہ ہو تو جائز ہے اور بعض نے کہا کہ جائز ہے اگرچہ بغیر کسی کی مدد کے باندھنا ممکن ہو اور بعض نے کہا کہ اگر پٹی کھولنا اور نیچے کا حصہ دھونا ضرر نہ کرے تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے اور ہر خرقہ کا یہی حکم ہے جو زخم کی جگہ سے بڑھ گیا ہو اور اگر پٹی کھولنا ضرر نہیں کرتا لیکن زخم کی جگہ سے پٹی کرنا ضرر کرتا ہو تو پٹی کو گرہ کھول کر نیچے کی جگہ تک دھو دے پھر پٹی باندھ دے اور زخم کی جگہ کو مسح کرے اور اکثر مشائخ مفتصد کی پٹی پر مسح جائز ہونے کے قائل ہیں۔

قولہ الخفین: سے خواہ چمڑے کا ہو یا کپڑا ہو یا سوت کا ہو یا اون کا ہو یا اسکے علاوہ ہو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ نصف ساق تک اسکے اوپر مسح کرنا جائز ہے۔ ۱۲ منہ

قولہ فرضہ المسح الخ: اس سے معلوم ہوا کہ مسح کرنا فرض ہے دھونا فرض نہیں ہے۔ اور جو کہا کہ دھونا فرض ہے مسح کرنے سے تو اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

قولہ قدر ثلث الخ: یعنی اس پر بانہ ہو یعنی اس کو سوت کی مدد کے بغیر دوسرا پاؤں پر کھڑا کرنا اس کے لیے دشوار ہو اور اس پر مسح کرنے سے خرقہ کو باندھنا ہو۔ ۱۲ منہ

قولہ وعند البعض الخ: یہ اس کے کہنے والے ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر عصابہ کے نیچے دوا لگی ہو تو عصابہ پر مسح جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ اور ابو حنیفہ کے نزدیک دونوں کا ایک ہی حکم ہے خواہ دوا لگی ہو یا نہ ہو۔ اور ابو حنیفہ کے نزدیک عصابہ پر مسح کرنا اس کے لیے ہے جو عصابہ کی مدد کے بغیر خود بخود کام کرسکے اور عصابہ پر مسح جائز ہوگا۔ اور ابو حنیفہ کے نزدیک دوسرے کی مدد کا کچھ اعتبار نہیں ہے خواہ اس کی مدد کے ذریعہ اس کو کھولنا باندھنا ممکن ہو یا نہ ہو۔ اور پٹی پر مسح کرنے سے جائز ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے تارک ہونے کی صورت میں پٹی پر مسح کرنا جائز ہے جیسا کہ بعض مشائخ کے مسلک پر ہے۔ ۱۲ منہ

قولہ فعند بعض الخ: اس قول کا حاصل یہ ہے کہ اس جواب میں ضرر نقصان کا ازالہ تک یا تباہی تک ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ضرر کا ہونا ہی جواز مسح کرنے کے لیے کافی ہے۔ ۱۲ منہ

قولہ وان لم يمكنه الخ: اگر عصابہ کو کھولنے سے تو ضرر نہ ہو لیکن اس کا باندھنا ضرر کرتا ہو تو اس پر مسح جائز ہے۔ ۱۲ منہ

قولہ وكذا الحكم في كل خرقة الخ: یعنی اگر پٹی کے علاوہ کسی اور چیز کو مثلاً چمڑے یا کپڑے کو زخم پر رکھا ہو اور عصابہ کو پٹی پر مسح کیا ہو اور اس کو کھولنے سے زخم پر مسح کرنا ضرر کرتا ہو تو اس پر مسح جائز ہے اور اگر خرقہ زخم پر ہو تو اس پر مسح کرنے کے لیے اس کو کھولنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کے کھولنے سے زخم پر مسح کرنا ضرر کرتا ہے۔ ۱۲ منہ

قولہ وعامة المشائخ الخ: اس کے مقابل یہ ہے کہ مفتصد کی پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کے زخم پر مسح کرنا ضرر کرتا ہے۔ ۱۲ منہ

قولہ وعلى جواز مسح عصابة المفتصد: فصد کہتے ہیں رگ کو کاٹنے کو اور حجامہ کہتے ہیں سینگی لگوانے کو اور پچھنا لگوانے کو اور رعاف کہتے ہیں نکسیر کو اور جرح کہتے ہیں زخم کو اور قرحہ کہتے ہیں پھوڑے کو۔ ۱۲ منہ

قولہ المفتصد: یعنی فصد کھولنے والا اور حجامہ لگانے والا اور رعاف والا اور جرح والا اور قرحہ والا۔ ۱۲ منہ

واما لو وضع الطاهر يده بين العقدتين من العصابة فالاصح انه يكفيه
المسح اذ لو غسل تبتل العصابة وربما ينفذ البلة الى موضع الفصد ويشترط
الاستيعاب في مسح الجبيرة والعصابة في رواية الحسن عن ابي حنيفة
وهو المذكور في الاسرار وعند البعض يكفي الاكثر واذا مسح ثم نزعها
ثم اعادها فعليه ان يعيد المسح وان لم يعد اجزء واذا سقطت عنها
فبدلها بالاخرى فالاحسن اعادة المسح وان لم يعد اجزاه ولا يشترط
تثليث مسح الجبائر بل يكفيه مرة واحدة وهو الاصح.

ترجمہ۔ اگر موزوں کے درمیان والے کی کسی جگہ میں انگلیوں سے کوئی مسح کرے تو اگر وہ صحیح ہے تو بھی جائز ہے کیونکہ اگر وہ صحیح نہ ہوتی جائز نہ ہوتی تو اس کا دھونا فرض ہوتا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے اور اگر وہ صحیح ہے تو بھی جائز ہے کیونکہ وہ دھونے میں استعمال ہوتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ مسح میں استعمال ہونا دھونے میں استعمال ہونے سے کم ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ ایک صحیح شرط نہیں ہے بلکہ کمزور ہے اور مسح کی صحت کی طرف مائل ہے اور مسح کو دھونے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے اور اگر وہ صحیح نہیں ہے تو بھی جائز ہے کیونکہ اس میں ہاتھ کا پھیرنا پایا جاتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہاتھ کا پھیرن

ويجب ان يعلم ان مسح الجبيرة تحت الخف فيما انه يجوز على حدث
ولا يقدر له مدة واذا سقطت لا عن برء لا يبطل وان سقطت عن برء
يجب غسل ذلك الموضع خاصة بخلاف ما اذا مسح على الخفين حيث
يلزمه غسل الرجلين.

ترجمہ: اور یہ بات جاننا ضروری ہے کہ پٹی کا مسح جو ٹوٹے ہوئے عضو پر کی جائے وہ اس طرح نہیں ہے جیسا کہ موزوں پر مسح کیا جاتا ہے، کیونکہ پٹی کا مسح صحیح ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ پاک ہو، بلکہ اگر پٹی ناپاک ہو تو بھی اس پر مسح کرنا جائز ہے، اور اس کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں ہے، اور اگر پٹی زخم پر صحیح طور پر بندھنے کے بعد گر جائے تو مسح باطل نہیں ہوتا ہے، اور اگر پٹی زخم پر صحیح طور پر بندھنے سے پہلے گر جائے تو مسح باطل ہو جاتا ہے، اور اگر پٹی زخم کے صحیح ہونے سے پہلے گر جائے تو مسح باطل نہیں ہوتا ہے، اور اگر پٹی زخم کے صحیح ہونے کے بعد گر جائے تو اس جگہ کو دھونا واجب ہو جاتا ہے، بخلاف اس کے کہ اگر موزوں پر مسح کیا ہو تو پاؤں کو دھونا واجب ہو جاتا ہے۔

حل اللغات: ... جبیرہ: وہ پٹی جو ٹوٹے ہوئے عضو پر باندھی جاتی ہے۔ ... برء: زخم کے صحیح ہونے کے بعد اس پر جو پپڑی جم جاتی ہے اسے برء کہتے ہیں۔

(۱) جبیرہ پر مسح کرنے کی شرائط میں سے کوئی شرط نہیں ہے، یعنی جبیرہ پر مسح کرنے کے لیے نہ تو طہارت شرط ہے اور نہ ہی وضو شرط ہے، بلکہ جبیرہ پر ناپاکی کی حالت میں بھی مسح کیا جا سکتا ہے اور بے وضو ہونے کی حالت میں بھی مسح کیا جا سکتا ہے۔

(۲) جبیرہ پر مسح کرنے کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے، بلکہ جب تک زخم ٹھیک نہ ہو جائے اور جبیرہ کی ضرورت باقی رہے تب تک جبیرہ پر مسح کیا جا سکتا ہے۔

(۳) اگر جبیرہ زخم پر صحیح طور پر بندھنے کے بعد گر جائے تو مسح باطل نہیں ہوتا ہے، یعنی اگر جبیرہ زخم پر صحیح طور پر بندھنے کے بعد گر جائے تو اس پر مسح کرنا جائز رہتا ہے، اور اس کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۴) اگر جبیرہ زخم پر صحیح طور پر بندھنے سے پہلے گر جائے تو مسح باطل ہو جاتا ہے، یعنی اگر جبیرہ زخم پر صحیح طور پر بندھنے سے پہلے گر جائے تو اس پر مسح کرنا جائز نہیں رہتا ہے، اور اس کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔

(۵) اگر جبیرہ زخم پر صحیح طور پر بندھنے کے بعد گر جائے تو اس جگہ کو دھونا واجب ہو جاتا ہے، یعنی اگر جبیرہ زخم پر صحیح طور پر بندھنے کے بعد گر جائے تو اس جگہ کو دھونا ضروری ہے، اور اس کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۶) اگر موزوں پر مسح کیا ہو تو پاؤں کو دھونا واجب ہو جاتا ہے، یعنی اگر موزوں پر مسح کیا ہو تو پاؤں کو دھونا ضروری ہے، اور اس کے لیے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔

باب الحیض

البداءۃ بالخنثیٰ بالنساء ثلثۃ حیض واستحاضۃ ونفاس فالحیض ھو دم یفضہ بہ امرأۃ بالغۃ ای ممن تم سنین لا قبلہا ولم تبلغ الایاس فالذی لا یکون من الرحم لیس بحیض وکذا الذی قبل سن البلوغ ای تم سنین وکذا ما یفضہ الرحم لمرض غالب استمرار الدم کسیلان البعض فلیس بحیض وسیلان البعض بسبب المرض فلا یکون حیضا۔

ترجمہ: خنثیٰ کے ساتھ عورتوں کی طرح ابتدا کی جائے گی پس اس پر حیض و استحاضہ و نفاس ہے۔ حیض وہ خون ہے جو عورت بالغہ سے نکلے یعنی جو نو سال کی ہو چکی ہو اور اس کی عمر پچاس سال کی نہ ہوئی ہو۔ پس جو خون رحم سے نہ نکلے وہ حیض نہیں اور اسی طرح جو خون بلوغ کی عمر سے پہلے نو سال کی عمر ہونے سے پہلے نکلے وہ بھی حیض نہیں ہے۔ اسی طرح جو خون مرض کی وجہ سے رحم سے نکلے اور مرض کا غلبہ ہو کہ خون ہمیشہ جاری رہے تو وہ بھی حیض نہیں ہے پس جب خون کا بہنا بعض اوقات میں ہو اور بعض اوقات میں نہ ہو تو وہ بھی حیض نہیں ہے۔

اصل مشکل اس جگہ یہ تھی کہ خنثیٰ کا حکم کیا ہے؟ اس کو عورت قرار دیا جائے یا مرد؟ اس کی وجہ سے اس باب میں بھی اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا کہ خنثیٰ کا حکم عورت کا ہے اور بعض نے کہا کہ مرد کا ہے۔ اس کی وجہ سے اس باب میں بھی اختلاف ہوا کہ خنثیٰ کو حیض کے شروع ہونے کا حکم دیا جائے یا نہیں۔ اس اختلاف کی بنا پر بعض نے کہا کہ خنثیٰ کو حیض آتا ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں آتا۔ اور بعض نے کہا کہ اس کو حیض آتا ہے مگر اس کا حکم مرد کا ہے کہ وہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے۔ ہمارے مصنف نے اس کے مقابلہ میں یہ کہا کہ خنثیٰ کو حیض آتا ہے اور اس کا حکم عورت کا ہے کہ وہ نماز نہ پڑھے اور روزہ نہ رکھے۔ ہمارے مصنف نے اس کی مثالیں بھی دی ہیں۔

لما کان الخنثیٰ ہذا حکمہ کان ابتداء حکمہ بحکم النساء کما ذکرنا۔

لما کان حیض الخنثیٰ ہذا حکمہ کان حیضہ کحیض النساء۔ حیض کی تعریف اور اس کی مدت کے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ حیض کی مدت کا کوئی اندازہ نہیں ہے بلکہ جب تک خون آتا رہے حیض ہے۔ اس کے رد کرنے کے لئے مصنف نے حیض کی تعریف کی اور اس کی مدت بیان کی۔ قولہ بالغۃ اس سے نابالغہ کا خون نکلنا خارج ہو گیا۔ قولہ ای ممن تم سنین اس سے نو سال سے کم عمر کی لڑکی کا خون نکلنا خارج ہو گیا۔ قولہ لم تبلغ الایاس اس سے پچاس سال کی عمر کے بعد خون نکلنا خارج ہو گیا۔ قولہ فالذی لا یکون من الرحم لیس بحیض اس سے وہ خون خارج ہو گیا جو رحم سے نہ نکلے۔ قولہ وکذا الذی قبل سن البلوغ ای تم سنین اس سے نو سال کی عمر سے پہلے کا خون نکلنا خارج ہو گیا۔ قولہ وکذا ما یفضہ الرحم لمرض غالب استمرار الدم الخ اس سے وہ خون خارج ہو گیا جو مرض کی وجہ سے رحم سے نکلے اور مرض کا غلبہ ہو کہ خون ہمیشہ جاری رہے۔ قولہ فلیس بحیض اس سے وہ خون خارج ہو گیا جو مرض کی وجہ سے رحم سے نکلے اور مرض کا غلبہ ہو کہ خون ہمیشہ جاری رہے۔ قولہ وسیلان البعض بسبب المرض فلا یکون حیضا اس سے وہ خون خارج ہو گیا جو مرض کی وجہ سے رحم سے نکلے اور مرض کا غلبہ ہو کہ خون ہمیشہ جاری رہے۔

وكما قيده بعدم العادة يجب ان يقيده بعدم الولادة يصير اخصر ازاعين
النفاس ثم اقول ان الحيض موقت بسن الايأس واكثر المشائخ قدروه
بستين سنة ومشائخ بخارا وخوارزم بخمس وخمسين سنة فصارت بعضها
لا يكون حيضا في ظاهر المذهب وطهارتها ان رأت دما قويا كالاسود و
الاحمر القاني كان حيضا ويتصل الاعتداد بالاشهر قبل اليأس وبعده ولو
ان رأت صفرة او خضرة او تربية في استحاضة واقله ثلثة ايام وليالها
واكثره عشرة وعند ابي يوسف اقله يوم وليلة واكثر من اليوم والليلة

ترجمہ۔ ۔۔۔ اور جیسا کہ اس نے عدم عادت سے قید لگائی ہے اس کو عدم ولادت سے قید لگانا واجب ہے یہ عبارت اخصر ہے اس عبارت سے جو کہ بعض نے اختیار کی ہے پھر میں کہتا ہوں کہ حیض کا وقت سن یاس ہے اور اکثر مشائخ نے اس کو ساٹھ سال مقرر کیا ہے اور مشائخ بخارا و خوارزم نے پچپن سال اور پچپن سال کے بعد جو عورت کو خون آئے وہ حیض نہیں ہے اور ظاہر مذہب میں اس کی طہارت ہے اگر خون دیکھے قوی جیسا کہ سیاہ اور سرخ گاڑھا تو حیض ہے اور عدت یاس سے پہلے تین مہینے اور یاس کے بعد تین مہینے ہے اگر صفرہ یا خضرہ یا کدورت دیکھے استحاضہ میں اور اقل حیض تین دن اور تین رات ہے اور اکثر دس دن اور دس رات ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اقل ایک دن اور ایک رات ہے اور اکثر ایک دن اور ایک رات سے زیادہ ہے۔

قولہ ۔۔۔ یہ عبارت اس عبارت سے جو کہ بعض نے اختیار کی ہے اخصر ہے اس عبارت سے جو کہ بعض نے اختیار کی ہے پھر میں کہتا ہوں کہ حیض کا وقت سن یاس ہے اور اکثر مشائخ نے اس کو ساٹھ سال مقرر کیا ہے اور مشائخ بخارا و خوارزم نے پچپن سال اور پچپن سال کے بعد جو عورت کو خون آئے وہ حیض نہیں ہے اور ظاہر مذہب میں اس کی طہارت ہے اگر خون دیکھے قوی جیسا کہ سیاہ اور سرخ گاڑھا تو حیض ہے اور عدت یاس سے پہلے تین مہینے اور یاس کے بعد تین مہینے ہے اگر صفرہ یا خضرہ یا کدورت دیکھے استحاضہ میں اور اقل حیض تین دن اور تین رات ہے اور اکثر دس دن اور دس رات ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک اقل ایک دن اور ایک رات ہے اور اکثر ایک دن اور ایک رات سے زیادہ ہے۔

وعند الشافعی اقله یوم ولیلة واکثره خمسة عشر ونحن نتمسك بقوله علیه السلام اقل الحیض للجاریة البکر والثیب ثلثة ایام ولیالیها واکثره عشرة ایام ثم اعلم ان ابتداء الحیض من وقت خروج الدم الی الفرج الخارج او وصول الدم الی الفرج الداخل فاذا لم یصل الی الفرج الخارج بعد لم تنقض الکرسف لا تقطع الصلوٰة عندنا وعند الشافعی انما یتحقق الخروج اذا وصل الدم الی ما یحاذی الفرج الخارج من الکرسف فاذا احمر من الکرسف ما یحاذی الفرج الداخل لا یتحقق الخروج الا اذا رفعت الکرسف فیتحقق الخروج من وقت الرفع وکذا فی الاستحاضة والنفاس والبول ووضع الرجل القطنة فی الاحلیل والقنفة کالخارج

ترجمہ: ... اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب اس کے برعکس ہے، وہ کہتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت ایک دن ایک رات ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے، ہمارا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنواری لڑکی اور ثیبہ عورت کے حیض کی کم از کم مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے، اور یہ بھی جان لو کہ حیض کی ابتداء حیض والی عورت کے فرج خارج سے خون نکلنے سے ہوتی ہے یا فرج داخل تک خون پہنچنے سے ہوتی ہے، اگر خون فرج خارج تک نہ پہنچا ہو تو روئی نہ نکالی جائے اور نماز نہ چھوڑی جائے، یہ ہمارے نزدیک ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حیض کا خروج اس وقت متحقق ہوتا ہے جب روئی کے اس حصہ تک خون پہنچ جائے جو فرج خارج کے مقابل ہے، اور جب روئی کا وہ حصہ سرخ ہو جائے جو فرج داخل کے مقابل ہے تو خروج متحقق ہو گا، جب تک روئی نہ نکالی جائے خروج متحقق نہ ہو گا، اور روئی نکالنے کے وقت سے خروج متحقق ہو گا، اسی طرح استحاضہ، نفاس، پیشاب اور مرد کا احلیل میں اور عورت کا قنفہ میں روئی رکھنے کے سوال میں خارج کی طرح ہے۔

قولہ: ... اقل الحیض الخ، اس حدیث کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنی معجم کبیر میں اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اس حدیث کی سند میں ایک راوی مظاہر بن اسلم ہے جو متروک ہے، اس لئے یہ حدیث ضعیف ہے، لیکن اس کے شواہد موجود ہیں، اس لئے یہ حدیث حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

قولہ: ... ابتداء من وقت خروج الدم الخ، اس کا مطلب یہ ہے کہ حیض کی ابتداء اس وقت سے ہو گی جب حیض والی عورت کے فرج خارج سے خون نکلنا شروع ہو جائے، اور یہ اس صورت میں ہے جب خون فرج خارج تک پہنچ جائے، اور اگر خون فرج خارج تک نہ پہنچا ہو تو اس صورت میں بھی حیض کی ابتداء اس وقت سے ہو گی جب خون فرج داخل تک پہنچ جائے، اس صورت میں روئی کو فرج خارج کی طرح سمجھا جائے گا۔

قولہ: ... لم تنقض الکرسف الخ، یعنی اگر روئی کو فرج خارج تک خون نہ پہنچا ہو تو روئی نکالی نہ جائے اور نماز نہ چھوڑی جائے، اور اگر روئی نکالنے کے بعد اس میں خون لگا ہوا پایا جائے تو روئی نکالنے کے وقت سے حیض کا خروج متحقق ہو گا، اور اس سے پہلے کا حکم پاکی کا ہو گا، اور اس سے پہلے کی نماز کا اعادہ نہیں کیا جائے گا، اور اگر روئی نکالنے کے بعد اس میں خون لگا ہوا نہ پایا جائے تو روئی نکالنے کے وقت سے حیض کا خروج متحقق نہ ہو گا، اور اس سے پہلے کی نماز کا اعادہ کیا جائے گا، اور اگر روئی نکالنے کے بعد اس میں خون لگا ہوا نہ پایا جائے تو روئی نکالنے کے وقت سے حیض کا خروج متحقق نہ ہو گا، اور اس سے پہلے کی نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔

ثم وضع الكرسف تستحب للبكر في الحيض وللثيب في كل حال وموضعه موضع البكارة ويكره في الفرج الداخل في الطاهرة اذا وضعت اول الليل فجين احست بأن عليه اثر الدم في الأثر بثت حكم الحيض والحائض اذا وضعت اول الليل ورأت عليه البياض حين احست حكم بطهارتها من حينه وضعت والطهر المتخلل اي بين الدمين في مدته اي في مدة الحيض وما رأت من لون فيها اي في المدة سوى البياض حيض فقوله والطهر مبتدأ وما رأت عطف عليه وحيض خبره اعلم ان الطهر الذي يكون قل من خمسة عشر يوما اذا تخلل بين الدمين فان كان اقل من ثلثة ايام لا يفصل بينهما بل هو كالدم المتوالي احماعا

ترجمہ: پھر کرسف رکھنا مستحب ہے کنواری کے لیے حیض میں اور ثیبہ کے لیے ہر حال میں اور کرسف کے رکھنے کی جگہ کنواری کی جگہ ہے اور مکروہ ہے فرج داخل میں طاہرہ کے اگر رکھا جائے اول رات میں پھر احساس ہوا کہ اثر خون کا ظاہر ہوا ہے تو حکم حیض کا ثابت ہوگا اور حائضہ کے لیے اگر رکھا جائے اول رات میں اور دیکھا اس پر سفیدی کو جس وقت احساس ہوا پاکی کا تو حکم ہوگا پاکی کا اور پاکی کا درمیان میں ہونا یعنی دونوں خونوں کے درمیان میں اس کی مدت میں یعنی حیض کی مدت میں اور جو کچھ دیکھا عورت نے اس کے علاوہ سفیدی کے حیض ہے پس قول اس کا اور پاکی مبتدا ہے اور ما رأت اس پر معطوف ہے اور حیض اس کی خبر ہے جاننا چاہیے کہ وہ پاکی جو پندرہ دن سے کم ہو اگر درمیان میں واقع ہو دونوں خونوں کے تو وہ حیض ہی شمار ہوگا۔

حل لغات: [illegible] اور کہا گیا ہے کہ [illegible] اور [illegible] کہتے ہیں [illegible] کو۔

وان کان اقلہ ثلثۃ ایام او اکثر منہ فان ابی یوسف وقول ابی حنیفۃ آخرا لایقص و
ان کان اکثر من عشرۃ ایام فیجعل بدایۃ الحیض وختمہ بالعشر علی ھذا
القول فقط وقد ذکرنا ان الفتوی علی ھذا تیسیرا علی امتی والاستحقی و
فی روایۃ محمد عنہ انہ لایقص ان اصاب الدم طرفیہ فی عشرۃ واقل و
فی روایۃ ابن المبارک عنہ انہ بشرط مع ذلک کون الدمین نصابا

ترجمہ: اور اگر حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہو یا زیادہ سے زیادہ دس دن ہو تو ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ کے آخری قول کے مطابق اس میں کمی نہیں ہوگی۔ اور اگر حیض کی مدت دس دن سے زیادہ ہو تو حیض کا شروع ہونا اور اس کا ختم ہونا دس دن پر ہوگا اس قول کے مطابق صرف۔ اور ہم نے ذکر کیا ہے کہ فتویٰ اس پر ہے میری امت پر آسانی کرنے کے لیے اور مستحق کے لیے۔ اور امام محمد سے ایک روایت ہے کہ حیض کی مدت میں کمی نہیں ہوگی اگر خون کے دونوں کنارے دس دن کے اندر ہوں اور کم ہو۔ اور ابن المبارک سے ایک روایت ہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ دونوں خون نصاب ہوں۔

[illegible]

[illegible]

وكذا محمد يشترط مع هذا أن يظهر ما بالدجين أو الفلس أو الدراهم فإن

فار وجد عشرة هو فيها ظهر أخر غلب الدراهم بالدجين به نكن تصير مغلوبين

عند ذلك الدجا بحتى دما إذا لم تجد ما حتى يجعل الظهر لأخر جيضا أيضا

الا ان قول ابي سهيل ولا فرق بين كون الظهر الاخر مقدما على ذلك الظهر او مؤخرا

ترجمہ ۔۔۔ امام محمد کے نزدیک اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد ان کے درمیان ایک اور ظہر کی نماز ہو اور اگر ان کے درمیان ایک اور ظہر کی نماز نہ ہو بلکہ ان کے درمیان عصر کی نماز ہو تو ان کی نماز باطل ہو جائے گی اور ایک ظہر کی نماز کے بعد دوسری ظہر کی نماز کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا اور ایک ظہر کی نماز کے بعد دوسری ظہر کی نماز کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا

اصل مسئلہ یہ ہے کہ امام محمد کے نزدیک ظہر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز کا اعتبار نہیں ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک ظہر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز کا اعتبار ہوگا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ظہر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز کا اعتبار ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک ظہر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز کا اعتبار نہیں ہوگا

امام محمد کے نزدیک ظہر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز کا اعتبار نہیں ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک ظہر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز کا اعتبار ہوگا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ظہر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز کا اعتبار ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک ظہر کی نماز کے بعد ظہر کی نماز کا اعتبار نہیں ہوگا

وعند الحسن بن زياد الطهر الذي يكون ثلثة وإن كثر يفصل مطلقا فهذه ستة

اقوال وقد ذكر ان كثيرا من المتقدمين والمتاخرين أفتوا بقول حسن وهو

فيما إذا جمع هذه الاقوال فمقتضاه أكثر أن يوما وما واربعة عشر طهرا ثم يوما وما

وثمانية طهرا ثم يوما وما وسبعة طهرا ثم يومين وما وثلثة طهرا ثم يوما وما

وثلثة طهرا ثم يوما وما يومين طهرا ثم يوما وما فذلك ثمنية واربعون يوما۔

ترجمہ ۔۔۔

ففي رواية يوسف: العشرة الأولى والعشرة الرابعة حيض، وفي رواية محمد: العاشرة بعد طهر هو عشرة، وفي رواية ابن المبارك: العشرة بعد طهر هو نية، وعند محمد: العشرة بعد الطهر هو بعة، وعند أبي سهل: الستة الأولى منها وعند الحسن: الأربعة الأخيرة.

ترجمہ: پس یوسف کی روایت میں پہلے دس دن اور چوتھا عشرہ حیض ہے، اور محمد کی روایت میں دسویں دن کے بعد طہر ہو تو وہ عشرہ ہے، اور ابن المبارک کی روایت میں دسویں دن کے بعد طہر ہو تو وہ عشرہ ہے، اور محمد کے نزدیک دسویں دن کے بعد طہر ہو تو وہ عشرہ ہے، اور ابو سہل کے نزدیک اس میں سے پہلے چھ دن حیض ہے، اور حسن کے نزدیک آخری چار دن حیض ہے۔

حل لغات: یوسف: یہ ان کے اصل نام ہیں، ابو یوسف کنیت ہے۔ عشرة: یہ عدد مؤنث ہے اس لیے معدود مذکر ہو تو تاء کے ساتھ آتا ہے۔ الأولى: یہ اول کا مؤنث ہے۔ الرابعة: یہ رابع کا مؤنث ہے۔ حيض: یہ حاض یحیض کا مصدر ہے۔ ابن المبارك: یہ عبد اللہ بن المبارک ہیں۔ طهر: یہ طہر یطہر کا مصدر ہے۔ نية: یہ نوی ینوی کا مصدر ہے۔ بعة: یہ بعی یبعی کا مصدر ہے۔ أبي سهل: یہ ان کا نام ہے۔ الستة: یہ ست کا مؤنث ہے۔ الحسن: یہ ان کا نام ہے۔ الأربعة: یہ اربع کا مؤنث ہے۔

ترکیب: یوسف: یہ مبتدا ہے۔ في رواية: یہ جار مجرور ہے۔ محمد: یہ مبتدا ہے۔ العاشرة: یہ مبتدا ہے۔ بعد طهر: یہ جار مجرور ہے۔ هو عشرة: یہ جملہ ہے۔ ابن المبارك: یہ مبتدا ہے۔ العشرة: یہ مبتدا ہے۔ بعد طهر: یہ جار مجرور ہے۔ هو نية: یہ جملہ ہے۔ محمد: یہ مبتدا ہے۔ العشرة: یہ مبتدا ہے۔ بعد الطهر: یہ جار مجرور ہے۔ هو بعة: یہ جملہ ہے۔ أبي سهل: یہ مبتدا ہے۔ الستة: یہ مبتدا ہے۔ منها: یہ جار مجرور ہے۔ الحسن: یہ مبتدا ہے۔ الأربعة: یہ مبتدا ہے۔

تشریح: فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے، اور طہر کی کم از کم مدت پندرہ دن ہے، اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ نفاس کی کم از کم مدت کوئی نہیں ہے، اور زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ حیض اور طہر کی مدت ملا کر کم از کم مدت تیس دن ہے، اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ نفاس اور طہر کی مدت ملا کر کم از کم مدت پندرہ دن ہے، اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ حیض، نفاس اور طہر کی مدت ملا کر کم از کم مدت تیس دن ہے، اور زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔

اختلاف: اختلاف اس بات میں ہے کہ حیض کی مدت دس دن ہے، اور طہر کی مدت پندرہ دن ہے، تو اگر کسی عورت کو دس دن خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر دس دن خون آیا، تو یہ دس دن حیض ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور محمد کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ابو یوسف کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن ہے، اور محمد کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن سے کم بھی ہو سکتی ہے، اور پندرہ دن سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور محمد کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔

ابن المبارک کا قول: ابن المبارک کا قول یہ ہے کہ حیض کی مدت دس دن ہے، اور طہر کی مدت پندرہ دن ہے، تو اگر کسی عورت کو دس دن خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر دس دن خون آیا، تو یہ دس دن حیض ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ ابن المبارک کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ابن المبارک کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن سے کم بھی ہو سکتی ہے، اور پندرہ دن سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے ابن المبارک کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔

محمد کا قول: محمد کا قول یہ ہے کہ حیض کی مدت دس دن ہے، اور طہر کی مدت پندرہ دن ہے، تو اگر کسی عورت کو دس دن خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر دس دن خون آیا، تو یہ دس دن حیض ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ محمد کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ محمد کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن سے کم بھی ہو سکتی ہے، اور پندرہ دن سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے محمد کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔

ابو سہل کا قول: ابو سہل کا قول یہ ہے کہ حیض کی مدت دس دن ہے، اور طہر کی مدت پندرہ دن ہے، تو اگر کسی عورت کو دس دن خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر دس دن خون آیا، تو یہ دس دن حیض ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ ابو سہل کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ابو سہل کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن سے کم بھی ہو سکتی ہے، اور پندرہ دن سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے ابو سہل کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔

حسن کا قول: حسن کا قول یہ ہے کہ حیض کی مدت دس دن ہے، اور طہر کی مدت پندرہ دن ہے، تو اگر کسی عورت کو دس دن خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر دس دن خون آیا، تو یہ دس دن حیض ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حسن کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حسن کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک طہر کی مدت پندرہ دن سے کم بھی ہو سکتی ہے، اور پندرہ دن سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے حسن کے نزدیک یہ دس دن حیض ہے، اور ابو یوسف کے نزدیک یہ دس دن حیض نہیں ہے، بلکہ یہ دس دن استحاضہ ہے۔

وما ذكر من استقامة على الشهر صورة يكون الشهر ناقصا فاصلا في

فلا الاول سوى قول ابو يوسف فان كان احد عدديها كاملا كان حيضها وان كان

كل منهما ناقصا فالاول حيض وان لم يكن بين حيضها فصاعدا فكل مجتمعة

وانما استثنى ابو يوسف هذا لانه ثابت على توفيه وعلم ان كون الحيض

في الشهر او انسواد فيما حيض اجماعا

ترجمہ: ... اور جو شہر کی صورت میں استقامت کا ذکر کیا گیا ہے کہ شہر ناقص ہو تو فاصل

نہ ہو تو پہلا قول سوائے قول ابو یوسف کے ہے اگر ان دونوں میں سے ایک عدد کامل ہو تو

وہ حیض ہوگا اور اگر دونوں ناقص ہوں تو پہلا حیض ہوگا اور اگر ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو

تو سب مجتمعہ ہوں گے اور ابو یوسف کا یہ استثناء اس لئے ہے کہ یہ ان کے قول پر ثابت ہے

اور یہ معلوم ہے کہ حیض مہینہ میں ہو یا اس سے زیادہ میں ہو اجماعاً حیض ہوتا ہے

وكذا الصفرة المتبعة في ايام العشرة و الصفرة الضعيفة والكدرة و
التربية عندنا حيض وفرق ما بينهما ان الكدرة ما يضرب الى البياض و
التربية الى السواد وانما تقدم مسئلة الطهر المتخلل على الوان الحيض
لانها متعلقة بمدة الحيض فالحقها بها ثم ذكر الالوان ثم بعد ذلك
شرع في احكام الحيض فقال يمنع الصلوة والصوم يقضي هو لاهي
اي يقتضي الصوم لا الصلوة.

ترجمہ: اور اسی طرح متبعہ صفرہ دس دن کے اندر اور ضعیفہ صفرہ اور کدرہ اور تربیہ ہمارے نزدیک حیض ہیں اور فرق ان کے درمیان یہ ہے کہ کدرہ وہ ہے جو سفیدی کی طرف مائل ہو اور تربیہ وہ ہے جو سیاہی کی طرف مائل ہو اور طہر کا مسئلہ جو ان کے درمیان ہے اس کو ان رنگوں سے پہلے ذکر کیا کیونکہ یہ حیض کی مدت سے متعلق ہے پس اس کو اس سے ملحق کیا پھر رنگوں کو ذکر کیا پھر حیض کے احکام کو شروع کیا پس فرمایا کہ حیض نماز سے روکتا ہے روزہ سے روکتا ہے اور روزہ کی قضا کا تقاضا کرتا ہے نماز کی قضا کا تقاضا نہیں کرتا یعنی حیض والی عورت پر روزہ کی قضا واجب ہے نماز کی قضا واجب نہیں ہے۔

حل اشکالات: [illegible] ہمارے نزدیک [illegible] حیض ہیں [illegible] حیض ہیں [illegible] حیض ہیں

بناء علی ان الحیض یمنع وجوب الصلوٰۃ وصحۃ ادائھا لکن لا یمنع وجوب الصوم فنقض وجوبہ ثابت بل یمنع صحۃ ادائہ فیجب القضاء اذا طھرت ثم المعتبر عندنا آخر الوقت فاذا حاضت فی آخر الوقت سقطت وان طھرت فی آخر الوقت وجبت فاذا کانت صفاتھا المعتبرۃ وجبت الصلوٰۃ وان کان الباقی من الوقت لمحۃ وان کانت صفاتھا ناقصۃ کالمریضۃ لا تجب الا اذا کان الباقی من الوقت مقدار ما یسع الغسل والتحریمۃ وجبت وان لم تغتسل حتی فاتت الغسل یحتسب ھھنا۔

ترجمہ:- اس بنا پر کہ حیض نماز کے وجوب اور ادا کے صحیح ہونے کو روکتا ہے لیکن روزہ کے وجوب کو نہیں روکتا پس حیض روزہ کے وجوب کو ثابت کرتا ہے بلکہ صرف ادا کے صحیح ہونے کو روکتا ہے پس قضا واجب ہوگی جب پاک ہو جائے پھر ہمارے نزدیک معتبر وقت کا آخر ہے پس اگر آخر وقت میں حیض آ گیا تو ساقط ہو جائے گی اور اگر آخر وقت میں پاک ہو جائے تو واجب ہو جائے گی پس اگر نماز کے ادا کرنے کی صفات معتبرہ پائی جائیں تو نماز واجب ہو جائے گی اگرچہ وقت کا باقی حصہ ایک لمحہ ہی ہو اور اگر صفات ناقصہ ہوں جیسے مریض کی صفت تو نماز واجب نہیں ہوگی مگر جب وقت کا باقی حصہ اتنا ہو کہ غسل اور تکبیر تحریمہ کر سکے پس اگر غسل نہ کیا یہاں تک کہ وقت فوت ہو گیا تو یہ یہاں معاف ہو گیا۔

حل اللغات:- لغۃ الحیض بفتح الحاء وکسرھا مصدر حاض یحیض حیضا وحیضانا وحیضۃ بمعنی سیلان الدم وھو خروج الدم من فرج المرأۃ وشرعا خروج دم من رحم امرأۃ بالغۃ غیر آیسۃ فی اوقات معلومۃ۔ الصلوٰۃ لغۃ الدعاء وشرعا عبارۃ عن الارکان المخصوصۃ المشروعۃ فی الاوقات المخصوصۃ۔ الصوم لغۃ الامساک مطلقا وشرعا امساک مخصوص فی وقت مخصوص۔ القضاء لغۃ الاداء وشرعا فعل مثل ما وجب بسبب سببہ۔ الطھر لغۃ النقاء وشرعا انقطاع دم الحیض۔ الوقت لغۃ الزمان المقدر وشرعا ما قدرہ الشارع لاداء العبادۃ۔ الصفات جمع صفۃ وھی الحالۃ الراسخۃ۔ المعتبرۃ ای المعتبر بھا۔ الناقصۃ ای الغیر المعتبرۃ۔ المریضۃ ای التی بھا مرض۔ الغسل لغۃ سیلان الماء علی الشیء وشرعا سیلان الماء علی جمیع البدن بنیۃ۔ التحریمۃ ای تکبیرۃ الاحرام۔ یحتسب ای یعد۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

من مدة الحيض وانصاف ليلة اذا حاضت في النهار فان كان في اخره بطل صومها
فيجب قضاؤه ان كان صوما واجبا وان كان نفلا لا بخلاف صلوة النفل اذا حاضت
في خلالها انما تبطل ويجب قضاؤها وان طهرت في النهار لم تاكل بقيته لا يجزيها
صوم هذا اليوم لكن يجب عليها الامساك وان طهرت في الليل لعشرة ايام يجزيها
صوم هذا اليوم وان كان الباقي من الليل لمعة وان طهرت لاقل من عشرة يصح
الصوم ان كان الباقي من الليل مقدار ما يسع الفعل والتحريمة ولم تغتسل في الليل۔

ترجمہ:۔ اور حیض کی مدت دس دن ہے اور نصف رات کے برابر ہے اگر حیض دن میں شروع ہوا اور رات میں ختم ہوا تو روزہ باطل ہو جائے گا پس اس کی قضا واجب ہے اگر روزہ فرض تھا اور اگر نفل تھا تو واجب نہیں برخلاف نماز نفل کے کہ اگر نماز نفل کے دوران حیض شروع ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے اور اس کی قضا واجب ہے اور اگر دن میں پاک ہو جائے تو باقی دن کچھ نہ کھائے اس دن کا روزہ اس کو کافی نہیں ہے لیکن اس پر امساک واجب ہے اور اگر رات میں دس دن سے پاک ہو جائے تو اس دن کا روزہ اس کو کافی ہے اور اگر رات کا باقی حصہ لمعہ ہو اور اگر دس دن سے کم میں پاک ہو جائے تو روزہ صحیح ہے اگر رات کا باقی حصہ اتنا ہو کہ اس میں فعل اور تحریمہ ادا کر سکے اور رات میں غسل نہ کیا ہو۔

حل لغات:۔ [illegible]

تشریح:۔ [illegible]

[illegible]

لایبطل صومه وکذا لو السجدة الکبری سهوا سجوده یعمل فی السجدة الکبری مع هذا

تعلت واستقام ساقت الازار کالاشرة والتفخیذ و یحل الفتل و ملامسة

یاول الازار عند محمد یکل شعار الدعای سوی الفرج فقط ولا تقرا الجنب

ونفساء سواء کان ایة او دونها عند الکرخی وهو المختار عند الضحاوی

تحل مادون الایة هذا اذا قصدت القراءة فان لم تقصد بان تقول شکرا

للنعمة الحمد لله رب العلمین۔

ترجمہ: ... اور اگر بھول کر سجدہ کبریٰ کیا تو اس کا سجدہ اس کے روزہ کو باطل نہیں کرتا اور اگر سجدہ کبریٰ سہواً

فلا بأس به ويجوز لها المتهجي بالقرآن والمعلمة تقرأ لها فاتحت عند الكرخي تعلم كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين وعند الطحاوي نصف آية وتقطع ثم تعلم الحد الآخر وما دام فوت منكرة عند بعض المشايخ وفي المحيط الإنكار وسائر الأدعية بالإذكار لا بأس بها ويكره قراءة التوراة والإنجيل على الجنب متعلق بقوله ولا تقرأ ولا تمس هؤلاء الى المنتهى بالنصب والنفساء والجنب مضاف الا بغلاف متجافي اي منفصل عنه واما الكتابة المصحف اذا كان موضوعا على لوح محيط بما عليه فعند ابي يوسف يجوز وعند محمد لا يجوز.

ترجمہ: ... اور حیض والی عورت کے لئے قرآن کا ہجے کرنا بھی جائز ہے اور معلمہ اس کے لئے پڑھ سکتی ہے۔ اگر حیض والی عورت نے سورۃ فاتحہ پڑھ لی ہو تو کرخی کے نزدیک ایک ایک کلمہ کر کے پڑھے اور دو کلموں کے درمیان وقف کرے اور طحاوی کے نزدیک آدھی آیت پڑھ کر وقف کرے پھر اگلا حصہ پڑھے۔ اور جب تک حیض والی عورت پاک نہ ہو جائے اس کو مسجد میں داخل ہونا بعض مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اور محیط میں ہے کہ اذکار اور دیگر دعائیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور حیض والی عورت کے لئے تورات اور انجیل کا پڑھنا مکروہ ہے۔ اور جنبی کے لئے قرآن کا پڑھنا اور چھونا مکروہ ہے۔ اور حیض والی عورت اور جنبی کے لئے قرآن کا ہجے کرنا جائز ہے۔ اور حیض والی عورت اور جنبی کے لئے قرآن کا پڑھنا اور چھونا مکروہ ہے۔ اور حیض والی عورت اور جنبی کے لئے قرآن کا ہجے کرنا جائز ہے۔

---

[1] ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible

وکرہ بالکم ولا در ھما فیہ سورۃ الابصرۃ او ردد ھما علیہ اٰیۃ من القرآن وانما
قال سورۃ لان العادۃ کتابۃ سورۃ الاخلاص ونحوہ علی الدراھم وحل وطی من
قطعہ مہلۃ لاکثر الحیض او النفاس قبل الغسل دون وطی من قطع لاقل منہ
ای لاقل من الاکثر وھو ان ینقطع الحیض لاقل من عشرۃ والنفاس لاقل
من اربعین الا اذا مضی وقت یسع الغسل والتحریمۃ فیحل وطیھا وان لم
تغتسل اقامۃ للوقت الذی یتمکن فیہ من الاغتسال مقام حقیقۃ الاغتسال
فی حق حل الوطی واعلم انہ اذا انقطع الدم لاقل من عشرۃ ایام بعد ما مضی
ثلثۃ ایام او اکثر فان کان الانقطاع

ترجمہ: اور (کرہ) قرآن شریف کا لکھنا ان پر جیسا کہ آج کل روپے اور پیسے درہم بھی سکے میں ہیں سورہ ابصرۃ کو ان کی تعیین کو چھوڑ کے یا دونوں درہم پر ایک ایک آیت قرآن کی لکھنا مکروہ نہیں ہیں سورہ کا لفظ اس لئے بڑھایا کہ دراہم پر سورہ اخلاص وغیرہ لکھنے کی عادت ہے اور حیض کا اول اکثر مدت حیض میں ہونا اور نفاس کا اکثر مدت نفاس میں ہونا یہ بیان کیا ہے اور جب عادۃ جاننا ہو حیض اول اور نفاس کا اول حال ہونا یہ بیان کیا ہے اور جب عادۃ جاننا ہو حیض اول اور نفاس کا اول حال نہیں ہونا یہ بیان کیا ہے اور جس عورت کو حیض کی مدت میں شبہ ہو اور عادت بھی معلوم نہ ہو اور نفاس کی مدت میں شبہ ہو اور عادت بھی معلوم نہ ہو اور طہر کی مدت میں شبہ ہو اور عادت بھی معلوم نہ ہو ان سب کا حکم بیان کیا ہے اور جس عورت کو حیض کی عادت معلوم ہو اور نفاس کی عادت معلوم نہ ہو اور طہر کی عادت معلوم ہو اور نفاس کی عادت معلوم نہ ہو اور طہر کی عادت معلوم نہ ہو ان سب کا حکم بیان کیا ہے اور جس عورت کو حیض کی عادت معلوم نہ ہو اور نفاس کی عادت معلوم ہو اور طہر کی عادت معلوم نہ ہو ان سب کا حکم بیان کیا ہے اور جس عورت کو حیض کی عادت معلوم نہ ہو اور نفاس کی عادت معلوم نہ ہو اور طہر کی عادت معلوم ہو ان سب کا حکم بیان کیا ہے اور جس عورت کو حیض کی عادت معلوم نہ ہو اور نفاس کی عادت معلوم نہ ہو اور طہر کی عادت معلوم نہ ہو ان سب کا حکم بیان کیا ہے

حل المشکلات: ... قولہ: اور (کرہ) الخ یعنی جس طرح آج کل روپے اور پیسے درہم بھی ہیں اسی طرح پہلے بھی ہوتے تھے اس لئے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور مکروہ ہونے میں دونوں برابر ہیں ۔

قولہ: سورۃ الابصرۃ ... مصنف نے اس کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ اس کا نام ابصرۃ ہے یعنی بصیرت پر قرآن مجید کی کوئی آیت یا سورت لکھنی مکروہ ہے وغیرہ لکھنے سے جو تاثیر ہے وہ اس کی نہیں ہے کیونکہ اس کا نام تو اخلاص ہے اور بصیرت نہیں ہے اور مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ بے ادبی کی جگہ ہے ۔

قولہ: اور جب عادۃ جاننا ہو الخ ... اس کا مقصد ان کی عادت معلوم ہونے کی صورت میں حکم بیان کرنا ہے ۔ یہ بیان کرنا مقصد نہیں ہے اور جس عورت کو حیض کی عادت معلوم نہ ہو اور نفاس کی عادت معلوم ہو اور طہر کی عادت معلوم نہ ہو ان سب کا حکم بیان کیا ہے اور جس عورت کو حیض کی عادت معلوم نہ ہو اور نفاس کی عادت معلوم نہ ہو اور طہر کی عادت معلوم ہو ان سب کا حکم بیان کیا ہے اور جس عورت کو حیض کی عادت معلوم نہ ہو اور نفاس کی عادت معلوم نہ ہو اور طہر کی عادت معلوم نہ ہو ان سب کا حکم بیان کیا ہے

قولہ: اور حل وطی وطی الخ ... اس کا مقصد یہ ہے کہ حیض اور نفاس کا اکثر مدت ہونا اس عورت کا ہوتا ہے جس کو پہلے حیض اور نفاس کی عادت نہ ہو اور جس کو عادت ہو اس کا حکم اس کی عادت کے موافق ہوتا ہے ۔ اور جس کو عادت نہ

فيما دون العادة يجب ان تؤخر الغسل الى آخر وقت الصلوة فاذا خافت الفوت اغتسلت وصلت والمراد آخر وقت المستحب دون وقت الكراهة وان كان الانقطاع على رأس عادتها او اكثر او كانت مبتدأة فتأخير الاغتسال بطريق الاستحباب وان انقطع لاقل من ثلثة ايام اخرت الصلوة الى آخر الوقت فاذا خافت الفوت توضأت وصلت ثم في الصور المذكورة اذا عاد الدم في العشرة بطل الحكم بطهارتها مبتدأة كانت او معتادة فاذا انقطع لعشرة تامة او اكثر فيقضي العشرة يحكم بطهارتها ويجب عليها الاغتسال وقد ذكرنا ان المعتادة التي عادتها ان تري يوما دما ويوما طهرا هكذا الى عشرة ايام فاذا رأت الدم تترك الصلوة و

ترجمہ: ۔۔۔ عادت سے کم پر دیکھے تو غسل کو تاخیر کرے یہاں تک کہ وقت تنگ ہونے کا خوف ہو تو غسل کرکے نماز پڑھ لے اور وقت سے مراد مستحب وقت ہے کراہت کا وقت نہیں اور اگر عادت کے ختم پر یا اس سے زیادہ پر دیکھا یا مبتدا ہو تو غسل میں تاخیر مستحب ہے اور اگر تین دن سے کم پر منقطع ہو تو نماز کو آخر وقت تک مؤخر کرے پس جب وقت تنگ ہونے کا خوف ہو تو وضو کرکے نماز پڑھ لے پھر مذکورہ صورتوں میں اگر دس دن کے اندر خون آجائے تو اس کی طہارت کا حکم باطل ہو جائے گا خواہ مبتدا ہو یا معتادہ اور اگر دس دن پورے ہونے پر منقطع ہو تو حیض کا حکم دے دیا جائے گا پس اس کی طہارت کا حکم ہو گا اور غسل واجب ہو گا اور وقت عادت کی دو صورتیں ہیں ذکر کیا ہے کہ جس عادت کی ایک دن خون دیکھے گی اور ایک دن پاک رہے گی یہ اسی طرح دس دن تک تو وہ اس کا حکم ہے کہ اور جس روز خون دیکھے اس روز نماز روزہ ترک کرے۔

حل مشکلات: ۔۔۔ فرمایا دن عادت تک تاخیر کرے ایک معین مدت کی عادت ہو مثلاً عادت کی بار چھ دن کی تھی پھر یہ عادت دن تک ہو گئی اب کسی مہینے چھ دن پر طہر بند ہو گیا تو وہ صلوٰۃ نماز نہ ہو گی کیونکہ نماز کے لئے وقت تنگ ہونا شرط ہے اور یہ وقت تنگ ہونے کا نہیں ہے اور اگر دس دن سے پہلے خون آگیا تو وہ مبتدیہ جیسے کہ حکم ہے اور اگر دس دن پر بند ہوا تو عادت ہو گئی اور اگر دس دن سے پہلے بند ہوا تو پھر مبتدیہ ہو گئی اور اگر عادت سے زیادہ پر بند ہوا تو عادت ہی ہو گی اور اگر عادت سے کم پر بند ہوا تو مبتدیہ ہو گئ

والصوم فاذا طهرت فی الیوم الثانی توضأت وصلت ثم فی الیوم الثالث تترک الصلوٰة والصوم ثم فی الیوم الرابع اغتسلت وصلت هکذا الی العشرة واقل الطهر خمسة عشر یوما ولا حد لاکثرہ الا لنصب العادة فان اکثر الطهر مقدر فی حقه ثم اختلفوا فی تقدیر مدته۔

ترجمہ: پس جب وہ پاک ہو جائے دوسرے دن پاک ہوگئی تو وضو کر کے نماز پڑھے پھر تیسرے دن نماز روزہ ترک کرے پھر چوتھے دن غسل کرے اور نماز پڑھے اس طرح دس دن تک کرے (یعنی خون کے روز نماز و روزہ ترک کرے اور پاکی کے دن غسل کرے اور نماز پڑھے) اور ظاہر کی قول مدت حیض و طہر ہے اور اس کے اکثر کی کوئی حد نہیں ہے مگر اس وقت مقرر ہو جائے جب کہ اس کے حق میں اکثر طہر مقدر و متعین ہے پھر حق نے اکثر مدت طہر مقدر و متعین کر دینے کا اختلاف کیا ہے۔

حل اللغات: قولہ توضأت: یعنی وضو کرے جب پاک ہوگئی تو وضو کر کے نماز پڑھے اس سے کہ جو خون تین دن سے کم ہے وہ استحاضہ کا خون ہے اور اس پر حیض واجب نہیں ہے بلکہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

قولہ اغتسلت: یعنی پھر تیسرے دن وضو کے نماز پڑھنے سے جائز نہ ہوگا بلکہ غسل کرنا ہوگا اس سے کہ اس کا خون تین دن کا ہو جو کم کی حد ہے اور حیض کی حکم ہو جائے۔ اس طرح دس دن ہو جائے۔

قولہ ولا حد لاکثرہ: یعنی جس دن خون دیکھے اس دن نماز و روزہ ترک کرے اور جس دن پاک ہو جائے اس دن غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے اس طرح دس دن تک۔ یہاں پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یہ سابقہ بحث کے خلاف ہے کیونکہ سابقہ بحث میں یہ تھا کہ جو عدد پندرہ روز سے کم کا ظاہر الروایہ میں ہے اس کے لئے مذکورہ حکم ہے یہ سب ایام حیض کے ہوں گے۔ اور کچھ ایسی روایات ہیں کہ سابقہ بحث ہذا کا تعلق ابتداء حیض کے بارے میں ہے جو عدد مقدار یعنی دس دن والے کے بارے میں ہے نیز سابقہ بحث تجویز کا تھا اور یہ بحث لزوم کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قولہ ہکذا الی العشرة: یعنی جس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے کہ اس پر زیادہ نہ ہوتا ہو۔ جیسا عورت کو چاہئے کہ جب تک طہر سے رہے روزہ رکھے اور نماز پڑھے چاہے ساری عمر اسی طرح گذر جائے کیونکہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ساٹھ سال یا اس سے بھی زیادہ دن تک چلتا ہے ایسے ہونے پر فرشتہ کے گذارنے کا سوال پیدا ہو جائے تو عادت کے مطابق اس کی میعاد مقرر کی جاتی ہے۔

والاصح انه مقدر بستة اشهر الا ساعة لان العادة تنقطع طهر غير العامل عن طهر العامل واقل مدة الحمل ستة اشهر فما تنقص عن هذا شيئ وهو انها صورته ميتة أو رأت عشرة ايام دما وستة اشهر طهرا ثم استمر الدم تنقضي عدتها بتسعة عشر شهرا الا ثلث ساعات لانا نحتاج الى ثلث حيض كل حيض عشرة ايام والى ثلثة اطهار كل طهر ستة اشهر الا ساعة وما نقص عن اقل الحيض اى الدم الناقص عن الثلثة اوزاد على اكثره اى على العشرة او على اكثر النفاس وهو اربعون يوما۔

ترجمہ: اصح یہ ہے کہ یہ مدت چھ مہینے ہے مگر ایک گھنٹہ کم ہے کیونکہ عادت ہے کہ غیر حاملہ کا طہر حاملہ کے طہر سے کم ہوتا ہے اور حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہے پس جو مدت اس سے کم ہو وہ کچھ نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت مردہ بچہ جنے یا دس دن خون دیکھے پھر چھ مہینے پاک رہے پھر خون شروع ہو تو اس کی عدت انیس مہینے میں ختم ہوگی کیونکہ ہمیں تین حیض کے لئے ستاون مہینے اور تین طہر کے لئے انیس مہینے میں سے ایک گھنٹہ کم کرنا پڑے گا کیونکہ ہر حیض دس دن کا ہے اور ہر طہر چھ مہینے میں سے ایک گھنٹہ کم ہے اور جو خون حیض کی کم سے کم مدت سے کم ہو یا تین دن سے کم ہو یا دس دن سے زیادہ ہو یا دس دن پر یا نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت پر زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے۔

حل اللغات: ساعة: ایک گھنٹہ۔ عادة: عادت۔ نقصان: کمی۔ طهر: پاکی۔ عامل: حاملہ۔ حمل: بچہ۔ ستة: چھ۔ اشهر: مہینے۔ ما تنقص: کچھ نہیں ہے۔ ميتة: مردہ بچہ جنے۔ رأت: دیکھے۔ عشرة ايام: دس دن۔ دما: خون۔ استمر الدم: خون شروع ہو۔ تنقضي عدتها: اس کی عدت ختم ہوگی۔ تسعة عشر شهرا: انیس مہینے۔ الا ثلث ساعات: تین گھنٹہ کم۔ نحتاج: ہمیں ضرورت ہے۔ ثلث حيض: تین حیض۔ ثلثة اطهار: تین طہر۔ ستة اشهر الا ساعة: چھ مہینے ایک گھنٹہ کم۔ ما نقص: کچھ نہیں ہے۔ اقل الحيض: حیض کی کم سے کم مدت۔ الدم الناقص: کم خون۔ الثلثة: تین دن۔ زاد: زیادہ ہو۔ اكثره: اس کی زیادہ سے زیادہ مدت۔ العشرة: دس دن۔ اكثر النفاس: نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت۔ اربعون يوما: چالیس دن۔

حل الکلمات: ... اصح ... ہے ... ہے ... ہے

او کل عادۃ عرفت لحیض وجاوز العشرۃ او نقص وجاوز الاربعین ای اذا کانت لہا عادۃ فی الحیض وفرضناہا سبعۃ فرأت الدم اثنی عشر یوما فخمسۃ ایام بعد السبعۃ استحاضۃ واذا کانت لہا عادۃ فی النفاس وہی ثلثون یوما مثلا فرأت الدم خمسین یوما فالعشرون التی بعد الثلثین استحاضۃ فہذا حکم المعتادۃ ثم اراد ان یبین حکم المبتدأۃ فقال او علی عشرۃ حیض من بلغت مستحاضۃ او کل اربعین نفاسہا ان ابتدأۃ فالا بلغت مستحاضۃ حیضہا من کل شہر عشرۃ ایام وما زاد علیہا استحاضۃ فیکون طہرہا عشرین یوما۔

حل اللغات: عادۃ ہر وہ چیز جو بار بار ہو۔ عرفت جانی گئی۔ جاوز تجاوز سے ماضی واحد مؤنث غائب ہے۔ نقص کمی۔ فرضناہا ہم نے اس کو فرض کیا۔ سبعۃ سات۔ فرأت اس نے دیکھا۔ اثنی عشر بارہ۔ فخمسۃ ایام پس پانچ دن۔ بعد السبعۃ سات کے بعد۔ استحاضۃ بیماری کا خون۔ ثلثون تیس۔ مثلا فرأت مثلاً اس نے دیکھا۔ خمسین پچاس۔ العشرون بیس۔ التی بعد الثلثین تیس کے بعد والی۔ فہذا حکم المعتادۃ پس یہ معتادہ کا حکم ہے۔ ثم اراد پھر اس نے ارادہ کیا۔ ان یبین کہ وہ بیان کرے۔ حکم المبتدأۃ مبتدأۃ کا حکم۔ فقال پس کہا۔ او علی عشرۃ حیض من بلغت مستحاضۃ یا دس پر حیض والی جو بالغ ہوئی مستحاضہ ہے۔ او کل اربعین نفاسہا یا ہر چالیس نفاس والی۔ ان ابتدأۃ اگر اس نے ابتدا کی۔ فالا بلغت مستحاضۃ حیضہا ورنہ بالغ ہوئی مستحاضہ حیض والی۔ من کل شہر عشرۃ ایام ہر مہینہ سے دس دن۔ وما زاد علیہا استحاضۃ اور جو اس پر زیادہ ہے استحاضہ ہے۔ فیکون طہرہا پس ہوگا اس کا طہر۔ عشرین یوما بیس دن۔

ترجمہ: ... یا جس کی عادت معلوم ہو گئی ہو حیض میں اور وہ دس دن سے تجاوز کر جائے یا کم ہو کر چالیس دن سے تجاوز کر جائے یعنی جبکہ اس کی عادت ہو حیض میں اور ہم نے اس کا حیض سات دن فرض کیا ہو پس اس نے دیکھا خون بارہ دن تک تو پانچ دن سات کے بعد استحاضہ ہے اور جبکہ اس کی عادت ہو نفاس میں اور وہ تیس دن ہو مثلاً پس اس نے دیکھا خون پچاس دن تک تو بیس دن تیس کے بعد والے استحاضہ ہے پس یہ حکم ہے معتادہ کا پھر ارادہ کیا اس نے کہ بیان کرے مبتدأۃ کا حکم پس کہا یا دس پر حیض والی جو بالغ ہوئی مستحاضہ ہے یا ہر چالیس نفاس والی اگر اس نے ابتدا کی ورنہ بالغ ہوئی مستحاضہ حیض والی ہر مہینہ سے دس دن اور جو اس پر زیادہ ہے استحاضہ ہے پس ہوگا اس کا طہر بیس دن۔

حل العبارت: ... عادۃ ہر وہ چیز جو بار بار ہو ... عرفت جانی گئی ... حیض ... جاوز تجاوز سے ماضی واحد مؤنث غائب ہے ... نقص کمی ... فرضناہا ہم نے اس کو فرض کیا ... سبعۃ سات ... فرأت اس نے دیکھا ... اثنی عشر بارہ ... فخمسۃ ایام پس پانچ دن ... بعد السبعۃ سات کے بعد ... استحاضۃ بیماری کا خون ... ثلثون تیس ... مثلا فرأت مثلاً اس نے دیکھا ... خمسین پچاس ... العشرون بیس ... التی بعد الثلثین تیس کے بعد والی ... فہذا حکم المعتادۃ پس یہ معتادہ کا حکم ہے ... ثم اراد پھر اس نے ارادہ کیا ... ان یبین کہ وہ بیان کرے ... حکم المبتدأۃ مبتدأۃ کا حکم ... فقال پس کہا ... او علی عشرۃ حیض من بلغت مستحاضۃ یا دس پر حیض والی جو بالغ ہوئی مستحاضہ ہے ... او کل اربعین نفاسہا یا ہر چالیس نفاس والی ... ان ابتدأۃ اگر اس نے ابتدا کی ... فالا بلغت مستحاضۃ حیضہا ورنہ بالغ ہوئی مستحاضہ حیض والی ... من کل شہر عشرۃ ایام ہر مہینہ سے دس دن ... وما زاد علیہا استحاضۃ اور جو اس پر زیادہ ہے استحاضہ ہے ... فیکون طہرہا پس ہوگا اس کا طہر ... عشرین یوما بیس دن۔

واما النفاس فما رأت المرأة فيه عادة فنفاسها أربعون يوما والزائد عليها استحاضة فقوله حيض من بلغت بالجر عطف البيان لعشرة وقوله نفاسها بالجر عطف بيان لأربعين وما رأت ساقط نحو استحاضة أي الدم الذي تراه الحامل ليس بحيض بل هو استحاضة فقوله وما نقص مبتدأ وقوله فهو استحاضة خبره ثم بين حكم الاستحاضة فقال لا تمنع صلوة ولا صوما ووطيا ومن لم يمض عليها وقت فرض إلا وبه حدث أي الحدث الذي ابتلي به من استحاضة أو رعاف أو نحوهما توضأ لكل فرض احترازا عن قول الشافعي

ترجمہ:۔ فقولہ حیض من بلغت کا جر عطف بیان کا ہے عشرۃ کی طرف اور قولہ نفاسہا کا جر عطف بیان ہے اربعین کی طرف اور ما رأت ساقط ہے نحو استحاضۃ کی طرف یعنی وہ خون جو حاملہ دیکھے حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے پھر مصنف نے استحاضہ کا حکم بیان کیا کہ استحاضہ نماز، روزہ اور وطی سے مانع نہیں اور جس پر نماز کا وقت گزر گیا اور اس کو حدث لاحق ہوا تھا جس میں وہ مبتلا ہے استحاضہ یا رعاف یا اس کے مثل تو ہر فرض کے لیے وضو کرے امام شافعی کے قول سے احتراز کرتے ہوئے۔

حل اللغات:۔ عادۃ، عادت کرنا۔ ساقط، گرا ہوا۔ رعاف، نکسیر۔

تشریح:۔ عورت کو حمل ٹھہرنے کے بعد جو خون آتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے نماز، روزہ اور وطی ساقط نہیں ہوتی اور اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہر فرض کے لیے وضو کرنا ہوگا۔ امام شافعی کے نزدیک استحاضہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

ترجمہ:۔ فقولہ ما نقص فهو استحاضة کا مطلب یہ ہے کہ جو خون دس دن سے کم آئے وہ استحاضہ ہے۔

تشریح:۔ اگر کسی عورت کو دس دن سے کم خون آیا اور پاک ہو گئی پھر دوبارہ خون آیا تو یہ خون استحاضہ ہے۔ اگر دس دن سے کم خون آیا اور پاک نہ ہوئی بلکہ مسلسل خون آتا رہا تو یہ خون بھی استحاضہ ہے۔ اگر دس دن سے کم خون آیا اور پاک ہو گئی پھر دوبارہ خون آیا اور دس دن سے کم آیا اور پاک ہو گئی تو یہ خون بھی استحاضہ ہے۔ اگر دس دن سے کم خون آیا اور پاک ہو گئی پھر دوبارہ خون آیا اور دس دن سے کم آیا اور پاک نہ ہوئی بلکہ مسلسل خون آتا رہا تو یہ خون بھی استحاضہ ہے۔ اگر دس دن سے کم خون آیا اور پاک ہو گئی پھر دوبارہ خون آیا اور دس دن سے کم آیا اور پاک ہو گئی تو یہ خون بھی استحاضہ ہے۔ اگر دس دن سے کم خون

فان عند ابی یوسف فرض ویصل النوافل بتبعیۃ الفرض ویصل بہ ما شاء من فرض ونفل وینقضہ خروج الوقت لا دخولہ احترازا عن قول زفر فان الناقض عندہ دخول الوقت وعن قول ابی یوسف فان الناقض عندہ کلاھما فیصلی ما شاء من فرض ونفل قبل الزوال الی اخر وقت الظھر خلافا لابی یوسف وزفر فانہ حصل دخول الوقت لا الخروج لا بعد طلوع الشمس من توضأ قبلہ۔

ترجمہ: ... پس جس کا وضو ایک فرض کے ساتھ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک وہ وضو ایک فرض ہے اور وہ اس وضو سے نوافل کو بھی ملا لیتا ہے اور وہ جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھ لے اور اس وضو کو وقت کا نکلنا توڑتا ہے نہ کہ وقت کا داخل ہونا، یہ احتراز ہے امام زفر کے قول سے، کیونکہ ان کے نزدیک وضو کو توڑنے والا وقت کا داخل ہونا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک وضو کو توڑنے والا وقت کا نکلنا اور داخل ہونا دونوں ہیں، پس جس شخص نے زوال سے پہلے وضو کیا تو وہ ظہر کے آخر وقت تک جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھ سکتا ہے، یہ امام ابو یوسف اور امام زفر کے خلاف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک وقت کا داخل ہونا پایا گیا ہے نہ کہ وقت کا نکلنا، اور جس نے سورج طلوع ہونے کے بعد وضو کیا ہو تو وہ اس وضو سے پہلے پڑھی ہوئی نماز کو نہیں پڑھ سکتا۔

قولہ: ... پس جس کا وضو ایک فرض کے ساتھ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک وہ وضو ایک فرض ہے اور وہ اس وضو سے نوافل کو بھی ملا لیتا ہے اور وہ جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھ لے اور اس وضو کو وقت کا نکلنا توڑتا ہے نہ کہ وقت کا داخل ہونا، یہ احتراز ہے امام زفر کے قول سے، کیونکہ ان کے نزدیک وضو کو توڑنے والا وقت کا داخل ہونا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک وضو کو توڑنے والا وقت کا نکلنا اور داخل ہونا دونوں ہیں، پس جس شخص نے زوال سے پہلے وضو کیا تو وہ ظہر کے آخر وقت تک جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھ سکتا ہے، یہ امام ابو یوسف اور امام زفر کے خلاف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک وقت کا داخل ہونا پایا گیا ہے نہ کہ وقت کا نکلنا، اور جس نے سورج طلوع ہونے کے بعد وضو کیا ہو تو وہ اس وضو سے پہلے پڑھی ہوئی نماز کو نہیں پڑھ سکتا۔

قولہ: ... پس جس کا وضو ایک فرض کے ساتھ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک وہ وضو ایک فرض ہے اور وہ اس وضو سے نوافل کو بھی ملا لیتا ہے اور وہ جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھ لے اور اس وضو کو وقت کا نکلنا توڑتا ہے نہ کہ وقت کا داخل ہونا، یہ احتراز ہے امام زفر کے قول سے، کیونکہ ان کے نزدیک وضو کو توڑنے والا وقت کا داخل ہونا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک وضو کو توڑنے والا وقت کا نکلنا اور داخل ہونا دونوں ہیں، پس جس شخص نے زوال سے پہلے وضو کیا تو وہ ظہر کے آخر وقت تک جتنے فرض اور نفل چاہے پڑھ سکتا ہے، یہ امام ابو یوسف اور امام زفر کے خلاف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک وقت کا داخل ہونا پایا گیا ہے نہ کہ وقت کا نکلنا، اور جس نے سورج طلوع ہونے کے بعد وضو کیا ہو تو وہ اس وضو سے پہلے پڑھی ہوئی نماز کو نہیں پڑھ سکتا۔

ای من توضأ قبل طلوع الشمس لکل فرض توضأ بعد طلوع الفجر خلافا لزفر فان نقض عندنا وعند ابی یوسف وهو الخروج لا عند زفر فان الناقض عنده الدخول ولم یحصل والنفاس دم یعقب الولد ولاحده لاقله واکثر اربعون یوما خلافا للشافعی اذا کثر ستون یوما عنده وهو لام التوامین من الاول خلافا لمحمد التوامان ولدان من بطن ولحد.

ترجمہ: جس پر غسل واجب ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ نماز پڑھے جب تک کہ اس کو حدث نہ لاحق ہو جائے اور جو شخص طلوع شمس سے پہلے وضو کرے ہر فرض کے لئے وہ طلوع فجر کے بعد وضو کرے ہمارے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک ناقض وضو خروج ہے اور زفر کے نزدیک ناقض وضو دخول ہے اور یہ حاصل نہیں ہوا اور نفاس وہ خون ہے جو ولادت کے بعد واقع ہوتا ہے اور اس کی کم سے کم حد نہیں ہے اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے برخلاف شافعی کے کہ ان کے نزدیک نفاس کی زیادہ سے زیادہ حد ساٹھ دن ہے اور جڑواں بچوں کا تعلق پہلے بچے کے ساتھ ہے برخلاف محمد کے کہ ان کے نزدیک جڑواں بچے دو پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔

قولہ الشکاک ہے مراد وہ عورت ہے جس پر کسی حدث کا غلبہ ہو جائے جیسے کہ اس کو ہر نماز کے وقت میں حدث لاحق ہو جاتا ہے اور اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس کو وضو کرنا پڑتا ہے اور وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنا پڑتی ہے اور اس کو ہر نماز کے وقت میں یہی کرنا پڑتا ہے اور اس کو شکاک اس لئے کہتے ہیں کہ اس کو ہر وقت شک لاحق ہوتا ہے کہ میرا وضو ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا ہے اور اس کو ہر وقت وضو کرنا پڑتا ہے اور اس کو ہر وقت نماز پڑھنا پڑتی ہے اور اس کو ہر وقت

لایکون بین ولادتھما اقل مدۃ الحمل ھو ستۃ اشھر وانقضاء العدۃ من الاخر اجماعا ویسقط یرٰی بعض خلقہ ولد سقط مبتدأ ای صفتہ وولد خبرہ فتصیر ھی بہ نفساء والامۃ ام الولد ویقع العتق بالولد ای اذا قال ان ولدت فانت طالق تطلق بخروج سقط ظھر بعض خلقہ وتنقضی العدۃ بہ ای اذا طلقھا زوجھا تنقضی عدتھا بخروج ھذا السقط۔

ترجمہ:۔ اور ان دونوں کی ولادت کے درمیان اقل مدت حمل ہو کہ چھ ماہ ہیں اور باقی انقضاء عدت آخر کے ساتھ اجماعاً ہے اور سقط جس کا کوئی عضو ظاہر ہو گیا ہو اور سقط مبتدا ہے اور ولد اس کی صفت ہے اور ولد اس کی خبر ہے پس عورت اس سقط کے سبب سے نفاس والی ہو جائے گی اور لونڈی ام ولد ہو جائے گی اور ولد طلاق اور عتق بالولد ہے اس سقط کے ساتھ ہو جائے گی یعنی جب کسی نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو جنے تو تجھ کو طلاق ہے تو اگر اس عورت نے ایسا سقط جنا جس کا کوئی عضو ظاہر ہو گیا ہو تو طلاق ہو جائے گی اور انقضائے عدت اس سے ہو گی یعنی جب خاوند نے طلاق دیدی تو اس سقط کے خروج سے اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

حل اللغات: یسقط فعل واحد مذکر غائب اسقاط (افعال) سے ہے اگر ماں کے پیٹ سے گر جائے یا خود بخود نکل جائے اسے سقط کہتے ہیں۔ ظھر بعض خلقہ اس کی تشریح میں دو قول ہیں ایک قول تو یہ ہے کہ اس کا کوئی عضو ظاہر ہو گیا ہو دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا کوئی عضو ظاہر ہو گیا ہو یا نہ ہو اس کی مدت چھ ماہ سے کم ہو تو اس کا کوئی عضو ظاہر نہ ہو گا اور اگر چھ ماہ یا زیادہ مدت میں ہو تو ظاہر ہو گا اس کی مدت چھ ماہ اور نو دن حمل کی کم از کم مدت ہے اس سے پہلے کی ولادت سے پہلے وضع حمل ہونا یقیناً سقط ہے۔

ولد سقط: ولد اور سقط دونوں مذکر ہیں جو مرد کے ساتھ اس کا اتصال ہو اس سے پیدا ہو اور اس کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو گویا اس کا مطلب تو اس کا یہ ہے کہ نطفہ کے بعد وہ گوشت کا لوتھڑا بن جائے گا اور اس کے سقط (ضائع) ہونے کا حکم ہو گا خواہ اس کا کوئی عضو ظاہر ہو یا نہ ہو۔

ف: سقط سے متعلق پوری تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

بابُ الانجاس

يطهر بدن المصلي وثوبه ومكانه عن نجس مرئي بزوال عينه وإن بقي أثر يشق زواله بالماء متعلق بقوله بزوال عينه.

ترجمہ: پاک ہوجاتا ہے بدن نمازی اور اس کا کپڑا اور اس کی جگہ ناپاک نجس سے جو نظر آتا ہو بزوال اس چیز کے اگرچہ باقی رہے اثر جس کا زائل کرنا پانی سے دشوار ہو۔ متعلق ہے قول کے ساتھ بزوال عین کے۔

حل لغات: طہر بدن المصلی الخ۔ طہر بفتح طاء وکسر ہاء ماضی واحد مذکر غائب ہے تطہیر سے جو باب تفعیل سے ہے اور بدن المصلی مضاف مضاف الیہ مل کر فاعل ہے طہر کا اور ثوبہ معطوف ہے بدن پر اور مکانہ معطوف ہے بدن پر اور عن نجس مرئی متعلق ہے طہر کے اور بزوال عینہ متعلق ہے طہر کے اور وان بقی اثر وصل ہے بزوال عینہ کے اور یشق زوالہ بالماء صفت ہے اثر کی اور بالماء متعلق ہے یشق کے اور یشق زوالہ متعلق ہے بقولہ بزوال عینہ کے۔

ترجمہ: قولہ یطہر بدن المصلی الخ۔ مراد مصنف کی یہ ہے کہ بدن نمازی اور کپڑا اور جگہ نماز کی ناپاک ہوجاتی ہے ساتھ زائل ہونے عین نجاست کے اگرچہ باقی رہے اثر نجاست کا جس کا زائل کرنا پانی سے دشوار ہو اور مراد مصنف کی یہ ہے کہ اثر نجاست کا معفو عنہ ہے اگر دشوار ہو زائل کرنا پانی سے اور اگر آسان ہو زائل کرنا پانی سے تو معفو عنہ نہیں ہے بلکہ ضرور ہے زائل کرنا اثر نجاست کا ساتھ پانی کے۔ اور مراد مصنف کی یہ ہے کہ اثر نجاست کا معفو عنہ ہے اگر دشوار ہو زائل کرنا پانی سے اور اگر آسان ہو زائل کرنا پانی سے تو معفو عنہ نہیں ہے بلکہ ضرور ہے زائل کرنا اثر نجاست کا ساتھ پانی کے۔ اور مراد مصنف کی یہ ہے کہ اثر نجاست کا معفو عنہ ہے اگر دشوار ہو زائل کرنا پانی سے اور اگر آسان ہو زائل کرنا پانی سے تو معفو عنہ نہیں ہے بلکہ ضرور ہے زائل کرنا اثر نجاست کا ساتھ پانی کے۔

قولہ نجس مرئی۔ احتراز ہے نجس غیر مرئی سے کہ وہ بزوال عین کے پاک نہیں ہوتا ہے بلکہ ساتھ بہنے پانی کے پاک ہوتا ہے۔

قولہ وان بقی اثر الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اثر نجاست کا معفو عنہ ہے اگر دشوار ہو زائل کرنا پانی سے اور اگر آسان ہو زائل کرنا پانی سے تو معفو عنہ نہیں ہے بلکہ ضرور ہے زائل کرنا اثر نجاست کا ساتھ پانی کے۔

قولہ بقولہ بزوال عینہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اثر نجاست کا معفو عنہ ہے اگر دشوار ہو زائل کرنا پانی سے اور اگر آسان ہو زائل کرنا پانی سے تو معفو عنہ نہیں ہے بلکہ ضرور ہے زائل کرنا اثر نجاست کا ساتھ پانی کے۔

وبكل ما ثبت في الشرع ورود الأمر به على الوجوب أو الندب على التفصيل

من غسل ومسح وصلاة وصوم وزكاة وحج وجهاد وغير ذلك من العبادات

لسانه فقد قوته والمراد بفساد لسانه عدم الاطمئنان به وبقاء

وحلقه عن ذكي حرم جفد [illegible] وجوبه ثم وصف ذبحه الى

رطب ذي حرم اذا الذوبه يفتدوعه لاحرم له بالعسل فقد ان يطهر

الحد عما لاحرم له كالبول ونحوه بالفضل فقط وعن المعي يضنو سواء

كان معه الدباب او ذبح بسبه هذا كما مر اس الذكوط فرباب ال

وذبحها وزالبول عود اس فجرحه او تجاوزها استقى ولا فرق بين الثوب و

البدن في هذه الرواية وفي رواية الحسن عن ابي حنيفة لا يطهر البدن بحال

وكشف رأسه وبالنسا والبساط يجري الله عليه بيده والارض والحجر مطروق
بالبس وذهاب الاثر للصلوة لا التيمم اى يجوز الصلوة عليهما ولا يجوز
التيمم بهما وكذا الحصى في الغدر هو بيت من قصب والمراد هنا البيدة
التي تكون على السلوم من القصب وشجر وكلاهما قائم في الارض وقصب شد
جف ظهر هو مختار وما تقدم منها فعلم لا غير لما ذكر تطهير النجاسات مذكور
في تقسيم الغليظة والخفيفة وبيان ما هو خفيف منها فقال وقدر الدرهم
من نجس غليظ.

ترجمہ

فی الکفایہ

باب الانجاس ۲۵ ۸۰۸ تا ۸۱۰

كبول بقر وحمار وخيل وجلحة وبول حمار وخرء وفارة وبغل وخنزير وسباع وطير ربع ثوب مما خف كبول فرس ومما يؤكل لحمه وخرء طير مما لا يؤكل لحمه عفو وان تزايد لا قليل المراد بربع الثوب ربع اوادنى ثوب يجوز فيه الصلوة وقيل ربع الموضع الذى اصابته النجاسة كالذيل والكم والمدخريص وقدره ابو يوسف بشبر فى شبر واعتبر وزن الدرهم بقدر مثقال فى الكثيف ومساحته بقدر عرض كف فى الرقيق.

ترجمہ: جیسے بیشاب لوبھی اور خون اور جلحہ یعنی گوبر خشک اور گوبر تر اور پیشاب گدھے اور خر اور گوبر اور پیشاب اور خرد اور پیشاب اور گوبر اور پیشاب اور گوبر اور پیشاب اور گوبر

المراد بعرض الکف عرض مقعر الکف وھو داخل مفاصل الاصابع ودم السمک
لیس بنجس ودم الکبد والطحال لانجس طاھر لانہ مشکوک فالطاھر لایزول
طھارتہ بالشک وبول الانتضح مثل رؤس الابر لیس بشئ وما ورد علی نجس
نجس کعکسہ ای کما ان الماء نجس فی عکسہ وھو ورود النجاسۃ علی الماء
لا رشاً وتقدد ولم کان صغاراً بحیث لایکون شئ منھا نجساً وفی رماد القذر ملاقی
الشائع ویصلی علی ثوب بطانتہ نجسۃ ای اذا لم یکن الثوب مقوراً وعلی طرف
بساطا طرف آخر منہ نجس یتحرک احدھما بتحریک الآخر اولا واما قال ھذا احتراز
عن قول من قال انما یجوز الصلوۃ علی الطرف الآخر

حل لغات: ۔۔۔ اور بہتر یہی ہے۔ اس لئے کہ بعض نجاستیں ایسی ہیں جن کا علم ہونے کے بعد بھی ان کو دور کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے۔ ۔۔۔ اور اس کا بھی کوئی حصہ ناپاک ہو جائے تو پورا کپڑا ناپاک ہو جائے گا

او الثوب يتعرط احد الطرفين بالتحريك الاخر وفي ثوب الغير فيه نجاسة او ثوب رطب يمس ثوبا فيه لا يتنجس ثوبه الا ان يعصر او يتقاطر منه شيء ولو عصر او وضع رطبا على ما طين بطين فيه ستة اشبار ويبس او تنجس طرف منه فنشه او غسل طرفا اخر بلا تحر واى لا يتقاطر التحري في غسل طرف من الثوب كعظمة بان عليه الحمرة تدوسها اقدام او وجب بعضها فيطهر ما بقي اعلاه بانه اذا وجب بعضها لو قسمت العظمة يكون كل واحد من القسمين طاهرا او يحتمل كل واحد من القسمين ان يكون النجاسة في القسم الآخر.

قال صاحب الهداية رحمه الله ... وقال ابو يوسف ومحمد رحمهما الله ... وقال ابو حنيفة

فاعتبر هذا الاحتمال في الطهارة لكان الضرورة **فصل** الأخبثين ومن كل

حدث اي خارج من احد السبيلين غير النوم والريح فان قلت ان تقيد الحدث

بالخارج من احد السبيلين فلاستثناء النوم مستدرك وان لم يقيد به نقض

كل حدث غير النوم والريح يكون الاستثناء سنة ليس في الفصد ونحوه ولين

كذلك قلت تقييد الحدث بالخارج من السبيلين واستثناء النوم غير مستدرك

لانه من هذا القبيل لان النوم انما ينقض لان فيه مظنة الخروج من السبيلين

ترجمہ: ... لفظ فاعتبر سے لے کر یہاں تک ماتن کا بیان کردہ استحسان پر مبنی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ... سبیلین سے نکلے ہوئے ہر حدث کو ناقض وضو قرار دیا جائے گا سوائے نیند اور ریح کے کہ ان کا سبیلین کے علاوہ سے نکلنا ناقض وضو ہوگا یا نہیں؟ اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ ... حدث کو سبیلین سے نکلنے کے ساتھ مقید کیا جائے گا یا نہیں؟ اگر مقید کیا جائے گا تو ... نیند کا استثناء کرنا بے فائدہ ہوگا کیونکہ ... سبیلین سے نکلنے کے ساتھ مقید کرنے کی صورت میں

بنحو جمر ثمة ھنی بنقیہ بلاعد دکثنۃ ای لیس فیہ عدد مسنون عندنا ھذا
للثانی وھی ثمۃ اجمار ید بربالحجر الاول ویقبل بالثانی ویدبر بالثالث صیفا
ویقبل الرجل بالاول والثالث شتاء الادبار الاذھاب الی جانب الدبر والاقبال
ضدہ تمران فی السعۃ اقبالا وادبارا مبالغۃ فی النقیۃ وفی الصیف یدبر بالحجر
الاول لان الخصبۃ فی الصیف.

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے استنجا کرنے والوں کو حکم دیا کہ تین پتھر لے جائیں۔ مگر اس سے تین پتھر مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ تین پتھروں سے کم نہ ہو۔ یہ مسئلہ ہمارے نزدیک ہے۔ اور شافعی کہتے ہیں کہ تین پتھروں سے کم نہ ہو۔ اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی عدد مسنون نہیں ہے۔ ثمۃ اجمار کے معنی ہیں کہ پتھر کو پہلے پتھر کے ساتھ لگائے اور پہلے پتھر کو دوسرے پتھر کے ساتھ لگائے اور تیسرے پتھر کو پہلے پتھر کے ساتھ لگائے۔ اور ثمۃ ھنی بنقیہ کے معنی ہیں کہ پتھر کے ساتھ استنجا کرنے میں صفائی ہو جائے۔ اور ثمۃ بلاعدد کثنۃ کے معنی ہیں کہ پتھر کے ساتھ استنجا کرنے میں عدد مسنون نہیں ہے۔ اور ثمۃ ھذا للثانی کے معنی ہیں کہ یہ مسئلہ ہمارے نزدیک ہے۔ اور ثمۃ ھی للشافعی کے معنی ہیں کہ یہ مسئلہ شافعی کے نزدیک ہے۔ اور ثمۃ اجمار کے معنی ہیں کہ پتھر کو پہلے پتھر کے ساتھ لگائے۔ اور یدبر بالحجر الاول کے معنی ہیں کہ پہلے پتھر کو دوسرے پتھر کے ساتھ لگائے۔ اور یقبل بالثانی کے معنی ہیں کہ دوسرے پتھر کو پہلے پتھر کے ساتھ لگائے۔ اور یدبر بالثالث کے معنی ہیں کہ تیسرے پتھر کو پہلے پتھر کے ساتھ لگائے۔ اور صیفا کے معنی ہیں کہ گرمی کے موسم میں۔ اور یقبل الرجل بالاول والثالث کے معنی ہیں کہ مرد پہلے پتھر کو اور تیسرے پتھر کو اپنی طرف لائے۔ اور شتاء کے معنی ہیں کہ سردی کے موسم میں۔ اور الادبار الاذھاب الی جانب الدبر والاقبال ضدہ کے معنی ہیں کہ ادبار کے معنی ہیں پیٹھ کی طرف جانا۔ اور اقبال کے معنی ہیں پیٹھ کی طرف سے آنا۔ اور تمران فی السعۃ اقبالا وادبارا مبالغۃ فی النقیۃ کے معنی ہیں کہ پتھر کے ساتھ استنجا کرنے میں صفائی ہو جائے۔ اور وفی الصیف یدبر بالحجر الاول لان الخصبۃ فی الصیف کے معنی ہیں کہ گرمی کے موسم میں پہلے پتھر کو پیٹھ کی طرف لائے کیونکہ گرمی کے موسم میں پیٹھ کی طرف سے آنا صفائی ہو جانے کا سبب ہے۔

حل اللغات: یہ سے فور جمر ھنی اس کا متعلق مستثنا ہے اس سے جو پتھر یا اس جیسی چیز ہو کہ جس سے استنجا کرنے والے کی صفائی ہو جائے۔ کپڑے کی رگ وغیرہ نہ ہو۔

کلمہ تورکیب: غیر ہے مستثنا منہ استنجا کرنے والے ہیں۔ یہ عبارت ہے اس بات کی کہ تین پتھروں سے کم نہ ہو۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تین پتھروں سے کم نہ ہو۔ اور یہ

یغسل یدیہ ثم یخرج ما بعۃ ویعتد بطن اصبع او اصبعین او
قدر اصابع لا رؤوسہا ثم یغسل یدیہ ثانیا ویجب فی نجس جاوز الخرج
اکثر من درہم ھذا مذھب ابی حنیفۃ وابی یوسف وھو ان یکون ما تجاوز
اکثر من قدر الدرہم وعند محمد یعتبر ما تجاوز الخرج موضع الاستنجاء و
لا یستنجی بعظم وروث وبعین وکرہ استقبال القبلۃ واستدبارھا فی الفلا
ولا یختلف ھذا عندنا فی البنیان والصحراء

ترجمہ ۔۔۔ پھر اپنے ہاتھ کو دھوئے پھر مقعد کو دھوئے اور اچھی طرح صاف کرے یہاں تک کہ ایک انگلی یا دو انگلیوں کے برابر سے پھر نہ نکلے انگلیوں کے سرے نہ ہوں پھر اپنے ہاتھ کو دوبارہ دھوئے اور جو نجاست خروج سے تجاوز کرے وہ درہم کے وزن سے زیادہ ہو یہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا مذہب ہے اور یہ کہ خارج ہونے والی نجاست درہم کے وزن سے زیادہ ہو اور امام محمد کے نزدیک جو نجاست خارج ہوئی ہو وہ موضع استنجاء سے تجاوز کر جائے اور استنجاء ہڈی گوبر اور کوئلے سے نہ کرے اور قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا قضائے حاجت کے وقت مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں ہے آبادی میں ہو یا جنگل میں ہو۔

حل اللغات ۔۔۔ یغسل (باب نصر) یخرج (باب ضرب) یعتد (باب افتعال) بطن (ن) اصبع (ف) اصابع (ف) رؤوس (ف) یغسل (باب نصر) یجب (باب ضرب) نجس (ف) جاوز (باب مفاعلۃ) یکون (ن) تجاوز (باب تفاعل) یعتبر (باب افتعال) یستنجی (باب استفعال) عظم (ن) روث (ن) یعین (ن) کرہ (ک) استقبال (باب استفعال) القبلۃ (ف) استدبار (باب استفعال) الفلا (ف) یختلف (باب افتعال) البنیان (ض) الصحراء (ف)

حل التشریح ۔۔۔ یغسل یدیہ ثم یخرج ما بعۃ ۔۔۔ اس عبارت میں دو مسئلے ہیں ایک مسئلہ تو یہ ہے کہ استنجاء کے بعد ہاتھ دھونا واجب ہے یا مستحب اس میں ائمہ کا اختلاف ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک استنجاء کے بعد ہاتھ دھونا مستحب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک واجب ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو اپنے ہاتھ کو تین مرتبہ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے اس حدیث میں ہاتھ دھونے کا حکم ہے اور حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ استنجاء کے بعد ہاتھ دھونا کب واجب ہے اس میں بھی ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہاتھ دھونا اس وقت واجب ہے جب نجاست درہم کے وزن سے زیادہ ہو اور امام محمد کے نزدیک جب نجاست موضع استنجاء سے تجاوز کر جائے اور ظاہر الروایۃ میں امام محمد کا یہی قول ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ہاتھ دھونا مستحب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک واجب ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو اپنے ہاتھ کو تین مرتبہ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے اس حدیث میں ہاتھ دھونے کا حکم ہے اور حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ استنجاء کے بعد ہاتھ دھونا کب واجب ہے اس میں بھی ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہاتھ دھونا اس وقت واجب ہے جب نجاست درہم کے وزن سے زیادہ ہو اور امام محمد کے نزدیک جب نجاست موضع استنجاء سے تجاوز کر جائے اور ظاہر الروایۃ میں امام محمد کا یہی قول ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ہاتھ دھونا مستحب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک واجب ہے ان کی دلیل یہ حدیث ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو اپنے ہاتھ کو تین مرتبہ دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے اس حدیث میں ہاتھ دھونے کا حکم ہے اور حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ استنجاء کے بعد ہاتھ دھونا کب واجب ہے اس میں بھی ائمہ کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہاتھ دھونا اس وقت واجب ہے جب نجاست درہم کے وزن سے زیادہ ہو اور امام محمد کے نزدیک جب نجاست موضع استنجاء سے تجاوز کر جائے اور ظاہر الروایۃ میں امام محمد کا یہی قول ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے

کتاب الصلوٰۃ

[illegible] وقت تتعرض الصبح الفوائت وطلوع الشمس حتى يرتفع بالمعارض عن الاستطيل وهو الصبح الكاذب والمطهر من رد الشمس بعد غروبها كل شئ متنفيه سوى وقت الزوال لابد فيها من معرفة وقت الزوال وقت الزوال وطريقه ان تسوى الارض بحيث لا يكون بعض جوانبها مرتفعا او منخفضا

ترجمہ [illegible] وقت ہے جس میں قضا نمازیں پڑھنا صحیح ہے [illegible] اور طلوع آفتاب تک [illegible] اور یہ صبح کاذب ہے اور مطہر ہے رد شمس سے [illegible] ہر شئ کو اس کے مثل کے ساتھ سوائے وقت زوال کے اور ضروری ہے ان دونوں میں وقت زوال کی معرفت اور وقت زوال کی معرفت کا طریقہ یہ ہے کہ زمین کو برابر کیا جائے [illegible] کہ نہ ہو اس کے بعض جوانب مرتفع اور نہ منخفض

[illegible] کتاب الصلوٰۃ [illegible] اس کتاب کو نماز کے ساتھ [illegible] کیونکہ نماز [illegible] کے بعد فرض ہوئی [illegible] اور [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] کے بعد

وما بصت ساء ويعض هوايين السقين وسرسم عليها دائرة وسمى الدائرة
الهندية وينصب في مركزها مقياس قائم بالكون بعدار أسه عن نقطة
من محيط الدائرة متساويا وليكن قاعدة جغدار ربع نظر مدائرة فرض ظله
في اوائل تعلم اخارج الدائرة لكن الظل ينقص الى ان يدخل في الدائرة فقصه
علامة على مدخل الظل من محيط الدائرة ولا تمتك ان الظل ينقص الى حد ثم
يزيد الى ان ينتهي الى محيط الدائرة ثم يخرج منها وذلك بعد نصف النهار فقصه
علامة على مخرج الظل.

ترجمہ ... اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ... اور ایک دائرہ بنائے جس کو دائرہ ہندیہ کہتے ہیں اور اس کے مرکز میں ایک سیدھا ... کھڑا کرے جس کی لمبائی ... کے برابر ہو اور اس کے سایہ کی نوک کو ... پر نشان کرے ... اور اس کے سایہ کی نوک کو ... پر نشان کرے ... اور اس کے سایہ کی نوک کو ... پر نشان کرے ...

فتنصف القوس التی ھی ما بین مدخل الظل ومخرجه وترسم خطا مستقیما من منتصف القوس الی مرکز الدائرة مخرجا الی الطرف الآخر من المحیط فھذا الخط ھو خط نصف النھار فاذا کان ظل المقیاس علی ھذا الخط فھو نصف النھار والظل الذی فی ھذا الوقت ھو وقت الزوال فاذا زال الظل من ھذا الخط فھو وقت الزوال فذلک اول وقت الظھر والخروج اذا صار ظل المقیاس مثل المقیاس سوی ظل الزوال مثلا اذا کان فی الزوال مقدار ربع المقیاس فاذا خرج وقت الظھر ان یصیر ظله مثلی المقیاس وربعه

ترجمہ: ... پس قوس جو مدخل ظل اور اس کے مخرج کے درمیان ہے اس کو دو حصوں میں منقسم کرو پھر ایک خط مستقیم قوس کے منتصف سے مرکز دائرہ تک کھینچو اور اس کو دوسری طرف محیط تک لے جاؤ۔ یہ خط خط نصف النہار ہے۔ پس جب سایہ اس خط پر ہو تو وہ وقت زوال ہے۔ پس جب سایہ اس خط سے زائل ہو تو یہ وقت زوال ہے۔ پس یہ پہلا وقت ظہر ہے اور (ظہر کا) خروج اس وقت ہے جب سایہ اس کا سایہ زوال کے سایہ کے علاوہ مثل ہو جائے۔ مثلاً اگر زوال میں سایہ کا ایک چوتھائی حصہ تھا تو ظہر کا وقت اس وقت ہوگا جب سایہ اس کا سایہ سوائے سایہ زوال کے دو اور ایک چوتھائی حصہ مثل ہو جائے۔

حل اللغات: ... قولہ منتصف القوس: یہ قوس مدخل ظل اور مخرج ظل کے درمیان ہے۔ مدخل ظل سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے سایہ دائرہ میں داخل ہوتا ہے اور مخرج ظل سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے سایہ دائرہ سے باہر نکلتا ہے۔ قولہ مخرجا: یہ خط مستقیم کا حال ہے یعنی خط مستقیم کو مرکز دائرہ سے طرف دوم تک لے جاؤ۔ قولہ فاذا کان ظل المقیاس: یہ شرط ہے اور اس کا جواب فھو نصف النہار ہے۔ قولہ ھو وقت الزوال: یہ جملہ شرطیہ ہے اور اس کا جواب فاذا زال الظل ہے۔ قولہ فاذا زال الظل: یہ شرط ہے اور اس کا جواب فھو وقت الزوال ہے۔ قولہ فذلک اول وقت الظھر: یہ جملہ شرطیہ ہے اور اس کا جواب فالخروج اذا صار ظل المقیاس الخ ہے۔ قولہ سوی ظل الزوال: یہ ظل المقیاس سے حال ہے۔ قولہ مثلا اذا کان فی الزوال مقدار ربع المقیاس: یہ مثل المقیاس سے بدل ہے۔ قولہ ان یصیر ظله مثلی المقیاس وربعه: یہ ظل المقیاس سے بدل ہے۔

شرح: ... قولہ فتنصف القوس الخ: یہ قوس جو مدخل ظل اور مخرج ظل کے درمیان ہے اس کو دو حصوں میں منقسم کرو پھر ایک خط مستقیم قوس کے منتصف سے مرکز دائرہ تک کھینچو اور اس کو دوسری طرف محیط تک لے جاؤ۔ یہ خط خط نصف النہار ہے۔ پس جب سایہ اس خط پر ہو تو وہ وقت زوال ہے۔ پس جب سایہ اس خط سے زائل ہو تو یہ وقت زوال ہے۔ پس یہ پہلا وقت ظہر ہے اور (ظہر کا) خروج اس وقت ہے جب سایہ اس کا سایہ زوال کے سایہ کے علاوہ مثل ہو جائے۔ مثلاً اگر زوال میں سایہ کا ایک چوتھائی حصہ تھا تو ظہر کا وقت اس وقت ہوگا جب سایہ اس کا سایہ سوائے سایہ زوال کے دو اور ایک چوتھائی حصہ مثل ہو جائے۔

شرح: ... قولہ فتنصف القوس: یہ قوس جو مدخل ظل اور مخرج ظل کے درمیان ہے اس کو دو حصوں میں منقسم کرو پھر ایک خط مستقیم قوس کے منتصف سے مرکز دائرہ تک کھینچو اور اس کو دوسری طرف محیط تک لے جاؤ۔ یہ خط خط نصف النہار ہے۔ پس جب سایہ اس خط پر ہو تو وہ وقت زوال ہے۔ پس جب سایہ اس خط سے زائل ہو تو یہ وقت زوال ہے۔ پس یہ پہلا وقت ظہر ہے اور (ظہر کا) خروج اس وقت ہے جب سایہ اس کا سایہ زوال کے سایہ کے علاوہ مثل ہو جائے۔ مثلاً اگر زوال میں سایہ کا ایک چوتھائی حصہ تھا تو ظہر کا وقت اس وقت ہوگا جب سایہ اس کا سایہ سوائے سایہ زوال کے دو اور ایک چوتھائی حصہ مثل ہو جائے۔

هذا رواية عن ابي حنيفة وفي رواية اخرى عنه وهو قول ابي يوسف ومحمد و
الشافعي اذا صار ظل كل شيء مثله سوى فيء الزوال وللعصر منه الى غيبوبة الشمس
العصر من آخر وقت الظهر على القولين الى تغير الشمس وللمغرب منه الى سقوط
الشفق وهو الحمرة عندهما وبه يفتى وعند ابي حنيفة الشفق هو البياض
وللعشاء منه والوتر منه بعد العشاء الى الفجر لهما اي للعشاء والوتر ويستحب
للفجر البداية مسفرا

ترجمہ: یہ امام ابوحنیفہ کی ایک روایت ہے اور دوسری روایت میں ہے اور یہی قول ہے ابو یوسف و محمد اور شافعی کا جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے سوائے فیء زوال کے اور عصر کا وقت مثل ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب تک رہتا ہے یہ دونوں قول کے مطابق ہے بعض کے نزدیک تغیر شمس تک اور مغرب کا وقت شفق کے غروب ہونے تک ہے یہ صاحبین کے نزدیک ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں عشاء اور وتر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے صبح صادق تک اور فجر کے لئے مستحب ہے کہ اسفار (روشنی) میں پڑھی جائے

حل اللغات: قولہ ظل کل شیء مثلہ یعنی ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے قولہ فیء زوال یعنی سایہ جو زوال کے وقت ظل کے بعد ہوتا ہے قولہ غیبوبۃ الشمس یعنی آفتاب کا غروب ہونا قولہ تغیر الشمس یعنی آفتاب کا زرد ہونا قولہ سقوط الشفق یعنی شفق کا غروب ہونا قولہ الحمرۃ یعنی سرخی قولہ البیاض یعنی سفیدی قولہ البدایۃ یعنی شروع کرنا قولہ مسفرا یعنی روشنی میں

شرح: قولہ ظل کل شیء مثلہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ زوال کے وقت جس قدر ہوتا ہے اس کے بعد اس سے جتنا سایہ بڑھے گا اس کو ظل کہتے ہیں اور اس کے بعد جو سایہ بڑھے گا اس کو فیء کہتے ہیں اور یہ سایہ مشرق کی طرف بڑھتا ہے اس لئے اس کو فیء کہتے ہیں اور زوال کے بعد سایہ مغرب کی طرف بڑھتا ہے اس لئے اس کو ظل کہتے ہیں اور زوال کے وقت جو سایہ ہوتا ہے اس کو فیء زوال کہتے ہیں اور یہ سایہ بہت کم ہوتا ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں ہوتا ہے اور ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے اور یہ وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے یہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک تغیر شمس تک رہتا ہے اور مغرب کا وقت غروب شفق تک رہتا ہے یہ صاحبین کے نزدیک ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفق سفیدی کو کہتے ہیں اور عشاء اور وتر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے صبح صادق تک رہتا ہے اور فجر کے لئے مستحب ہے کہ اسفار (روشنی) میں پڑھی جائے اسفار کی حدیث میں تاکید آئی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت نماز پڑھنے سے مقتدیوں کی کثرت ہوتی ہے اور ہر ایک کو جماعت مل جاتی ہے اور اس کی فضیلت بھی زیادہ

حیث یمکنہ ترکہا بعد ما یأتی بالمکتوبۃ وأما سائر الأوامر الواردۃ فی ذلک
علیہ السلام اسفروا بالفجر فإنہ اعظم للأجر والتأخیر لظہر الصیف فی
صحیح البخاری اور وابردوا بالظہر فإن شدۃ الحر من فیح جہنم وللنہی عن
تعجیل الصلوٰۃ

ترجمہ ۔۔۔ [illegible]

حل مشکلات ۔۔۔ [illegible]

ترجمہ ۔۔۔ [illegible]

حل مشکلات ۔۔۔ [illegible]

والمغرب وقت المغرب وقت العشاء الى نصف الليل وقت الفجر الى طلوع الشمس

الا ان وقت المغرب وقت مضيق لا يستحب تاخيرها ولا يجوز صلوة

جمعة تذكار وصلوة جنازة عند طلوعها وغروبها الا عصر يومه

فقد ذكر في كتاب الصلوة ان العصر يقارن بالاداء بسبب لوجوب

الصلوة واخر وقت العصر وقت ياتي اذ هو وقت عبادة الناس فوجب ناقصا

حل لغات: [illegible]

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

فاذا اداها كما وجب فاذا اعترض الفساد بالغروب لا تفسد وان الفجر كل وقته وقت كامل لان الشمس لا تعبد قبل الطلوع فوجب كاملا فاذا اعترض الفساد بالطلوع تفسد لانه لم يؤدها كما وجب فان قيل هذا تعليل في معرض النص وهو قوله عليه السلام من ادرك ركعة من الفجر قبل الطلوع فقد ادرك الفجر ومن ادرك ركعة من العصر قبل الغروب فقد ادرك العصر قلنا لا تعارض بين هذا الحديث وبين النهي الوارد عن الصلوٰة في الاوقات الثلثة رجعنا الى القياس كما هو حكم التعارض والقياس ترك هذا الحديث في صلوٰة العصر وحديث النهي في صلوٰة الفجر، ما اثر الصلوٰة فذ يجوز في الاوقات الثلثة لحديث النهي اذ لا معارض لحديث النهي فيها۔

ترجمہ:۔ توجب ادا کی گئی نماز کی اول پیدا کرنے والا کامل ادا ہونا واجب ہوا تو نماز میں سے کسی جزو کے غروب کے ساتھ نماز فاسد نہ ہوگی۔ ہر جزو میں نماز کامل واقع ہونا واجب ہوا کیونکہ سورج کے کسی جزو کے ساتھ طلوع نہ ہونے کی وجہ سے ہر جزو میں نماز کا کامل واقع ہونا واجب ہوا تو جب طلوع کسی جزو کے ساتھ فساد واقع ہوا تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ جیسی واجب ہوئی تھی ویسی ادا نہیں کی۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ نص کے مقابلہ میں ہوئی تو جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ جس نے طلوع سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی اس نے فجر پالی اور جس نے غروب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے عصر پالی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث اور ان احادیث میں جو نماز کے ان تین وقتوں میں پڑھنے سے منع کرتی ہیں تعارض ہے تو ہم قیاس کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ تعارض کا حکم یہی ہے اور قیاس یہ ہے کہ عصر کی نماز میں اس حدیث کو ترک کر دیا جائے اور فجر میں نہی کی حدیث پر عمل کیا جائے کیونکہ فجر کی نماز ان تین وقتوں میں بھی ادا ہو سکتی ہے اور نہی کی حدیث میں کوئی معارض نہیں ہے۔

حل۔ التشکلات:۔ قولہ ان قیل الخ یعنی صنف نے یہ کہا کہ اس طلوع آفتاب کے وقت پڑھنا جائز نہیں کیونکہ فجر کی نماز اور دوسری نمازیں جائز نہیں۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں تو نص کے مقابلہ میں قیاس کو ترک کیا گیا۔ حالانکہ یہاں ہوتا ہے کہ نص کے مقابلہ میں قیاس کو ترک کیا جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں نص کے مقابلہ میں قیاس کو ترک نہیں کیا گیا بلکہ دو حدیثوں میں تعارض ہوا تو قیاس کی طرف رجوع کیا گیا۔ اور حدیث من ادرک رکعۃ الخ کو فجر کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔ اور نہی کی حدیث کو عصر کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔ اور یہ تعارض کے حکم کے مطابق ہوا۔

حل۔ التشکلات:۔ قولہ ان قیل الخ یعنی صنف نے یہ کہا کہ اس طلوع آفتاب کے وقت پڑھنا جائز نہیں کیونکہ فجر کی نماز اور دوسری نمازیں جائز نہیں۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہاں تو نص کے مقابلہ میں قیاس کو ترک کیا گیا۔ حالانکہ یہاں ہوتا ہے کہ نص کے مقابلہ میں قیاس کو ترک نہیں کیا گیا بلکہ دو حدیثوں میں تعارض ہوا تو قیاس کی طرف رجوع کیا گیا۔ اور حدیث من ادرک رکعۃ الخ کو فجر کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔ اور نہی کی حدیث کو عصر کے ساتھ خاص کر دیا گیا۔ اور یہ تعارض کے حکم کے مطابق ہوا۔

وكره نفل بعد طلوع الفجر الا سنته وبعد الصبح الا سنته وبعد فرض العصر

الى ان تغرب وصح الفوائت وصلوة جنازة وسجدة التلاوة في هذين

الى بعد الصبح وبعد اداء العصر الى ان اصفر لكنها يكره في الاولى وهو ما

اذا خرج الامام للخطبة ولا يجمعه فرضت في وقت بداءة.

قال الشارح ... وفي رواية عن ابي حنيفة رحمه الله ... وقال ابو يوسف ومحمد ... وقال الشافعي ... وقال مالك ... وقال احمد ... وقال ابو ثور ... وقال داود ... وقال ابن حزم ... وقال ابن المنذر ... وقال ابن عبد البر ... وقال ابن قدامة ... وقال ابن تيمية ... وقال ابن القيم ... وقال ابن كثير ... وقال ابن حجر ... وقال العيني ... وقال القسطلاني ... وقال الزرقاني ... وقال الشوكاني ... وقال صديق حسن خان ... وقال عبد الحي اللكنوي ... وقال احمد شاكر ... وقال محمد ناصر الدين الالباني ... وقال عبد العزيز بن باز ... وقال محمد بن صالح العثيمين ... وقال عبد الله بن عبد الرحمن الجبرين ... وقال صالح بن فوزان الفوزان ... وقال عبد الله بن قعود ... وقال عبد الله بن غديان ... وقال عبد الرزاق عفيفي ... وقال عبد المحسن العباد ... وقال صالح بن عبد الله بن حميد ... وقال عبد الله بن منيع ... وقال بكر بن عبد الله ابو زيد ... وقال عبد الله بن عبد الرحمن السعد ... وقال عبد الله بن عبد الرحمن الغديان ... وقال عبد الله بن عبد الرحمن الجبرين ... وقال صالح بن فوزان الفوزان ... وقال عبد الله بن قعود ... وقال عبد الله بن غديان ... وقال عبد الرزاق عفيفي ... وقال عبد المحسن العباد ... وقال صالح بن عبد الله بن حميد ... وقال عبد الله بن منيع ... وقال بكر بن عبد الله ابو زيد ... وقال عبد الله بن عبد الرحمن السعد ...

قال الشارح ... وفي رواية عن ابي حنيفة رحمه الله ... وقال ابو يوسف ومحمد ... وقال الشافعي ... وقال مالك ... وقال احمد ... وقال ابو ثور ... وقال داود ... وقال ابن حزم ... وقال ابن المنذر ... وقال ابن عبد البر ... وقال ابن قدامة ... وقال ابن تيمية ... وقال ابن القيم ... وقال ابن كثير ... وقال ابن حجر ... وقال العيني ... وقال القسطلاني ... وقال الزرقاني ... وقال الشوكاني ... وقال صديق حسن خان ... وقال عبد الحي اللكنوي ... وقال احمد شاكر ... وقال محمد ناصر الدين الالباني ... وقال عبد العزيز بن باز ... وقال محمد بن صالح العثيمين ... وقال عبد الله بن عبد الرحمن الجبرين ... وقال صالح بن فوزان الفوزان ... وقال عبد الله بن قعود ... وقال عبد الله بن غديان ... وقال عبد الرزاق عفيفي ... وقال عبد المحسن العباد ... وقال صالح بن عبد الله بن حميد ... وقال عبد الله بن منيع ... وقال بكر بن عبد الله ابو زيد ... وقال عبد الله بن عبد الرحمن السعد ...

وفيه خلاف الشافعي ومن طهرت في وقت العصر وصلت الظهر أيضاً ومن طهرت في وقت العشاء صلت المغرب أيضاً فإن وقت الظهر والعصر عندنا كوقت واحد وكذا وقت المغرب والعشاء ولهذا يجوز الجمع عندنا في السفر ومن هو أهل فرض في آخر وقته يقضيه لا من حاضت فيه يعني إذا بلغ الصبي أو اسلم الكافر في آخر الوقت وله بين من الوقت الاقدار التحريمة يجب عليه قضاء صلوٰة ذلك الوقت خلافاً لزفر ومن حاضت في آخر الوقت لا يجب عليها قضاء صلوٰة ذلك الوقت خلافاً للشافعي

ترجمہ ۔۔۔ اس میں امام شافعی کا خلاف ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جو عورت عصر کے وقت پاک ہوئی ہے تو اس پر ظہر بھی قضا ہے، اور جو عشاء کے وقت پاک ہوئی ہے تو اس پر مغرب بھی قضا ہے، ہمارے نزدیک ظہر اور عصر کا وقت ایک جیسا وقت ہے اسی طرح مغرب اور عشاء کا وقت ایک جیسا وقت ہے، اسی لئے ہمارے نزدیک سفر میں جمع بین الصلوٰتین جائز ہے، اور جو شخص فرض کا اہل ہو اور وقت کے آخر میں اس کو وقت ملا ہو تو اس پر قضا ہے، اور جو عورت عصر کے وقت میں حائضہ ہوئی ہو اس پر ظہر کی قضا نہیں ہے، اور جو کافر یا نابالغ آخر وقت میں مسلمان یا بالغ ہوا ہے اور اس کو وقت میں سے تحریمہ کے بقدر وقت ملا ہے تو اس پر اس وقت کی نماز قضا کرنا واجب ہے، امام زفر رحمہ اللہ کا خلاف ہے، اور جو عورت آخر وقت میں حائضہ ہوئی ہے تو اس پر اس وقت کی نماز قضا کرنا واجب نہیں ہے، یہ امام شافعی کا مذہب ہے

قال الشارح العلامۃ ۔۔۔ وفيه خلاف الشافعي الخ یعنی امام شافعی کے نزدیک ان تینوں مسئلوں میں ظہر، عصر اور مغرب، عشاء کے مابین ترتیب واجب ہے، اور ہمارے نزدیک ترتیب واجب نہیں ہے، اور ہمارے نزدیک ظہر اور عصر کا وقت ایک ہی ہے، اور مغرب اور عشاء کا وقت ایک ہی ہے، اسی لئے ہمارے نزدیک سفر میں جمع بین الصلوٰتین جائز ہے، اور شافعی کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین صرف حقیقی عذر کی وجہ سے جائز ہے، اور حدیث میں جو جمع بین الصلوٰتین کا ذکر ہے اس کی تاویل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ آپ نے ظہر کو اس کے آخر وقت میں پڑھا اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا، اور مغرب کو اس کے آخر وقت میں پڑھا اور عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا، اور یہ جمع صوری ہے، اور شافعی کے نزدیک جمع حقیقی ہے، اور حدیث کی تاویل ان کے مذہب کے مطابق یہ کی جاتی ہے کہ آپ نے ظہر کو اس کے آخر وقت میں اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا، اور مغرب کو اس کے آخر وقت میں اور عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا، اور یہ جمع حقیقی ہے، اور حدیث کی یہ تاویل ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں آپ کا عمل حدیث کے خلاف ہے، اور حدیث کی تاویل اس طرح کرنا کہ آپ کا عمل حدیث کے خلاف نہ ہو اولیٰ ہے، اور ہمارے نزدیک ظہر اور عصر کا وقت ایک ہی ہے، اور مغرب اور عشاء کا وقت ایک ہی ہے، اسی لئے ہمارے نزدیک سفر میں جمع بین الصلوٰتین جائز ہے، اور شافعی کے نزدیک جمع بین الصلوٰتین صرف حقیقی عذر کی وجہ سے جائز ہے، اور حدیث میں جو جمع بین الصلوٰتین کا ذکر ہے اس کی تاویل ہمارے نزدیک یہ ہے کہ آپ نے ظہر کو اس کے آخر وقت میں پڑھا اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا، اور مغرب کو اس کے آخر وقت میں اور عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا، اور یہ جمع صوری ہے، اور شافعی کے نزدیک جمع حقیقی ہے، اور حدیث کی یہ تاویل ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں آپ کا عمل حدیث کے خلاف ہے، اور حدیث کی تاویل اس طرح کرنا کہ آپ کا عمل حدیث کے خلاف نہ ہو اولیٰ ہے

قولہ ومن طهرت في وقت العصر الخ ۔۔۔ اور یہ حکم اس عورت کے بارے میں ہے جو ظہر کے وقت میں حائضہ ہوئی ہو، اور عصر کے وقت میں پاک ہوئی ہو، اور اس نے ظہر کی نماز نہ پڑھی ہو، اور عصر کے وقت میں اس کو ظہر کی نماز یاد آئی ہو، اور اس نے عصر کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لی ہو، اور اس نے عصر کی نماز نہ پڑھی ہو، اور عصر کا وقت ختم ہو گیا

بابُ الاذان

هو سنة للفرائض الخمس والجمعة وليس بسنة في النوافل فقوله في وقتها احتراز عن الاذان قبل الوقت وعن الاذان بعد الوقت لاجل الاداء فاما الاذان بعد الوقت للقضاء فهو مسنون ايضا ولا يرد اشكال لانه في وقت القضاء ولا يفركونه بعد وقت الاداء لانه ليس للاداء بل للقضاء في وقته قال النبي عليه السلام۔

ترجمہ: یہ باب اذان کے بیان میں ہے۔ وہ (اذان) پانچ فرض نمازوں کے لئے اور جمعہ کے لئے سنت ہے اور نوافل کے لئے سنت نہیں ہے پس ان (نوافل) کے وقت کے ساتھ مقید ہونے کے بارے میں ان کے قول سے اذان قبل الوقت اور اذان بعد وقت کے بعد ادا کے لئے ہونے سے احتراز کیا، لیکن اذان بعد الوقت قضاء کے لئے ہے تو یہ بھی سنت ہے اور اس میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ قضاء کے وقت میں ہے اور اس کے وقت ادا کے بعد جمعہ کا دہرانا مروہ نہیں ہے کیونکہ وہ ادا کے لئے نہیں بلکہ قضاء کے لئے قضاء کے وقت میں ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا

حل اللغات: باب الاذان۔ باب تو معلوم ہے اذان کے معنی اعلام یا اعلان کے جائیں گے اور چونکہ اذان سے وقت آنے کا اعلان ہوتا ہے اس لئے اس کو وقت کے ذکر کے بعد بیان کیا۔ اذان کے معنی اعلام ہیں۔ اصطلاح شرع میں اس کا اطلاق مخصوص کلمات کلاہ کر ہوتا ہے جو کہ نماز کے لئے شروع اوقات میں کہے جاتے ہیں۔ ملہ تو ہر سنت آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے تک۔ اور اذان کا سنت ہونا کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اذان کی مشروعیت کی حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع ہو جائے۔ اذان کی مروجہ صورت جس پر آج کل عمل ہے اور جس کے کلمات مکمل ہیں اور جو ہر جگہ مشہور ہے۔ اصل اذان نہیں تھی، صحابہ کرام کی طرف سے پیش ہوئی تھی اور ان میں سے ہر ایک کی دو دو صورتیں مروی ہیں۔ ایک صورت وہ جو اذان بلال کہلاتی ہے اور دوسری صورت وہ جو اذان ابی محذورہ کہلاتی ہے۔ آج کل عموماً اذان ابی محذورہ ہی پر عمل ہے۔ اذان کے کلمات مکمل ہیں اور ہر ایک کلمہ دو دفعہ ہے۔ اذان کے بعد اقامت ہے جس کے کلمات مکمل ہیں اور ہر ایک کلمہ ایک ایک دفعہ ہے۔ اذان کے بعد اقامت کا مسنون ہونا کتاب و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اذان

فی نام عن صلوة او نسیها لیصلها اذا ذکرها وان ذلک وقتها وقضاء ف
یوسف والشافعی یجوز للمغرب فی النصف الاخیر من اللیل ویکرہ و دون تبنه و
یؤذن یکاد الاوقات علیه ال الثواب الذی وعد المؤذنین مستقبل
القبلة واصبعاه فی اذنیه وینزل فیه ای یتمهل بلا لحن وترجیع لحن ال
القراءة طرب وتوضیحه ماخوذ من الرمل الا ان فلا ینقص شیئا من حروفه
ولا یزید علی ثلاثة حروف ولکد الا یمص ولا یدیر من کلمات الحروف کالمرات
والسکات والمد وغیر ذلک لتصحیح الصوت

ثل الشافعی رحمه الله تعالی فی ان الاذان بالترجیع افضل ام لا فذهب
الشافعی الی ان الترجیع افضل لان بلال رضی الله عنه رجع فی اذانه
وابو محذورة رضی الله عنه لم یرجع فی اذانه فدل علی ان الترجیع افضل
ولنا ان الترجیع لیس بواجب فکان ترکه افضل لان الترجیع یخل بالاستماع
والاستماع واجب فی الاذان لقوله تعالی واذا قرئ القرآن فاستمعوا له
وانصتوا لعلکم ترحمون وقد ورد الامر بالاستماع والانصات فی الاذان
فی الحدیث اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول المؤذن فکان ترک
الترجیع افضل لان فیه اقبالا علی الاستماع والانصات

واما مجرد تحسین الصوت بلا تغییر لفظه فانه حسن والترجیع فی الشهادتین
ان یخفض بهما ثم یرفع الصوت بهما ویقول وجهه فی الجهتین یمنة ویسرة
ویستدیر فی صومعته ان لم یمکن الترجیع مع الثبات فی مکانه لان ایمان کا
المیذنة بحیث لو حول وجهه مع ثبات قدمیه لا یعمل الاعلام فح یستدیر
فیها فیخرج رأسه من الکوة الیمنی ویقول حی علی الصلوٰة ثم یذهب الی
الکوة الیسری ویخرج رأسه ویقول حی علی الفلاح۔

ترجمہ: ... اور صرف آواز کو اچھا کرنا بغیر لفظ کے بدلنے کے تو وہ اچھا ہے اور ترجیع شہادتین میں یہ ہے کہ ان کو آہستہ کہے پھر آواز بلند کرکے کہے اور منہ کو دونوں جہتوں میں داہنے اور بائیں پھیرے اور مؤذن اپنی مسجد کے منارہ پر گھومے اگر ترجیع ثبات کے ساتھ نہ ہو سکے اور ثبات قدمیہ کے ساتھ منہ پھیرنا ممکن ہو جیسا کہ مینار پر ہوتا ہے کہ اگر مؤذن اپنے منہ کو پھیرے تو صرف جھنڈا ہی گھومتا ہے تو مؤذن کو چاہیے کہ اس میں گھومے پھر داہنی کھڑکی میں سر نکال کر حی علی الصلوٰۃ کہے پھر بائیں کھڑکی میں جائے اور سر نکال کر حی علی الفلاح کہے۔

حل اللغات: ... قولہ اما مجرد تحسین الصوت الخ: یہ اس کا جواب ہے جو کہا گیا ہے کہ اذان میں ترجیع مکروہ ہے اور ترجیع یہ ہے کہ شہادتین کو پہلے آہستہ کہے پھر بلند آواز سے کہے تو جواب یہ ہے کہ ترجیع کا مکروہ ہونا اس صورت میں ہے کہ ترجیع کی وجہ سے اذان کے الفاظ میں تغیر ہو جائے اور اگر ترجیع کی وجہ سے الفاظ میں تغیر نہ ہو تو ترجیع مکروہ نہیں ہے۔

قولہ ویستدیر فی صومعته الخ: صومعہ کہتے ہیں عبادت خانہ کو اور یہاں مراد مینار ہے اور مینار پر مؤذن کے گھومنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مؤذن اپنے پاؤں جما کر اپنا منہ گھمائے اور دوسری یہ کہ اپنے پاؤں جمائے رکھے اور منہ نہ گھمائے بلکہ مینار کے گھومنے کے ساتھ گھومے پہلی صورت میں ثبات قدمیہ کے ساتھ منہ گھمانا ممکن ہے اور دوسری صورت میں ممکن نہیں ہے اس لیے پہلی صورت میں ترجیع کے ساتھ اذان دینا مکروہ ہے اور دوسری صورت میں مکروہ نہیں ہے۔

قولہ ان لم یمکن الترجیع الخ: یہ اس صورت کی طرف اشارہ ہے کہ ترجیع کے وقت ثبات قدمیہ ممکن نہ ہو اور ترجیع کی وجہ سے اذان کے الفاظ میں تغیر ہو جائے اور مؤذن کے منہ قوم کی طرف نہ رہے اور جماعت میں خلل واقع ہو تو ایسی صورت میں ترجیع مکروہ ہے۔

قولہ ان ایمان کا المیذنة الخ: ایمان ایک شہر کا نام ہے جہاں کی مسجد کا مینار بہت لمبا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے اوپر کا جھنڈا نیچے سے بہت چھوٹا نظر آتا ہے اس لیے اس کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

قولہ لو حول وجهه الخ: یعنی اگر مؤذن کے منہ کو گھمایا جائے اور بدن کو گھمایا جائے تو جھنڈا ہی گھومتا ہے اس لیے مؤذن کو چاہیے کہ اپنے بدن کو گھمائے۔ پھر جس طرف حی علی الفلاح کہے اس طرف سر نکالے اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہنے کے بعد اپنی جگہ پر آجائے اور اس کے بعد اذان کے باقی کلمات کہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مؤذن کے لیے مسجد کے اندر اذان دینا مستحب ہے اور باہر مکروہ ہے۔

ویقول بعد فلاح الحجر الصلوٰۃ خیر من النوم مرتین وان اقامہ صلی ما شاء ثم اقام فاذا قعد الامام قام وان لم یقعد الا قدر ما تقام الصلوٰۃ لکبر یمد فیہا ویقول بعد ما قد قامت الصلوٰۃ مرتین ولا یتکلم فیما ای لا یتکلم فی شیء من الاذان والاقامۃ بشیء اصلا۔

ترجمہ: ۔۔۔ اور کہے بعد فلاح کے حجر کے الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ اور اگر اقامت پڑھے تو جو چاہے پڑھے پھر اقامت کہے پس جب امام بیٹھے تو کھڑا ہو اور اگر نہ بیٹھے مگر قدر اس کے کہ نماز کھڑی ہو جائے بڑے کے لیے کہ لمبی کرے اس میں اور کہے بعد اس کے کہ نماز کھڑی ہو گئی دو مرتبہ اور نہ بات کرے درمیان اذان اور اقامت کے کسی چیز سے بالکل۔

حل اللغات ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ [illegible]

وكره اذان الجنب واقامته ولا اعادة على من هو لان ترك سنة لا يوجب الاعادة

تكرار الاقامة لانها لاعلام الحاضرين فيكفي الواحد والاذان لاعلام الغائبين فيحتمل سماع البعض دون البعض فتكراره مفيد كاذان المرأة والمجنون والسكران اى يكره ويستحب اعادته ويأتي بها المسافر والصلى فى المسجد جماعة اوفى بيته فمعنى كره تركهما الاولين لا الثالث اى كره ترك كل واحد منهما المسافر والمصلى فى المسجد جماعة واما ترك واحد منهما فلم يذكره.

حل المشكلات: مسئلہ تو یہ ہے کہ اذان اور اقامت جنبی کا مکروہ ہے اگر جنبی نے اذان و اقامت کہی تو اعادہ نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے اعادہ کریں گے۔ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اذان و اقامت سنت ہے اور سنت کے ترک سے اعادہ واجب نہیں ہوتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان و اقامت اعلام کے لئے ہیں اور اعلام حاضرین کے لئے ایک مرتبہ کافی ہے اور غائبین کے لئے متعدد مرتبہ کہنا ضروری ہے۔ اور اذان و اقامت کا ایک مرتبہ کہنا حاضرین کے لئے کافی ہے اور غائبین کے لئے متعدد مرتبہ کہنا ضروری ہے۔ اور اذان و اقامت کا ایک مرتبہ کہنا حاضرین کے لئے کافی ہے اور غائبین کے لئے متعدد مرتبہ کہنا ضروری ہے۔

حل المشکلات: مسئلہ تو یہ ہے کہ اذان اور اقامت جنبی کا مکروہ ہے اگر جنبی نے اذان و اقامت کہی تو اعادہ نہیں کرے گا اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے اعادہ کریں گے۔ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اذان و اقامت سنت ہے اور سنت کے ترک سے اعادہ واجب نہیں ہوتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان و اقامت اعلام کے لئے ہیں اور اعلام حاضرین کے لئے ایک مرتبہ کافی ہے اور غائبین کے لئے متعدد مرتبہ کہنا ضروری ہے۔ اور اذان و اقامت کا ایک مرتبہ کہنا حاضرین کے لئے کافی ہے اور غائبین کے لئے متعدد مرتبہ کہنا ضروری ہے۔

فتقول ما الصلوٰۃ فی المسجد جماعۃ افضل ام فی بیتہ فرق واحد منھما واما السنن فیجوز لہ الاکتفاء بالاقامۃ ویصلی فی بیتہ فی مصر ان ترک کلا منھما یجوز لقول ابن مسعودؓ اذان المؤذن بکفینا وھذا اذان واقیم فی مسجد حیہ واما فی القریٰ فان کان فیھا مسجد فیہ اذان واقامۃ فحکمہ حکم المصلی فیھا کما مر وان صلی فی بیتہ یکفیہ اذان المسجد واقامتہ وان لم یکن فیھا مسجد کذا فمن یصلی فی بیتہ فحکمہ حکم المسافر ویقوم الامام ولا یقوم عند حی علی الصلوٰۃ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ۔

ترجمہ: تم کہتے ہو کہ مسجد میں جماعت سے پڑھنا افضل ہے یا گھر میں تنہا پڑھنا افضل ہے دونوں برابر ہیں اور سنتوں میں اقامت پر اکتفا کرنا جائز ہے اور گھر میں پڑھ لے دونوں کا ترک کرنا شہر میں جائز ہے ابن مسعودؓ کے قول کی وجہ سے کہ مؤذن کا اذان دینا ہمارے لئے کافی ہے اور یہ اذان دینا اور اقامت کہنا اپنے محلہ کی مسجد میں ہے اور گاؤں میں اگر مسجد ہو جس میں اذان اور اقامت ہو تو اس کا حکم نمازی کا سا ہے جیسا کہ گزرا اور اگر گھر میں پڑھ لے تو اس کو مسجد کی اذان اور اقامت کافی ہے اور اگر مسجد نہ ہو تو جو گھر میں پڑھ لے اس کا حکم مسافر کا سا ہے اور امام کھڑا ہو جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ پر پہنچے اور شروع کرے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے۔

حل اللغات: ظھر: ظہر کی نماز۔ واحد: ایک۔ اکتفاء: کفایت کرنا۔ اقامۃ: اذان اور اقامت کہنا۔ مصر: شہر۔ جماعت: نماز باجماعت۔ کفینا: ہمارے لئے کافی ہے۔ حیہ: محلہ۔ قریٰ: گاؤں۔ یقوم: کھڑا ہو۔ یشرع: شروع کرے۔

شرح: قولہ ظھر: ظہر کی نماز میں ہی حکم عصر کا ہے اور مغرب کی نماز میں بھی اقامت کہنا اور نہ کہنا برابر ہے اور عشاء کی نماز میں بھی یہی حکم ہے اور فجر میں اقامت کہنا افضل ہے کیونکہ اس میں لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں اور اذان سے بیدار ہوتے ہیں اور اقامت سے نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ بنایہ۔ ہدایہ۔

قولہ قولہ ویقوم: یعنی امام کو مناسب ہے کہ مؤذن کے حی علی الصلوٰۃ کہنے پر کھڑا ہو جائے اور اس پر اشکال ہوتا ہے کہ مؤذن کی طرف سے اذان ہو جانے کے بعد امام کا کھڑا ہونا مکروہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ایک مؤذن کی اذان ہو جانے کے بعد دوسرا مؤذن اذان شروع کرتا ہے جب وہ قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام کھڑا ہو جائے۔ بنایہ۔ ہدایہ۔

قولہ ویشرع عند قد قامت الصلوٰۃ: یعنی امام نماز شروع کرے جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہے اور اس پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ مؤذن کے قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے بعد امام کا تکبیر تحریمہ کہنا مکروہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام کو مناسب ہے کہ مؤذن کے قد قامت الصلوٰۃ کہنے کے بعد تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے اقامت کہنے والے کو اقامت کہنے کا حکم دے اور اقامت کہنے والا اقامت کہے اور امام تکبیر تحریمہ کہے۔

بَابُ شُرُوطِ الصَّلٰوۃِ

هي طهر بدن المصلي من حدث وخبث الحدث النجاسة الحكمية والخبث النجاسة الحقيقية وثوبه ومكانه وستر عورته واستقبال القبلة والنية والقوة للرجال صحت صلوته التي تحرم بتكبيرة والإقامة مثله مع ظهرها وبطنها للمرأة كل بدنها الا الوجه۔

ترجمہ: ۔۔۔ باب شروط صلوٰۃ کے بیان میں جانا چاہیے کہ نماز پڑھنے والے کا بدن حدث اور خبث سے پاک ہونا شرط ہے اور حدث سے مراد حکمی نجاست ہے اور خبث سے مراد حقیقی نجاست ہے اور نماز پڑھنے والے کا کپڑا اور مکان اور ستر عورت اور استقبال قبلہ اور نیت اور قوت مردوں کے لیے شرط ہے پس نماز اس کی صحیح ہے جو اس تکبیر سے شروع کرے جس سے نماز شروع ہوتی ہے اور اقامت اس کی مثل ہے عورت کی نماز اور اقامت کا حکم مرد کی نماز اور اقامت کے حکم کی مثل ہے مگر عورت کے لیے ستر کا حکم اس کے پیٹ اور پیٹھ کے ساتھ ہے اور عورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے چہرہ کے۔

حل لغات: شروط۔ شرط کی جمع ہے۔ لغت میں علامت کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ امر ہے جو ماہیت کے خارج ہو اور اس پر موقوف ہو۔ طہر۔ پاک ہونا۔ بدن۔ جسم۔ مصلی۔ نماز پڑھنے والا۔ حدث۔ ناپاکی۔ خبث۔ ناپاکی۔ نجاسۃ حکمیۃ۔ وہ ناپاکی جو بغیر ظاہر ہونے کے ہو۔ نجاسۃ حقیقیۃ۔ وہ ناپاکی جو ظاہر ہو۔ ثوب۔ کپڑا۔ مکان۔ جگہ۔ ستر عورت۔ عورت کا چھپانا۔ استقبال قبلہ۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ نیت۔ دل کا ارادہ۔ قوۃ۔ طاقت۔ صحت صلوتہ۔ نماز کا صحیح ہونا۔ تحرم بتکبیرۃ۔ نماز کا تکبیر سے شروع کرنا۔ اقامۃ۔ نماز کا شروع کرنا۔ مثلہ۔ اس کی مثل۔ ظہرہا۔ عورت کا پیٹھ۔ بطنہا۔ عورت کا پیٹ۔ کل بدنہا۔ عورت کا تمام بدن۔ الا الوجہ۔ چہرہ کے سوا۔

حل عبارت: قولہ شروط الصلوٰۃ۔ اس عبارت سے مصنف نے اشارہ کیا ہے کہ شرط کا مرجع صلوٰۃ ہے نہ کہ طہر بدن المصلی کیونکہ طہر بدن المصلی نماز کے متعلق ہے اور شرط نماز کے متعلق نہیں ہوتی بلکہ نماز کے ساتھ ہوتی ہے اور نماز کے ساتھ ہونا اس کے اجزاء میں سے ہونا نہیں ہوتا بلکہ نماز کے باہر ہوتا ہے اور نماز کے اجزاء میں سے نہیں ہوتا اور نماز کے باہر ہونا اس

والكفان والقدم وكشف ربع ساق وبطن وفخذ ودبر وشعر من رأس

ورفع ذكره مفرد والانثيين تمم الاصل بكشف به العضو الذي هو عورة

يعني جواز الصلوة بالاربعين عضو والشعر ونحوه ان عضو اخر والذكر عضو والانثيان عضوان اخر وعادم مزيل النجاسة صلى معه ويعيد ان صلى عاريا وبه ثوبه

طاهر لم يجز وان اذن مربعه لافضل صلاته فيه ومن عدم ثوبا فصلى قائما حاز وقعد موم بقعد

ترجمہ فصل ستر عورت کے بیان میں ہے ۔۔۔ اور ہاتھ اور قدم اور کھولنا چوتھائی پنڈلی اور پیٹ اور ران اور دبر اور سر کے بالوں میں سے

اور ذکر کا اٹھانا مرد کے لیے اور دونوں خصیوں کا کھولنا اصل کے ساتھ کہ جس کے ساتھ عضو کا کھولنا ہے جو عورت ہے

یعنی جواز صلوٰۃ کا چار اعضاء میں عضو اور شعر اور ان کے مثل اور عضو اخر اور ذکر عضو اور دونوں خصیے دو عضو اخر اور عادم مزیل نجاست کے ساتھ نماز پڑھے اگر نماز پڑھی ننگا ہو کر تو لوٹائے اور اگر اس کے پاس کپڑا ہو ناپاک تو نہ لوٹائے

اور اگر اس کے پاس کپڑا ہو پاک لیکن چوتھائی بدن کا اذن دیتا ہو تو جائز نہیں افضل نماز کی اس میں ہے اور جس نے کپڑا نہ پایا تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے

پس اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہ رکھے تو بیٹھ کر پڑھے

قال رحمه الله ستر العورة ... [illegible] ... وقعد موم بقعد

شرح ۔۔۔ اس کے بعد مصنف رحمہ اللہ نے ستر عورت کے بیان کو شروع کیا ہے اور ستر کے معنی چھپانے کے ہیں اور عورت کے معنی ہیں وہ عضو جس کا ظاہر کرنا شرم کا باعث ہو ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اور ہاتھ اور قدم کا کھولنا ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اور ذکر کا اٹھانا مرد کے لیے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اور دونوں خصیوں کا کھولنا اصل کے ساتھ کہ جس کے ساتھ عضو کا کھولنا ہے جو عورت ہے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ یعنی جواز صلوٰۃ کا چار اعضاء میں عضو اور شعر اور ان کے مثل اور عضو اخر اور ذکر عضو اور دونوں خصیے دو عضو اخر اور عادم مزیل نجاست کے ساتھ نماز پڑھے اگر نماز پڑھی ننگا ہو کر تو لوٹائے اور اگر اس کے پاس کپڑا ہو ناپاک تو نہ لوٹائے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ اور اگر اس کے پاس کپڑا ہو پاک لیکن چوتھائی بدن کا اذن دیتا ہو تو جائز نہیں افضل نماز کی اس میں ہے اور جس نے کپڑا نہ پایا تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ پس اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہ رکھے تو بیٹھ کر پڑھے ۔۔۔ [illegible]

وقبله خائف الاستقبال تحمة ثم رأى جنازة فمن يسأله تعزى ولم
يعد ب احتاط ان علم به صلى ان يقول رأيد الى جنازة اخرى وهو في الصلوة
استدار ان علم بالخط في الصلوة وتحول عند ظنه الى جنازة اخرى وهو
في الصلوة استدار وان لم يعلم تحرلم يجز وبه اصاب لان قبلته جهة
تحريمه ولم تجد ما في تحرى كذا جنازة بعد حال امامه وهو خلفه
جاز لان علمه حال اقتدائه كعلمه في صلى قومه في بلدة مظلمة

على خلاف [illegible] فلو [illegible] فلو [illegible] فلو

بالجماعة وتحرموا القبلة وتوجه كل واحد الى جهة تحريمه ولم
يعلم احد ان الامام الى اى جهة توجه لكن يعلم كل واحد ان
الامام ليس خلفه جازت صلاتهم اما ان علم احد هم ان جهة توجه الامام وهم وراءه خالفه لا يجوز صلاته وكذا اذا علم ان الامام

خلفه

ترجمہ:۔ جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اور سب نے قبلہ کی طرف منہ کیا تھا، تحریمہ کے وقت ہر ایک نے قبلہ کی طرف منہ کیا تھا، اور کسی کو معلوم نہیں کہ امام کس طرف منہ کیا ہوا ہے لیکن ہر ایک جانتا ہے کہ امام اس کے پیچھے نہیں ہے تو سب کی نماز جائز ہو گئی لیکن کسی کو نماز کے اندر یہ معلوم ہو گیا کہ امام کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہے اور اس کے اور امام کے درمیان کوئی اور شخص نہیں ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اسی طرح اگر معلوم ہو گیا کہ امام اس کے پیچھے ہے اور اس کی نماز جائز ہو گئی

حل اللغات:۔ جماعت۔ باب نصر سے ہے اس کے معنی ہیں ایک جگہ جمع ہونا اور اصطلاح میں جماعت اس نماز کو کہتے ہیں جو امام کے ساتھ کسی مسجد میں ادا کی جائے۔ تحرموا۔ باب تفعیل سے ہے اس کے معنی ہیں نماز میں داخل ہونا اور شروع کرنا۔ تحریمہ۔ باب تفعیل سے ہے اس کے معنی ہیں نماز میں داخل ہونا اور شروع کرنا۔ جہۃ۔ اس کے معنی ہیں طرف، سمت۔ توجہ۔ باب تفعیل سے ہے اس کے معنی ہیں منہ کرنا۔ خلفہ۔ اس کے معنی ہیں پیچھے۔

تشریح:۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے ضروری ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان کوئی اور شخص نہ ہو اور امام کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور مقتدی کا منہ بھی قبلہ کی طرف ہو اور مقتدی کو یہ بھی معلوم ہو کہ امام کا منہ قبلہ کی طرف ہے اور امام کے اور اس کے درمیان کوئی اور شخص نہیں ہے اور امام کا منہ کس طرف ہے یہ مقتدی کو معلوم نہیں ہے تو سب کی نماز جائز ہو گئی۔ اور اگر مقتدی کو نماز کے اندر یہ معلوم ہو گیا کہ امام کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہے یا امام اور اس کے درمیان کوئی اور شخص ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اسی طرح اگر معلوم ہو گیا کہ امام اس کے پیچھے ہے اور اس کی نماز جائز ہو گئی

قولہ جماعت۔ جماعت کے معنی ہیں ایک جگہ جمع ہونا اور اصطلاح میں جماعت اس نماز کو کہتے ہیں جو امام کے ساتھ کسی مسجد میں ادا کی جائے۔ قولہ تحرموا۔ تحرموا کے معنی ہیں نماز میں داخل ہونا اور شروع کرنا۔ قولہ تحریمہ۔ تحریمہ کے معنی ہیں نماز میں داخل ہونا اور شروع کرنا۔ قولہ جہۃ۔ جہۃ کے معنی ہیں طرف، سمت۔ قولہ توجہ۔ توجہ کے معنی ہیں منہ کرنا۔ قولہ خلفہ۔ خلفہ کے معنی ہیں پیچھے۔

فقوله وهو خلفه يتأمل لان كلامنا فيما اذا لم يعلم احد ان الامام
الى اى جهة توجه فكيف يعلم انه خلف الامام فالمراد انه يعلم ان الامام
امامه وهذا اعم من ان يكون هو خلف الامام او لا لانه اذا كان الامام
قدامه يحتمل ان يكون وجهه الى وجه الامام او الى جنبه او الى ظهره و
انما يكون هو خلف الامام اذا كان وجهه الى ظهر الامام وحينئذ يكون جهة
توجه الامام معلومة وكلامنا ليس فى هذا وعبارة المختصر ولا يضر جهله
جهة امامه اذا علم انه ليس خلفه بل تقدمه او عمن يخالفه اى اذا علم
ان الامام ليس خلفه ويصل قصد قلبه صلاته بتحريمتها هذا
تفسير النية.

ترجمہ یہ ہے مصنف کا قول "وہو خلفہ" اس میں تامل ہے کیونکہ ہمارا کلام اس صورت میں ہے کہ کسی کو علم نہ ہو امام کے کس طرف متوجہ ہوا ہے پھر کیسے جانے گا کہ وہ امام کے پیچھے ہے پس مراد یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ امام اس کا امام ہے خواہ امام کے پیچھے ہو یا نہ ہو کیونکہ امام اگر سامنے ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کا منہ امام کی طرف ہو یا پہلو امام کی طرف ہو اور امام کے پیچھے ہو تو اس وقت ثابت ہوگا جب امام کا منہ پیٹھ کی طرف ہو تو اس وقت امام کی جہت معلوم ہوگی حالانکہ ہمارا کلام اس صورت میں نہیں ہے اور مختصر کی عبارت یہ ہے "ولا یضر جہلہ ... اذا علم انہ لیس خلفہ" امام کی جہت کا علم ہونا ضروری نہیں ہے اس کا علم ہونا کہ امام اس کے پیچھے نہیں ہے بلکہ امام کے آگے ہے یا امام کی مخالفت معلوم ہونا کافی ہے اور قولہ "او عمن یخالفہ" یعنی خلفہ مصنف کے قول "او عن یمینہ او عن یسارہ" کی طرف اشارہ ہے اور قولہ "ای اذا علم ان الامام لیس خلفہ" کے ساتھ متصل کرنا یہ بہتر ہے (یعنی قولہ "ای اذا علم" کو "او عمن یخالفہ" کے ساتھ متصل نہ کرنا بہتر ہے) کیونکہ مقصود (یعنی کرنے والے کو) یہ علم ہونا کہ امام کی جہت کیا ہے حاصل نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ کہ وہ جانتا ہو کہ امام اس کے پیچھے نہیں ہے اور "یصل قصد قلبہ صلاتہ بتحریمتہا" کا معنی ہے "یقترن" اور "ہذا تفسیر النیۃ" کا معنی ہے "ہذا تفسیر لما ذکر من النیۃ"

حل اللغات: قولہ مستأنف اس کا ماقبل سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اس کو ماقبل سے متعلق کیا جائے۔ قولہ یتأمل یعنی یہ بات محل تامل ہے کہ جب کسی کو علم نہیں ہے کہ امام کس طرف متوجہ ہے تو وہ کیسے جانے گا کہ میں امام کے پیچھے ہوں یا نہیں ہوں۔ قولہ فالمراد یعنی جب یہ بات ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ جانتا ہو کہ امام اس کا امام ہے خواہ امام کے پیچھے ہو یا نہ ہو۔ قولہ وہذا اعم یعنی یہ مراد اعم ہے اس سے کہ وہ امام کے پیچھے ہو یا نہ ہو۔ قولہ لانہ اذا کان الامام قدامہ یعنی یہ اعم ہونا اس لئے ہے کہ جب امام سامنے ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کا منہ امام کی طرف ہو یا پہلو امام کی طرف ہو اور امام کے پیچھے ہو تو اس وقت ثابت ہوگا جب امام کا منہ پیٹھ کی طرف ہو تو اس وقت امام کی جہت معلوم ہوگی حالانکہ ہمارا کلام اس صورت میں نہیں ہے اور مختصر کی عبارت یہ ہے "ولا یضر جہلہ ... اذا علم انہ لیس خلفہ" امام کی جہت کا علم ہونا ضروری نہیں ہے اس کا علم ہونا کہ امام اس کے پیچھے نہیں ہے بلکہ امام کے آگے ہے یا امام کی مخالفت معلوم ہونا کافی ہے اور قولہ "او عمن یخالفہ" یعنی خلفہ مصنف کے قول "او عن یمینہ او عن یسارہ" کی طرف اشارہ ہے اور قولہ "ای اذا علم ان الامام لیس خلفہ" کے ساتھ متصل کرنا یہ بہتر ہے (یعنی قولہ "ای اذا علم" کو "او عمن یخالفہ" کے ساتھ متصل نہ کرنا بہتر ہے) کیونکہ مقصود (یعنی کرنے والے کو) یہ علم ہونا کہ امام کی جہت کیا ہے حاصل نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ کہ وہ جانتا ہو کہ امام اس کے پیچھے نہیں ہے اور "یصل قصد قلبہ صلاتہ بتحریمتہا" کا معنی ہے "یقترن" اور "ہذا تفسیر النیۃ" کا معنی ہے "ہذا تفسیر لما ذکر من النیۃ"

ولنصد لم لفظ افضل ویرفی للفض والتراویح بسنۃ سن نیۃ مطلق الصلوٰۃ ویفرض شرط تعیینہ لا نیۃ عدد رکعاتہ وللمقتدی نیۃ صلوٰۃ واقتدائہ۔

ل فی الشکلات ... کو افضل بیان کرتے ہیں ... ہے ... ہے ... ہے

باب صفة الصلوة

فرضها التحريمة وهي قوله الله اكبر وما يقوم مقامه وهو شروط عند الفقهاء
تعالى وذكر اسم ربه فصلى وعند الشافعي ركن قائما رافعا يديه فسنة۔

والقيام والقراءة والركوع والسجود بالجبهة والانف وبه اخذ يجوز عندابي حنيفة الاكتفاء بالانف عند عدم العذر خلافا لهما والفتوى على قولهما والقعدة الاخيرة قدر التشهد والخروج بصنعه وواجبها تلاوة

الترجمة

اور قیام اور قراءت اور رکوع اور سجدہ پیشانی اور ناک پر اور ناک پر بھی اسی سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے عذر نہ ہونے کی صورت میں ناک پر اکتفا کرنا صاحبین کے خلاف اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور قعدہ اخیرہ قدر تشہد کے اور خروج بصنعہ اور واجب اس کا تلاوت

الشرح

قولہ والقیام الخ۔ یہ سب فرائض نماز کے ہیں اور ان کا بیان آگے آتا ہے۔ قولہ بالجبهة والانف۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیشانی کے ساتھ ناک پر بھی سجدہ کرنا فرض ہے۔ قولہ وبه اخذ یعنی امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ عذر نہ ہونے کی صورت میں ناک پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ قولہ خلافا لهما۔ یعنی صاحبین کے نزدیک ناک پر اکتفا کرنا جائز نہیں ہے۔ قولہ والفتوى على قولهما۔ یعنی فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ قولہ والقعدة الاخيرة الخ۔ یہ بھی فرائض نماز کے ہیں۔ قولہ وواجبها تلاوة۔ یعنی نماز کے واجبات تلاوت ہیں۔

حل اللغات۔ قولہ والقیام۔ قیام کے معنی کھڑا ہونے کے ہیں۔ قولہ والقراءة۔ قراءت کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ قولہ والركوع۔ رکوع کے معنی جھکنے کے ہیں۔ قولہ والسجود۔ سجدہ کے معنی زمین پر پیشانی رکھنے کے ہیں۔ قولہ بالجبهة۔ جبہ کے معنی پیشانی کے ہیں۔ قولہ والانف۔ انف کے معنی ناک کے ہیں۔ قولہ وبه اخذ۔ اخذ کے معنی لینے کے ہیں۔ قولہ يجوز عندابي حنيفة۔ ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ قولہ الاكتفاء بالانف۔ اکتفاء کے معنی کافی سمجھنے کے ہیں۔ قولہ عند عدم العذر۔ عذر نہ ہونے کی صورت میں۔ قولہ خلافا لهما۔ خلاف کے معنی مخالفت کے ہیں۔ قولہ والفتوى على قولهما۔ فتویٰ کے معنی حکم کے ہیں۔ قولہ والقعدة الاخيرة۔ قعدہ کے معنی بیٹھنے کے ہیں۔ قولہ قدر التشهد۔ قدر کے معنی مقدار کے ہیں۔ قولہ والخروج بصنعه۔ خروج کے معنی نکلنے کے ہیں۔ قولہ وواجبها تلاوة۔ واجب کے معنی لازم کے ہیں۔ تلاوت کے معنی پڑھنے کے ہیں۔

قولہ والقیام الخ۔ یہ سب فرائض نماز کے ہیں اور ان کا بیان آگے آتا ہے۔ قولہ والسجود بالجبهة والانف۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیشانی کے ساتھ ناک پر بھی سجدہ کرنا فرض ہے۔ قولہ وبه اخذ یعنی امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ عذر نہ ہونے کی صورت میں ناک پر اکتفا کرنا جائز ہے۔ قولہ خلافا لهما۔ یعنی صاحبین کے نزدیک ناک پر اکتفا کرنا جائز نہیں ہے۔ قولہ والفتوى على قولهما۔ یعنی فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ قولہ والقعدة الاخيرة الخ۔ یہ بھی فرائض نماز کے ہیں۔ قولہ وواجبها تلاوة۔ یعنی نماز کے واجبات تلاوت ہیں۔

حل اللغات۔ قولہ والقیام۔ قیام کے معنی کھڑا ہونے کے ہیں۔ قولہ والقراءة۔ قراءت کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ قولہ والركوع۔ رکوع کے معنی جھکنے کے ہیں۔ قولہ والسجود۔ سجدہ کے معنی زمین پر پیشانی رکھنے کے ہیں۔ قولہ بالجبهة۔ جبہ کے معنی پیشانی کے ہیں۔ قولہ والانف۔ انف کے معنی ناک کے ہیں۔ قولہ وبه اخذ۔ اخذ کے معنی لینے کے ہیں۔ قولہ يجوز عندابي حنيفة۔ ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ قولہ الاكتفاء بالانف۔ اکتفاء کے معنی کافی سمجھنے کے ہیں۔ قولہ عند عدم العذر۔ عذر نہ ہونے کی صورت میں۔ قولہ خلافا لهما۔ خلاف کے معنی مخالفت کے ہیں۔ قولہ والفتوى على قولهما۔ فتویٰ کے معنی حکم کے ہیں۔ قولہ والقعدة الاخيرة۔ قعدہ کے معنی بیٹھنے کے ہیں۔ قولہ قدر التشهد۔ قدر کے معنی مقدار کے ہیں۔ قولہ والخروج بصنعه۔ خروج کے معنی نکلنے کے ہیں۔ قولہ وواجبها تلاوة۔ واجب کے معنی لازم کے ہیں۔ تلاوت کے معنی پڑھنے کے ہیں۔

وضم سورة ورعاية الترتيب فيما تكرر في الهداية ومراعاة الترتيب فيما شرع مكررا من الافعال وذكر في حواشي الهداية نقلا عن المبسوط كالسجدة فانه لو قام الى الثانية بعد ما سجد سجدة واحدة قبل ان يسجد الاخرى يقضيها ويكون القيام معتبرا لانه لم يترك الا الواجب اقول قوله فيما تكرر ليس قيدا يوجب نفي الحكم عما عداه فان مراعاة الترتيب في الاركان التي لا تتكرر في ركعة واحدة كالركوع ونحوه واجبة ايضا على ما سيأتي في باب سجود السهو ان سجود السهو يجب بتقديم ركن الى آخره واورد لتظير تقديم الركن الركوع قبل القراءة وسجدة السهو لا يجب الا بترك الواجب فعلم ان الترتيب بين الركوع والقراءة واجب مع انهما غير مكررين في ركعة واحدة وقد قال في الذخيرة اما تقديم الركن نحو ان يركع قبل ان يقرأ فلان مراعاة الترتيب واجبة عند اصحابنا الثلاثة خلافا لزفر وانما فرض عنده.

ترجمہ:۔ اور سورہ فاتحہ کے ساتھ دو رکعتوں کو ملانا اور جو چیز بار بار ہو اس میں ترتیب کا لحاظ رکھنا جیسا کہ ہدایہ میں مذکور ہوا ہے اور ترتیب کا لحاظ رکھنا ان افعال میں جو بار بار ہوں جیسا کہ ہدایہ کے حواشی میں مبسوط سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے سجدہ کیا اور ایک سجدہ کرنے کے بعد دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے وہ کھڑا ہو گیا تو وہ سجدہ کرے گا اور دوسرا سجدہ کرنے سے پہلے کھڑا ہونا معتبر ہوگا کیونکہ اس نے صرف ایک واجب کو ترک کیا ہے (خلاصہ) اقول قول فیما تکرر لیس قیدا یوجب نفی الحکم عما عداہ فان مراعاۃ الترتیب فی الارکان التی لا تتکرر فی رکعۃ واحدۃ کالرکوع ونحوہ واجبۃ ایضا علی ما سیاتی فی باب سجود السہو ان سجود السہو یجب بتقدیم رکن الی آخرہ واورد لتظیر تقدیم الرکن الرکوع قبل القراءۃ وسجدۃ السہو لا یجب الا بترک الواجب فعلم ان الترتیب بین الرکوع والقراءۃ واجب مع انہما غیر مکررین فی رکعۃ واحدۃ وقد قال فی الذخیرۃ اما تقدیم الرکن نحو ان یرکع قبل ان یقرأ فلان مراعاۃ الترتیب واجبۃ عند اصحابنا الثلاثۃ خلافا لزفر وانما فرض عندہ۔

حل اللغات:۔ ۱؎ قولہ وضم سورۃ۔ یعنی سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی اور سورہ یا بڑی سورہ کا کم سے کم تین چھوٹی آیتوں کا ہونا ضروری ہے اور اگر بڑی آیت ہو تو وہ بھی اتنی مقدار کی ہو تو ترک واجب کی کراہت نہ ہوگی۔

فعلوا ان رعاية الترتيب واجبة مطلقا لما جعلوا قول ابن مسعود ثم تكون وافقة الخ
اذكره في المختصر ويظهر بهذا ان الامر بالشيء بصيغة اختار اعلا يتكرر
في الصلوٰة على سبيل الفرضية وهو كبير الاثنين هو القعدة الاخيرة وان
مراعاة الترتيب في ذلك فرض والقعدة الاولى والتشهد الذي ذكر في الذخيرة
ان القعدة الاولى سنة وانا نقول واجبا وفي ايضاحه ان قراءة التشهد
في القعدة الاولى سنة وفي الثانية واجبة لان من سنن بأحد هذه الاثنين
قوله سلب التحريم الا بمسنون فمن المحتمل ان لا يجب عليه قراءة التشهد فلا يزول التحريم

ترجمہ: ... ہو گا کہ ... اور ... کے ... ہو گا ... اور ... ہو گا ... اور ... ہو گا ... اور

بل یجب الوجوب کلیھما ولما کانت القراءۃ فی القعدۃ الاولی واجبۃ کانت القعدۃ الاولی ایضا واجبۃ لانہ لا فرق بینھما

ترجمہ: ... بلکہ دونوں پر واجب ہے اور جب پہلی قعدہ میں قراءت واجب ہے تو پہلا قعدہ بھی واجب ہے کیونکہ دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے

[illegible]

وتسوية ثوبه وبكبيرات تعديل وتعديل القراءة وتعديل الأركان
خلافا للشافعي رحمه الله في الوسط عندهما وهو الاطمئنان بقدر
ن السجود وتذكير بمقدار تسبيحة وسنة الاطمئنان بين الركوع والسجود وبين
السجدتين والجهر والاخفاء فيما يجهر ويخفى وسنن نيرهما أو ندب الى ملتقى

الفرائض والواجبات والسنة والمندوب

فصل

باب صفة الصلوة

وعلامات فی الاذکار بین الفرض والواجب علی ما عرف فی اصول الفقه فعندہ افعال الصلوٰة اما فرائض او سنن او مستحبات فاذا ترک واحد منها کبر عمدا بقدر قعوده یه المراد بعدم ان الایاتی بالثنا فی همزة الله ولا فی باء اکبر غیر ملحونة او اصلعه ولا فی اء بل یترکها علی حالها۔

ترجمہ۔ اور اذان اقامت کے درمیان اور واجب کے درمیان جیسا کہ اصول فقہ میں معروف ہے فرق ہے پس نماز کے افعال یا فرائض ہیں یا سنن یا مستحبات پس جب نماز کا کوئی واجب ترک کیا جائے تو سجدہ سہو کرنا ہوگا اور اگر سنن یا مستحبات ترک کیے جائیں تو سجدہ سہو نہیں ہوگا۔ اور ترک کرنے سے مراد یہ ہے کہ ثنا پڑھنے والا اللہ کے ہمزہ میں اور اکبر کی باء میں لحن نہ کرے اور اصلع کی طرح نہ پڑھے بلکہ ہمزہ اور باء کو اپنی اصلی حالت پر رکھے۔

حل لغات: وعلامات۔ علامۃ کی جمع ہے نشانی۔ واجب۔ وہ حکم جو ثبوت میں ظنی ہو اور عمل کے لحاظ سے فرض کے قریب ہو۔ اصول فقہ۔ وہ علم جس سے احکام شرعیہ کے دلائل اجمالیہ کا علم حاصل ہو۔ فرائض۔ فرض کی جمع ہے۔ سنن۔ سنت کی جمع ہے۔ مستحبات۔ مستحب کی جمع ہے۔ ترک۔ چھوڑنا۔ کبر۔ تکبیر کہے۔ قعوده۔ اس کا قعود۔ یه المراد۔ یہ مراد ہے۔ بعدم ان الایاتی۔ اس کا نہ کرنا۔ ثنا۔ ثناء کا مخفف ہے۔ ہمزة الله۔ اللہ کا ہمزہ۔ باء اکبر۔ اکبر کی باء۔ غیر ملحونة۔ لحن نہ کرے۔ اصلعه۔ اصلع کی طرح۔ اء۔ اکبر کی باء۔ یترکها۔ اس کو چھوڑے۔ علی حالها۔ اپنی حالت پر۔

حل عبارت: واعلم۔ جان لے۔ ان بین۔ کہ درمیان۔ الاذان والاقامة۔ اذان اور اقامت کے۔ کما بین۔ جیسا کہ درمیان۔ الواجب والسنة۔ واجب اور سنت کے۔ والمستحب۔ اور مستحب کے۔ فی الاصطلاح۔ اصطلاح میں۔ فرق۔ فرق ہے۔ ان الاذان۔ کہ اذان۔ سنة۔ سنت ہے۔ والاقامة۔ اور اقامت۔ واجبة۔ واجب ہے۔ ان الواجب۔ کہ واجب۔ ما ثبت۔ وہ ہے جو ثابت ہوا۔ بدلیل۔ دلیل سے۔ ظنی۔ ظنی۔ فی الثبوت۔ ثبوت میں۔ عملی۔ عملی۔ فی الوجوب۔ وجوب میں۔ کالقرأة۔ جیسے قرأت۔ فی الاخریین۔ آخری دو رکعتوں میں۔ والسنة۔ اور سنت۔ ما ثبت۔ وہ ہے جو ثابت ہوا۔ بدلیل۔ دلیل سے۔ ظنی۔ ظنی۔ فی الثبوت۔ ثبوت میں۔ عملی۔ عملی۔ فی الترک۔ ترک میں۔ کالاذان۔ جیسے اذان۔ والمستحب۔ اور مستحب۔ ما ثبت۔ وہ ہے جو ثابت ہوا۔ بدلیل۔ دلیل سے۔ ظنی۔ ظنی۔ فی الثبوت۔ ثبوت میں۔ عملی۔ عملی۔ فی الترک۔ ترک میں۔ کالسنة۔ جیسے سنت۔ والفرض۔ اور فرض۔ ما ثبت۔ وہ ہے جو ثابت ہوا۔ بدلیل۔ دلیل سے۔ قطعی۔ قطعی۔ فی الثبوت۔ ثبوت میں۔ عملی۔ عملی۔ فی الوجوب۔ وجوب میں۔ کالقرأة۔ جیسے قرأت۔ فی الاولیین۔ پہلی دو رکعتوں میں۔ والواجب۔ اور

ماشاء ثم يجامعه شعر آذنيه والمرأة تترك هذا أو تضفره ثم تنقضه فإن اغتسل
التكبير بالله أجل وأعظم أو الترحم أو التهليل أو لا إله إلا الله أو لا قارئية
أو قيد بها بعذر أو ذبح وسمى بها جاز وبالله اللهم اغفر لنا اللهم اصل الله
يجوز أن يبدل بذكر ما يدل على مجرد التعظيم ولا يثوب بالدعاء ويضع
يمينه على شماله تحت سرته كالقنوت وصلوٰة الجنازة ويرسل في قومة

الركوع وبين التكبيرات العيدين

ترجمہ: ... کہ وہ کہے اللہ اکبر یا اللہ بڑا ہے یا اللہ بہت بڑا ہے یا اللہ بڑائی والا ہے یا اللہ بڑا ہے یا اللہ بڑا ہے یا اللہ بڑ

فالحاصل ان کل قیام فیہ ذکر مسنون ففیہ الوضع وکل قیام لیس کذا ففیہ الارسال ثم یثنی ولا یوجہ کراہۃ الثناء سبحانک اللھم الی آخرہ والتوجیہ قراءۃ الی وجھت وجہی الآیۃ بعد التحریمۃ ویتعوذ للقراءۃ لا للثناء المختار ان التعوذ تبع للقراءۃ لا تبع للثناء فیقولہ المسبوق لا المؤتم بناء علی ان المسبوق یقرأ ولا یثنی فیتعوذ والمؤتم یثنی ولا یقرأ فلا یتعوذ واما من جعلہ تبعا للثناء فالحکم عندہ علی عکس ما ذکرہ ویؤخر عن تکبیرات العیدین لان التکبیرات بعد الثناء فینبغی ان یکون التعوذ متصلا بالقراءۃ لا بالثناء

ترجمہ: حاصل یہ کہ ہر قیام جس میں کوئی مسنون ذکر ہو اس میں وضع ہے اور ہر قیام جس میں ایسا ذکر نہ ہو اس میں ارسال ہے پھر ثنا پڑھے اور توجیہ نہ پڑھے کیونکہ ثنا کے وقت توجیہ پڑھنا مکروہ ہے اور توجیہ وجھت وجہی الآیۃ تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھے اور تعوذ قراءت کے لئے ہے ثنا کے لئے نہیں یہ مختار ہے کیونکہ تعوذ قراءت کا تابع ہے ثنا کا تابع نہیں پس مسبوق تعوذ پڑھے مؤتم نہ پڑھے اس بنا پر کہ مسبوق قراءت کرتا ہے اور ثنا نہیں پڑھتا پس تعوذ پڑھے اور مؤتم ثنا پڑھتا ہے اور قراءت نہیں کرتا پس تعوذ نہ پڑھے اور جو تعوذ کو ثنا کا تابع بناتا ہے اس کے نزدیک حکم اس کے برعکس ہے جو ذکر کیا گیا اور تعوذ کو عیدین کی تکبیرات زوائد سے مؤخر کرے کیونکہ تکبیرات ثنا کے بعد ہیں پس مناسب ہے کہ تعوذ قراءت سے متصل ہو ثنا سے متصل نہ ہو

اقول: ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... توجیہ ... [illegible] ... تعوذ ... [illegible] ... قراءت ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... مسبوق ... [illegible] ... مؤتم ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... قراءت ... [illegible] ... مسبوق ... [illegible] ... مؤتم ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... تعوذ ... [illegible] ... تکبیرات ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... تعوذ ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... قراءت ... [illegible]

... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... توجیہ ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... توجیہ ... [illegible] ... تکبیر تحریمہ ... [illegible] ... تعوذ ... [illegible] ... قراءت ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... تعوذ ... [illegible] ... قراءت ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... مسبوق ... [illegible] ... مؤتم ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... مسبوق ... [illegible] ... مؤتم ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... تعوذ ... [illegible] ... ثنا ... [illegible] ... تعوذ ... [illegible] ... تکبیرات ... [illegible] ... تعوذ ... [illegible] ... قراءت ... [illegible] ... ثنا ... [illegible]

وتمثل الايات والسور وما نزل بمكة والمدينة وسبب نزوله وشأنه الى
غير ذلك مما يتعلق بالآيات من الفائدة عندها لا عند غيرها وكثير من الاحاديث الصحاح
وارد في ذلك عليه السلام وعلى آله الطاهرين كما وافقتموني بالحمد لله رب
العالمين حمدا يقر ويوافي حمدا لا انقطاع لمزيده

ثم يكبر للركوع فاذا فصل يقنع يديه على ركبتيه مفرجا صابعه باسطا
ظهره غير رافع ولا منكس رأسه ويسبح ثلثا وهو ادناه ثم يقول
سمع الله لمن حمده رافعا رأسه ويكتفي به الامام وبالتحميد المؤتم
والمفرد يجمع بينهما ويقوم مستويا ثم يكبر ويسجد فيضع ركبتيه اولا ثم
يديه ثم وجهه بين كفيه ويديه حذاء اذنيه

ترجمہ:۔ پھر کہا کہ رکوع کی تکبیر کہے اور جب رکوع سے فارغ ہو جائے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لے اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھے اور اپنی پیٹھ کو نہ تو اونچا رکھے اور نہ نیچا رکھے اور تین مرتبہ تسبیح پڑھے اور یہ کم سے کم ہے اور پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور سر کو اٹھائے اور امام کو یہی کافی ہے اور اکیلا نماز پڑھنے والا اور مقتدی دونوں ربنا لک الحمد کہیں اور سیدھے کھڑے ہو جائیں پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے پھر منہ رکھے اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کے برابر رکھے

قال الشارح:۔ ... اس باب میں مصنف رحمہ اللہ نے نماز کی صفت بیان کی ہے اور اس کی ابتداء تکبیر تحریمہ سے کی ہے اور اس کے بعد قیام کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد قرأت کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد رکوع کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد رکوع سے اٹھنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد سجدہ کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد سجدہ سے اٹھنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد دوسرے سجدہ کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد تشہد کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد سلام کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد نماز کے بعد کے اذکار کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد نماز کے بعد کے دعاؤں

فاما اصابع رجليه فضمها بعضها الى بعض عند التوجه الى القبلة ويبسط فيه تلثا فان سعد على كور عمامته او فاض ثوبه او ثنى يجد حجمه ويستقر جبهته جاز وان لم يستقر لا وكذا لو سجد لزحام على ظهر من يصلي صلاته لا من لا يصليها اي لا على ظهر من لا يصلي صلاته وهو ما ان لا يصلي اصلا ويصلي ولكن لا يصلي صلاته والمرأة تنخفض وتلزق بطنها بفخذيها ويرفع رأسه مكترا ويجلس مطمئنا ويكبر ويسجد مطمئنا ويكبر ويرفع رأسه ولا شئ يبدأ ثم ركبتيه ويقوم مستويا بلا اعتماد على الارض.

حل لغات: ... سجدہ کرنا ... ضم کرنا ... طرف ... پھیلانا ... عمامہ ... گرا ... کپڑا ... ٹیکنا ... جگہ ... ٹھہرنا ... ہاتھ ... ہٹانا ... ہاتھ ... ہٹانا ... ہاتھ ... ہٹان

ولا تعود فيه خلاف الشافعي ويسمى جلسة الاستراحة والركعة الثانية كالاولى لكن لا ثناء ولا تعوذ ولا رفع يديه فيها واذا اتمها افترش رجله اليسرى وجلس عليها نصب يمناه موجها اصابعه نحو القبلة واضع يديه على فخذيه موجها اصابعه نحو القبلة مبسوطة وفيه خلاف الشافعي

ترجمہ: اور نہیں ہے اس میں ثنا اس کے لئے اور نہ تعوذ اور نہ رفع یدین اس میں اس کے نزدیک بخلاف امام شافعی کے اور اس بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں اور دوسری رکعت پہلی رکعت کی مانند ہے لیکن نہیں ہے اس میں ثنا اور نہ تعوذ اور نہ رفع یدین اس میں اور جب پوری کر لے دو رکعتیں تو بچھا دے بائیں پاؤں کو اور بیٹھ جائے اس پر اور کھڑا کر دے داہنے پاؤں کو اور متوجہ کرے انگلیوں کو قبلہ کی طرف اور رکھ لے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں رانوں پر متوجہ کرے انگلیوں کو قبلہ کی طرف پھیلی ہوئی اور اس میں بھی امام شافعی کا خلاف ہے۔

حل اللغات: (فیہ) ای فی ھذا القعود۔ (جلسۃ الاستراحۃ) ھو ما یجلسہ المصلی بعد سجدۃ الثانیۃ من الرکعۃ الاولیٰ او الثالثۃ لیستریح ثم یقوم الی الرکعۃ الثانیۃ او الرابعۃ۔ (افترش رجلہ الیسریٰ) ای بسطھا۔ (نصب یمناہ) ای اقامھا۔ (موجھا اصابعہ) ای مستقبلا بھا۔

ثم القعود الاول فرض عندنا وقدر ما يتشهد فيه وعند الشافعي واجب حتى يجب بتركه سجود السهو والثاني فرض بقدره بالاتفاق وعند الشافعي ركن حتى تفسد بتركه والقعود الاخير فرض عندنا وقدر ما يتشهد فيه وعند الشافعي ركن حتى تفسد بتركه

پھر قعدہ اولیٰ ہمارے نزدیک فرض ہے اور اس میں اتنا بیٹھنا فرض ہے جتنا تشہد پڑھنے میں وقت لگتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے یہاں تک کہ اس کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور دوسرا قعدہ بالاتفاق اتنا ہی فرض ہے جتنا تشہد پڑھنے میں وقت لگتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہے یہاں تک کہ اس کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور قعدہ اخیرہ ہمارے نزدیک فرض ہے اور اس میں اتنا بیٹھنا فرض ہے جتنا تشہد پڑھنے میں وقت لگتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہے یہاں تک کہ اس کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

ثم التحريمة فرض عندنا وشرط عند الشافعي لقوله عليه السلام مفتاح الصلوٰة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم ولنا قوله تعالى وذكر اسم ربه فصلى والذكر هو التحريمة والصلوٰة هي الصلوٰة بعينها وقوله عليه السلام تحريمها التكبير وتحليلها التسليم ليس بحد للتحريمة والتحليل لجواز ان يكون بعض الشيء حدا له كقوله عليه السلام الحج عرفة وقوله عليه السلام الصلوٰة ركوع وسجود وقيام وقعود ونحن نقول بموجبه فان التحريمة لا تنعقد بدون التكبير والتحليل لا يتأدى بدون التسليم

پھر تحریمہ ہمارے نزدیک فرض ہے اور امام شافعی کے نزدیک شرط ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز کی کنجی طہارت ہے اور تحریمہ تکبیر ہے اور تحلیل سلام ہے اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس نے اپنے رب کا نام لیا پھر نماز پڑھی اور ذکر سے مراد تحریمہ ہے اور صلوٰۃ سے مراد نماز ہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ تحریمہ تکبیر ہے اور تحلیل سلام ہے تحریمہ اور تحلیل کی حد نہیں ہے اس لئے کہ جائز ہے کہ بعض شے اس کی حد ہو جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ حج عرفہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ صلوٰۃ رکوع و سجود و قیام و قعود ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اس کے موجب ہیں اس لئے کہ تحریمہ تکبیر کے بغیر منعقد نہیں ہوتا اور تحلیل سلام کے بغیر ادا نہیں ہوتا

ثم التسليمة فرض عندنا وقدر ما يتشهد فيه وعند الشافعي واجب حتى يجب بتركه سجود السهو وقدر ما يتشهد فيه بالاتفاق وعند الشافعي ركن حتى تفسد بتركه

پھر سلام ہمارے نزدیک فرض ہے اور اس میں اتنا بیٹھنا فرض ہے جتنا تشہد پڑھنے میں وقت لگتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے یہاں تک کہ اس کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور اتنا بیٹھنا بالاتفاق فرض ہے جتنا تشہد پڑھنے میں وقت لگتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک رکن ہے یہاں تک کہ اس کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

ثم الخروج بصنعه فرض عندنا وعند الشافعي واجب حتى يجب بتركه سجود السهو لقوله عليه السلام اذا قعد احدكم في آخر صلوته فقد تمت صلوته فقد جعل القعود آخرا وجعل التمام مقارنا له فلو كان الخروج فرضا لكان القعود قبله لان الفرض لا يتقدم على الواجب ولنا قوله تعالى وقاتلوا حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله والفتنة لا تندفع الا بالخروج بصنعه لان الكفار لا يتركون القتال بعد خروجه عليه السلام من الصلوٰة وقوله عليه السلام اذا قعد احدكم في آخر صلوته فقد تمت صلوته لا يدل على الوجوب لان التمام يحصل بالفرض ولا يلزم من الفرض الوجوب

پھر خروج بصنعہ ہمارے نزدیک فرض ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب ہے یہاں تک کہ اس کے ترک سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں سے کوئی آخر نماز میں بیٹھے تو اس کی نماز پوری ہو گئی پس قعود کو آخر قرار دیا اور تمام کو اس کے مقارن قرار دیا پس اگر خروج فرض ہوتا تو قعود اس سے پہلے ہوتا اس لئے کہ فرض واجب پر مقدم نہیں ہوتا اور ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ لڑو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین سب اللہ کا ہو جائے اور فتنہ کا دفع نہیں ہوتا مگر خروج بصنعہ سے اس لئے کہ کفار قتال کو نہیں چھوڑتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے نکلنے کے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جب تم میں سے کوئی آخر نماز میں بیٹھے تو اس کی نماز پوری ہو گئی وجوب پر دلالت نہیں کرتا اس لئے کہ تمام فرض سے حاصل ہو جاتا ہے اور فرض سے وجوب لازم نہیں آتا

فان عنده يعقد الجنصر و يحلق الوسطى و يرفع السبابة و يشير بها عند التلفظ بالشهادتين و مثل هذا يروى عن علي رضي الله عنه ايضا و يتشهد كذا بصيغة المفرد ولا يزيد عليه في القعدة الاولى و يقرأ فيما بعد الاوليين فاتحة فقط و هي افضل و ان سبح او سكت جاز و يقعد في الاولى حذاء الشافعي فان السنة عنده في التشهد الثاني التورك و هو هيأة قعود المسبوق و القراءة تجلس على اليسرى مخرجة رجليها من الجانب الايمن فيفضي الى الشق

ترجمہ:۔ ان کے نزدیک خنصر اور بنصر کو بند کرے وسطی پر حلقہ بنائے سبابہ کو بلند کرے اور شہادتین کے تلفظ کے وقت اس سے اشارہ کرے اور اسی طرح کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور تشہد کو بصیغہ مفرد پڑھے اور قعدہ اولیٰ میں اس پر زیادتی نہ کرے اور اخیرین میں فاتحہ پر اقتصار کرے اور یہی افضل ہے اور اگر تسبیح کرے یا سکوت کرے تو جائز ہے اور قعدہ اولیٰ میں حذاء شافعی بیٹھے کیونکہ ان کے نزدیک تشہد ثانی میں تورک سنت ہے اور وہ ہیأت قعود مسبوق کی ہے اور قرأت کے وقت بائیں سرین پر بیٹھے اور بائیں پاؤں کو داہنی جانب سے نکال کر بائیں طرف

حل اللغات:۔ رفع سبابہ کی حدیث کو امام احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے اور ابن حزم نے اس کی تصحیح کی ہے اور ابن قطان نے اس کو حسن کہا ہے۔ (نیل الاوطار)

حل التشریح:۔ حنفیہ کے نزدیک تشہد میں انگلی کا اٹھانا اور اس کو حرکت دینا مکروہ ہے اور شافعیہ کے نزدیک سنت ہے۔ حنفیہ کی دلیل حضرت وائل بن حجر کی حدیث ہے جس میں ہے کہ آپ نے دیکھا کہ جب آپ نماز میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا لیتے اور داہنا کھڑا کر لیتے اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھتے اور داہنے کو داہنی ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے اور انگلی پر نظر جمائے رکھتے۔ (ابوداؤد) اس حدیث میں انگلی کے اشارہ کے ساتھ نظر جمانے کا بھی حکم ہے۔ (ابن ماجہ) اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو حرکت دی۔ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو حرکت دی اور دعا کرتے تھے۔ اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو حرکت دی اور اس سے شیطان کو ہٹاتے تھے۔ اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو حرکت دی اور اس سے دعا کرتے تھے۔ شافعیہ کی دلیل ابن زبیر کی حدیث ہے جس میں ہے کہ آپ نے اس کو حرکت دی اور اس سے دعا کرتے تھے۔ اور ابن خزیمہ

ویتشهد ویصلی علی النبی علیه السلام ویدعو بما یشبه القرآن والدعاء من الدعاء ولا یکلم الناس فلا یسأل شیئا ما سأل من الناس ثم یسلم عن یمینه بنیة من ثمة من البشر والملك ثم عن یساره کذلك ویرفع یدیه مع کل تسلیمة ویسوی أمامه فی جانبه وفیما ان حاذاه والامام بعما

ترجمہ اور قعدہ اخیرہ میں بیٹھے اور تشہد پڑھے اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور دعا مانگے جو قرآن اور دعا کے درمیان ہو اور لوگوں سے کلام نہ کرے اور کوئی چیز نہ مانگے اور جو کچھ لوگوں سے مانگے اس کی مثل مانگے پھر سلام پھیرے اپنی دائیں طرف نیت کرتے ہوئے ان لوگوں کی جو اس کی دائیں طرف ہیں فرشتوں کی اور پھر بائیں طرف اسی طرح اور ہر سلام کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور اپنے سامنے برابر رکھے اپنے جانب میں اور اپنے امام کے برابر ہو جب امام برابر ہو

حل لغات۔ یتشہد کرے۔ یدعو دعا مانگے یسأل مانگے۔ یسلم سلام پھیرے۔ یسوی برابر رکھے۔ جانبه اپنا جانب۔ حاذاه برابر ہو اس کے۔

حل مشکلات۔ وفیما ان حاذاه الخ یہ عراقی کی تاویل ہے جو کہتا ہے کہ امام سلام پھیرتا ہے اور مقتدی سلام پھیرنے سے پہلے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ تاویل ہے اس حدیث کی جس میں ہے کہ مقتدی سلام امام کے بعد پھیرے۔ (اوجز المسالک ج ۲ ص ۱۲۲)

ترجمہ اور قعدہ اخیرہ میں بیٹھے اور تشہد پڑھے اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور دعا مانگے جو قرآن اور دعا کے درمیان ہو اور لوگوں سے کلام نہ کرے اور کوئی چیز نہ مانگے اور جو کچھ لوگوں سے مانگے اس کی مثل مانگے پھر سلام پھیرے اپنی دائیں طرف نیت کرتے ہوئے ان لوگوں کی جو اس کی دائیں طرف ہیں فرشتوں کی اور پھر بائیں طرف اسی طرح اور ہر سلام کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور اپنے سامنے برابر رکھے اپنے جانب میں اور اپنے امام کے برابر ہو جب امام برابر ہو

حل لغات۔ یتشہد کرے۔ یدعو دعا مانگے یسأل مانگے۔ یسلم سلام پھیرے۔ یسوی برابر رکھے۔ جانبه اپنا جانب۔ حاذاه برابر ہو اس کے۔

حل مشکلات۔ وفیما ان حاذاه الخ یہ عراقی کی تاویل ہے جو کہتا ہے کہ امام سلام پھیرتا ہے اور مقتدی سلام پھیرنے سے پہلے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ تاویل ہے اس حدیث کی جس میں ہے کہ مقتدی سلام امام کے بعد پھیرے۔ (اوجز المسالک ج ۲ ص ۱۲۲)

ای ینوی الامام بالتسلیمتین ویعند البعض الامام لا ینوی لان ینشیر الی القوم والاشارۃ فوق النیۃ وعند البعض الامام ینوی بالتسلیمۃ الاولی والمنفرد الملائکۃ فقط۔

ترجمہ: اور بعض حضرات کے نزدیک امام نیت نہ کرے کیونکہ امام تو قوم کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اشارہ نیت سے اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور بعض حضرات کے نزدیک امام نیت کرے اور منفرد صرف فرشتوں کی نیت کرے۔

حل لغات: زاویہ: گوشہ۔ مقتدی: پیروی کرنے والا۔ تحلل: نماز سے نکلنا۔ تسلیمہ: سلام پھیرنا۔ تسلیمتین: دو سلام۔ یعند: نیت کرے۔ ینشیر: اشارہ کرتا ہے۔ فوق: اعلیٰ۔ منفرد: اکیلا نماز پڑھنے والا۔

حل عبارت: زاویہ میں مقتدی مراد ہیں کہ نماز کے بعض حصہ میں مقتدی کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے اور بعض حصہ میں اکیلا نماز پڑھتا ہے۔ اس عبارت سے یہ بتلانا ہے کہ مقتدی کی نماز کے دو حصے ہیں ایک حصہ میں اس کی نماز امام کی نماز کے ساتھ مرتبط ہے اور دوسرے حصہ میں اس کی نماز امام کی نماز سے منقطع ہے۔ اس لئے مقتدی کو دونوں حصوں میں نیت کرنی چاہئے۔ اور امام کو نماز میں سلام کے متعلق تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ حضرت مصنف کے نزدیک امام کو دونوں سلاموں میں نیت کرنی چاہئے۔ کیونکہ امام کی نماز سے مقتدی کی نماز کا تعلق دونوں سلاموں تک ہے۔ اور بعض حضرات کے نزدیک امام کو صرف پہلے سلام میں نیت کرنی چاہئے۔ کیونکہ امام کی نماز سے مقتدی کی نماز کا تعلق پہلے سلام تک ہے۔ اور امام کا دوسرا سلام مقتدی کی طرف اشارہ ہے اور اشارہ نیت سے اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور بعض حضرات کے نزدیک امام کو پہلے سلام میں نیت کرنی چاہئے۔ کیونکہ امام کی نماز سے مقتدی کی نماز کا تعلق پہلے سلام تک ہے۔ اور امام کا دوسرا سلام مقتدی کی طرف اشارہ ہے اور اشارہ نیت سے اعلیٰ درجہ کی چیز ہے اور منفرد کو نیت کرنی چاہئے۔ کیونکہ منفرد کی نماز سے فرشتوں کا تعلق ہے۔ اور فرشتوں کی

فصل فی القراءۃ

یجھر الامام فی الجمعۃ والعیدین والفجر واولی العشاءین اداءً وقضاءً لا المغیر والمنفرد غیر ان ادنی وخافت سنتان ان قضی وادنی الجھر اسماع غیرہ وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ ھو الصحیح احتراز عما قیل ان ادنی الجھر اسماع نفسہ وادنی المخافتۃ تصحیح الحروف وکذا فی کل ما تعلق بالنطق کالطلاق والعتاق والاستثناء وغیرھا

ترجمہ: ... جہر کرے امام جمعہ اور عیدین اور فجر اور اولیٰ دونوں عشاء کی ادا اور قضا میں مگر جہر نہ کرے مقتدی اور منفرد اور ادنیٰ جہر اور ادنیٰ خافت دونوں سنت ہیں اگر قضا ہوئی ہو اور ادنیٰ جہر یہ ہے کہ سنا دے غیر کو اور ادنیٰ خافت یہ ہے کہ سنا دے اپنے کو یہ قول صحیح ہے احتراز کیا اس سے جو کہا گیا کہ ادنیٰ جہر یہ ہے کہ سنا دے اپنے کو اور ادنیٰ خافت یہ ہے کہ درست کرے حروف کو اور یہی حکم ہے ہر اس چیز کا جو متعلق ہے بولنے کے ساتھ مثلاً طلاق اور عتاق اور استثناء وغیرہا۔

حل اللغات: ... جھر بمعنی بلند آواز سے پڑھنا۔ عیدین تثنیہ ہے عید کا۔ اولی بمعنی اول۔ عشاءین تثنیہ ہے عشاء کا۔ مغیر جو کہ نہ بلند آواز سے پڑھے۔ منفرد جو کہ اکیلا نماز پڑھے۔ خافت بمعنی آہستہ پڑھنا۔ اسماع بمعنی سنانا۔ احتراز بمعنی بچنا۔ تصحیح بمعنی درست کرنا۔ حروف بمعنی حرف کی جمع۔ طلاق بمعنی چھوڑنا۔ عتاق بمعنی آزاد کرنا۔ استثناء بمعنی مستثنیٰ کرنا۔

ترجمہ: ... قولہ جہر کرے امام جمعہ اور عیدین اور فجر اور اولیٰ دونوں عشاء کی ادا اور قضا میں مگر جہر نہ کرے مقتدی اور منفرد اور ادنیٰ جہر اور ادنیٰ خافت دونوں سنت ہیں اگر قضا ہوئی ہو اور ادنیٰ جہر یہ ہے کہ سنا دے غیر کو اور ادنیٰ خافت یہ ہے کہ سنا دے اپنے کو یہ قول صحیح ہے احتراز کیا اس سے جو کہا گیا کہ ادنیٰ جہر یہ ہے کہ سنا دے اپنے کو اور ادنیٰ خافت یہ ہے کہ درست کرے حروف کو اور یہی حکم ہے ہر اس چیز کا جو متعلق ہے بولنے کے ساتھ مثلاً طلاق اور عتاق اور استثناء وغیرہا۔

قولہ جہر کرے امام جمعہ اور عیدین اور فجر اور اولیٰ دونوں عشاء کی ادا اور قضا میں مگر جہر نہ کرے مقتدی اور منفرد ... اس کی وجہ یہ ہے کہ جہر کرنا امام کا ان نمازوں میں اس لیے ہے کہ مقتدی اور منفرد سنیں اور سیکھیں اور جہر نہ کرنا مقتدی اور منفرد کا اس لیے ہے کہ امام کی قراءت سنیں اور سیکھیں ... اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان نمازوں میں قراءت جہراً پڑھنا سنت ہے اور مقتدی کو سننا اور سیکھنا فرض ہے اور جہر نہ کرنا مقتدی اور منفرد کا سنت ہے اور سننا اور سیکھنا فرض ہے

اى لان الفاتحة فى هذه الاشياء نفسه حتى لو طلق تحت حيث يحرم
الفروج لكن لم يسم نفسه لا يقع ولو طلق تحرزا وه صل به ان شاء الله
بحيث لم يسم نفسه يقع الطلاق ولم يصه الاستثناء فان ترك سورة
اولى الاخريين قرأها مع اخرى فيهما وجب كما ان ترتيب الفاتحة
لم يعد لانه نقل الفاتحة فى الاخريين ولو قطع فى اثناء الفاتحة الاولى من
بلوغ تكرر الفاتحة فى ركعة واحدة او ترك اية منها ومن غير القدر

وَلَمْ يَكْتَفِ بِهِ سَهْوًا لِتَرْكِ وَاجِبٍ وَسُنَّ لَهُ السَّكْتُ لِلْفَصْلِ بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالسُّورَةِ

شَاءَ وَاسْتَحَبَّ طُولَ الرَّكْعَةِ وَنِسْبَتُهُ فِي الْجَهْرِ وَاسْتَحَبُّوا طِوَالَ الْمُفَصَّلِ فِي الْفَجْرِ وَ

الظُّهْرِ وَاوْسَاطَهُ فِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَقِصَارَهُ فِي الْمَغْرِبِ وَمِنَ الْحُجُرَاتِ خَتْمُهُ إِلَى

الْبُرُوجِ وَمِنْ اَوْسَاطِهِ إِلَى لَمْ يَكُنِ وَمِنْ قِصَارِهِ إِلَى الْاِخْلَاصِ وَالضَّرُورَةُ تُقَدَّرُ بِمَا

وَكُرِهَ تَوْقِيتُ سُورَةٍ لِلصَّلٰوةِ فِي تَعْيِينِ سُورَةٍ لِلصَّلٰوةِ بِحَيْثُ لَا يَقْرَأُ فِيهَا إِلَّا تِلْكَ

السُّورَةَ وَلَا يَقْرَأُ الْمَوْتُورَ بِلَا يَقْنُتُ

ترجمہ: ... اور نہیں کافی ہوتا اس کا سجدہ سہو کے ساتھ واجب کے ترک کی وجہ سے اور مسنون ہے اس کے لیے سکتہ کرنا فاتحہ اور سورۃ کے درمیان فصل کرنے کے لیے جتنا چاہے اور مستحب ہے رکعت کا لمبا کرنا اور اس کی نسبت جہر میں اور مستحب سمجھا گیا ہے طوال مفصل کا فجر میں اور ظہر میں اور اوساط مفصل کا عصر میں اور عشاء میں اور قصار مفصل کا مغرب میں اور حجرات سے ختم مفصل کا بروج تک اور اوساط مفصل کا لم یکن تک اور قصار مفصل کا اخلاص تک اور ضرورت کا اندازہ کیا جائے گا اس کے ساتھ اور مکروہ ہے وقت مقرر کرنا سورۃ کا نماز کے لیے تعیین میں سورۃ کے نماز کے لیے بحیث کہ نہ پڑھے اس میں مگر وہی سورۃ اور نہ پڑھے موتور نماز میں قنوت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قال الله تعالیٰ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ
الامام فلکتبوا واذا قرأ فانصتوا وقال علیہ السلام من کان له امام فقراءة
الامام قراءته وقال علیہ السلام وعن ابی سعید رضی الله عنه انه قال فی القرأت

وسکوت الامام لیقرأ المؤتم قلب الموضوع وان قرأ امامه ایة ترغیب ترهیب او خطب اد
صلی علی النبی علیه السلام الا اذا قرأ قول تعالی صلوا علیه فیصلی سرا.

ترجمہ: اور مقتدی کی قرأت کے لئے امام کی چپ رہنا تاکہ مقتدی پڑھ لے اگر امام نے آیت ترغیب یا ترہیب کی آیت پڑھی یا خطبہ پڑھا یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجا مگر جب کہ قرآن میں ارشاد ہے صلوا علیہ تو مقتدی سراً درود پڑھے۔

حل المشکلات: وقلب موضوعہ عادت ہوا کی خلاف ہے یعنی عادت یہ ہے کہ امام قرأت کرے اور مقتدی خاموش رہے اور یہ حدیث اس عادت کو بدل دیا کہ مقتدی خاموش نہ رہے بلکہ قرأت کرے۔ وان قرأ امامہ ایۃ ترغیب الخ۔ یہ ایک جزئی مسئلہ ہے اور اس کا کلی قاعدہ یہ ہے کہ امام قرأت کے علاوہ جو کچھ پڑھے مقتدی اس کو نہ سنے گا اور نہ پڑھے گا بلکہ خاموش رہے گا۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ نکلتا ہے کہ امام اگر آیت ترغیب یا ترہیب پڑھے یا خطبہ پڑھے یا درود شریف پڑھے تو مقتدی خاموش رہے گا۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت سجدہ پڑھے تو مقتدی سجدہ نہ کرے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت رحمت پڑھے تو مقتدی دعا نہ مانگے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت عذاب پڑھے تو مقتدی پناہ نہ مانگے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت تسبیح پڑھے تو مقتدی تسبیح نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت تہلیل پڑھے تو مقتدی تہلیل نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت تحمید پڑھے تو مقتدی تحمید نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت تکبیر پڑھے تو مقتدی تکبیر نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت تہجد پڑھے تو مقتدی تہجد نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت تلاوت پڑھے تو مقتدی تلاوت نہ کرے بلکہ خاموش رہے۔ اور اس کلی قاعدہ سے یہ جزئی مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ امام اگر آیت قرأت پڑھے تو مقتدی قرأ

فصل فی الجماعۃ

الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ وھو قریب من الواجب والاذان بالامامۃ الراتبۃ سنۃ

ثم الاقرب الاذان ثم الامامۃ فالامامۃ فالمسجد والعرابی والفاسق والاعمی اذا

مسجد وولد الزنا کرہ

الجماعة فلم يجد من يقف الإمام يستحب له أن يقف عن يسار الإمام ليستوي فيه
المذكر والمؤنث فلهذا لم تدخل تاء التأنيث فيه وكذا الشابة والعجوز
والعجوز الفقيرة والمعذور لا تمنع من الخروج إلى المغرب
والفجر ويعتبر بالمتوضئ بالتيمم لأن التيمم طهارة مطلقة عند
عدم الماء والخلقية في التراب عندنا.

ولو صلى بجماعة فجاء آخر فإن شاء دخل معه وإن شاء انتظر حتى يصلي
ركعة ثم يصلي معه ركعة أخرى ثم يقوم فيقضي ركعة ركعة وإن شاء
صلى وحده وإن شاء اقتدى بمن يصلي العصر أو الظهر أو العشاء
وإن شاء اقتدى بمن يصلي المغرب أو الفجر فإذا قام الإمام إلى
الثالثة أو الرابعة قعد المسبوق وتشهد ولم يقرأ ثم قام فقرأ
فاتحة الكتاب وسورة ثم قعد وتشهد ثم قام فقرأ فاتحة الكتاب
وسورة ثم قعد وتشهد ثم قام فقرأ فاتحة الكتاب وسورة ثم قعد
وتشهد ثم قام فقرأ فاتحة الكتاب وسورة ثم قعد وتشهد ثم قام
فقرأ

والفصل بالاستدلال ان الحق ما قام عليه الدليل والمجتهد هو الذي يعلم
ظهور بشيء والقاعدة بناء على نص الرسول عليه السلام وهو قوله
والبينة على المدعي واليمين على من انكر وصيغة الامر وصيغة الامر تأخيرها بالنص
ظاهر معجزة

على شكلها ... ...

وقد اتى بالى ولابس بعارية وغير محرمي بمحرم ومفترض بمتنفل لان بناء الاعلى على
الضعيف لايجوز ومفترض فرضا اخر لان الاقتداء شركة فيجب الاتحاد و
الامام في الظهر يطيل القراءة في الاولى الا في الفجر ويقيم مؤتما توجه عن يمينه
اى اذا كان المؤتم واحدا يامره الامام بان يقوم عن يمينه وفيه اشارة
الى ان الامام امر والى الموم مامور يجب ان يكون منقادا له۔

ترجمہ ۔ اور اقتدا کی ہے ننگے نے کپڑے پہننے والے کی اور ایسے نے جو کپڑے عاریت لے کر پہنے ہوں اور اقتدا کی ہے غیر محرم نے محرم کی اور اقتدا کی ہے متنفل نے مفترض کی کیونکہ بنا کرنا اعلیٰ کا ادنیٰ پر ناجائز ہے اور اقتدا کی ہے مفترض نے مفترض کی دوسرا فرض پڑھتا ہو کیونکہ اقتدا شرکت ہے پس واجب ہے اتحاد امام اور مقتدی کا اور امام ظہر میں لمبی قرأت کرے پہلی رکعت میں مگر فجر میں اور مقیم کرے مؤتم کو توجہ کرے وہ داہنی طرف امام کی یعنی جب ایک مؤتم ہو تو امام اس کو حکم کرے کہ داہنی طرف کھڑا ہو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ امام حاکم ہے اور مقتدی محکوم ہے واجب ہے کہ امام کا تابع ہو۔

حل لغات ۔ [illegible] ننگا ۔ ثوب کپڑا ۔ لابس پہننے والا ۔ عارية عاریت ۔ محرم احرام والا ۔ متنفل نفل پڑھنے والا ۔ بناء بنا کرنا ۔ ادنیٰ کمتر ۔ اعلیٰ برتر ۔ ضعیف کمزور ۔ اقتداء اقتدا کرنا ۔ شرکة شرکت ۔ اتحاد ایک ہونا ۔ اطالة لمبا کرنا ۔ قراءة قرأت ۔ اولی پہلی ۔ فجر صبح ۔ مؤتم اقتدا کرنے والا ۔ توجه متوجہ ہونا ۔ یمین داہنی طرف ۔ اشارة اشارہ ۔ حاکم حکم کرنے والا ۔ محکوم حکم کیا ہوا ۔ تابع پیرو ۔ واجب لازم ۔

[illegible] ننگے نے کپڑے پہننے والے کی اور ایسے نے جو کپڑے عاریت لے کر پہنے ہوں اور اقتدا کی ہے غیر محرم نے محرم کی اور اقتدا کی ہے متنفل نے مفترض کی کیونکہ بنا کرنا اعلیٰ کا ادنیٰ پر ناجائز ہے اور اقتدا کی ہے مفترض نے مفترض کی دوسرا فرض پڑھتا ہو کیونکہ اقتدا شرکت ہے پس واجب ہے اتحاد امام اور مقتدی کا اور امام ظہر میں لمبی قرأت کرے پہلی رکعت میں مگر فجر میں اور مقیم کرے مؤتم کو توجہ کرے وہ داہنی طرف امام کی یعنی جب ایک مؤتم ہو تو امام اس کو حکم کرے کہ داہنی طرف کھڑا ہو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ امام حاکم ہے اور مقتدی محکوم ہے واجب ہے کہ امام کا تابع ہو۔

[illegible] ننگے نے کپڑے پہننے والے کی اور ایسے نے جو کپڑے عاریت لے کر پہنے ہوں اور اقتدا کی ہے غیر محرم نے محرم کی اور اقتدا کی ہے متنفل نے مفترض کی کیونکہ بنا کرنا اعلیٰ کا ادنیٰ پر ناجائز ہے اور اقتدا کی ہے مفترض نے مفترض کی دوسرا فرض پڑھتا ہو کیونکہ اقتدا شرکت ہے پس واجب ہے اتحاد امام اور مقتدی کا اور امام ظہر میں لمبی قرأت کرے پہلی رکعت میں مگر فجر میں اور مقیم کرے مؤتم کو توجہ کرے وہ داہنی طرف امام کی یعنی جب ایک مؤتم ہو تو امام اس کو حکم کرے کہ داہنی طرف کھڑا ہو اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ امام حاکم ہے اور مقتدی محکوم ہے واجب ہے کہ امام کا تابع ہو۔

ویقتدی بمن رآہ فیہ مشارۃ الی ان المقوم اذا کانوا کثیرا والاولی ان یقتدی بالامام لان یامرھم الامام بالتاخیر عنہ فان ذلک یلزم من ھذا ولو تعمدہ یعید الموتم لان صلوٰۃ الامام متضمن صلوٰۃ المقتدی فتفسد بوجب فساد ویصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء ان حاذت بالمتر جمۃ المثلی کالجنابۃ جمع الجنبل ان حاذتہ فی صلوٰۃ مشترکۃ تحریمۃ وادا وفسدت صلوٰۃ الذی حاذتہ او الامام

ترجمہ ۔ اور اقتدا کرے ہر اس شخص کی جو اس کو دیکھے اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مقتدی جب کثیر ہوں اور اولیٰ یہ ہے کہ اقتدا کرے امام کی تاکہ نہ حکم کرے امام ان کو پیچھے ہٹنے کا کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے اور اگر عمداً ایسا کرے تو لوٹائے نماز کو کیونکہ نماز امام کی متضمن ہے نماز مقتدی کی پس فاسد ہو جائے گی فساد امام سے اور کھڑے ہوں مرد پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورتیں اگر برابر ہو عورت مترجمہ کے مثل جیسے جنابت میں جمع جنبل اگر برابر ہو عورت اس کے نماز میں شریک ہے تحریمہ میں اور ادا میں اور فاسد ہو جائے نماز اس کی جس کے برابر ہے یا امام کی

حل لغات ۔ [illegible] اور اقتدا کرے ہر اس شخص کی جو اس کو دیکھے اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مقتدی جب کثیر ہوں اور اولیٰ یہ ہے کہ اقتدا کرے امام کی تاکہ نہ حکم کرے امام ان کو پیچھے ہٹنے کا کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے اور اگر عمداً ایسا کرے تو لوٹائے نماز کو کیونکہ نماز امام کی متضمن ہے نماز مقتدی کی پس فاسد ہو جائے گی فساد امام سے اور کھڑے ہوں مرد پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورتیں اگر برابر ہو عورت مترجمہ کے مثل جیسے جنابت میں جمع جنبل اگر برابر ہو عورت اس کے نماز میں شریک ہے تحریمہ میں اور ادا میں اور فاسد ہو جائے نماز اس کی جس کے برابر ہے یا امام کی

[illegible] اور اقتدا کرے ہر اس شخص کی جو اس کو دیکھے اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ مقتدی جب کثیر ہوں اور اولیٰ یہ ہے کہ اقتدا کرے امام کی تاکہ نہ حکم کرے امام ان کو پیچھے ہٹنے کا کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے اور اگر عمداً ایسا کرے تو لوٹائے نماز کو کیونکہ نماز امام کی متضمن ہے نماز مقتدی کی پس فاسد ہو جائے گی فساد امام سے اور کھڑے ہوں مرد پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورتیں اگر برابر ہو عورت مترجمہ کے مثل جیسے جنابت میں جمع جنبل اگر برابر ہو عورت اس کے نماز میں شریک ہے تحریمہ میں اور ادا میں اور فاسد ہو جائے نماز اس کی جس کے برابر ہے یا امام کی

اي ان وقفت على جنب رجل امرأة مشتهاة بحيث لا حائل بينهما والصلوة مشاركة تحريمة واداءً فسدت صلوة الرجل ان نوى الامام امامة المرأة وان لم ينو فسد صلوة المرأة وتفسر والاشتراك في التحريمة بان يكونا ناويين تحريمتهما على تحريمة الامام والشركة في الاداء بان يكون لهما امام فيما يؤدّيانه اما حقيقة كالمقتديين واما حكما كالاحقين يعني رجل وامرأة اقتديا برجل فسبقهم بحدث لتوضأ وبنى وقد فرغ الامام فاذت المرأة الرجل فسدت صلوة الرجل في اللاحق وان لم يكن له امام حقيقة فله امام حكما فانه التزم ان يؤدي جميع صلوته خلف الامام.

ترجمہ:۔ یعنی اگر کسی شہوت والی عورت کے پہلو میں کوئی مرد اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں میں کوئی حائل نہ ہو اور نماز میں دونوں شریک ہوں تحریمہ اور ادا میں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی اگر امام نے عورت کی امامت کی نیت کر لی ہو اور اگر امام نے نیت نہ کی ہو تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اور تحریمہ میں شریک ہونے کی تفسیر یہ ہے کہ دونوں نے امام کی تحریمہ پر اپنی تحریمہ کی نیت کی ہو اور ادا میں شریک ہونے کی تفسیر یہ ہے کہ دونوں کا امام ایک ہو جس کی وہ اقتدا کر رہے ہوں حقیقی طور پر جیسے مقتدی ہوتے ہیں یا حکمی طور پر جیسے لاحق ہوتے ہیں یعنی ایک مرد اور ایک عورت نے ایک امام کی اقتدا کی پھر مرد کو بے وضو ہونے کی وجہ سے نماز توڑ کر وضو کرنے کے لیے جانا پڑا اور امام نماز سے فارغ ہو چکا تھا پھر عورت نے مرد کو چھو لیا تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی اگر مرد کا کوئی امام نہ ہو کیونکہ اس نے التزام کر لیا ہے کہ وہ اپنی ساری نماز امام کے پیچھے ادا کرے گا۔

حل اللغات:۔ (مشتہاۃ) شہوت والی ہو یعنی جس کی طرف طبیعت مائل ہو (حائل) آڑ (نوی) نیت کی (فسدت) فاسد ہو گئی (تحریمۃ) تکبیر تحریمہ (اداءً) ادا میں (نوی) نیت کی (تفسر) تفسیر کی جائے گی (اقتدیا) اقتدا کی (سبقہم) ان سے پہلے نکل گیا (لتوضأ) وضو کرنے کے لیے (بنی) بنا کی (فاذت) چھو لیا (التزم) لازم کر لیا (یؤدی) ادا کرے گا (خلف) پیچھے

(حاشیہ ص ۱۵۱) ... اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ عورت کی نماز فاسد ہونے کے لیے مرد کا امام ہونا شرط ہے یا نہیں ... ہمارے نزدیک عورت کی نماز فاسد ہونے کے لیے مرد کا امام ہونا شرط ہے ... اگر مرد کا امام نہ ہو تو عورت کی نماز فاسد نہ ہوگی ... اگر مرد کا امام ہو تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی

فاذا سبقه الحدث فتوضأ وبنى يجعل كأنه خلف الامام وحتى يتبعه في القعدات بين كبرات القراءة ونحوها بخلاف المسبوق وهو الذي ادرك اخر صلوٰة الامام فانه يلتزم اداء الكل خلف الامام فهو في اداء ما يدرك مع الامام منفرد حتى يجب عليه القراءة فاتحة وسورة وان كان مقتدياً في التحريمة لا يشبه تحريمته على تحريمة الامام فليس مشتركين اداءً حتى جاز اقتداء المسبوق بالمسبوق بخلاف اداء ما سبق به فصار صلوٰة الرجل لعدم الشركة في الاداء اصلاً في تفسد الشركة في التحريمة والاداء تماماً ولا ينبني ان يبقى الشركة في التحريمة ان ينبني احدهما تحريمة على تحريمة الاخر

حتى يتبعه في القعدات بين كبرات القراءة ونحوها بخلاف المسبوق وهو الذي ادرك اخر صلوٰة الامام فانه يلتزم اداء الكل خلف الامام فهو في اداء ما يدرك مع الامام منفرد حتى يجب عليه القراءة فاتحة وسورة وان كان مقتدياً في التحريمة لا يشبه تحريمته على تحريمة الامام فليس مشتركين اداءً حتى جاز اقتداء المسبوق بالمسبوق بخلاف اداء ما سبق به فصار صلوٰة الرجل لعدم الشركة في الاداء اصلاً في تفسد الشركة في التحريمة والاداء تماماً ولا ينبني ان يبقى الشركة في التحريمة ان ينبني احدهما تحريمة على تحريمة الاخر

وبين تحريمته على تحريمة ثالث واشركه في الأداء ان يكون احدهما امامًا للآخر فيما يؤديانه ويكون لهما امام فيما يؤديانه حتى يشمل التوكيد بين الامام والمأموم فان عادة المرأة الامام مفسدة صلوة الامام مع انه لا اشتراك بينهما تحريمة وادا ء بالتغيير الذي ذكروا ايضا لا يجدي فائدة في ذكر التوكيد في التحريمة بل يكفي ذكر الشركة في الاداء وان الامام اذا سبقه الحدث فاستخلف آخر فاقتدى احدهما بالخليفة فالشركة في الاداء ثابتة بين الذي اقتدى بالخليفة وبين الامام الاول.

ترجمہ:۔ ... اور جو یہ کہا کہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تحریمہ میں شرکت ہو ... کہ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ ادا میں شریک ہو ... اور جو یہ کہا کہ ... ہو ... اور ان کے لئے امام ہو ... تاکہ شامل ہو ... امام اور مقتدی کے درمیان ... کیونکہ عورت کا امامت کرانا ... مفسد ہے ... حالانکہ ان دونوں میں ... شرکت نہیں ... اور جو ... ذکر کیا ... فائدہ نہیں دیتا ... بلکہ ... شرکت ... کافی ہے ... اور امام کو ... پہلے ... کسی دوسرے کو ... مقرر کیا ... تو ... شرکت ... ثابت ہے ... اور امام اول کے درمیان ...

اصل الکلام:۔ ... اور جو یہ کہا کہ ... اور جو یہ کہا کہ ... اور جو یہ کہا کہ

وکل من اقتدی به باعتبار ان لهم اماما ینوبون وهو الخلیفة ولا شرکة بینهم فی التحریمة لان المقتدی بالخلیفة بنی تحریمته علی تحریمة الخلیفة والامام الاول ومن اقتدی به لم یتموا التحریمة علی تحریمة الخلیفة فلم توجد بینهم الشرکة فی التحریمة مع ذلک لو کانت المرأة من احدی الطائفتین امام المقتدین بالامام الاول او من المقتدین بالخلیفة فاذت الطائفة الاخری تفسد الصلوٰة باعتبار الشرکة فی الاداء لا التحریمة وقیل الشرکة فی التحریمة ثابتة تقدیرا فاقول الشرکة فی الاداء لا توجد بدون الشرکة فی التحریمة والشرکة فی التحریمة قد توجد بدون الشرکة فی الاداء کما فی السبوق فلا حاجة الی ذکر الشرکة فی التحریمة.

ترجمہ: اور... اشتراک اولاً ظاہر کیا ہے اس لئے کہ امام اول کا مقتدی اور امام ثانی کا مقتدی اس بات کے اعتبار سے کہ ہر ایک ان میں سے ایک امام کا نائب ہے اور خلیفہ کے لوگوں کے امام ہیں شریک ہیں۔ ترجمہ اور اس لئے کہ مقتدی خلیفہ اپنی تحریمہ کو خلیفہ کی تحریمہ پر بنا کرنے والا ہے اور امام اول اور جو لوگ اس کے ساتھ اقتدا کئے ہوئے ہیں خلیفہ کی تحریمہ پر اپنی تحریمہ کو پورا کرنے والے ہیں پس ان کے درمیان شرکت (اشتراک) تحریمہ میں پائی نہیں گئی اس کے باوجود اگر کسی عورت امام ثانی اور خلیفہ میں سے ہو جس کے پیچھے مقتدی امام اول کے مقتدی ہیں تو یہ عورت امام ثانی اور خلیفہ کی نماز کو فاسد کر دے گی باعتبار شرکت فی الاداء کے لیکن شرکت فی التحریمہ باقی نہ رہے گی۔ اور کہا جاتا ہے کہ شرکت فی تحریمہ تقدیراً ثابت ہے اس کو ذکر کرنے کی حاجت نہیں۔ بہرحال میں کہتا ہوں شرکت فی الاداء بغیر شرکت فی التحریمہ کے نہیں پائی جاتی اور شرکت فی التحریمہ بغیر شرکت فی الاداء کے پائی جاتی ہے جیسا کہ مسبوق میں ہے۔ پس شرکت فی التحریمہ کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

فی الشرکات: ... ملا خسرو وغیرہ نے اس کو ذکر کیا ہے۔ منہ

ف: یہ اس صورت پر مبنی ہے کہ امام ثانی کا مقتدی امام اول کا مقتدی نہ ہو جیسا کہ اوپر گزرا ہے اور یہ سب اس صورت پر مبنی ہے کہ امام ثانی کا مقتدی امام اول کا مقتدی نہ ہو جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔

ف: قولہ تحریمہ یعنی اگر شرکت فی التحریمہ فرض کر لی جائے تو اس صورت میں مقتدی کا فساد صلوٰۃ امام ثانی کے فساد صلوٰۃ کا موجب نہ ہوگا حالانکہ مسلم ہے کہ شرکت فی التحریمہ کے ساتھ شرکت فی الاداء کا فساد صلوٰۃ موجب ہوتا ہے۔

ف: قولہ وقیل الشرکۃ الخ یہ قول قدوری کا ہے مقصد یہ ہے کہ تحریمہ جو مقتدی کو امام ثانی کے ساتھ ہے اس کا ذکر اس صورت میں شرکت فی التحریمہ کے ساتھ ساتھ لابد ہے کہ اس کی وجہ سے امام ثانی کا فساد صلوٰۃ بطریق لزوم دونوں گروہوں کے درمیان شرکت فی التحریمہ جس کا بقائی شرکت تقدیری قائل ہے۔ اس کے کہ خلیفہ کی تحریمہ پر امام ثانی کی تحریمہ پر ہوئی ہے اور کسی کا بنی علیہ اس بنی پر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مبنی علیہ کی تحریمہ بھی مبنی کی تحریمہ پر ہو پس اس صورت میں امام ثانی کے مقتدی کے درمیان شرکت فی التحریمہ پائی گئی۔

ف: فاقول... یہ اس پر دوسرے طریق پر اعتراض ہے علامہ اتقانی نے کہا ہے کہ شرکت فی تحریمہ متفق و متقرر ہے جس کا علم ہو گیا تو اعتراض آتا ہے کہ شرکت کا ادنیٰ درجہ شرکت فی تحریمہ ہے جبکہ مستبعد ہے کہ شرکت فی الاداء ہو اور شرکت فی التحریمہ نہ ہو۔ منہ

هذا اذا نوى الامام امامة المرأة اما اذا لم ينو لم يصح اقتداء المرأة فتفسد صلاتها لانها لم تقرأ بناء على ان قراءة الامام قراءة لها ولم يكن كذلك فبقيت بلا قراءة وغلط من هذه المسألة ان المرأة اذا اقتدت بالامام محاذية لرجل لا يصح اقتداؤها الا ان ينوي الامام امامتها اما اذا لم تقتد محاذية هل يشترط نية الامام ففيه روايتان۔

ترجمہ:۔ یہ تفصیل اس وقت ہے کہ جب امام عورت کی امامت کی نیت کرے، لیکن اگر نیت نہ کرے تو عورت کی اقتدا صحیح نہ ہوگی پس عورت کی نماز فاسد ہوگی کیونکہ عورت اس بنا پر قراءت نہیں کرتی کہ امام کی قراءت اس کی قراءت ہے حالانکہ واقعہ ایسا نہیں ہے، تو عورت کی نماز بغیر قراءت کے باقی رہی (اور ظاہر ہے کہ قرأت نماز میں فرض ہے) اور اس مسئلے میں غلط ہے کہ عورت کی اقتدا مرد کے ساتھ فاسد ہوگی جب تک امام عورت کی امامت کی نیت نہ کرے، لیکن اگر عورت مرد کی محاذی ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی جب تک امام عورت کی امامت کی نیت نہ کرے، پس کیا عورت کی محاذات کے ساتھ اقتدا کرنے کی صورت میں امام کی نیت شرط ہے؟ اس میں دو روایتیں ہیں۔

(حاشیہ التکملات) قولہ: صح (یعنی اگر امام عورت کی امامت کی نیت نہیں کرتا تو عورت کا اقتدا کرنا صحیح ہے) لیکن اس کی نماز فاسد ہوگی (یعنی عورت کا جماعت تو دیک حیث کے بعد امام اور مقتدی عورت کے درمیان حائل ہیں، اشتراک ایسی پایا جاتا ہے جیسے مرد کے مقام میں، پس مرتب بطل مقتدی ہونا مذہب اور جس پر کوئی چیز امام نے اس کے قائم کرنے پر اس کا لزوم موقوف ہوتا ہے جیسے مقتدی مرد کی نماز عورت حائضہ کے مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے، کیونکہ امام اس پر قائم ہے اور فرض ہے کہ امام اس میں خلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ عورت کے امام بننے کے لیے مقتدی عورت ہے جیسے کہ مرد کی اقتدا کے لیے مقتدی کا مرد ہونا شرط ہے، قاسم کا قیاس اس پر دلیل ہے اور ہدایہ اور البنایہ میں اسی طرح ہے۔

(حاشیہ) قولہ: لانہا لم تقرأ بناء الخ یعنی اس عورت کی نماز جس نے امام کی اقتدا کی ہے اس لیے فاسد ہوئی کہ اس نے امام کی قراءت کو اپنی قراءت نہیں بنایا جس کی وجہ یہ ہے کہ عورت پر قراءت فرض ہے اور حدیث کے مطابق (لا صلوٰۃ الا بقراءۃ) اگر امام نے اس کی نیت کی ہو تو اس کی قراءت اس کی قراءت ہو جاتی ہے، کیونکہ جب امام کی قراءت اس کی قراءت نہیں ہوئی اور قراءت کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی ہے۔

(حاشیہ) قولہ: وغلط من بناہ الخ۔ علامہ اور اس کی غلطی اس کا تفصیلی جواب ہے کہ اقتدا کے وقت اگر عورت حائضہ یا ایسے مرد کی محاذات میں کھڑی ہو جائے جو کہ امام کی محاذات میں کھڑا ہے اور امام نے عورت کی امامت کی نیت نہیں کی تو عورت کی نماز ہو جائے گی۔ لیکن اس صورت کی نماز نہیں ہوگی جس میں امام نے عورت کی نیت نہیں کی تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، یعنی اس صورت میں ان دونوں میں سے کسی کی نماز نہیں ہوگی، مرد کی نماز اس لیے نہیں کہ عورت اس کی محاذات میں کھڑی ہے اور عورت کی نماز اس لیے نہیں ہوئی کہ امام نے اس کی امامت کی نیت نہیں کی، اور اس صورت میں محاذات کرنے کو تو ایک قول کے مطابق امام کی نیت شرط ہے اور ایک قول کے مطابق امام کی نیت شرط نہیں ہے، اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

(حاشیہ) قولہ: وفیہ روایتان۔ یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک عورت کی امامت کی تو اگر نماز جمعہ کے علاوہ نماز میں کوئی عورت کسی مرد کی محاذات میں کھڑی ہو تو اس عورت کی نماز درست ہوگی، اس پر مبنی ہے کہ عورت کا امامت کی نیت کرنا کہ عورت کی امامت کی نیت کرے تاکہ بالاتفاق امام محاذات میں آنے کی وجہ سے نماز۔ ۔ ۔ ۔ اور اگر مرد ہیں، مگر عورت نے ان کی امامت کی نیت نہیں کی تو ایک قول میں امام کی نیت شرط ہے اور دوسرے قول میں نہیں اور یہ دوسرا قول صحیح معلوم ہوتا ہے جیسے حاوی، خلاصہ اور البحر الرائق میں واقع مذہب کے مطابق یہ شرط نہیں ہے۔

فصل اگر بعد نماز کے یا اثنا نماز کے اخریین امیا فسدت لکل ان ان
ام اقتدی قاریا وامیا فسدت صلوۃ الکل اما صلوۃ القاری فانہ ترک
القراءۃ مع القدرۃ علیہا واما صلوۃ الامیین فلانہما لما رغبا فی الجماعۃ
وجب ان یقتدیا بالقاری لیکون قراءتہ قراءۃ لہما فترکا القراءۃ القدرۃ
مع القدرۃ علیہا ولو استخلف القاری فی الاخریین امیا فسدت صلوۃ الکل
خلافا لزفر ان فرض القراءۃ قد اُدّی فی الاولیین قلنا یجب القراءۃ
فی جمیع الصلوۃ تحقیقا او تقدیرا ولم توجد۔

ترجمہ۔ اگر بعد نماز کے یا اثنا نماز کے اخریین قاری اقتدا کرے امی کی یا ہر ایک امی ہو کسی قاری کی تو اخیر کی دو رکعتوں میں امی کی سب کی نماز فاسد ہو جائے گی بہ نسبت امام کی کہ اس کی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس نے قدرت کے ساتھ قرأت ترک کی اور امی کی نماز فاسد ہو گئی کیونکہ اس نے جماعت کی رغبت کی تھی پس واجب ہوا کہ اس قاری کی اقتدا کرے تاکہ قاری کی قرأت اس کی قرأت ہو جائے پس ان دونوں نے قرأت ترک کی قدرت کے ساتھ اور اگر امام نے اخیر کی دو رکعتوں میں کسی امی کو خلیفہ بنایا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی بخلاف زفر کے۔ وہ فرماتے ہیں کہ فرض قرأت کا ادا ہو چکا ہے پہلی دو رکعتوں میں ہم کہتے ہیں کہ قرأت ہر رکعت میں واجب ہے حقیقۃً یا تقدیراً اور یہاں پایا نہیں گیا۔

حل اللغات۔ قولہ فسدت صلوۃ الکل یہاں صورت میں کسی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ بقول اعظم اوصیفہ ہر ایک کی نماز صحیح ہے لیکن صاحبین فرماتے ہیں کہ امام کی نماز صحیح ہے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

ف کولہ ما رغبا فی الجماعۃ الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جماعت کی رغبت رکھتا ہو اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر وہ امی ہو اور قاری کی اقتدا کرے اور اس کی دو رکعتوں میں مقتدی کا قول "ان ہو" رائے ہوتا ہے جس کے ساتھ قرأت ساقط ہو جاتی ہے اور اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ امی کی نماز فاسد ہونے کی وجہ قرأت کا ترک ہے اور یہاں قرأت ترک نہیں ہوئی کیونکہ قرأت کا ترک ہونا اس وقت ہوتا ہے جب قرأت پر قدرت ہو اور امی قرأت پر قادر نہیں ہوتا۔ فافہم۔

باب الحدث فی الصلوٰۃ

مسئلہ سبقہ حدثہ توضأ وتم خلافا للشافعی وبعد التشہد خلافا لہما فانہ اذا قعد قدر التشہد ثم سبقہ وعند ابی حنیفۃ لم یتم لان الخروج بصنعہ فرض عندہ والاستیناف افضل ثم اذکر حکما اجمالیا شاملا لجمیع المصلین فنقول حکم کل واحد من الامام والمنفرد والمقتدی

ترجمہ: باب الحدث فی الصلوٰۃ سے مراد وہ مسائل ہیں جو نماز میں حدث کرنے سے متعلق ہیں۔ مسئلہ سبقہ حدثہ الخ کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی کو حدث لاحق ہو جائے تو وہ وضو کرے اور نماز پوری کرے امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور اگر حدث قعدہ قدر تشہد کے بعد لاحق ہو تو صاحبین کا یہی مذہب ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز پوری نہیں ہوگی۔ کیونکہ حدث کا پایا جانا نمازی کے فعل سے ہے اور نماز کا فاسد کرنا فرض ہے۔ اور نماز کا فاسد کرنا بہتر ہے۔ اب ہم ایک اجمالی حکم ذکر کرتے ہیں جو تمام نمازیوں کو شامل ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ امام اور منفرد اور مقتدی کا حکم ایک ہی ہے۔

شرح: حدث کے لغوی معنی ہیں نیا ہونا۔ اور شرع میں حدث کہتے ہیں اس چیز کو جو وضو کو توڑ دے۔ اور حدث کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حدث اصغر جس سے وضو ٹوٹتا ہے۔ دوسرا حدث اکبر جس سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اور حدث اصغر کی چھ قسمیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک قسم سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور حدث اکبر کی بھی چھ قسمیں ہیں۔ ان میں سے ہر ایک قسم سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ اور حدث اصغر کی چھ قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ نماز میں حدث لاحق ہو جائے۔ اور حدث اکبر کی چھ قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ جماع کرنے سے غسل واجب ہو جائے۔ اور ہم نے حدث کی ان قسموں کو اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ ناظر کو معلوم ہو جائے کہ حدث کی کتنی قسموں سے وضو ٹوٹتا ہے اور کتنی قسموں سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اور کتنی قسموں سے وضو ٹوٹتا ہے اور غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔ اور کتنی قسموں سے غسل واجب ہوتا ہے اور وضو ٹوٹتا نہیں ہے۔ اور کتنی قسموں سے وضو ٹوٹتا ہے اور غسل واجب ہوتا ہے۔ اور کتنی قسموں سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ غسل واجب ہوتا ہے۔ اور ہم نے حدث کی ان قسموں کو اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ ناظر کو معلوم ہو جائے کہ حدث کی کتنی قسموں سے وضو ٹوٹتا ہے اور کتنی قسموں سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اور کتنی قسموں سے وضو ٹوٹتا ہے اور غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔ اور کتنی قسموں سے غسل واجب ہوتا ہے اور وضو ٹوٹتا نہیں ہے۔ اور کتنی قسموں سے وضو ٹوٹتا ہے اور غسل واجب ہوتا ہے۔ اور کتنی قسموں سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ غسل واجب ہوتا ہے۔

قولہ فتوضأ: یعنی حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز میں حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔ اور امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز میں حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔

قولہ وتم خلافا للشافعی: یعنی حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز میں حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔ اور امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز میں حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔

قولہ وبعد التشہد خلافا لہما: یعنی حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔ اور امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز میں حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔ اور امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ نماز میں حدث لاحق ہونے کے بعد نمازی کو وضو کرنا چاہئے۔ اور وضو کرنے کے بعد نماز پوری کرنا چاہئے۔

فقال او الامام یجر احرا الی مکانه هذا تفسیر الاستخلاف ثم یتوضأ ویتم ثمه او یعود ای ان شاء یتم حیث توضأ وان شاء عاد الی المکان الاول وانما خُیّر لان فی الاول قلة المشی وفی الثانی اداء الصلوٰة فی مکان واحد فیمیل الی ایهما شاء وکذا المنفرد ان شاء یتم حیث توضأ وان شاء عاد ان فرغ امامه متصل بقوله ویتم ثمه او یعود والضمیر فی امامه یرجع الی الامام الاول وامامه هو الذی استخلفه فان الخلیفة امام للامام الاول وللقوم والاعادة ای وان لم یفرغ امامه وهو الخلیفة یعود الامام ویتم خلف خلیفته وکذا المقتدی ای ان فرغ امامه یتم ثمه او یعود وان لم یفرغ یعود ولو جُنّ او اُغمی علیه او احتلم ای نام فی صلوته نوما لا ینقض به وضوءه فاحتلم او قهقه او احدث عمدا او اصابه بول کثیر او شج فسال او ظن انه احدث فخرج من المسجد او جاوز الصفوف خارجة ثم ظهر طهره بطلت۔

ترجمہ:۔ یا امام کھینچ کر لے جائے امام کو اس جگہ کی طرف جس میں خلیفہ نے اپنی جگہ بنائی ہے یہ تفسیر ہے استخلاف کی پھر وضو کرے خلیفہ اور اتمام کرے یا لوٹ جائے اپنی پہلی جگہ کی طرف اختیار دیا گیا ہے پہلی صورت میں کم چلنا پڑتا ہے اور دوسری صورت میں ایک ہی جگہ میں ادا ہوتی ہے نماز اگر چاہے خلیفہ ان میں سے جس کی طرف چاہے مائل ہو سکتا ہے۔ اس طرح منفرد کو بھی اختیار ہے کہ جائے جہاں وضو کیا ہے اور اتمام کرے یا پہلی جگہ لوٹ جائے اگر امام اس کا فارغ ہو جائے اور ضمیر امامہ کی امام اول کی طرف لوٹتی ہے اور امامہ وہ ہے جس کو امام نے خلیفہ بنایا ہے پس خلیفہ امام ہے امام اول کا اور قوم کا اور اعادہ کے معنی لوٹنا ہیں ہوتے ہیں اگر امام اول فارغ نہ ہوا ہو اور وہ خلیفہ ہو تو امام اول لوٹ جائے اور اتمام کرے خلیفہ کے پیچھے اور اقتدا کرنے والے کا حکم خلیفہ کے حکم میں ہے اگر امام فارغ ہو گیا ہو تو اقتدا کرنے والا اتمام کرے یا لوٹ جائے اور اگر امام فارغ نہ ہوا ہو تو اقتدا کرنے والا لوٹ جائے اور اگر مجنون ہو گیا یا بیہوش ہو گیا یا سو گیا ایسا سونا جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا قہقہہ لگایا یا جان بوجھ کر حدث کیا یا اس کو بہت سا پیشاب آ گیا یا زخم سے بہت سا خون بہہ گیا یا اس کو گمان ہوا کہ حدث ہوا ہے اور حدث نہیں ہوا ہے یا مسجد سے نکل گیا یا صفوں سے گزر گیا پھر اس کی طہارت ظاہر ہو گئی تو ان سب صورتوں میں نماز باطل ہو جائے گی۔

حل لغات:۔ سمت قبلہ کو کہتے ہیں جس طرف کو منہ کیا جائے نماز میں اور مقتدیوں کو جو پیچھے کھڑے ہوں امام کے اقتدا کرنے والے کہتے ہیں اور امام کو جو آگے کھڑا ہو مقتدیوں کے اس کو خلیفہ کہتے ہیں اور اس کو بھی جو نماز شروع کرنے سے پہلے امام کی جگہ پر کھڑا کر دیا جائے اور اس کو بھی جو امام کے کھڑا کرنے سے کھڑا ہو جائے اور اس کی نماز ٹوٹ جائے اور اگر کسی کو جس خلیفہ بنایا ہو وہ مسجد سے باہر چلا جائے یا سب کے سامنے سے گزر جائے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

ف: اگر امام کا پیشاب بہہ کر باہر نکل آیا ہو اور اس کا کپڑا بھی ناپاک ہو گیا ہو اور اگر کپڑا نہ ہو یا ہو مگر اس سے ناپاکی دور نہ ہو سکتی ہو تو امام کو چاہیے کہ اپنی جگہ پر کسی کو کھڑا کر کے چلا جائے اور اپنا کپڑا دھو کر پاک کر لے یا دوسرا کپڑا پہن کر آ جائے۔

ف: اگر امام کو نماز میں حدث ہو گیا اور اس نے اپنے مقتدیوں میں سے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تو مقتدی اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنا لیں۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو ان کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

ولو حدث بعد التشهد دخل بما بقي وإن خرج بصنعه و
يتطهر بعد التشهد عند أبي حنيفة رحمه الله رحمة التيمم الماء و
تزاحم الناس صفة بعمل يسيرا فإن بعمل يسير لأنه لو عمل عملا
كثيرا بطلت صلاته ومقتدي مدة مسبوقة وتقدم الأقل سورة ونيل الصاري
ثوبا وقدرة الموقى على الأركان وتذكر فائتة إلى صاحب الترتيب وتقديم
القارئ ميتا وطلوع فجر ذكاري الفجر ودخول وقت العصر في الجمعة وزوال
عذر بعد سعي وشقوط الجبيرة عن يده

ترجمہ۔ ۔۔۔

الخلاف في هذه المسائل الا ثنى عشرة بين ابي حنيفة وصاحبيه مبني على ان
خروج بصنعه فرض عنده لا عندهما وكذا قهقهة (ام) وحدثه عمدا

صلوة المسبوق لا يبطل بعد التشهد صلوة مسبوق لوقوعه خلال صلوته
لكلامه وخروجه من السجدة اى ان تكلم الامام بعد التشهد لا يبطل
صلوة المسبوق لان الكلام كالسلام منه للصلوة اما محظور عن القراءة

فاستخلف صح عند ابي حنيفة خلافا لهما

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وهذا اذا لم يقرأ قدر ما يجوز به الصلوٰة اما اذا قرأ تفسد صلوته لان الاستخلاف عمل كثير فيجوز حال الضرورة كتقديمه مسبوقا اى كتقديم الامام مسبوقا سواء احدث الامام او حصر فانه ليس له ان يقدم مدركا لانه مكبوق ومعنى ذلك ان قدم مسبوقا يصح فيتم صلوٰة الامام ولا يقدم مدركا يسلم بهم وحين انهما يفرغان فى الاول الاعند فراغه لا القوم اى حين انتهى المسبوق صلوٰة الامام لوجوده منه منافى الصلوٰة كالقهقهة والكلام والخروج من المسجد تفسد صلوته وصلوٰة الامام الاول لانه وجد فى خلال صلاتهما الاعند فراغ الامام الاول بان توضأ وادرك خليفته بحيث لم يفته شئ واتم صلوته خلف خليفته ولا تفسد صلوٰة القوم لانه قد تمت صلاتهم.

ترجمہ:۔ اور یہ جواز استخلاف اس وقت ہے کہ جب مقتدی نے بقدر ما یجوز بہ الصلوٰۃ قرأت نہ پڑھی ہو لیکن اگر اس مقدار قرأت نے پڑھی ہو پھر کسی کو خلیفہ بنایا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی کیونکہ استخلاف عمل کثیر ہے اس صورت کی وجہ سے جائز ہو گا جب کہ مسبوق کو خلیفہ بنانا جائز ہے جو امام ہو مسبوق کیا ہو یا قرأت میں پیچھے رہ گیا ہو لیکن مسافر ہو یا مدرک کو خلیفہ بنانا جائز نہیں ہے مسبوق کو اس کے برخلاف مسبوق کو خلیفہ بنانا جائز ہے یعنی اگر مسبوق نے مدرک کو خلیفہ بنا لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور مدرک کو مقدم کرنے کا حال یہ ہے کہ جب امام اور مقتدی وقت مسبوق امام کی نماز پوری ہو گئی تو امام اور مقتدی نماز سے فارغ ہو گئے اور مدرک کو مقدم کرنے کا حال یہ ہے کہ جب امام اول کی نماز پوری ہو گئی تو امام اول فارغ ہو گیا اور مدرک کو خلیفہ بنا لیا اور مدرک نے امام اول کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد نماز شروع کر دی اور امام اول کی نماز پوری کرنے کو آگیا اور مدرک کو خلیفہ بنانا جائز ہے جب کہ مدرک کو خلیفہ بنانے سے پہلے قہقہہ اور کلام اور خروج من المسجد نہ پایا گیا ہو اگر ان میں سے کوئی پایا گیا ہو تو مدرک کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اول کی نماز فاسد نہ ہو گی اور قوم کی نماز نہ فاسد ہو گی نہ منافی پایا جائے گا ان دونوں کی نماز کے درمیان یا اگر مدرک وقت مسبوق امام اول کی نماز پوری کرنے کو آگیا تو مدرک کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اول کی نماز پوری ہو گئی اور قوم کی نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ ان کی نماز اس طرح کی نماز کا کوئی حصہ نہ تھا۔

حل اللغات:۔ رفع سے مراد منع ہے اس لئے کہ امام صلوٰۃ کی طرح نماز کو مکمل کرنے والا اور پوری کرنے والا ہے اور یہ مکمل کرنے والا ہونا اس پر لفظ خلیفہ جس کو تمام نے بیان کیا ہے دلالت کرتا ہے اور یہ لفظ اس کے لئے بولا جاتا ہے جو کسی کی جگہ کھڑا ہو کر اس کے عمل کو مکمل کر

من رکع او سجد فاحدث او ذکر سجدۃ فسجدھا یعید ما احدث فیہ ان بنی حتماً وما ذکرھا فیہ ندباً الا من احدث فی رکوعہ او سجودہ و توضأ وبنی فلا بد لہ ان یعید الرکوع والسجود الذی احدث فیہ وان تذکر فی رکوعہ او سجودہ انہ ترک سجدۃ فی الرکعۃ الاولیٰ فقضاھا لا یجب علیہ اعادۃ الرکوع والسجود الذی تذکر فیہ لکن ان اعاد یکون مندوباً وان أمّ واحد فاحدث فالرجل امام بلا نیۃ ان کان والا فیل تبطل صلاتہ.

ترجمہ:۔ جس نے رکوع کیا یا سجدہ کیا اور اس کیلئے حدث ہو گیا یا اس نے ایک سجدہ بھلا دیا تو اس کو چاہیے کہ اس رکوع یا سجدہ کو پھر ادا کرے اور جو حدث ہوا اس کو دور کرے اور اس نماز پر بنا کرے (یعنی وضو کرے) اور جو سجدہ بھلا دیا تھا اس کو ادا کرے یہ حکم فرض ہونے کا ہے اور جو رکوع یا سجدہ بھلا دیا تھا اس کو ادا کرنا مستحب ہے مگر جس نے رکوع یا سجدہ میں حدث کیا اور وضو کرکے بنا کرنا چاہی تو ضرور ہے کہ اس رکوع یا سجدہ کو پھر ادا کرے اور جس نے رکوع یا سجدہ میں یاد کیا کہ اس نے پہلی رکعت میں ایک سجدہ ترک کیا ہے تو اس کو قضا کرے اس پر رکوع یا سجدہ کا اعادہ واجب نہیں ہے اگر اعادہ کرے تو مستحب ہے اور اگر کسی نے ایک صفدی کی نماز کی اس حدث کیا اور اگر حدث کرنے والا مقتدی ہو تو مقتدی علیحدہ ہو جائے اور اپنی نیت سے ادا کرے اور اگر مقتدی کی مرد ہو تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

حل لغات:۔ قولہ فاحدث۔ حدث کے معنی لغت میں ہر نئی چیز کے ہیں اور شرع میں ایک امر خفی کا نام ہے جو وضو کو یا غسل کو یا تیمم کو مستلزم ہو۔ قولہ ذکر سجدۃ۔ یعنی نماز میں یا نماز کے بعد۔ قولہ فسجدھا۔ یعنی اس سجدہ کو ادا کرے۔ قولہ یعید ما احدث فیہ۔ یعنی رکوع یا سجدہ کو پھر ادا کرے۔ قولہ ان بنی حتماً۔ یعنی اگر کسی کو حدث ہوا تو اس کو نماز توڑ کر وضو کرنا فرض ہے اور اگر نماز توڑ کر وضو نہ کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ قولہ وما ذکرھا فیہ ندباً۔ یعنی اگر نماز میں یاد آیا کہ فلاں سجدہ بھلا دیا تھا تو نماز توڑ کر اس کو ادا کرنا مستحب ہے اور اگر نماز توڑ کر اس کو ادا نہ کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ قولہ الا من احدث فی رکوعہ او سجودہ۔ یعنی اگر رکوع یا سجدہ میں حدث ہو گیا اور وضو کرکے بنا کرنا چاہی تو ضرور ہے کہ اس رکوع یا سجدہ کو پھر ادا کرے۔ قولہ فلا بد لہ ان یعید الرکوع والسجود الذی احدث فیہ۔ یعنی اگر رکوع یا سجدہ میں حدث ہو گیا اور وضو کرکے بنا کرنا چاہی تو ضرور ہے کہ اس رکوع یا سجدہ کو پھر ادا کرے۔ قولہ وان تذکر فی رکوعہ او سجودہ انہ ترک سجدۃ فی الرکعۃ الاولیٰ فقضاھا۔ یعنی اگر رکوع یا سجدہ میں یاد آیا کہ اس نے پہلی رکعت میں ایک سجدہ ترک کیا ہے تو اس کو قضا کرے۔ قولہ لا یجب علیہ اعادۃ الرکوع والسجود الذی تذکر فیہ۔ یعنی اس رکوع یا سجدہ کا اعادہ واجب نہیں ہے کہ وہ اس رکوع یا سجدہ کے بعد ہے۔ قولہ لکن ان اعاد یکون مندوباً۔ یعنی اگر اعادہ کرے تو مستحب ہے اور اگر نہ کرے تو بھی درست ہے۔ قولہ وان أمّ واحد فاحدث فالرجل امام بلا نیۃ ان کان والا فیل تبطل صلاتہ۔ یعنی اگر کسی نے ایک صفدی کی نماز کی اس حدث کیا اور اگر حدث کرنے والا مقتدی ہو تو مقتدی علیحدہ ہو جائے اور اپنی نیت سے ادا کرے اور اگر مقتدی کی مرد ہو تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

حل لغات:۔ قولہ فاحدث۔ حدث کے معنی لغت میں ہر نئی چیز کے ہیں اور شرع میں ایک امر خفی کا نام ہے جو وضو کو یا غسل کو یا تیمم کو مستلزم ہو۔ قولہ ذکر سجدۃ۔ یعنی نماز میں یا نماز کے بعد۔ قولہ فسجدھا۔ یعنی اس سجدہ کو ادا کرے۔ قولہ یعید ما احدث فیہ۔ یعنی رکوع یا سجدہ کو پھر ادا کرے۔ قولہ ان بنی حتماً۔ یعنی اگر کسی کو حدث ہوا تو اس کو نماز توڑ کر وضو کرنا فرض ہے اور اگر نماز توڑ کر وضو نہ کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ قولہ وما ذکرھا فیہ ندباً۔ یعنی اگر نماز میں یاد آیا کہ فلاں سجدہ بھلا دیا تھا تو نماز توڑ کر اس کو ادا کرنا مستحب ہے اور اگر نماز توڑ کر اس کو ادا نہ کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ قولہ الا من احدث فی رکوعہ او سجودہ۔ یعنی اگر رکوع یا سجدہ میں حدث ہو گیا اور وضو کرکے بنا کرنا چاہی تو ضرور ہے کہ اس رکوع یا سجدہ کو پھر ادا کرے۔ قولہ فلا بد لہ ان یعید الرکوع والسجود الذی احدث فیہ۔ یعنی اگر رکوع یا سجدہ میں حدث ہو گیا اور وضو کرکے بنا کرنا چاہی تو ضرور ہے کہ اس رکوع یا سجدہ کو پھر ادا کرے۔ قولہ وان تذکر فی رکوعہ او سجودہ انہ ترک سجدۃ فی الرکعۃ الاولیٰ فقضاھا۔ یعنی اگر رکوع یا سجدہ میں یاد آیا کہ اس نے پہلی رکعت میں ایک سجدہ ترک کیا ہے تو اس کو قضا کرے۔ قولہ لا یجب علیہ اعادۃ الرکوع والسجود الذی تذکر فیہ۔ یعنی اس رکوع یا سجدہ کا اعادہ واجب نہیں ہے کہ وہ اس رکوع یا سجدہ کے بعد ہے۔ قولہ لکن ان اعاد یکون مندوباً۔ یعنی اگر اعادہ کرے تو مستحب ہے اور اگر نہ کرے تو بھی درست ہے۔ قولہ وان أمّ واحد فاحدث فالرجل امام بلا نیۃ ان کان والا فیل تبطل صلاتہ۔ یعنی اگر کسی نے ایک صفدی کی نماز کی اس حدث کیا اور اگر حدث کرنے والا مقتدی ہو تو مقتدی علیحدہ ہو جائے اور اپنی نیت سے ادا کرے اور اگر مقتدی کی مرد ہو تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

ای ان اقتدی واحد فاحدث الامام فان کان المؤتم رجلا یصیر اماما من غیر
ان ینوی الامامۃ امامتہ لان النیۃ للتعیین وھھنا ھو متعین وان کان
امرأۃ او صبیا قبل تفسد صلوٰۃ الامام لان المرأۃ او الصبی صار
اماما لہ لتعینہ وقیل لا تفسد لانہ لم یوجد منہ الاستخلاف وفی
صورۃ الرجل انما یصیر اماما لتعینہ وصلاحیتہ وھھنا لم یصلح فلم یصر
اماما والامام امام کما کان لکن المقتدی بقی بلا امام فتفسد صلاتہ

ترجمہ: یعنی اگر کسی ایک شخص نے امام کی اقتدا کی تھی اور امام نے حدث کیا تو اگر مقتدی مرد ہو تو وہ امام بن جائے گا بغیر اس کے کہ امامت کی نیت کرے کیونکہ نیت تعیین کے لئے ہوتی ہے اور یہاں وہ متعین ہے اور اگر مقتدی عورت یا بچہ ہو تو امام کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ وہ عورت یا بچہ امام کے لئے متعین ہو گئے اور بعض نے کہا کہ فاسد نہیں ہوگی کیونکہ امام کی طرف سے استخلاف نہیں پایا گیا اور مرد کی صورت میں وہ امام اس لئے بنا کہ اس کی صلاحیت اور تعیین موجود تھی یہاں وہ صلاحیت نہیں پائی گئی اور امام امام ہی رہے گا جیسا کہ پہلے تھا لیکن مقتدی امام کے بغیر رہ گیا پس اس کی نماز فاسد ہو جائے گی

حل الکلمات: ۔ بقیہ ۔ گذشتہ اگر ۔ مؤتم ۔ اقتدا کرنے والا ۔ حدث ۔ نماز توڑنے والا کام ۔ استخلاف ۔ کسی کو اپنا خلیفہ بنانا ۔ صلاحیت ۔ اہلیت ۔ تعیین ۔ کسی کو متعین کرنا ۔

تشریح: ۔ اگر امام نماز کے دوران حدث کر بیٹھے یا نماز توڑ دے تو اگر مقتدی عورت یا بچہ ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر مقتدی مرد ہو تو وہ امام بن جائے گا اور نماز پوری کرے گا ۔

فائدہ: ۔ اگر امام نے حدث کیا یا نماز توڑ دی تو مقتدی کا امام بننا اجماعی ہے ۔

فائدہ: ۔ اگر امام نے قہقہہ لگایا تو مقتدی کا امام بننا اجماعی نہیں ہے ۔

فائدہ: ۔ اگر مقتدی عورت یا بچہ ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ امام نے ان کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا ۔

فائدہ: ۔ اگر مقتدی مرد ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ امام نے اس کو اپنا خلیفہ بنایا ہے ۔

فائدہ: ۔ اگر مقتدی مرد ہو تو امام بننے کے لئے نیت شرط نہیں ہے ۔

باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها

يفسدها الكلام ولو سهوا او في نوم او سلام ناسيا فقد بالعمد لا بالسلام سهوا اعتبر مفسدا لانه من الاذكار فلا فرق بين العمد بجعل ذكرا وفي العمد كلاما او لا وقد يقيد الرد بالعمد ويعتبر بما انه انما ضيق لانه مفسد عمدا كان او سهوا ان رد السلام ليس من الاذكار بل هو كلام يخاطب به والكلام مفسد عمدا كان او سهوا

ترجمہ ۔۔۔ [illegible] نماز کو فاسد کرتا ہے اور اگر بھول کر یا سو کر یا سلام میں بھول کر بولے تو بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ البتہ سلام میں بھول کر بولنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ کیونکہ سلام اذکار میں سے ہے اور اذکار میں بھول کر بولنا اور جان بوجھ کر بولنا برابر ہے۔ اور بعض نے جان بوجھ کر بولنے کی صورت میں اس حکم کو مقید کیا ہے۔ [illegible] اور بعض نے جان بوجھ کر بولنے کی قید لگائی ہے اور کہا ہے کہ نماز میں بولنا اس لئے منع کیا گیا ہے کہ یہ کلام ہے اور سلام کا جواب دینا اذکار میں سے نہیں ہے بلکہ یہ تو مخاطب کو جواب دینا ہے اور کلام نماز کو فاسد کرتا ہے خواہ بھول کر ہو یا جان بوجھ کر۔

قال الشيخ [illegible] ہمارے [illegible] اور اس کی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے

والتأنيس وتأوه والتأسيف وشكا بصبره من وجع لو صيبه وشكاية بلا
علة وشفيت عاطس وجواب عطسة سويد بالسين جاز وسار بالحمدلة
وعيب بالسعلة والهيئة وقضه على غير امامه.

ولو قرأ الامام مقدار ما يجزيه في الصلوة وانتقل الى اية اخرى فقد تفسد صلوة القائم والمقتدي لا صلوة الامام ايضا وبعضهم قالوا تفسد صلوة المقتدي ان يتوهم ان يتوهم على ذلك

وقد ثبت في مصنف ابن ماجه وغيره وكل جنس من كل من كلوا

الطعم وتعم فدان آدم على تفضيل وغوه لنا كلوا واشربوا وكل

عمل كثير بخلاف مشاغل التفسير العمل الكثير فقيل هو ما يتم

فيه

وقیل اما یعلم ناظر وان عامله غیر مصلٍ وعامة الشائخ علی هذا وقیل
ما یستکثره المصلی قلیل الامام السرخسی هذا اقرب الی مذهب ابی
حنیفة فان دابه التفویض الی رأی المبتلی به من صلی رکعة ثم شرع
صلی کملا ان شرع فی اخری والا اتم الاولی ای صلی رکعة من صلوٰة
ثم شرع ای نوی وحد التحریمة من غیر رفع الیدین فان شرع فی صلوٰة
اخری یتم هذه الاخری ولا یعتسب منها الرکعة التی صلاها وان شرع
فی الصلوٰة الاولی فالرکعة التی صلاها محسوبة لیتم الاولی ولا یفسدها
بکلام من ذکر اجنة او انثی والعمل القلیل وهو ضد الکثیر علی
اختلاف الاقوال ومرور احد ویأثم ان مرئی مسجد او علی الارض بلغها

ترجمہ:۔ اور جس پر کثرت ظاہر ہو اسے کثیر کہیں گے اور جس پر کثرت ظاہر نہ ہو اسے قلیل کہیں گے اور بعض نے کہا کہ اس کا دارومدار نمازی کے حال پر ہے اگر وہ جانتا ہے کہ دیکھنے والا نماز میں ہے تو کثیر ہے ورنہ قلیل اور اکثر مشائخ کا اسی پر فتویٰ ہے اور بعض نے کہا کہ جو نمازی کو کثیر معلوم ہو وہ کثیر ہے اور جو قلیل معلوم ہو وہ قلیل ہے امام سرخسی کہتے ہیں کہ یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے قریب تر ہے اور اس میں ظاہر الروایۃ کا خلاصہ ہے اور اس کا دارومدار مبتلیٰ بہ کی رائے پر ہے جس نے ایک رکعت نماز پڑھی پھر دوسری نماز شروع کی تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی اور اگر دوسری نماز شروع نہ کی تو پہلی نماز پوری ہو جائے گی یعنی ایک رکعت پڑھ کر دوسری نماز کی نیت کر لی اور تحریمہ کہہ لیا اور رفع یدین نہ کیا تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی اور اگر دوسری نماز شروع کر دی تو یہ نماز اس دوسری نماز میں شامل ہو جائے گی اور پہلی نماز پوری ہو جائے گی اور اگر پہلی نماز شروع کر دی تو یہ رکعت جو پڑھی ہے پہلی نماز میں محسوب ہو گی تاکہ پہلی نماز پوری ہو جائے اور اس رکعت کے ساتھ نماز فاسد نہ ہوگی کسی کلام سے جس کا ذکر ہو چکا یا عورت یا بچہ کے گزرنے سے اور عمل قلیل سے اور عمل قلیل عمل کثیر کی ضد ہے اور اس میں اقوال مختلف ہیں اور گزرنے والے پر گناہ ہوگا اگر مسجد میں یا زمین پر گزرے جہاں تک اس کی نظر پڑتی ہے

حل اللغات:۔ (قولہ) اما یعلم ناظر الخ یعنی یہ کثرت تب ہے کہ دیکھنے والا نماز میں ہو اور اگر دیکھنے والا نماز میں نہ ہو تو اس کے نزدیک کثرت نہیں ہے (قولہ) ما یستکثره المصلی الخ یعنی جس کو نمازی کثیر سمجھے وہ کثیر ہے اور جس کو قلیل سمجھے وہ قلیل ہے

(حاشیہ مصنف) (قولہ) وقیل اما یعلم الخ یعنی اس صورت میں کہ نمازی کو معلوم ہو کہ دیکھنے والا نماز میں ہے اور اگر نمازی کو معلوم ہو کہ دیکھنے والا نماز میں نہیں ہے تو کثیر نہیں ہے اور اگر نمازی کو معلوم نہ ہو کہ دیکھنے والا نماز میں ہے یا نہیں ہے تو اس صورت میں بھی کثیر نہیں ہے (قولہ) وعامة الشائخ الخ یعنی اکثر مشائخ کا اسی پر فتویٰ ہے (قولہ) وقیل ما یستکثره الخ یعنی بعض نے کہا کہ جو نمازی کو کثیر معلوم ہو وہ کثیر ہے اور جو قلیل معلوم ہو وہ قلیل ہے (قولہ) قال الامام السرخسی الخ یعنی امام سرخسی کہتے ہیں کہ یہ قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے قریب تر ہے اور اس میں ظاہر الروایۃ کا خلاصہ ہے (قولہ) فان دابه التفویض الخ یعنی اس میں ظاہر الروایۃ کا خلاصہ ہے اور اس کا دارومدار مبتلیٰ بہ کی رائے پر ہے (قولہ) من صلی رکعة الخ یعنی جس نے ایک رکعت نماز پڑھی (قولہ) ثم شرع الخ یعنی پھر دوسری نماز شروع کر دی (قولہ) صلی کملا الخ یعنی اس کی نماز پوری ہو جائے گی (قولہ) ان شرع فی اخری الخ یعنی اگر دوسری نماز شروع کر دی (قولہ) والا اتم الاولی الخ یعنی اگر دوسری نماز شروع نہ کی تو پہلی نماز پوری ہو جائے گی (قولہ) ای صلی رکعة الخ یعنی ایک رکعت پڑھ کر دوسری نماز کی نیت کر لی (قولہ) من صلوٰة ثم شرع الخ یعنی پھر دوسری نماز شروع کر دی (قولہ) ای نوی الخ یعنی نیت کر لی (قولہ) وحد التحریمة الخ یعنی تحریمہ کہہ لیا (قولہ) من غیر رفع الیدین الخ یعنی رفع یدین نہ کیا (قولہ) فان شرع فی صلوٰة اخری الخ یعنی اگر دوسری نماز شروع کر دی (قولہ) یتم هذه الاخری الخ یعنی تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی (قولہ) ولا یعتسب منها الرکعة الخ یعنی اور یہ رکعت جو پڑھی ہے پہلی نماز میں محسوب ہو گی (قولہ) وان شرع فی الصلوٰة الاولی الخ یعنی اگر پہلی نماز شروع کر دی (قولہ) فالرکعة التی صلاها محسوبة الخ یعنی تو یہ رکعت جو پڑھی ہے پہلی نماز میں محسوب ہو گی تاکہ پہلی نماز پوری ہو جائے (قولہ) لیتم الاولی الخ یعنی تاکہ پہلی نماز پوری ہو جائے (قولہ) ولا یفسدها الخ یعنی اور اس رکعت کے ساتھ نماز فاسد نہ ہوگی (قولہ) بکلام من ذکر الخ یعنی کسی کلام سے جس کا ذکر ہو چکا (قولہ) انثی الخ یعنی عورت یا بچہ کے گزرنے سے (قولہ) والعمل القلیل الخ یعنی اور عمل قلیل سے (قولہ) وهو ضد الکثیر الخ یعنی اور عمل قلیل عمل کثیر کی ضد ہے (قولہ) علی اختلاف الاقوال الخ یعنی اور اس میں اقوال مختلف ہیں (قولہ) ومرور احد الخ یعنی اور گزرنے والے پر گناہ ہوگا (قولہ) ان مرئی مسجد الخ یعنی اگر مسجد میں گزرے جہاں تک اس کی نظر پڑتی ہے

المسجد من الالفاظ التی جاءت علی المفعل بالکسر ویجوز فیہا الفتح علی القیاس فالفقہاء اذا قالوا بالفتح اراد موضع السجود وان قالوا بالکسر اراد المعنی المشہور فانہم لم یجیدوا الکسر وہو خلاف القیاس الا فی المعنی المشہور فی المعنی الاول استمروا علی القیاس والمراد من المسجد ہہنا موضع السجود فان المراد موضع السجود یوجب الاثم وفی تفسیر موضع السجود تفصیل فاعلم ان الصلوٰۃ ان کانت فی المسجد الصغیر فالمرور امام المصلی حیث کان یوجب الاثم۔

ترجمہ: ... اور فقہاء جب مسجد کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ان کی مراد موضع سجود ہوتی ہے اور اگر مسجد کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ان کی مراد معنی مشہور ہوتی ہے، اور یہ لفظ میں زیر کے ساتھ ہے اور یہ قیاس کے خلاف ہے، اور معنی مشہور کے علاوہ دوسرے معنی میں قیاس کے موافق ہے، اور مسجد سے یہاں موضع سجود مراد ہے، پس موضع سجود میں گزرنا گناہ کا موجب ہے، اور موضع سجود کی تفسیر میں تفصیل ہے تو جان لو کہ اگر نماز مسجد صغیر میں ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنا گناہ کا موجب ہے۔

حل لغات: ... مسجد: یہ کلمہ ظرف مکان بھی ہے اور مصدر میمی بھی، یہاں مصدر میمی مراد ہے۔ مفعل: یہ کلمہ ظرف مکان بھی ہے اور مصدر میمی بھی، یہاں ظرف مکان مراد ہے۔ الفاظ: لفظ کی جمع ہے، بمعنی کلمہ۔ جاءت: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، بمعنی آئے ہیں۔ علی المفعل: یہ کلمہ مفعل کے وزن پر آیا ہے۔ بالکسر: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ ویجوز فیہا الفتح: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ بھی آتا ہے۔ علی القیاس: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ فالفقہاء: یہ کلمہ فقیہ کی جمع ہے، بمعنی فقہاء۔ اذا قالوا: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی جب بولتے ہیں۔ بالفتح: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ اراد: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، بمعنی مراد ہوتی ہے۔ موضع السجود: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ وان قالوا: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی اور اگر بولتے ہیں۔ بالکسر: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ اراد: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، بمعنی مراد ہوتی ہے۔ المعنی المشہور: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ فانہم: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی پس وہ۔ لم یجیدوا: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی نہیں کرتے۔ الکسر: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ وہو خلاف القیاس: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ الا فی المعنی المشہور: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ فی المعنی الاول: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ استمروا: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی استمرار کرتے ہیں۔ علی القیاس: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ والمراد: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ من المسجد: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ ہہنا: یہ کلمہ ظرف مکان ہے، بمعنی یہاں۔ موضع السجود: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ فان المرور: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ موضع السجود: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ یوجب الاثم: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ وفی تفسیر موضع السجود: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ تفصیل: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ فاعلم: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، بمعنی جان لو۔ ان الصلوٰۃ: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ ان کانت: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، بمعنی اگر ہو۔ فی المسجد الصغیر: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ فالمرور: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ امام المصلی: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ حیث کان: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، بمعنی جہاں ہو۔ یوجب الاثم: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔

ترجمہ: ... اور اگر نماز مسجد کبیر میں ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنا گناہ کا موجب نہیں ہے، اور موضع سجود کی تفسیر میں تفصیل ہے تو جان لو کہ اگر نماز مسجد صغیر میں ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنا گناہ کا موجب ہے، اور اگر نماز مسجد کبیر میں ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنا گناہ کا موجب نہیں ہے، اور موضع سجود کی تفسیر میں تفصیل ہے تو جان لو کہ اگر نماز مسجد صغیر میں ہو تو نمازی کے سامنے سے گزرنا گناہ کا موجب ہے۔

حل لغات: ... مسجد: یہ کلمہ ظرف مکان بھی ہے اور مصدر میمی بھی، یہاں مصدر میمی مراد ہے۔ مفعل: یہ کلمہ ظرف مکان بھی ہے اور مصدر میمی بھی، یہاں ظرف مکان مراد ہے۔ الفاظ: لفظ کی جمع ہے، بمعنی کلمہ۔ جاءت: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، بمعنی آئے ہیں۔ علی المفعل: یہ کلمہ مفعل کے وزن پر آیا ہے۔ بالکسر: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ ویجوز فیہا الفتح: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ بھی آتا ہے۔ علی القیاس: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ فالفقہاء: یہ کلمہ فقیہ کی جمع ہے، بمعنی فقہاء۔ اذا قالوا: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی جب بولتے ہیں۔ بالفتح: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ اراد: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، بمعنی مراد ہوتی ہے۔ موضع السجود: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ وان قالوا: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی اور اگر بولتے ہیں۔ بالکسر: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ اراد: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، بمعنی مراد ہوتی ہے۔ المعنی المشہور: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ فانہم: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی پس وہ۔ لم یجیدوا: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی نہیں کرتے۔ الکسر: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ وہو خلاف القیاس: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ الا فی المعنی المشہور: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زیر کے ساتھ ہے۔ فی المعنی الاول: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ استمروا: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے، بمعنی استمرار کرتے ہیں۔ علی القیاس: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ والمراد: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ من المسجد: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ ہہنا: یہ کلمہ ظرف مکان ہے، بمعنی یہاں۔ موضع السجود: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ فان المرور: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ موضع السجود: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ یوجب الاثم: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ وفی تفسیر موضع السجود: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ تفصیل: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ فاعلم: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، بمعنی جان لو۔ ان الصلوٰۃ: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ ان کانت: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، بمعنی اگر ہو۔ فی المسجد الصغیر: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ فالمرور: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ امام المصلی: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ حیث کان: یہ کلمہ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے، بمعنی جہاں ہو۔ یوجب الاثم: یہ کلمہ مفعل کے عین کلمہ کے زبر کے ساتھ ہے۔

لان المسجد الصغیر مکان واحد فموضع المصلی حیث کان فی حکم موضع سجودہ وان کانت فی المسجد الکبیر او فی الصحراء فعند بعض المشائخ ان مرّ فی موضع السجود یأثم والا فلا وعند البعض الموضع الذی یقع علیہ النظر اذا کان المصلی ناظرا فی موضع سجودہ لہ حکم موضع السجود فیأثم بالمرور فی ذلک الموضع ذکرت ھذا فان کان المصلی علی دکان و بمرّ الآخر امامہ تحت ذلک الدکان فلا شک انہ لم یمرّ فی موضع سجودہ حقیقۃ فلا یأثم علی الروایۃ الاولی واما علی الثانیۃ فالصحیح انہ ان مرّ فی موضع النظر اذا نظر فی موضع السجود یأثم ان حاذی بعض اعضاء المار بعض اعضاء المصلی یأثم والا فلا۔

ترجمہ: مسجد کبیر کی صورت میں مسجد ایک مکان ہے تو مصلی کے سامنے جہاں بھی ہو گا مسجد کے موضع سجود کے حکم میں ہے اور اگر نماز پڑھی مسجد صغیر میں ہے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے سجدہ کی جگہ سے گزرے تو گناہگار ہوگا ورنہ نہیں اور بعض نے کہا کہ جس جگہ پر نمازی کی نظر پڑتی ہے وہ بھی سجدہ کی جگہ کے حکم میں ہے اس کے سامنے سے گزرنے والا گناہگار ہوگا میں نے یہ بات ذکر کی ہے اگر نمازی چھت پر ہو اور گزرنے والا اس کے امام کے نیچے سے گزرے تو بلاشبہ وہ نمازی کے سجدہ کی جگہ سے نہیں گزرا پس پہلی روایت کے مطابق گناہگار نہیں ہوگا اور دوسری روایت کے مطابق گناہگار ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ اگر نظر کی جگہ سے گزرا اور نمازی کے کسی عضو کے مقابل سے گزرا تو گناہگار ہوگا ورنہ نہیں۔

قولہ: فی المسجد الصغیر مکان واحد فموضع المصلی حیث کان فی حکم موضع سجودہ: یعنی مسجد صغیر میں چونکہ ہر جگہ نماز پڑھنا درست ہے اس لئے ہر جگہ سجدہ کی جگہ کے حکم میں ہے اور مسجد کبیر میں چونکہ ہر جگہ نماز پڑھنا درست نہیں اس لئے ہر جگہ سجدہ کی جگہ کے حکم میں نہیں ہے۔

قولہ: وان کانت فی المسجد الکبیر او فی الصحراء فعند بعض المشائخ ان مرّ فی موضع السجود یأثم والا فلا: یعنی اگر مسجد کبیر یا صحراء میں نماز پڑھی تو بعض مشائخ کے نزدیک نمازی کے سجدہ کی جگہ سے گزرنے والا گناہگار ہوگا ورنہ نہیں۔

قولہ: وعند البعض الموضع الذی یقع علیہ النظر اذا کان المصلی ناظرا فی موضع سجودہ لہ حکم موضع السجود: یعنی بعض مشائخ کے نزدیک نمازی کی نظر جس جگہ پر پڑتی ہے وہ بھی سجدہ کی جگہ کے حکم میں ہے اس کے سامنے سے گزرنے والا گناہگار ہوگا میں نے یہ بات ذکر کی ہے اگر نمازی چھت پر ہو اور گزرنے والا اس کے امام کے نیچے سے گزرے تو بلاشبہ وہ نمازی کے سجدہ کی جگہ سے نہیں گزرا پس پہلی روایت کے مطابق گناہگار نہیں ہوگا اور دوسری روایت کے مطابق گناہگار ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ اگر نظر کی جگہ سے گزرا اور نمازی کے کسی عضو کے مقابل سے گزرا تو گناہگار ہوگا ورنہ نہیں۔

قولہ: فیأثم بالمرور فی ذلک الموضع ذکرت ھذا: یعنی اگر نمازی چھت پر ہو اور گزرنے والا اس کے امام کے نیچے سے گزرے تو بلاشبہ وہ نمازی کے سجدہ کی جگہ سے نہیں گزرا پس پہلی روایت کے مطابق گناہگار نہیں ہوگا اور دوسری روایت کے مطابق گناہگار ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ اگر نظر کی جگہ سے گزرا اور نمازی کے کسی عضو کے مقابل سے گزرا تو گناہگار ہوگا ورنہ نہیں۔

قولہ: فان کان المصلی علی دکان و بمرّ الآخر امامہ تحت ذلک الدکان فلا شک انہ لم یمرّ فی موضع سجودہ حقیقۃ فلا یأثم علی الروایۃ الاولی واما علی الثانیۃ فالصحیح انہ ان مرّ فی موضع النظر اذا نظر فی موضع السجود یأثم ان حاذی بعض اعضاء المار بعض اعضاء المصلی یأثم والا فلا۔

قولہ: وان کانت فی المسجد الکبیر او فی الصحراء فعند بعض المشائخ ان مرّ فی موضع السجود یأثم والا فلا: یعنی اگر مسجد کبیر یا صحراء میں نماز پڑھی تو بعض مشائخ کے نزدیک نمازی کے سجدہ کی جگہ سے گزرنے والا گناہگار ہوگا ورنہ نہیں۔

قولہ: وعند البعض الموضع الذی یقع علیہ النظر اذا کان المصلی ناظرا فی موضع سجودہ لہ حکم موضع السجود: یعنی بعض مشائخ کے نزدیک نمازی کی نظر جس جگہ پر پڑتی ہے وہ بھی سجدہ کی جگہ کے حکم میں ہے اس کے سامنے سے گزرنے والا گناہگار ہوگا میں نے یہ بات ذکر کی ہے اگر نمازی چھت پر ہو اور گزرنے والا اس کے امام کے نیچے سے گزرے تو بلاشبہ وہ نمازی کے سجدہ کی جگہ سے نہیں گزرا پس پہلی روایت کے مطابق گناہگار نہیں ہوگا اور دوسری روایت کے مطابق گناہگار ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ اگر نظر کی جگہ سے گزرا اور نمازی کے کسی عضو کے مقابل سے گزرا تو گناہگار ہوگا ورنہ نہیں۔

فلهذا قال وحاذى الاعضاء الاعضاء لو كان على وكان احدهما مرتدا فانه

ويعرز امامه في الصحراء سترة بقدر ذراع وغلظ اصبع يقربه على احد

حاجبيه ولا يوقفه ولا يخطه ويدراً بالتسبيح او الاشارة لا بهما ان عداه

سترة او مر بينه وبينها وكفى سترة الامام وجاز تركها عند عدم

الضرورة الطريق وكره مشى المار في الغرب هو ان يمر صلة من غير ان

حل اللغات

ترجمہ: اور جب حاذی کیا اعضاء نے اعضاء کو اگر کان علی وکان احدھما مرتدا تو فانہ

اور آگے رکھے سامنے اپنے نماز میں صحرا میں سترہ بقدر ذراع کے اور موٹائی انگلی کی قریب کرے اس کو ایک بھوں کے

اور نہ لکیر کھینچے اور نہ خط کھینچے اور دفع کرے ساتھ تسبیح کے یا اشارہ کے ساتھ دونوں کے نہ ساتھ ان دونوں کے اگر

سترہ ہو یا گزرے کوئی درمیان اس کے اور سترہ کے اور کافی ہے سترہ امام کا اور جائز ہے ترک کرنا سترہ کا وقت

ضرورت کے مثلاً راستہ میں اور مکروہ ہے چلنا گزرنے والے کا مغرب میں مراد مغرب سے یہ ہے کہ گزرے کوئی

درمیان اس کے اور سترہ کے

حل اللغات

ترجمہ: اور جب حاذی کیا اعضاء نے اعضاء کو اگر کان علی وکان احدھما مرتدا تو فانہ

اور آگے رکھے سامنے اپنے نماز میں صحرا میں سترہ بقدر ذراع کے اور موٹائی انگلی کی قریب کرے اس کو ایک بھوں کے

اور نہ لکیر کھینچے اور نہ خط کھینچے اور دفع کرے ساتھ تسبیح کے یا اشارہ کے ساتھ دونوں کے نہ ساتھ ان دونوں کے اگر

سترہ ہو یا گزرے کوئی درمیان اس کے اور سترہ کے اور کافی ہے سترہ امام کا اور جائز ہے ترک کرنا سترہ کا وقت

ضرورت کے مثلاً راستہ میں اور مکروہ ہے چلنا گزرنے والے کا مغرب میں مراد مغرب سے یہ ہے کہ گزرے کوئی

درمیان اس کے اور سترہ کے

وقيل هو ان يلتفت على رأسه وبرضيه على منكبيه اليمنى هذا في الطيلسان
اما في القباء ونحوه فهو ان يلتفت عن كتفيه من غير ان يدخل يديه في
كميه ويضم طرفيه وكفه وهو ان يضم اطرافه اتقاء التراب ونحوه عنه
به ويجعله وعقص شعره في المغرب هو جمع الشعر على الرأس وقيل لبه
وادخال اطرافه في اصوله

ترجمہ: ۔۔۔ اس کے بعد آپ نے کپڑے پہننے کی کیفیت بیان فرمائی اور فرمایا کہ کپڑا اس طرح پہنا جائے کہ بائیں کندھے پر ڈالا ہوا کپڑا داہنے کندھے پر ڈالا جائے۔ اور یہ طریقہ طیلسان میں ہوتا ہے لیکن قبا وغیرہ میں یہ ہے کہ کپڑا دونوں کندھوں پر اس طرح ڈالے کہ آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔ اور کپڑے کے دونوں کنارے ملا لے تاکہ گرد وغیرہ سے محفوظ رہے۔ اور عقص کے معنی یہ ہیں کہ سر کے بال جمع کر کے سر پر لپیٹ لے۔ بعض نے کہا کہ عقص کے معنی بالوں کو جڑ میں داخل کرنے کے ہیں۔

حل اللغات: ۔۔۔ طیلسان کالی چادر جو عرب کے علماء اوڑھتے تھے۔ قباء لمبا کرتہ جس کے دونوں طرف چاک ہوتے ہیں۔ کمیہ آستین۔ طرفیہ دونوں کنارے۔ کفہ ہتھیلی۔ عقص بالوں کو لپیٹنا۔ مغرب ایک لغت کی کتاب کا نام ہے۔

حل الکلمات: ۔۔۔ قیل ھو ان یلقیہ الخ: ۔۔۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ طیلسان کے علاوہ دوسرے کپڑوں میں یہ طریقہ مسنون نہیں ہے۔ لیکن ہدایہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقہ ہر کپڑے میں مسنون ہے۔ اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور ہدایہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ طیلسان میں یہ طریقہ مسنون ہے اور قبا وغیرہ میں مستحب ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہدایہ کی عبارت میں واو بمعنی او ہو۔ اور مطلب یہ ہو کہ طیلسان یا قبا وغیرہ میں یہ طریقہ مسنون ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ واو اپنے معنی پر ہو اور مطلب یہ ہو کہ طیلسان میں یہ طریقہ مسنون ہے اور قبا وغیرہ میں مستحب

وكرتبه صابعه حوال يغيرها ويشدها حتى تصوت وتلتصاته وهوان
ينظر ثمة ويسرة مع ان سنقه واما النظر لموخر بنه ملاك العنق فلا
يكره وقلب الكف ليسجد الامر وبعضهم اى وضع اليد على الناصرة
ومقعدته اى تمدد واتكاءه وهو القعود على اليتيه ناصبا كبتيه.

ترجمہ: اور کہنی کو پہلو سے جدا رکھے اور انگلیوں کو نہ پھیلائے اور نہ ملائے بلکہ ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دے اور نہ ان کو سکیڑے یہاں تک کہ وہ سکڑ جائیں اور ان کے جوڑ مل جائیں اور دیکھے سجدہ کی جگہ پر اور بعض نے کہا کہ سجدہ کی جگہ کو دیکھے اور نظر کو اس سے نہ پھیرے اور نہ اس کو بند کرے اور ہتھیلی کا پیٹ زمین کی طرف رکھے اور بعض نے کہا کہ ہتھیلی کا پیٹ سجدہ کی جگہ کی طرف رکھے اور بعض نے کہا کہ ہتھیلی کا پیٹ قبلہ کی طرف رکھے تاکہ سجدہ کرنے کا حکم بجا لائے اور بعض نے کہا کہ ہتھیلی کا پیٹ گھٹنے پر رکھے اور مقعدہ یعنی تمدد اور اتکاء اور وہ قعود ہے سرین پر بیٹھنا کھڑی پنڈلیوں پر۔

قولہ وضع الید الخ۔ اس کی تائید ابوداؤد کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب سجدہ کرے تو ہاتھ رکھے جہاں اس کا منہ ہے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ہاتھ کو کندھوں کے برابر رکھے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ہاتھ کو کندھوں کے برابر رکھے۔

قولہ ومقعدته الخ۔ اس کی تائید ابوداؤد کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب سجدہ کرے تو ہاتھ رکھے جہاں اس کا منہ ہے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ہاتھ کو کندھوں کے برابر رکھے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ہاتھ کو کندھوں کے برابر رکھے۔

فالکرسی ذراعیہ وتربعہ بلا عذر وقیام الامام فی قعود المسجد ای فی المحراب بان یکون المحراب کبیرا فیقوم فیہ وحدہ او کان ارفع قدرا ای یقوم الامام علی الارض والقوم علی الدکان لو بالعکس وبقیام خلف صف وجد فیہ فرجۃ وصورۃ ای صورۃ حیوان امامہ وبحذائہ ای علی احد جنبیہ او فی السقف او معلقۃ فان کانت ظلتہ او تحت قدمیہ لا یکرہ۔

ترجمہ۔ ۔۔۔ اور چار زانو بیٹھنا اس میں دو دو ساتھ ہیں۔ اور ٹیک لگانا۔ اور تربع کرنا بغیر عذر کے اور امام کا قیام کرنا قعود مسجد کے وقت یعنی محراب میں بشرطیکہ محراب اتنا بڑا ہو کہ امام اس میں کھڑا ہو سکے اور مقتدی باہر کھڑے ہوں اور امام کا قیام کرنا قعود مقتدی کے وقت اس طرح پر کہ امام زمین پر کھڑا ہو اور مقتدی دکان پر یا اس کے برعکس اور قیام کرنا صف کے پیچھے جبکہ اس میں فرجہ پائے اور صورت حیوان کی امام کے سامنے یا اس کے پہلو میں یا چھت میں یا معلق ہو اگر وہ صورت سایہ کرتی ہو یا قدموں کے نیچے ہو تو مکروہ نہیں۔

حل لغات۔ ۔۔۔ اقعاء کے معنی ہیں سرین کو زمین پر رکھنا اور پنڈلیوں کو کھڑا کرنا۔ اور اس کو اقعاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مستوفز کی طرح اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھتا ہے۔ اور اس کو اقعاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مستوفز کی طرح اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھتا ہے۔ اور اس کو اقعاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مستوفز کی طرح اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھتا ہے۔

تشریح و توجیہ۔ ۔۔۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس عبارت میں چند مکروہات کا بیان کیا ہے۔ ان میں سے پہلا مکروہ اقعاء ہے۔ اقعاء کی تعریف یہ ہے کہ سرین کو زمین پر رکھ کر پنڈلیوں کو کھڑا کرے۔ اور اس کو اقعاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مستوفز کی طرح اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھتا ہے۔ اور اس کو اقعاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں مستوفز کی طرح اپنے سرین کو اپنی ایڑیوں پر رکھتا ہے۔

دوسرا مکروہ تربع ہے۔ تربع کی تعریف یہ ہے کہ دائیں پاؤں کو بائیں ران کے نیچے اور بائیں پاؤں کو دائیں ران کے نیچے رکھ کر بیٹھے۔ اور اس کو تربع اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں چار ارکان ہوتے ہیں۔ اور اس کو تربع اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں چار ارکان ہوتے ہیں۔ اور اس کو تربع اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں چار ارکان ہوتے ہیں۔

تیسرا مکروہ امام کا قیام کرنا قعود مسجد کے وقت ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ امام محراب میں کھڑا ہو اور مقتدی باہر کھڑے ہوں۔ دوسری یہ کہ امام زمین پر کھڑا ہو اور مقتدی دکان پر یا اس کے برعکس۔ اور اس کو قیام اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں امام کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور اس کو قیام اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں امام کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور اس کو قیام اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں امام کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی بیٹھے ہوتے ہیں۔

چوتھا مکروہ قیام خلف صف ہے جبکہ صف میں فرجہ پائے۔ اور اس کو قیام خلف صف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں امام کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور اس کو قیام خلف صف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں امام کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی بیٹھے ہوتے ہیں۔ اور اس کو قیام خلف صف اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں امام کھڑا ہوتا ہے اور مقتدی بیٹھے ہوتے ہیں۔

پانچواں مکروہ صورت حیوان کا امام کے سامنے یا اس کے پہلو میں یا چھت میں یا معلق ہونا ہے۔ اگر وہ صورت سایہ کرتی ہو یا قدموں کے نیچے ہو تو مکروہ نہیں۔ اور اس کو صورت حیوان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حیوان کی صورت ہوتی ہے۔ اور اس کو صورت حیوان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حیوان کی صورت ہوتی ہے۔ اور اس کو صورت حیوان اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حیوان کی صورت ہوتی ہے۔

(باقی آئندہ)

ولحم الاسد وشحمه فيها ولبس ثوب فيه صورة والوطء والبول والتغوط فوق المسجد وعلى بابه لا نقشه بالجص والساج وماء الذهب وقيامه فيه ساجداً في ثيابه وصلوته الى ظهر قاعد يتحدث الا اذا رفع صوته بالحديث لانه ربما يصير ذلك سبب القطع الصلوٰة.

ترجمہ: اور نماز میں بات کرنا اگرچہ بھول کر ہو اور اگر اپنے آپ کو سجدہ کرنے والوں میں پائے اور جواب دینا سلام کا اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ سلام کرنے والا اس کا باپ ہے یا بیٹا ہے اور چھینک کا جواب دینا اگر الحمد للہ کہے اور جمائی کا روکنا اگر ممکن ہو اور رونا اگر آخرت کے ڈر سے ہو اور آہ کرنا اگر اس سے دو حرف پیدا ہوں اور کراہنا اگر اس سے دو حرف پیدا ہوں اور اف کرنا اگر اس سے دو حرف پیدا ہوں اور ہنسنا اگر قہقہہ ہو اور کھانا اور پینا اگرچہ بھولا ہو اور کھانا اور پینا اگر روزہ نہ ہو اور کھانا اور پینا اگر روزہ ہو اور کھانا اور پینا اگر روزہ ہو اور کھانا اور پینا اگر روز

وعلی مما فی صورۃ لا یجد علیہا وصورۃ صغیرۃ لا تبدو للناظر و تمثال غیر حیوان وحیوان یؤکل رأسہ وقتل حیۃ او عقرب فیہا او البول فوق بیت فیہ مسجد ای مکان اعد للصلوٰۃ وجعل لہ محراب وانما قلنا ھذا لانہ لم یجعل لہ حکم المسجد۔

ترجمہ:۔ اور اس پر کسی صورت والی چیز پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جس کا سر نہ ہو اور چھوٹی صورت پر کہ دیکھنے والے کو ظاہر نہ ہو اور جانور کی تصویر کا مثل جس کا سر کاٹ دیا گیا ہو اور بچھو یا سانپ کا مارنا اور اس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا جس میں مسجد ہو یعنی مکان جو نماز کے لئے تیار کیا گیا ہو اور اس میں محراب بنا ہوا ہو اور ہم نے یہ اس لئے کہا کہ اس کو مسجد کا حکم نہیں ہے۔

حل اللغات:۔

حل المسائل:۔

ترجمہ:۔ اور اس پر کسی صورت والی چیز پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جس کا سر نہ ہو اور چھوٹی صورت پر کہ دیکھنے والے کو ظاہر نہ ہو اور جانور کی تصویر کا مثل جس کا سر کاٹ دیا گیا ہو اور بچھو یا سانپ کا مارنا اور اس گھر کی چھت پر پیشاب کرنا جس میں مسجد ہو یعنی مکان جو نماز کے لئے تیار کیا گیا ہو اور اس میں محراب بنا ہوا ہو اور ہم نے یہ اس لئے کہا کہ اس کو مسجد کا حکم نہیں ہے۔

حل اللغات:۔

حل المسائل:۔

باب الوتر والنوافل

الوتر ثلث ركعات وجبت هذا عندنا وعند مالك سنة وعند الشافعي هو سنة بسلام اي بسلام واحد خلافا للشافعي ويقنت قبل ركوع الثالثة خلافا للشافعي فان القنوت عنده بعد الركوع ويكبر رافعا يديه ثم يقنت فيه ايضا خلافا للشافعي فان فاتت الوتر عنده في النصف الاخير من رمضان فقط دون غيره خلافا للشافعي في الفجر.

ترجمہ: وتر تین رکعت ہیں یہ ہمارے نزدیک واجب ہیں امام مالک کے نزدیک سنت ہیں اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہیں مگر ایک سلام سے یعنی ایک سلام اور ایک قعدہ کے ساتھ خلاف ہے امام شافعی کا اور وتر میں قنوت پڑھے تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے خلاف ہے امام شافعی کا اس میں کہ قنوت رکوع کے بعد ہے اور قنوت میں تکبیر کہے دونوں ہاتھ اٹھا کر پھر قنوت پڑھے خلاف ہے امام شافعی کا اس میں کہ قنوت نہیں پڑھتا وتر میں مگر نصف آخر میں رمضان کے پس اگر قنوت وتر کی رہ جائے اس کے نزدیک نصف آخر رمضان کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے اور خلاف ہے امام شافعی کا اس میں کہ قنوت پڑھتا ہے نماز فجر میں۔

حل اللغات: باب الوتر والنوافل: اس باب میں وتر اور نوافل کے احکام بیان ہوں گے۔ وتر: مفرد ہے جو متعدد کا اکائی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اور نوافل جمع ہے نافلہ کی جو کہ زائد ہے۔ واجب: سنت۔ اگر یہ لفظ باب نوافل میں داخل ہو تو اس باب میں نوافل سے علاوہ دیگر واجب کو شامل نہیں ہوگا۔

ثلث: تین۔ وجبت: دلائل ظنیہ سے ثابت ہے۔ عند مالک: امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ وتر پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ وتر سنت ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ فرق یہ کیا ہے کہ واجب اور سنت میں؟ فرق یہ کیا ہے کہ واجب کا ثبوت دلیل ظنی سے ہوتا ہے اور سنت کا ثبوت دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ اور ظنی دلیل کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وتر پڑھا کرو اے اہل قرآن کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ اور قطعی دلیل کی مثال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وتر حق ہے پس جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ بسلام واحد: اس سے معلوم ہوا کہ ایک سلام سے دو رکعت پڑھنا جائز نہیں ہے۔ خلافا للشافعی: امام شافعی کی دلیل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔ ہماری دلیل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وتر ایک رکعت ہے جو آخر میں پڑھی جائے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور ہماری دلیل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وتر تین رکعت ہیں۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور ہماری دلیل یہ حدیث

ويقرأ في كل ركعة بفاتحة وسورة ويبدأ بالسورة بعد الفاتحة

الوتر الا القنوت في الفجر بل يسكت ان قرأ الامام قنوت الوتر بعد الركوع يتبعه المقتدي وان فاتت الامام في الفجر لا يتبعه المقتدي بل يسكت وان فاتته يسكت قائما وسن قبل الفجر وبعد الظهر والمغرب والعشاء ركعتان وقبل الظهر والجمعة وبعدها اربع بتسليمة واوجب ابو حنيفة الاربع قبل العصر والعشاء وبعدها

اصل الحديث۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے کبھی کبھی آیت سنا دیتے تھے اور پہلی رکعت کو لمبا کرتے تھے دوسری رکعت سے اور عصر کی نماز بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

شرح الحدیث۔ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کا طویل کرنا اس لئے تھا کہ ظہر کا وقت گرمی کا وقت ہوتا ہے اس وقت لوگ کاموں سے فارغ ہو کر آرام کرتے ہیں اس لئے اس وقت لمبی قرأت سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور عصر کی نماز میں چونکہ لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اس لئے اس میں لمبی قرأت سے لوگوں کو تکلیف نہیں ہوتی۔

اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانے کا حکم ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا واجب ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانا ضروری ہے اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ ملانے کا حکم

وكره مزيد النفل على اربع بتسليمة نهارا وعلى ثمان ليلا وكره

افضل في المكتوبين وفرض القراءة في ركعتي الفرض كل من توجه واشتغل

ولزم اتمام نفل شرع فيه فضد الخروج عن الشروع فيما اذا فات

انه لم يصل فرض الظهر فشرع فيه فتذكر انه قد صلاه صار ما شرع

فيه نفلا يجب اتمامه حتى لو نقضه لا يجب القضاء وضد الظهر

والجمعة وقضى ركعتان لو نقض في اسفه الاولى والثانية

فاعلم ان الاصل عند ابی حنیفۃ ان ترک القراءۃ فی رکعۃ الشفع الاول یمنع التحریمۃ حتی لا یصح بناء الشفع الثانی علی الشفع الاول وترکیعۃ ونصف رکعۃ لا یفسد الاداء فیصح بناء الشفع الثانی وعند محمد الترک فی رکعۃ واحدۃ یبطل التحریمۃ ایضا حتی لا یصح بناء الشفع الثانی وعند ابی یوسف لا یبطل التحریمۃ اصلا بل یوجب فساد الاداء فقط فیصح بناء الشفع الثانی سواء ترک القراءۃ فی رکعۃ من الشفع الاول او فی رکعتیہ اذا عرفت ھذا فاعلم۔

ترجمہ ۔۔۔ پس جان لو کہ اصل ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ ترک قرأت پہلی رکعت شفع اول میں تحریمہ کو منع کرتا ہے حتی کہ صحیح نہیں ہوتا بناء شفع ثانی پر شفع اول کا اور ترک کیا ایک رکعت اور نصف رکعت کا نہیں فاسد کرتا ادا کو پس صحیح ہوتا ہے بناء شفع ثانی کی اور نزدیک محمد کے ترک قرأت ایک رکعت میں باطل کرتا ہے تحریمہ کو بھی حتی کہ صحیح نہیں ہوتا بناء شفع ثانی کی اور نزدیک ابو یوسف کے باطل نہیں کرتا تحریمہ کو اصلا بلکہ واجب کرتا ہے فساد ادا کو فقط پس صحیح ہوتا ہے بناء شفع ثانی کی خواہ ترک کیا قرأت کو ایک رکعت میں شفع اول کی یا دو رکعتوں میں جب تو جان لیا تو نے یہ مسئلہ پس جان لو۔

قولہ ۔۔۔ حاصل یہ کہ ترک قرأت کا حکم مختلف ہے رکعتوں کے اعتبار سے ایک رکعت کے ترک کرنے سے تحریمہ باقی نہیں رہتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے اور دو رکعت کے ترک سے تحریمہ باقی رہتا ہے اور نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور ایک رکعت اور نصف رکعت کے ترک سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے اور تحریمہ باقی رہتا ہے۔ منہ

قولہ ۔۔۔ اور نزدیک محمد کے ترک قرأت ایک رکعت میں باطل کرتا ہے تحریمہ کو بھی حتی کہ صحیح نہیں ہوتا بناء شفع ثانی کی اور نزدیک ابو یوسف کے باطل نہیں کرتا تحریمہ کو اصلا بلکہ واجب کرتا ہے فساد ادا کو فقط پس صحیح ہوتا ہے بناء شفع ثانی کی خواہ ترک کیا قرأت کو ایک رکعت میں شفع اول کی یا دو رکعتوں میں جب تو جان لیا تو نے یہ مسئلہ پس جان لو۔ منہ

فين الشافعي فانه لا ترك القراءة اما مقتضى على شفع واحد وهذا فاربع صور وهي ما قال في المتن او الاول والثاني او احدى الثاني او احدى الاول وفي هذه الاربع تقضاء الركعتين بالاجماع۔

ترجمہ:۔ کہ جب کسی آدمی نے وتر کی تین رکعتوں میں ایک شفع پر مقتدی کی چار صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار کی ہو جیسا کہ متن میں ہے کہ اس نے پہلے شفع میں یا تو پہلی رکعت چھوڑ دی ہو یا پہلے کی ایک رکعت میں یا پہلے کی ایک رکعت میں (قرأت ترک کی) تو ان چار صورتوں میں سے ہر صورت میں ایک رکعت کی قضا کرے گا۔

حل اللغات:۔ لان صلہ ہے ماقبل سے یا ہو صلہ ہے کہ (۱۱) اور ہر صلہ کا جواب ہوتا ہے کہ شفع واحد میں قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل ہو جاتا ہے تو ایک رکعت پھر کیسے کامل نہیں ہوگی جو تحریمہ قائم رہے گا۔ اور ایک رکعت میں قرأت فرض ہونے کی دلیل سے سیدنا الفاظ ہوں گے وہو۔ اما کا حکم دیا ہے بلکہ تحریمہ کا ہوں فیہ الفاظ ہوں گے اور ایک رکعت میں قرأت چھوڑنے سے تحریمہ باطل نہیں ہوتا اس لئے کہ اس میں ہر شفع مستقل ہے اور ایک رکعت میں قرأت چھوڑنے سے تحریمہ کا باطل ہو جانا ایک مستقل شفع میں ہر دوسرے شفع میں تحریمہ باقی ہوں گے فضا جب ہونے کا حکم دیا ہے اور اس (۱۲) کو قولہ تعالیٰ (۱۳) کے ساتھ ملا کر یہ ثابت کیا ہے کہ ایک رکعت کی قضا کرے گا۔ اور اس کا ثبوت ان مسائل کی صورت میں نفی ہے جن میں تمام صلوٰۃ فاسد ہو جاتی ہے اور ان کی قضا کرنی پڑتی ہے۔ فقہ جامع الرموز کے ہیں ملاحظہ ہو اس میں قرأت فاتحہ کی ترک کی ہے کہ اس کی قضا کرے۔

ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق

مفتی بہ قول کے مطابق چار رکعتیں قضا کرے۔

ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق

امام زفرؒ کے قول کے مطابق چار رکعتیں قضا کرے۔ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے مطابق چار رکعتیں قضا کرے۔

ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق

بالاتفاق پہلی دو رکعتیں قضا کرے۔

ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق
ق	ق	ق	ق

بالاتفاق آخری دو رکعتیں قضا کرے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ملا تو ان اصل مسائل کا ہے۔ صورتیں ہے اس مسئلہ کی صورتوں میں بارہ سب ہیں پڑھے وتر سے چھوڑ دے (۱) پہلے شفع میں چھوڑ دے (۲) دوسرے شفع میں چھوڑ دے (۳) پہلے شفع کی رکعت میں چھوڑ دے (۴) دوسری رکعت میں چھوڑ دے (۵) تیسری رکعت میں چھوڑ دے (۶) پہلے شفع کی دونوں رکعت میں چھوڑ دے (۷) پہلے شفع کی دوسری رکعت میں چھوڑ دے (۸) دوسرے شفع کی دونوں رکعت میں چھوڑ دے (۹) دوسرے شفع کی پہلی رکعت میں چھوڑ دے (۱۰) دوسرے شفع کی دوسری رکعت میں چھوڑ دے (۱۱) پہلی دوسری رکعت میں چھوڑ دے (۱۲) دوسری تیسری رکعت میں چھوڑ دے۔ یہ کل صورتیں ہیں۔ مصنف نے پہلی صورت چھوڑ دی اس لئے کہ اس کے پڑھنے میں جو دقت ہے (پہلی صورت میں فساد کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر سات صورتیں آ جاتی ہیں داخل ہیں) پر کہ ان سب کو ایک ہی حکم ہے اب صرف سات صورتوں کو ذکر فرمائیں گے۔

مگر فرماتے ہیں جامع صغیر کی اصل ہے مقتدی ہے کہ ہر شفع ایک امام، فانہ ہے اس میں ترک قرأت کی وجہ سے ایک یا دو رکعت شفع کی قضا لازم ہوتی کوئی میں قرأت ترک کی گئی ہے چنانچہ اگر امام نے شفع اول میں قرأت ترک کی تو دوسرے شفع کو بھی فاسد کرے گا۔ (ابن آدم)

واما غير مقتصر بل هو موجود فی الشفعين وهذا ايضا فی اربع مسائل لانه اما ان يكون الترك فی كل الاول مع كل الثانی وهو ما قال فی المتن كما لو ترك قراءة شفعيه او مع بعض الثانی وهو ما قال فی المتن او الاول مع احدی الثانی وفی هاتين المسألتين قضاء الركعتين عند ابی حنيفة ومحمد رحمهما الله تبطلان التحريمة عندهما فلا يصح الشروع فی الشفع الثانی فعليه قضاء الشفع الاول فقط وعند ابی يوسف رحمه الله قضاء الاربع لانه صح الشروع فی الشفع الثانی وقد افسد الشفعين بترك القراءة فيقضی اربعا۔

ترجمہ:۔ یہ ایک مقتضی پر مبنی ہے لیکن ترک قرأت دونوں شفع میں اس صورت میں پایا جائے گا جب کہ شفع اول کی کل رکعت میں ترک قرأت ہو یا شفع ثانی کی کل رکعت میں ترک قرأت کے ساتھ ہو، یہ صورت ہے جس کے متعلق متن میں فرمایا کہ اگر ترک قرأت شفعیہ یا شفع ثانی کی بعض رکعت میں ترک قرأت کے ساتھ ہو، یہ صورت ہے جس کے متعلق متن میں فرمایا کہ اگر ترک قرأت شفع اول کی بعض رکعت یا شفع ثانی کی کسی ایک رکعت کے ساتھ ہو، ان دونوں مسئلوں میں فرمایا کہ ترک قرأت کی وجہ سے دونوں رکعتوں کی قضا لازم ہے، امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں قرأت کے ترک کی وجہ سے تحریمہ باطل ہو گیا، لہٰذا شفع ثانی کا شروع صحیح نہ ہوا، چنانچہ شفع اول کی قضا لازم ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ شفع ثانی کا شروع صحیح ہو گیا، لہٰذا قرأت کے ترک کی وجہ سے دونوں شفع فاسد ہو گئے، لہٰذا چار رکعتوں کی قضا کرنا ہوگا۔

عن الاشکالات۔ (وقد مر الخ) یہ ماتن کی عبارت پر اعتراض ہے، اعتراض یہ ہے کہ ماتن نے یہ کہا ہے کہ قرأت حنفیہ کے نزدیک واجب ہے اگر ترک قرأت کی وجہ سے شفع اول کی کل رکعت میں ترک قرأت پایا جائے تو شفع اول کی کل رکعت کے ساتھ شفع ثانی کی بعض رکعت میں ترک قرأت پایا جائے تو دونوں شفع صحیح ہو جائیں گے، اور اگر شفع اول کی کل رکعت میں ترک قرأت پایا جائے تو شفع اول کی بعض رکعت میں ترک قرأت پایا جائے تو شفع اول صحیح ہو جائے گا، اور شفع ثانی فاسد ہو جائے گا، اور اگر شفع اول کی بعض رکعت میں ترک قرأت پایا جائے تو شفع ثانی کی بعض رکعت میں ترک قرأت پایا جائے تو دونوں شفع فاسد ہو جائیں گے، حالانکہ یہ تمام صورتیں ترک قرأت کی ہیں، لہٰذا ماتن کا یہ کہنا کہ ترک قرأت کی وجہ سے دونوں شفع فاسد ہو جائیں گے، صحیح نہیں ہے۔

وجہ تطبیق:۔ یہ ہے کہ ماتن نے جو یہ کہا ہے کہ ترک قرأت کی وجہ سے دونوں شفع فاسد ہو جائیں گے، اس سے ماتن کی مراد یہ ہے کہ ترک قرأت کی وجہ سے دونوں شفع فاسد ہو جائیں گے، اس صورت میں جب کہ شفع اول کی کل رکعت میں ترک قرأت پایا جائے، اور شفع ثانی کی بعض رکعت میں ترک قرأت پایا جائے، اور اس صورت میں جب کہ شفع اول کی بعض رکعت میں ترک قرأت پایا جائے، اور شفع ثانی کی بعض رکعت میں ترک قرأت پایا جائے، اور اس صورت میں جب کہ شفع اول کی بعض رکعت میں ترک قرأت پایا جائے، اور شفع ثانی کی کل رکعت میں ترک قرأت پایا جائے، اور اس صورت میں جب کہ شفع اول کی کل رکعت میں ترک قرأت پایا جائے، اور شفع ثانی کی کل رکعت میں ترک قرأت پایا جائے، اور ان تمام صورتوں میں ترک قرأت کی وجہ سے دونوں شفع فاسد ہو جائیں گے، اور ان تمام صورتوں میں ترک قرأت کی وجہ سے دونوں شفع فاسد ہو جانے کی بنا پر دونوں شفع کی قضا لازم ہے۔

علی قول ابی حنیفۃ الخ:۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مطلقاً یہ کہ شفع کی کسی بھی رکعت میں قرأت نہیں پائی گئی تو تحریمہ باطل ہو جائے گا، اور شفع ثانی کا شروع صحیح نہ ہوا، جس کی وجہ سے شفع ثانی بھی فاسد ہو گیا، لہٰذا دونوں شفع کی قضا لازم ہوگی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چونکہ تحریمہ باطل نہیں ہوا تھا اس لیے شفع ثانی کی بنا صحیح ہوئی، لہٰذا شفع ثانی فاسد ہو جانے کی وجہ سے دونوں رکعتوں کی قضا لازم ہوگی۔

وامّا ان یکون ترک فی رکعۃ من الشفع الاول مع رکعۃ منہ وھما ما قال فی المتن واربع لو ترک فی احدی کل شفع او فی الثانی واحدی الاول وانما یقضی الاربع عند ابی حنیفۃؒ وابی یوسفؒ لبقاء التحریمۃ عندھما اما عند ابی حنیفۃ فلانہ ترک القراءۃ فی رکعۃ من شفع الاول والتحریمۃ لا تبطل بہ واما عند ابی یوسفؒ فلان التحریمۃ لا تبطل بالترک اصلا وقد افسد الشفعین بترک القراءۃ فیقضی اربعا وعند محمدؒ فی جمیع الصور لیس الا قضاء الرکعتین فظہر ما قال فی المختصر فیقضی اربعا عند ابی حنیفۃ فیما ترک فی احدی الاول مع الثانی او بعضہ.

ترجمہ:۔ اور (شفع) دو کی ایک رکعت میں ترک ہو تو شفع ثانی کی مثل رکعت میں ترک قرءت کے ساتھ یہ شفع ثانی کی ایک رکعت میں ترک قرءت کے ساتھ ہو یہ دونوں صورتیں ہیں جن کو مصنف نے متن میں ذکر کیا اور اگر چار رکعتوں میں ترک کی ہو کل شفع اول (یعنی ۱۲) یا شفع ثانی (یعنی ۱۳) یا ایک رکعت اول شفع اور ایک رکعت ثانی شفع میں تو ان سب صورتوں میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک قضا واجب ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ اور یہ اختلاف اس وقت ہے جب کہ ان رکعتوں کو ترک قرءت سے فاسد کیا ہو اور اگر ان رکعتوں کو ترک سجدہ سے فاسد کیا ہو تو بالاتفاق قضا واجب نہیں ہے۔

توضیح:۔ اور (شفع) دو کی ایک رکعت میں ترک ہو تو شفع ثانی کی مثل رکعت میں ترک قرءت کے ساتھ یہ شفع ثانی کی ایک رکعت میں ترک قرءت کے ساتھ ہو یہ دونوں صورتیں ہیں جن کو مصنف نے متن میں ذکر کیا اور اگر چار رکعتوں میں ترک کی ہو کل شفع اول (یعنی ۱۲) یا شفع ثانی (یعنی ۱۳) یا ایک رکعت اول شفع اور ایک رکعت ثانی شفع میں تو ان سب صورتوں میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک قضا واجب ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک واجب نہیں ہے۔ اور یہ اختلاف اس وقت ہے جب کہ ان رکعتوں کو ترک قرءت سے فاسد کیا ہو اور اگر ان رکعتوں کو ترک سجدہ سے فاسد کیا ہو تو بالاتفاق قضا واجب نہیں ہے۔

حل لغات:۔ قولہ وامّا ان یکون ترک الخ اس کا عطف ان یکون ترک الخ پر ہے قولہ وھما ما قال الخ یہ دونوں صورتوں کا بیان ہے۔

تشریح:۔ اور (شفع) دو کی ایک رکعت میں ترک قرءت کے ساتھ یہ شفع ثانی کی ایک رکعت میں قرءت ترک کرے یہ ایک رکعت میں ترک قرءت کے ساتھ شفع ثانی کی دو رکعتوں میں ترک قرءت ہوا۔ رکعتوں میں ترک قرءت کی صورتیں گزر چکیں اب رکعتوں میں ترک سجدہ کی صورتوں کو بیان کرتے ہیں چونکہ ایک رکعت میں دو سجدے ہیں لہٰذا ایک رکعت میں ترک سجدہ کی صورتیں چھ ہوئیں۔ ان میں سے دو صورتوں میں شفع اول کی دو رکعتیں فاسد ہو جائیں گی اور چار صورتوں میں ایک رکعت فاسد ہوگی۔ دو شفعوں میں سے ایک شفع کی دو رکعتوں کی قضا واجب ہے اور ایک رکعت کی قضا واجب نہیں ہے۔

قولہ وعند ابی حنیفہؒ الخ یہ تفصیل کی دوسری بار تکرار ہے۔ یہ ضمیر میں امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ تینوں حضرات کی طرف راجع ہے۔ اور مصنف نے اس کو اس لئے ذکر کیا تاکہ شفع ثانی کی ایک رکعت میں ترک قرءت والی روایت کا بھی بیان ہو جائے۔ [illegible] رکعتوں کی قضا [illegible] ہوگی۔ [illegible] اور [illegible] کے نزدیک [illegible] اور [illegible] کے نزدیک واجب نہیں کیا۔ [illegible]

تشریح:۔ شفع ثانی کی ایک رکعت میں ترک قرءت کے ساتھ یہ شفع ثانی کی ایک رکعت میں قرءت ترک کرے یہ ایک رکعت میں ترک قرءت کے ساتھ شفع ثانی کی دو رکعتوں میں ترک قرءت ہوا۔ رکعتوں میں ترک قرءت کی صورتیں گزر چکیں اب رکعتوں میں ترک سجدہ کی صورتوں کو بیان کرتے ہیں چونکہ ایک رکعت میں دو سجدے ہیں لہٰذا ایک رکعت میں ترک سجدہ کی صورتیں چھ ہوئیں۔ ان میں سے دو صورتوں میں شفع اول کی دو رکعتیں فاسد ہو جائیں گی اور چار صورتوں میں ایک رکعت فاسد ہوگی۔ دو شفعوں میں سے ایک شفع کی دو رکعتوں کی قضا واجب ہے اور ایک رکعت کی قضا واجب نہیں ہے۔

ای فی رکعة من الشفع الاول مع قراءة الثانی او رکعة منه وعند ابی یوسف
الفاتحة فقط
فی اربع مسائل یوجد الترک فی الشفعین وفی الباقی رکعتین وهو ست مسائل
فقط
عند ابی حنیفة واربع عند ابی یوسف وعند محمد رکعتین فی الکل
بالاجماع
ولا قضاء لو تشهد اولا ثم نقض ای نوی اربع رکعات من النفل وقعد علی
بالاجماع
رکعتین بقدر التشهد ثم نقض لا قضاء علیه لانه لم یشرع فی
الشفع الثانی فلم یجب علیه وشرع ظاهرا انه علیه هذه المسألة وان
فرضیت مما سبق وهو قوله ولزم اتمام نفل شرع فیه قصدا فهی مما

ترجمہ:- ان صورتوں میں سے جن میں شفع اول کی ایک رکعت میں ترک واجب ہوتا ہے ساتھ شفع ثانی کی کسی ایک رکعت میں قرأت کرے۔ اور لاہور ورسٹی کے نزدیک چار مسائل ہیں جن میں دونوں شفعوں میں کوئی بھی قرأت نہیں پایا جاتا ہے (جن میں چار رکعت قضا کرے) باقی میں دو رکعتیں۔ اور وہ (باقی) سات مسائل ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک چھ ہیں جن میں امام ابو یوسف کے نزدیک چار مسائل ہیں اور امام محمد کے نزدیک سب میں دو رکعتیں (قضا) لازم ہیں۔ اور اگر کسی نے (نفل) نماز کی نیت کی اور دو رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا پھر نماز توڑ دی تو اس پر قضا واجب نہیں ہے یعنی اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی اور دو رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا پھر نماز توڑ دی تو اس پر قضا واجب نہیں ہے کیونکہ اس نے شفع ثانی شروع ہی نہیں کیا بنا بریں اس پر اس کی قضا نہیں ہے یہ اس طرح پر ہے کہ ظاہر اس پر واجب ہے یہ مسئلہ اگرچہ اجمال سے معلوم ہو چکا تھا اور وہ قول: "لزوم اتمام نفل شرع فیہ قصدا" تو اس موقع پر اس مسئلہ کے ساتھ بھی اس کی تصریح کر دی۔

حل اللغات:- وقیدہ بقولہ الخ شارح نے اس قید کو اس لیے بڑھایا ہے کہ اس کے بغیر یہ عبارت صحیح نہیں ہوتی کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ان چھ مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک چار رکعت قضا کرے اور ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ کے نزدیک شفع اول کی کسی رکعت میں ترک قرأت کے ساتھ شفع ثانی کی کسی ایک رکعت میں بھی ترک قرأت پایا جاتا ہے حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ شفع اول کی کسی رکعت میں ترک قرأت کے ساتھ شفع ثانی کی کسی ایک رکعت میں ترک قرأت ہو تو چار رکعت قضا کرے۔ اور ابو یوسف کے نزدیک چار صورتوں میں چار رکعت کی قضا کرے جن میں دونوں شفعوں میں ترک قرأت پایا جاتا ہے اور وہ صورتیں یہ ہیں کہ ہر شفع کی دونوں رکعتوں میں ترک قرأت ہو۔ اور امام محمد کے نزدیک کسی بھی صورت میں چار رکعت قضا نہیں ہے بلکہ ہر صورت میں دو رکعت قضا ہے خواہ شفع اول کی دونوں رکعتوں میں ترک قرأت ہو یا شفع ثانی کی دونوں رکعتوں میں ترک قرأت ہو۔

وہاں شرح میں یہ بات ضرور ذکر کرنا چاہئے تھی کہ امام شافعیؒ کے نزدیک اصل مسائل تو یہی ہیں جن میں حنفیہ کے نزدیک دو رکعتیں قضا کرے لاہور ورسٹی کے نزدیک اس کی چھ قسمیں ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک چار۔ اس تمام صورتوں کی تفصیل ہمارے سامنے ہے تو قضا کرنے والا جو شفع اول کی چھ رکعت والی نفل نماز میں دو رکعت پڑھ کر قعدہ بقدر تشہد بیٹھا اس کے بعد اس نے نماز توڑ دی تو اس پر کچھ بھی قضا لازم نہیں ہے اس لیے کہ اس نے دوسرا شفع ابھی شروع ہی نہیں کیا بعد اس کی فرض نہیں ہیں۔ البتہ اگر قعدہ سے پہلے نماز توڑ دی ہو تو کیونکہ شفع اول کی ایک رکعت باقی ہے اس لیے توڑنے کے بعد اس پر اس شفع اول کی قضا لازم ہوگی۔ اور اگر قعدہ کے بعد دوسرا شفع شروع کر کے نماز توڑی ہو تو کیونکہ وہ ایک مستقل نماز ہے۔ اور اس کے بعد شروع کی ہوئی نماز کا پورا کرنا واجب ہوگا اور توڑنا حرام ہوگا۔

کذا قالہ الشارح الخ۔ یعنی جب اس نے قعدہ کر کے نماز توڑ دی تو اس کی طرف سے ظہر کی نماز ادا ہو گئی اور اس پر کچھ قضا نہیں ہے۔ کما ذکرہ

او ہو یقعد فی وسطہ ای ذاصلی اربعا کعتی من النفل وہو یقعد فی وسطہ

کان ینبغی ان یفسد الشفع الاول وجب قضاؤہ لان کل شفع من النفل صلوٰۃ

علی حدۃ ومع ذلک لا یفسد الشفع الاول قیاسا علی الفرض ویکون قاعدا

مع قدرتہ قیامہ ابتداءً ولکن بقاءً لعذر ای ان شرع فی النفل قائما کان

یشرع فی النفل قاعدا وان شرع فی النفل قائما کان ان یقعد فیہ مع القدرۃ

علی القیام الا لعذر فاذا بحال الابتداء حال الشروع وبحال البقاء حال

وجود الذی بعد الشروع وترکنا مؤمنا فیما یتعلق بہ فی غیر المسئلۃ۔

ترجمہ: ... [illegible] کی طرح ہے [illegible] اور اس کے وسط میں بیٹھے تو اس کا یہ بیٹھنا [illegible] کے لئے [illegible]

لفاق[1] خارج مصر يقول بن عمر رأيت رسول الله عليه السلام يصلي على راحلته وهو متوجه الى خيبر يوتي ايماء[2] وانما كان هذا النفل مخالفا للقياس اقتصر على مورده فلو افتتح راكبا ثم نزل بنى وبعكسه فسدت لان في الاول ما يؤديه اكمل مما وجب عليه وفي الثاني العقد لتحريمة موجبة للوكوع والسجود فلا يجوز اداؤه بالايماء سن[3] التراويح عشرون ركعة بعد العشاء قبل الوتر وبعده وهن[4] ترويحات لكل ترويحة تسليمتان وجلسة بعدها

ترجمہ۔ (یہ حدیث) دلیل ہے اس پر کہ ابن عمر نے نافع سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے جبکہ آپ خیبر کی طرف متوجہ ہوتے تھے اشارہ سے پڑھتے تھے اور یہ نماز قیاس کے خلاف ہے تو اس کو اسی پر اقتصار کیا جائے گا جس میں نقل مشروع کیا گیا ہے پس اگر سواری پر کھڑا ہو کر نماز شروع کی پھر اتر پڑا تو جائز ہے اور اس کے برعکس میں فساد ہے اس لئے کہ پہلی صورت میں جو کچھ ادا کیا ہے وہ اس سے زیادہ کامل ہے جو اس پر واجب تھا اور دوسری صورت میں تحریمہ کا عقد رکوع اور سجدہ کو واجب کرنے والا ہے پس اشارہ سے ادا کرنا جائز نہیں ہے تراویح بیس رکعت ہیں عشاء کے بعد وتر سے پہلے اور وتر کے بعد اور وہ بیس ترویحے ہیں ہر ترویحہ کے لئے دو سلام اور ہر ترویحہ کے بعد ایک بیٹھک ہے

حل اللغات۔ (اپنی سواری پر نفل پڑھنا) کہا جاتا ہے کہ صلی علی دابتہ یعنی اس نے اپنی سواری پر نفل پڑھے ہیں (اشارہ سے) ایماء کہتے ہیں اشارہ کرنے کو اور اس کا مصدر ہے اومی یومی ایماء (اقتصار) کہتے ہیں کسی چیز پر اکتفا کرنے کو اور اس کا مصدر ہے قصر یقصر قصرا (اتر پڑا) نزل ینزل نزولا (فساد) کہتے ہیں بطلان کو اور اس کا مصدر ہے فسد یفسد فسادا (عقد) کہتے ہیں ربط کو اور اس کا مصدر ہے عقد یعقد عقدا (تحریمہ) کہتے ہیں نماز کے شروع کرنے کو اور اس کا مصدر ہے حرم یحرم تحریما (ترویحہ) کہتے ہیں ایک بار آرام کرنے کو اور اس کا مصدر ہے روح یروح ترویحا (تسلیمتان) کہتے ہیں دو سلام کو اور اس کا مصدر ہے سلم یسلم تسلیما (جلسہ) کہتے ہیں بیٹھنے کی حالت کو اور اس کا مصدر ہے جلس یجلس جلوسا

(حاشیہ) (یہ حدیث) دلیل ہے جمہور کے مذہب پر کہ نفل کو سواری پر سوار ہو کر ہر طرف چلنے سے شروع کرنا جائز ہے اور امام مالک نے کہا ہے کہ نفل کو شروع کرنا جائز نہیں ہے مگر قبلہ کی طرف منہ کر کے اور ابن حبیب نے کہا ہے کہ نفل کو شروع کرنا جائز نہیں ہے مگر قبلہ کی طرف منہ کر کے اور اس کے لئے تکبیر تحریمہ کہنا ہ

والشفع ذبح الحمعة ولا يترك الغسل يوم الجمعة ولا يترك صيام رمضان وانما كانت الوتر واجبة سنة لان واجب عليه الخلفاء الراشدون والنبي عليه السلام بين العذار في ترك المواظبة وهو مما قد ثبت عليها فصل عند الكسوف يصلي امام الجمعة بالناس كسوف كالنفل

ترجمہ: اور شفع جمعہ کی قربانی ہے اور غسل جمعہ کو نہ چھوڑے اور روزوں کو نہ چھوڑے اور وتر واجب ہیں سنت ہونے کی وجہ سے کیونکہ خلفاء راشدین نے ان پر مداومت کی ہے اور نبی علیہ السلام نے ان کے ترک پر عذاب بیان فرمایا ہے اور وتر ان نوافل میں سے ہیں جن پر آپ مداومت فرماتے تھے۔ سورج گرہن کی نماز امام جمعہ لوگوں کو پڑھائے گا اور یہ نفل کی طرح دو رکعت پڑھی جائے گی

تشریح: وتر کی تین قسمیں ہیں ایک فرض جو قرآن سنت سے ثابت ہے دوسرا واجب جو احادیث سے ثابت ہے تیسرا سنت جو ہمیشہ پڑھے گئے ہیں وتر کی نماز عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے اور وتر کی تین رکعت ہیں۔ ہمارے علماء فرماتے ہیں وتر واجب ہیں اور ان پر علیہ السلام نے عذاب بیان فرمایا ہے کسوف یعنی سورج گرہن کے وقت جمعہ کے دن جو گرہن لگے تو امام جمعہ لوگوں کو نماز پڑھائے گا جماعت کے ساتھ نفل کی طرح دو رکعت پڑھی جائے گی

[illegible] وتر واجب ہیں [illegible] ہمارے علماء فرماتے ہیں [illegible] وتر کی تین رکعت ہیں [illegible] وتر کی نماز عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے [illegible] وتر واجب

صلة ذوي القربى وتجاوز عن الإساءة والرحمة والرفق
واحد اجر وعود عدو ستعفا ويستقبل بما القبلة بالقلب
والوجه وحضور ذهني

ترجمہ

[illegible]

[illegible]

باب ادراك الفريضة

من شرع في نفل فأقيمت له ان لم يسجد للركعة الاولى اوسجد وهو غير الرباعي اوفيه وضم اليها اخرى قطع واقتدى اى من شرع في فرض منفردا فأقيمت لهذا الفرض والضمير في اقيمت يرجع الى الاقامة كما يقال ضُرِبَ فَعُوْبَ فان لم يسجد للركعة الاولى قطع واقتدى والا وان سجد وان كان في غير الرباعي فكذلك الا ان لم يقطع وصلى ركعة اخرى يتم صلاته في الثنائي و يوجد الاكثر في الثلاثي والاكثر حكم الكل فتفوته الجماعة ولانه يصير متنفلا بركعتين بعد المغرب في المغرب.

ترجمہ: جو شخص نفل پڑھنے میں مشغول ہو اور فرض پڑھنے والوں کی جماعت شروع کر دی گئی ہو اگر اس نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے یا اس کی ایک رکعت فجر یا ظہر یا عصر کی ہو یا تین رکعت کی نماز پڑھ رہا ہو یا چار رکعت کی نماز پڑھ رہا ہو اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو ان سب صورتوں میں نفل توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہے یا دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہے تو نفل توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہے تو نفل توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر چوتھی رکعت کا سجدہ کر لیا ہے تو نفل توڑ دے اور جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر چوتھی رکعت کا سجدہ نہیں ک

والقطع وان كان ابطالا للعمل وهو منهي عنه بقوله تعالى ولا تبطلوا اعمالكم فالابطال لقصد الاكمال لا يكون ابطالا وان كان في الرباعي يضم ركعة اخرى حتى تصير ركعتين نافلة ثم يقطع ويقتدي بقوله وفيه اشارة الى ما قال من قوله او فيه تقديره او سجد للركعة الاولى وهو حاصل في الرباعي وقد ضم الى الركعة الاولى ركعة اخرى فقطع واقتدى حتى لو لم يضم اليها اخرى لا يقطع بل يضم واذا ضم قطع واقتدى وان صلى ثلثا منه اى من الرباعي يتمه ثم يقتدي متنفلا لانه قد ادى الاكثر وللاكثر حكم الكل الا في العصر اى لا يقتدي وان اداه بعد ذهاب العصر مكروه.

ترجمہ: اور نفل صحیح کرے جہاں سے چاہے اگر چہ دو رکعت پڑھ کر توڑ دے اور نفل پڑھنے والا نفل کی قضا کرے جو توڑ دیا ہو مطلق پس اور اگر دو رکعت پڑھ کر توڑ دیا تو دو رکعت قضا کرے اور اگر تین رکعت پڑھ کر توڑ دیا تو دو رکعت قضا کرے اور اگر چار

وکرہ خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ بالمقیم جماعۃ اخری انفرادی
ینتظم بہ امر جماعۃ اخری بان یکون مؤذن مسجد او امامہ او من یقوم
بامر جماعۃ یتفرقون او یقلون بغیبتہ ثم عطف علی قولہ لالمقیم جماعۃ
قولہ ولمن صلی الظہر او اعتد مرۃ الا عند الاقامۃ ای لایکرہ لہ الخروج
الا عند الاقامۃ فالاستثناء متعلق بقولہ ولمن صلی الظہر والعشاء مرۃ
ولا تعلق لہ بقولہ لالمقیم جماعۃ اخری فان مقیم الجماعۃ الاخری لایکرہ

ترجمہ: ... اور مکروہ ہے نکلنا اس شخص کے لیے جس نے نماز نہیں پڑھی مسجد سے جس میں اذان دی گئی ہو ساتھ اقامت کے، اور مکروہ ہے نکلنا اس شخص کے لیے جس نے نماز پڑھی ہو مسجد سے جس میں اذان دی گئی ہو ساتھ اقامت کے، مگر اس شخص کے لیے جو انتظار کرتا ہو دوسری جماعت کا، مثلاً وہ مؤذن ہو اس مسجد کا یا امام ہو اس کا، یا وہ شخص جو کام کرتا ہو جماعت کا، مثلاً وہ ڈرتا ہو اس بات سے کہ جماعت کے لوگ متفرق ہو جائیں گے یا کم ہو جائیں گے اس کے غائب ہونے سے، پھر عطف کیا مصنف نے اپنے قول لالمقیم جماعۃ اخری پر اپنے قول ولمن صلی الظہر الخ کو، یعنی مکروہ نہیں ہے نکلنا اس شخص کے لیے جس نے ظہر یا عشاء کی نماز ایک مرتبہ پڑھ لی ہو مسجد سے مگر اقامت کے وقت تک، پس استثناء متعلق ہے اس کے قول کے ساتھ، اور متعلق نہیں ہے اس کے قول لالمقیم جماعۃ اخری کے ساتھ، کیونکہ قائم کرنے والا دوسری جماعت کا مکروہ نہیں ہے نکلنا اس کے لیے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص نے نماز پڑھ لی ہو اپنے محلہ کی مسجد میں، خواہ اس نے اکیلے پڑھی ہو یا جماعت کے ساتھ، اس کے لیے مکروہ ہے کہ وہ اس مسجد سے نکل جائے کسی دوسری مسجد میں جانے کے لیے، جب تک کہ اس مسجد میں اذان نہ دی جائے، اور اذان کے بعد بھی مکروہ ہے نکلنا اس شخص کے لیے جس نے نماز نہیں پڑھی، مگر اس شخص کے لیے جو انتظار کرتا ہو دوسری جماعت کا، مثلاً وہ مؤذن ہو اس مسجد کا یا امام ہو اس کا، یا وہ شخص جو کام کرتا ہو جماعت کا، مثلاً وہ ڈرتا ہو اس بات سے کہ جماعت کے لوگ متفرق ہو جائیں گے یا کم ہو جائیں گے اس کے غائب ہونے سے، پھر عطف کیا مصنف نے اپنے قول لالمقیم جماعۃ اخری پر اپنے قول ولمن صلی الظہر الخ کو، یعنی مکروہ نہیں ہے نکلنا اس شخص کے لیے جس نے ظہر یا عشاء کی نماز ایک مرتبہ پڑھ لی ہو مسجد سے مگر اقامت کے وقت تک، پس استثناء متعلق ہے اس کے قول کے ساتھ، اور متعلق نہیں ہے اس کے قول لالمقیم جماعۃ اخری کے ساتھ، کیونکہ قائم کرنے والا دوسری جماعت کا مکروہ نہیں ہے نکلنا اس کے لیے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص نے نماز پڑھ لی ہو اپنے محلہ کی مسجد میں، خواہ اس نے اکیلے پڑھی ہو یا جماعت کے ساتھ، اس کے لیے مکروہ ہے کہ وہ اس مسجد سے نکل جائے کسی دوسری مسجد میں جانے کے لیے، جب تک کہ اس مسجد میں اذان نہ دی جائے، اور اذان کے بعد بھی مکروہ ہے نکلنا اس شخص کے لیے جس نے نماز نہیں پڑھی، مگر اس شخص کے لیے جو انتظار کرتا ہو دوسری جماعت کا، مثلاً وہ مؤذن ہو اس مسجد کا یا امام ہو اس کا، یا وہ شخص جو کام کرتا ہو جماعت کا، مثلاً وہ ڈرتا ہو اس بات سے کہ جماعت کے لوگ متفرق ہو جائیں گے یا کم ہو جائیں گے اس کے غائب ہونے سے، پھر عطف کیا مصنف نے اپنے قول لالمقیم جماعۃ اخری پر اپنے قول ولمن صلی الظہر الخ کو، یعنی مکروہ نہیں ہے نکلنا اس شخص کے لیے جس نے ظہر یا عشاء کی نماز ایک مرتبہ پڑھ لی ہو مسجد سے مگر اقامت کے وقت تک، پس استثناء متعلق ہے اس کے قول کے ساتھ، اور متعلق نہیں ہے اس کے قول لالمقیم جماعۃ اخری کے ساتھ، کیونکہ قائم کرنے والا دوسری جماعت کا مکروہ نہیں ہے نکلنا اس کے لیے۔

وان أقيمت والخروج بين مقيم جماعة وبين من صلى الظهر والعشاء من ذوات هذا
الزيد
انما يكره له الخروج لانه ان خرج عند الاقامة يُتهم بمخالفة الجماعة ولو لم يخرج
ويصل يحرز فضيلة الموافقة وثواب النافلة فأيثار التهمة والاعواض
عن الفضيلة والثواب قبيحٌ جدًا واما مقيم الجماعة الاخرى فانه ان خرج
عند الاقامة لا يُتهم لانه يقصد الإكمال وهو الجماعة التي تتفرق فيتهمه
وان لم يخرج لا يحرز ما ذكرنا بل يختل امر الجماعة الاخرى ومن صلى الفجر
او العصر او المغرب يخرج وان قيمت

ترجمہ: ... اور تقیم (اقامت) کے درمیان جو شخص جماعت کا انتظار کر رہا ہے اور جس نے ظہر اور عشاء کی نماز پڑھ لی ہے ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اگر پہلا شخص اقامت کے وقت نکلے گا تو اس پر تہمت لگے گی اور جماعت میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ملامت کی جائے گی اور اگر نہ نکلے تو جماعت کی فضیلت اور نفل نماز کا ثواب حاصل کر لے گا، لیکن دوسرا شخص اقامت کے وقت نکلے تو اس پر تہمت نہیں لگے گی کیونکہ وہ تو جماعت کو مکمل کرنے کے لیے نکلا ہے جو کہ جماعت ثانیہ ہے جو متفرق ہو جائے گی، اور اگر نہ نکلے تو مذکورہ فضیلت حاصل کر لے گا، لیکن جماعت ثانیہ کا نظم درہم برہم ہو جائے گا، لہٰذا فضیلت کو ترک کرنا بہت برا ہے اور جو شخص فجر یا عصر یا مغرب کی نماز پڑھ چکا ہو وہ نکل جائے اگر اقامت ہو رہی ہو۔

اصل: ... تقیم الصلوٰۃ: اقامت میں وہ الفاظ ہیں جن کے ذریعہ نماز کی جماعت کے شروع ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ ... اور جس نے ظہر اور عشاء کی نماز پڑھ لی ہے: اس سے مراد وہ شخص ہے جو جماعت کا انتظار کر رہا ہو اور اس نے ظہر اور عشاء کی نماز پڑھ لی ہو۔ ... ذوات هذا: اس سے مراد وہ نمازیں ہیں جو ادا کی جا چکی ہیں۔ ... انما يكره له الخروج: یہ جملہ ماقبل سے مستانفہ ہے۔ ... لانه ان خرج عند الاقامة يُتهم بمخالفة الجماعة: اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت کا انتظار کرنے والا شخص اقامت کے وقت نکلے گا تو لوگ اس پر تہمت لگائیں گے کہ اس نے جماعت میں شرکت نہیں کی۔ ... ولو لم يخرج ويصل يحرز فضيلة الموافقة وثواب النافلة: اور اگر وہ نہ نکلے اور نماز پڑھ لے تو جماعت کی فضیلت اور نفل نماز کا ثواب حاصل کر لے گا۔ ... فأيثار التهمة والاعواض عن الفضيلة والثواب قبيحٌ جدًا: پس تہمت لگنے اور ملامت کا نشانہ بننے کو جماعت کی فضیلت اور نفل نماز کے ثواب پر ترجیح دینا بہت برا ہے۔ ... واما مقيم الجماعة الاخرى فانه ان خرج عند الاقامة لا يُتهم لانه يقصد الإكمال: اور جو شخص دوسری جماعت کا انتظار کر رہا ہے اگر وہ اقامت کے وقت نکلے گا تو اس پر تہمت نہیں لگے گی کیونکہ وہ تو جماعت کو مکمل کرنے کے لیے نکلا ہے۔ ... وهو الجماعة التي تتفرق فيتهمه: اور یہ جماعت ثانیہ ہے جو متفرق ہو جائے گی، پھر لوگ اس پر تہمت لگائیں گے۔ ... وان لم يخرج لا يحرز ما ذكرنا بل يختل امر الجماعة الاخرى: اور اگر نہ نکلے تو جماعت ثانیہ کا نظم درہم برہم ہو جائے گا۔ ... ومن صلى الفجر او العصر او المغرب يخرج وان قيمت: اور جس نے فجر یا عصر یا مغرب کی نماز پڑھ لی ہو وہ نکل جائے اگر اقامت ہو رہی ہو۔ ... والله اعلم بالصواب

لانہ ان صلی یکون نافلۃ وانما فلۃ بعد الفجر والعصر مکروہ واما فی الفجر فان النافلۃ لا تشرع فیہا رکعات ویترک سنۃ الفجر ویقتدی من لا یدرک ای الفجر والمراد فرضہ بتمام ان ادرکہا ومن ادرک رکعۃ منہ صلاہا ولا یقضیہا الا تبعا لفرضہ ای ان فاتت سنۃ الفجر فان فاتت بدون الفرض لا یقضی قبل طلوع الشمس وکذا بعد الطلوع عند ابی حنیفۃ وابی یوسف واما عند محمد یقضیہا الی الزوال لا بعدہ۔

ترجمہ:۔ اور اس کی اگر جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھے گا تو نماز نفل ہو گی اور فجر اور عصر کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اور مغرب میں جلدی کرنا بہتر ہے اور عشاء میں رکعتوں کی طویل نماز مکروہ ہے اور جمعہ کی سنت، الگ سے اگر فرض کی جماعت ملنے کا اندیشہ ہو تو سنت ترک کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور سنت پڑھنے میں مشغول نہ ہو تاکہ رکعت نہ ملنے کی وجہ سے جمعہ کی سنت فوت ہو جائے۔ کیونکہ ستر مرتبہ کے ثواب میں اگر ایک سنت ملے تو اس کا ثواب ان ستر کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور فجر کی سنت کو جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر جماعت فوت ہو جائے تو سنت کو طلوع شمس کے بعد نہ پڑھے اور ابو یوسف کے نزدیک طلوع شمس کے بعد بھی پڑھ لے اور محمد کے نزدیک زوال آفتاب سے پہلے تک قضا کر سکتا ہے بعد میں نہیں۔

علی استحباب۔ (فقہ و تفسیر) کی تمام کتابوں میں اس کے خلاف ہے جب جماعت کھڑی ہو تو پھر نماز شروع کر دینا بہتر ہے اور اس کا حکم ہے کہ جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے اور نماز کو توڑ دے اور جماعت کے ساتھ شامل ہو جائے اور اس کی تائید میں حدیث بھی ہے۔

واما عند محمد۔ (فقہ و تفسیر) اس اصل کی بنا پر ہے کہ اگر سنت کے وقت میں جماعت میں شریک ہو کر فجر کی نماز پڑھ لی تو پھر دوسری بار سنت نفل ہو جائے گی اور طلوع آفتاب کے بعد قضا کرنا درست نہیں ہے اور ابو یوسف کے نزدیک طلوع آفتاب تک قضا کر سکتا ہے۔ امام محمد کے نزدیک زوال تک قضا کر سکتا ہے اس کے بعد نفل ہو جائے گی لیکن اس میں اختلاف ہے کہ ظہر کی سنت کی طرح دو رکعت کر کے پڑھے یا چار رکعت کر کے پڑھے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ چار رکعت کر کے پڑھے اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ دو رکعت کر کے پڑھے۔ اس اختلاف کی بنا پر

وان فاتت مع الفرض وان قضى قبل الزوال يقضيهما جميعا وكذا بعد الزوال عند بعض المشائخ وعند البعض لا بل يقضى الفرض وحده ورسول الله صلى الله عليه وسلم لما فاته الفجر ليلة التعريس قضاه مع سنة قبل الزوال لا الاذان والاقامة جماعة وجهر بالقراءة فعلم من فعله عليه السلام شرعية القضاء بالجماعة والجهر فيه والاذان والاقامة للقضاء وان السنة تقضى مع الفريضة فمن هذه الاحكام علم عدم اختصاصه بمورد النص فعدى عنه الى غيره من الصلوات وهى ما عدا قضاء السنة فعدى عن مورد النص وهو قضاء الفجر الى قضاء سائر الصلوات واما قضاء السنة فقد علم ان سنة الفجر اكد من سائر السنن فلا يلزم من شرعية قضاء سائر السنن ولا من قضائها بتبعية الفرض قضاؤها بدون الفرض

ترجمہ:۔ اور اگر فرض سمیت قضا ہو گئی تو اگر قبل از زوال قضا کرے تو سنت و فرض دونوں کی قضا پڑھے، اور بعض مشائخ کے نزدیک بعد الزوال بھی اس طرح ہے اور بعض کے نزدیک صرف فرض کی قضا پڑھے۔ لیلۃ التعریس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب کا جو فجر کی نماز قضا ہو گئی تو آپ نے بعد طلوع آفتاب اور تمازت آفتاب کے بعد سنت کے ساتھ قضا کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ قضا مشروع ہے، قضا میں قرأت جہری قضا کے لئے اذان و اقامت دونوں ہیں اور فرض کے ساتھ سنت کی بھی قضا ہے پس ان احکام سے مورد النص کے ساتھ خاص نہ ہونا معلوم ہو گیا لہٰذا ما سوائے اس کے کہ وہ دوسری نماز ہو کہ قضا کی طرف متعدی کیا گیا اور وہ دوسری نماز جب قضائے سنت کے اعتبار سے لیں تو مورد النص سے ہو کر تعدیہ ہے، تی نمازوں کی قضا کی طرف متعدی کیا گیا لیکن سب کی قضا کے متعلق معلوم ہو گیا کہ جو سنت باقی سنتوں سے زیادہ مؤکد ہے تو اس کی قضا ضروری ہوئی تو دوسری سنتوں کی قضا مشروع ہونا اور اس کی قضا فرض کے تابع ہو کر فرض ہونے سے فرض کے بغیر بھی مشروع ہونا لازم نہیں آتا اور اس کی قضا فرض کے بغیر مشروع نہیں ہو سکتی۔

حل المشکلات:۔ مسئلہ تو مورد رسول الخ:۔ یہاں سے اس عبارت کی توجیہ شروع ہوتی ہے کہ جب فرض سمیت دونوں فوت ہو گئے تو فرض کی تبعیت میں سنت کی بھی قضا کرے، اور اگر فرض سمیت قضا ہو تو اس کی قضا نہیں ہے، دلیل وہ واقعہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا تھا اور وہ یہ ہے کہ ایک سفر میں آنحضرت کو نیند آ گئی اور سب کے سب سو گئے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا اور گرمی پیدا ہو گئی تب آپ نے بیدار ہو کر پہلے سنت پڑھی پھر فرض کی قضا کی، اس سے معلوم ہوا کہ سنت کی قضا فرض کے تابع ہے اور فرض کی قضا جماعت کے ساتھ ہے اور جہر بھی ہے اور اذان و اقامت بھی ہے اور سنت کی قضا بھی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ احکام صرف اسی نماز کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ دوسری نمازوں کی قضا پر بھی ان کا اجراء ہو گا، اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان احکام کا اجراء دوسری نمازوں کی قضا پر اس لئے ہو گا کہ وہ فجر کی نماز پر قیاس کی گئی ہیں تو یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ فجر کی نماز کی سنت کو دوسری سنتوں پر قیاس کرنا درست نہیں ہے کیونکہ فجر کی سنت کی تاکید دوسری سنتوں سے زیادہ ہے، اس لئے فجر کی سنت کی قضا تو فرض کے تابع ہو کر فرض ہو گئی لیکن دوسری سنتوں کی قضا فرض کے تابع ہو کر فرض نہیں ہو گی اور نہ ہی فرض کے بغیر ان کی قضا ہو گی۔ واللہ اعلم۔

لمن يلزم من قضائها بتبعية الفرض فعل الزوال قضاؤها بتبعية النفل
بعد الزوال كما هو مذهب بعض الشافعية لان اختصاصه بتبعية الفرض
بكونه قبل الزوال لا يقتضي له ويترك سنة الظهر قبل الفرض ان اي سواء ذلك
الفرض ان ادركه او لا وانما تقضى تبعا لفعل شبهه اذا فرغ من ركعتين من
الفرض ويترك ما لا يقتضي اصلا ومدرك ركعة من ظهر غير مصل جماعة
بل هو مدرك فضلها اي ان خفيفة من ظهر بجماعة فادرك ركعة من
لا يقال يصل جماعة لكن ادرك فضيلة الجماعة.

وأتى مسجدا صلى فيه يتطوع قبل الفرض الا عند ضيق الوقت اى من اتى مسجدا صلى فيه فاراد ان يصلى فرضه منفردا فعليه ان يأتى بالاذان قال بعض مشائخنا ومنهم الكرخى الاذان الذى هو سنة اذا ادى الفرض بالجماعة اما بدونه فلا وقال الحسن بن زياد من فاتته الجماعة فاراد ان يصلى فى مسجد بيت فيه أو بالمكتوبة لكن الاصح ان يأتى بالاذان فان النبى عليه السلام واظب عليهما وان فاتته الجماعة لكن اذا خاف فوت الوقت يترك السنة و يؤدى الفرض بغير اذان من التفويت على التندى بامامه اذا كان لو توقف حال رفع رأسه لم يدرك ركعة.

ترجمہ: اور جو شخص کسی ایسی مسجد میں آیا جس میں نماز پڑھی جا چکی ہے تو فرض سے پہلے نفل پڑھے مگر تنگی وقت کی صورت میں یعنی جو شخص کسی ایسی مسجد میں آیا جس میں نماز پڑھی جا چکی ہے پھر اس نے چاہا کہ اپنی فرض نماز تنہا پڑھے تو اس پر اذان کہنا لازم ہے بعض مشائخ اور منہم الکرخی نے کہا کہ اذان جو سنت ہے اس وقت ہے جب فرض باجماعت ادا کیا جائے اور اگر بغیر جماعت کے ادا کیا جائے تو سنت نہیں ہے اور حسن بن زیاد نے کہا کہ جس شخص کی جماعت فوت ہو گئی ہو اور وہ مسجد بیت میں یا مکتوبہ میں نماز پڑھنا چاہے تو اذان کہے لیکن اصح یہ ہے کہ اذان کہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر مواظبت فرماتے تھے اگرچہ جماعت فوت ہو گئی ہو لیکن اگر وقت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو سنت کو ترک کر دے اور فرض کو بغیر اذان کے ادا کرے اس شخص کی اقتداء کرتے ہوئے جو امام ہو اگر وہ توقف کرے تو رکعت فوت ہو جائے جب وہ اپنا سر اٹھائے۔

قال العینی: اعلم ان الاذان سنة للصلوات المكتوبة وهو من شعائر الاسلام وظاهر الرواية عن اصحابنا ان الاذان سنة للصلوات المكتوبة فقط وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وعن الحسن بن زياد انه سنة للمكتوبة وللعيد وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وعن ابى يوسف انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللجنازة وللنوافل وللسنن وللرواتب وللضحى وللاضحى وللفطر وللنذر وللكفارة وللقضاء وللاعادة وللاداء وللتكبير وللتهليل وللتسبيح وللتحميد وللتمجيد وللتقديس وللتهنئة وللتعزية وللتبريك وللتحية وللسلام وللصلوة وللزكوة وللصوم وللحج وللعمرة وللطواف وللسعى وللوقوف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وللعقبة وللجمار وللحصى وللخذف وللرمى وللحلق وللتقصير وللطواف وللوداع وللزيارة وللمسجد وللبيت وللحرم وللصفا وللمروة وللمنى وللمزدلفة وللجمرات وعن ابى حنيفة انه سنة للمكتوبة وللوتر وللعيد وللكسوف وللاستسقاء وللتراويح وللج

الامام فيرمتنه فكذا ما بقي عليه قبل وجوب الترك في الاصح

ترجمہ

ف

ف

ف

ف

ف

ف

ف

ف

ف

ف

باب قضاء الفوائت

فرض الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر فائتا كلها او بعضها اى ان كان الكل فائتا فلابد من رعاية الترتيب بين الفروض الخمسة وكذا بينها وبين الوتر وكذا ان كان البعض فائتا والبعض وقتيا لابد من رعاية الترتيب فيقضى الفائتة قبل ادا الوقتية فلو لم يجز فرض لجهل من ذكرانه لم يؤد ترتيبا هذا تفريع لقوله والوتر وهذا عند ابى حنيفة خلافا لهما بناء على وجوب الوتر عندهما.

ترجمہ:۔ یہ باب فوت شدہ نمازوں کی قضا کے بیان میں ہے۔ فرض ہے فرضوں میں ترتیب اور وتر بھی ترتیب فرض ہے خواہ کل کی کل فوت ہوں یا بعض، یعنی اگر کل فائت ہوں تو فرض پنجگانہ میں اور فرائض خمسہ اور وتر میں ترتیب ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح اگر بعض فائت ہوں اور بعض وقتی تو بھی ترتیب کی رعایت ضروری ہے پس وقتیہ ادا کرنے سے پہلے فائتہ قضا کرے، پس اگر کسی کو یاد نہ آیا کہ اس نے وقتیہ پڑھنے سے پہلے فائتہ قضا کی یا نہیں تو وقتیہ جائز نہ ہوگا۔ یہ تفریع ہے قول مصنف کی کہ وتر واجب ہے۔ اور یہ حکم امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے صاحبینؒ کا اس میں اختلاف ہے وہ امام ابوحنیفہؒ کے مخالف ہیں وتر واجب ہونے کی بنا پر۔ یہ حکم ہے۔

حل اللغات:۔ قولہ باب قضاء الفوائت میں باب فوت شدہ نمازوں کی قضا کے احکام کے بیان کے متعلق ہے یہاں ہر جگہ لفظ باب سے مطلب یہ ہے کہ یہاں اس قسم کے احکام بیان کرنا ہے۔ قولہ فرض ہے یہاں فرض سے مراد لازم ہے۔ قولہ فائتا کلہا او بعضہا ای ان کان الکل فائتا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قولہ کلہا او بعضہا کا مطلب یہ نہیں کہ ان میں سے ایک نماز فوت ہو جائے تو ترتیب فرض ہو جائے گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر کل نمازیں فوت ہوں تو ترتیب فرض ہے اور اگر بعض فوت ہوں تو بھی ترتیب فرض ہے۔ قولہ فلو لم یجز فرض لجہل من ذکرانہ لم یؤد ترتیبا ہذا تفریع لقولہ والوتر یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قولہ والوتر کا عطف قولہ الفروض پر ہے۔ اور قولہ ہذا تفریع الخ سے مصنف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ وتر کا واجب ہونا ترتیب کی فرضیت کی بنا پر ہے۔ قولہ وہذا عند ابی حنیفۃ خلافا لہما بناء علی وجوب الوتر عندہما۔

ويعيد العشاء والسنة لا الوتر من علم انه صلى العشاء بلا وضوء والآخرين

به يعني تذكر انه صلى العشاء بلا وضوء والسنة والوتر بوضوء يعيد العشاء

والسنة لانه لم يصح اداء السنة مع ما أديت بالوضوء لانها تتبع فرض اما الوتر

فصلوة مستقلة عنده فصح اداؤه لان الترتيب وان كان فرضا بينه و

بين العشاء لكنه اذا وتر سهوا انه صلى العشاء بالوضوء فكان ناسيا

ان العشاء كان في ذمته فسقط الترتيب وعندهما يقضي الوتر ايضا لانه

سنة عندهما الا اذا ضاق الوقت للاستثناء وتصل بقوله فرض الترتيب

والمعنى انه ضاق الوقت عن القضاء والاداء.

ترجمہ: یعنی متذکر ہونا اس بات کا کہ اس نے عشاء بلا وضو پڑھی ہے اور سنت اور وتر باوضو پڑھے تو عشاء دوبارہ پڑھے اور سنت کا اعادہ کرے گا کیونکہ سنت کا اداء صحیح نہیں ہوا باوجود یکہ اس نے باوضو پڑھی ہے اور وتر کو باوضو پڑھنا اور عشاء دوبارہ پڑھنا اور سنت کا اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ سنت کا اداء صحیح نہیں ہوا۔ اور وتر مستقل نماز ہے اور اداء کیا ہے۔ (اور صحیح ہونے کا اور یہ ہے کہ وتر فرض کے تابع نہیں ہے۔ البتہ وتر صاحب کے نزدیک مستقل نماز ہے سنت نہیں کہ اگر صحیح ہو گئی تو کوئی ضرر عشاء کے دہرانے میں نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ عشاء کے دہرانے میں وتر بھی رہ جائے۔ ترجمہ کتاب کی اس عبارت کا ہے۔ کتاب میں وہ عبارت ہے جو ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ناشر) اور صاحبین کے نزدیک وتر بھی سنت ہے اور سنت کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت تنگ ہو جائے تو ساقط ہو جاتی ہے اور فرض کا حکم یہ ہے کہ وقت تنگ ہو جانے سے ساقط نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ وقت تنگ ہو جانے سے سنت ساقط ہو جاتی ہے اور فرض ساقط نہیں ہوتا۔

حل اللغات: یعید: اعادہ سے امر واحد مذکر غائب۔ لا یصح: صحت سے فعل مضارع منفی۔ تتبع: اتباع سے فعل مضارع۔ یعید: اعادہ سے امر واحد مذکر غائب۔

ترجمہ: یعنی متذکر ہونا اس بات کا کہ اس نے عشاء بلا وضو پڑھی ہے اور سنت اور وتر باوضو پڑھے تو عشاء دوبارہ پڑھے اور سنت کا اعادہ کرے گا کیونکہ سنت کا اداء صحیح نہیں ہوا باوجود یکہ اس نے باوضو پڑھی ہے اور وتر کو باوضو پڑھنا اور عشاء دوبارہ پڑھنا اور سنت کا اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ سنت کا اداء صحیح نہیں ہوا۔ اور وتر مستقل نماز ہے اور اداء کیا ہے۔ (اور صحیح ہونے کا اور یہ ہے کہ وتر فرض کے تابع نہیں ہے۔ البتہ وتر صاحب کے نزدیک مستقل نماز ہے سنت نہیں کہ اگر صحیح ہو گئی تو کوئی ضرر عشاء کے دہرانے میں نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ عشاء کے دہرانے میں وتر بھی رہ جائے۔ ترجمہ کتاب کی اس عبارت کا ہے۔ کتاب میں وہ عبارت ہے جو ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ناشر) اور صاحبین کے نزدیک وتر بھی سنت ہے اور سنت کا حکم یہ ہے کہ اگر وقت تنگ ہو جائے تو ساقط ہو جاتی ہے اور فرض کا حکم یہ ہے کہ وقت تنگ ہو جانے سے ساقط نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ وقت تنگ ہو جانے سے سنت ساقط ہو جاتی ہے اور فرض ساقط نہیں ہوتا۔

حل اللغات: یعید: اعادہ سے امر واحد مذکر غائب۔ لا یصح: صحت سے فعل مضارع منفی۔ تتبع: اتباع سے فعل مضارع۔ یعید: اعادہ سے امر واحد مذکر غائب۔

وان كان الباقي من الوقت بحيث يسع فيه بعض الفوائت مع الوقتية فانه يقضي ما يسعه الوقت مع الوقتية كما اذا فاتت العشاء والوتر ولم يبق من وقت الفجر الا ان يسع فيه خمس ركعات يقضي الوتر ويؤدي الفجر عند ابي حنيفة وان فات الظهر والعصر ولم يبق من وقت المغرب الا ما يصلي فيه سبع ركعات يصلي الظهر والمغرب اولا وسيت.

ترجمہ: اور اگر وقت سے اتنی مقدار باقی ہے کہ جس میں بعض فوائت قضا اور وقتیہ کی ادا کی جا سکتی ہے تو وقت کے ساتھ وقتیہ کے ساتھ وہ قضا پڑھے گا جو وقت میں آ سکے جیسے کہ جب عشاء اور وتر فوت ہو گئے اور فجر کے وقت میں صرف اتنی مقدار باقی ہے کہ جس میں پانچ رکعت ادا کی جا سکتی ہیں تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وتر کی قضا پڑھے گا اور فجر کو ادا پڑھے گا اور اگر ظہر اور عصر کی اور مغرب کے وقت میں صرف اتنی مقدار باقی ہے جس میں سات رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں تو ظہر کو مغرب سے پہلے قضا پڑھے گا۔

حل اللغات: وقتیہ۔ وقت سے مشتق ہے اور وقت کے ساتھ خاص ہونے والی نماز کو وقتیہ کہتے ہیں۔ فاتت۔ فوت سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا۔ یسع۔ وسع سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں گنجائش ہونا۔ یسع فیہ۔ اس میں گنجائش ہے۔ یقضی۔ قضا سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کسی کام کو پورا کرنا۔ یؤدی۔ ادا سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کسی کام کو اس کے وقت میں پورا کرنا۔ سبع رکعات۔ سات رکعتیں۔ یصلی۔ صلوٰۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں نماز پڑھنا۔ اولا۔ پہلے۔ سیت۔ سوء سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں برا ہونا۔

حل العبارت: والله سبحانه اعلم جو حدیث گذری ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص نماز کے وقت سے اتنا غافل ہو جائے کہ اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ کتنی نمازیں اس کے ذمہ ہیں اور کتنی نمازیں پڑھ چکا ہے تو ایسے شخص کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ہر نماز کے ساتھ فوت شدہ نماز کی قضا پڑھتا رہے جب تک اس کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ اب میرے ذمہ کوئی نماز باقی نہیں ہے۔

(۱) ماخوذ ہے ساقط سے جس کے معنی ہیں گرنا۔ اس سے مراد وہ نماز ہے جو وقت کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جیسے کہ نماز جنازہ، سجدہ تلاوت، سجدہ سہو، نماز عید، نماز کسوف، نماز استسقاء، نماز تراویح، چوتھی سنت ظہر اور سنت عشاء۔ لیکن سنت فجر اور وتر بھی ساقط ہیں لیکن ان میں سنت فجر اور وتر کی قضا ہے جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا۔

(۲) یعنی اگر وقت اتنا ہے کہ اس میں پانچ رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں تو وتر کی پانچ رکعتیں پڑھے گا اور فجر کی دو رکعتیں پڑھے گا۔ اور اگر وقت اتنا ہے کہ اس میں چار رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں تو وتر کی تین رکعتیں پڑھے گا اور فجر کی دو رکعتیں پڑھے گا۔ اس کی اصل یہ ہے کہ وتر واجب ہے اور فجر فرض ہے اور واجب کو فرض پر مقدم کرنا واجب ہے اور اگر وتر کو مقدم نہ کرے تو فجر کی نماز فاسد ہو جائے گی اور فجر کی نماز فاسد ہونا یہ بڑا نقصان ہے اس لئے وتر کو مقدم کرنا واجب ہے۔

(۳) یعنی اگر وقت اتنا ہے کہ اس میں سات رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں تو ظہر کی چار اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھے گا۔

وان كانت ستة فحديثة لانها اذا كانت اربعة فقد مضت ستة وما دونها فحديثة
وما فوقها قديمة كذا في فوائد الامام الصفار حتى لو قضى بعد الكثرة اولا
فيصح وتتغير من ترك صلوة شهر فصدع وعذيوذي الوقتيات ثم ترك
فرضا هذا تفريع قوله قديمة كانت او حديثة فانه اذا اداها يؤدي
الوقتيات صارت فوائت الشهر قديمة وهي مسقطة للترتيب فاذا ترك
فرضا يعود مع ذكره اداء وقتي بعده.

او لفی صلوۃ الشهر الا فرضا و فرضین هذا تفریع لقوله فلت بعد العشرة
او لا فانه لما قضی صلوات شهر الا فرضا او فرضین فلت الفوائت بعد
العشرة فلا یعود الترتیب الا ان یقضی الکل و عند بعض الشائخ ان فلت
بعد العشرة یعود الترتیب و اختار الامام البلخی الاول و قال صاحب
المحیط و علیه الفتوی من صلی خمس او اکثر و ذاکرا فائتة فسد الخمس موقوفا
ان ادی سادسا صح الکل و ان قضاه لفائتة بطل فرضیة الخمس لا اصلا
بل رجل فائتة صلوة فادی مع ذکرها خمسا بعدها فسدت هذه الخمس
لوجوب الترتیب لکن عند ابی یوسف و محمد فساد غیر موقوف و هو القیاس

ترجمہ: ... یا جیسے کسی نے ایک مہینہ کی پوری نمازیں قضا کیں، یا ایک مہینہ کی نمازیں قضا کیں مگر ایک یا دو نمازیں رہ گئ

وعند ابی حنیفۃ فساد الموقوف فساد الاصل وان تقض العاقبۃ
فالنقض قبل القضاء بطل وصف الرضیخ لانہ لا یلزم من بطلان الاخص
بطلان الاصل الصلوٰۃ عند ابی حنیفۃ وابی یوسف حلالہ وعندہ وابی قال
ابو حنیفۃ بالفساد الموقوف لانہ ان عاد کما وجد منہ الوجوب بدایۃ الترتیب
فساد الموقوف فحین ادی فی وقت تبین ان بدایۃ الترتیب کانت فی الوقت

ترجمہ ... [illegible]

[illegible]

دبالله التوفیق

وهذا باطل فقلنا بالتوقف حتى يظهر ان رعاية الترتيب ان كانت في الكثير فلا تجوز وان كانت في القليل تجوز۔

ترجمہ:۔ اور یہ باطل ہے اس لئے ہم نے (اس دعوے میں) توقف کیا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ رعایت ترتیب اگر کثیر میں ہے تو جائز نہیں اور اگر قلیل میں ہے تو جائز ہے۔

حل التشکال:۔ دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ تحریمہ فرض اور سلام واجب ہے۔ یعنی جب پہلی نماز پڑھ لی تو ظاہر ہو گیا کہ فرض ادا ہو گیا اب سلام کہنا باقی ہے۔ مگر یہاں کثیر میں ترتیب کی رعایت واقع ہوئی جو کہ باطل ہے۔

باب سجود السہو

يجب له بعد السلام و حد سجدتان وتشهد وسلام اذا قدم ركنا واخره اوكثره او غيره واجبا او ترك سابقا اوكره قبل قراءة وتاخير قيام الى ثالثة يزيده على التشهد روى عن ابي حنيفة ان من زاد على التشهد اول مرة يجب عليه سجود السهو وقيل لا يجب عليه سجود السهو لقوله اللهم صل على محمد وعوده وما اعتيد مقدار ما يؤدي فيه ركن وركنان.

ترجمہ: باب سجدہ سہو کے بیان میں۔ سجدہ سہو کے لئے دو سجدے اور تشہد اور سلام واجب ہے جب کہ قصداً یا بھولے سے رکن کو مقدم کر دے یا اس کو مؤخر کر دے یا واجب کو ترک کر دے یا سنت کو ترک کر دے یا قبل قراءت کے کھڑا ہونے میں تاخیر کر دے یا تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر کر دے۔ تشہد پر زیادتی کرنے سے۔ روایت کی گئی ہے امام ابو حنیفہ سے کہ جس نے تشہد اول میں زیادتی کی ایک مرتبہ اس پر سجدہ سہو واجب ہے اور کہا گیا ہے کہ سجدہ سہو واجب نہیں ہے اس پر سجدہ سہو واجب ہونے میں آپ کے قول اللھم صل علی محمد وعوده کی وجہ سے اور ہم نے معتبر مقدار اس کی بیان کی ہے جس میں ایک رکن یا دو رکن ادا کئے جا سکیں۔

[illegible] سجدہ سہو کے لئے دو سجدے اور تشہد اور سلام واجب ہے [

وسجد لما يفوت ومنه وسجد لفوت الأول وقيل لمن هذه يؤتى في
آخر الواجب ولا يجب بهو الوتد بل بهو امامه ويسجد ولحقه
يسجد مع امامه ثم يقضي ما فات عنه ومن سها عن قعدة الأول وهو
إلى أقرب عاد ولا سهو وإن تمم وسجد للسهو

ترجمہ ... پس سجدہ سہو پر جو فوت ہوا اس کے لئے اور جو فوت ہوا پہلے سجدہ سے اس کے لئے اور کہا گیا ہے کہ یہ سجدہ ہر واجب کے آخر میں کیا جاتا ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں بلکہ سجدہ سہو امام پر ہے اور مسبوق سجدہ کرے گا امام کے ساتھ پھر کھڑا ہو جائے گا اور قضا کرے گا جو اس سے فوت ہوا اور جو بھول گیا پہلے قعدہ سے پس اگر قریب ہے تو لوٹ جائے اور سجدہ سہو نہیں اور اگر پورا کر لیا نماز کو اور سجدہ سہو کیا

تشریح ... [illegible] سجدہ سہو کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب سجدہ تلاوت کے بیان کو شروع فرماتے ہیں اور مناسبت یہ ہے کہ سجدہ سہو بھی نماز کے اندر ہوتا ہے اور سجدہ تلاوت بھی نماز کے اندر ہوتا ہے [illegible] سجدہ سہو کے بعد سجدہ تلاوت کا بیان کیا جائے [illegible] سجدہ تلاوت کے بعد سجدہ سہو کا بیان کیا جائ

وان سها عن الركعتين الاخيرتين او احداهما سجد وسجد فسهوه ان سجد قبل
فرضه سقط وفرضه سادسة ان شاء اما قبل ان يسلم او بعد ان يسلم وقبل
قصد الخروج عليه اتمامه وان تعمد الخروج اتى بما سهو لما ذكر وسجد
للسادسة وسلم وان سجدها اتى فرضه وفرضه سادسة وسجد للسهو
والركعتان نفل ولا تشاء لو تقدم ولا تسوء ان عن سنة الظهر فان قلت لم
قال قبل هذه المسألة وضم سادسة ان شاء وقال في هذه المسألة وفرضه
سادسة وفرق بقوله ان شاء وبين الركعتين نفل في الصورتين بحيث لو قطع
لا قضاء فيكون في هذه المسألة ضم السادسة مقيدة بمشيته.

مسألة

ترجمہ۔ اگر ظہر کی آخری دو رکعتوں یا ان میں سے ایک میں بھول گیا تو سجدہ کرے اور سجدہ سہو کرے اگر سلام سے پہلے اپنی فرض نماز سے ایک رکعت ملا لی اور فرض نماز چھ رکعت ہو گئی اور اگر سلام کے بعد اور سلام سے پہلے اپنی نماز پوری کرنے کا قصد کیا تو اس پر نماز پوری کرنا واجب ہے اور اگر قصداً نماز سے نکل گیا تو جو کچھ بھولا تھا اس کو ادا کرے اور سجدہ سہو کرے اور سلام پھیرے اور اگر ان رکعتوں کا سجدہ کر لیا تو اپنی فرض نماز ادا کرے اور فرض نماز چھ رکعت ہو گئی اور سجدہ سہو کرے اور ظہر کی دو رکعتیں نفل ہیں اور نہ چاہے تو نہ پڑھے اور نہ چاہے تو نہ پڑھے اگر ظہر کی سنت سے بھول گیا اگر کہا تو نے پہلے اس مسئلہ میں کہا کہ اگر چاہے تو چھٹی رکعت ملا لے اور اس مسئلہ میں کہا کہ فرض نماز چھ رکعت ہو گئی اور دونوں میں فرق کیا ہے کہ اگر چاہے تو چھٹی رکعت ملا لے اور ظہر کی دو رکعتیں نفل ہیں دونوں صورتوں میں کہ اگر توڑ دے تو قضا نہ ہو پس ہو گا اس مسئلہ میں چھٹی رکعت ملانا مقید اس کی مشیت کے ساتھ۔

حل اللغات

حل التركيب

تخریج

تشریح

ثم قام الى ما عليه فقرأ فيها ثم قعد فتشهد ثم سلم فان هو لم يقعد الا في الثالثة او في الرابعة قعد في هذه الثالثة قدر التشهد ثم قام فصلى ركعتين اخريين وتشهد ثم سلم فان هو قعد في الثالثة قدر التشهد ثم قام فصلى ركعة اخرى ثم قعد فتشهد ثم سلم فصلاته تامة وقد اساء وعليه سجدتا السهو في هاتين الركعتين بعد التشهد وقبل السلام وان هو قعد في الثالثة قدر التشهد ثم قام فصلى ركعة اخرى ثم قعد فتشهد ثم سلم فصلاته تامة وقد اساء وعليه سجدتا السهو في هاتين الركعتين بعد التشهد وقبل السلام وان هو قعد في الثالثة قدر التشهد ثم قام فصلى ركعة اخرى ثم قعد فتشهد ثم سلم فصلاته تامة وقد اساء وعليه سجدتا السهو في هاتين الركعتين بعد التشهد وقبل السلام وان هو قعد في الثالثة قدر التشهد ثم قام فصلى ركعة اخرى ثم قعد فتشهد ثم سلم فصلاته تامة وقد اساء وعليه سجدتا السهو في هاتين الركعتين بعد التشهد وقبل السلام

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

[illegible]

بخلاف تحت سبابۃ فان الفرضیۃ تعینت فما ذکرنا من تدارک نقصا
الفرض غیر موجب دھنا املا ان اصل الصلوٰۃ باطل عند محمد فعلم ان قم
السادسۃ صیانۃ عن البطلان اکد فی ھذہ المسالۃ فھذا الطریق ان
شاء وانما قال رکنین عن سنۃ لظھر ان النبی علیہ السلام واظب
علیھا بتحریمۃ مبتدأۃ ومن اقتدی بہ فیھما صلاھما وافسد قضاھما
لانہ شرع قصدا وعند محمد یصلی ستا ولو افسد لا یقضی کما ان
الامام لا یقضی

ترجمہ۔ ۔۔۔ بخلاف تحت سبابہ کے کیونکہ اس میں فرضیت متعین ہو گئی ہے۔ پس جو ہم نے تدارک نقصان کا ذکر کیا ہے۔ وہ فرض کو موجب دھنا نہیں ہے۔ اور اصل نماز باطل ہے محمد کے نزدیک پس معلوم ہوا کہ قعدہ سادسہ بطلان سے صیانت کے لئے اس مسئلہ میں اکد ہے۔ پس یہ طریق ہے اگر چاہے اور انما قال رکنین عن سنۃ لظھر ان النبی علیہ السلام واظب علیھا بتحریمۃ مبتدأۃ ومن اقتدی بہ فیھما صلاھما وافسد قضاھما لانہ شرع قصدا وعند محمد یصلی ستا ولو افسد لا یقضی کما ان الامام لا یقضی

حل لغات ۔۔۔ بخلاف تحت سبابہ کے۔ یعنی اس میں فرضیت متعین ہو گئی ہے۔ پس جو ہم نے تدارک نقصان کا ذکر کیا ہے۔ وہ فرض کو موجب دھنا نہیں ہے۔ اور اصل نماز باطل ہے محمد کے نزدیک پس معلوم ہوا کہ قعدہ سادسہ بطلان سے صیانت کے لئے اس مسئلہ میں اکد ہے۔ پس یہ طریق ہے اگر چاہے اور انما قال رکنین عن سنۃ لظھر ان النبی علیہ السلام واظب علیھا بتحریمۃ مبتدأۃ ومن اقتدی بہ فیھما صلاھما وافسد قضاھما لانہ شرع قصدا وعند محمد یصلی ستا ولو افسد لا یقضی کما ان الامام لا یقضی

تشریح ۔۔۔ بخلاف تحت سبابہ کے۔ یعنی اس میں فرضیت متعین ہو گئی ہے۔ پس جو ہم نے تدارک نقصان کا ذکر کیا ہے۔ وہ فرض کو موجب دھنا نہیں ہے۔ اور اصل نماز باطل ہے محمد کے نزدیک پس معلوم ہوا کہ قعدہ سادسہ بطلان سے صیانت کے لئے اس مسئلہ میں اکد ہے۔ پس یہ طریق ہے اگر چاہے اور انما قال رکنین عن سنۃ لظھر ان النبی علیہ السلام واظب علیھا بتحریمۃ مبتدأۃ ومن اقتدی بہ فیھما صلاھما وافسد قضاھما لانہ شرع قصدا وعند محمد یصلی ستا ولو افسد لا یقضی کما ان الامام لا یقضی

من منفرد يكفيه سجود السهو ولا يسجد المسبوق سجود السهو في خلال صلاة الإمام ولو سجد لسهوه فسد صلاته ولو سجد المسبوق مع الإمام لسهوه لا يسجد لسهو نفسه بعد صلاة الإمام ولو سجد لسهو نفسه بعد صلاة الإمام لا يسجد لسهو الإمام

ترجمہ۔ جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اس کو سجدہ سہو کافی ہے۔ مسبوق امام کی نماز کے دوران سجدہ سہو نہ کرے اور اگر مسبوق نے امام کے سہو کا سجدہ کر لیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ سہو کر لیا تو امام کی نماز کے بعد اپنے سہو کا سجدہ نہ کرے۔ اور اگر امام کی نماز کے بعد اپنے سہو کا سجدہ کر لیا تو امام کے سہو کا سجدہ نہ کرے۔

[illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [

فی الفصل الذی یلیه سجد تا السهو ان سلم فی آخر صلوته قبل ان یسجد للسهو ویخرجه عن الصلوة خروجا موقوفا فینتظر انه ان سجد للسهو بعد ذلك السلام یحکم بان لم یخرج عن الصلوة وان لم یسجد بل رفض الصلوة یحکم بانه قد کان خرج عنها حتی ان سلم ثم اقتدی به انسان ثم سجد للسهو یکون الاقتداء صحیحا ولو لم یسجد بل رفض الصلوة لم یصح الاقتداء واذا سلم ثم لحقه ثم سجد یحکم ببطلان وضوئه اذ لحقه ثم وجدت فی خلال الصلوة۔ انتهی

ترجمہ: جب امام نماز پڑھے اور سہو واجب کرنے والی کوئی بات کرے پس نماز میں سلام پھیر دے پھر سہو کے سجدے کرنے سے پہلے نماز سے باہر ہو جائے تو سجدہ سہو کرنا موقوف ہو جائے گا اب دیکھا جائے گا اگر امام نے سلام کے بعد سجدہ سہو کیا تو حکم لگایا جائے گا کہ وہ نماز سے باہر نہیں ہوا اور اگر سجدہ سہو نہ کیا بلکہ فوراً نماز توڑ دی تو حکم لگایا جائے گا کہ وہ نماز سے باہر ہو چکا ہے یہاں تک کہ اگر امام بھی سلام پھیرنے سے پہلے کسی نے اس کے پیچھے اقتدا کی پھر امام نے سجدہ سہو کیا تو یہ اقتدا صحیح ہوگی اگرچہ امام نے سجدہ سہو نہ کیا ہو بلکہ نماز توڑ دی ہو تو اقتدا صحیح نہ ہوگی اور اگر امام نے سلام پھیرا پھر اس کے ساتھ کسی نے اقتدا کی پھر سجدہ سہو کیا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس نے اقتدا کی ہے نماز میں پھر نماز سے باہر ہو جانے کے بعد۔

اصل عبارت یہ ہے کہ اگر امام نے سلام کے فوراً بعد کسی سے بات کی یا کسی نے امام کو کوئی بات کہی یا امام کو یاد آیا کہ اس نے نماز میں کچھ زیادتی کی ہے یا کوئی اور ایسی بات ہو گئی جس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے تو سجدہ سہو کرنے سے پہلے پہلے نماز سے باہر ہو جائے گا اب دیکھا جائے گا کہ امام نے سجدہ سہو کیا یا نہیں اگر کیا تو نماز سے باہر نہیں ہوا اور اگر نہیں کیا تو نماز سے باہر ہو گیا اور اس کا وضو ٹوٹ گیا اور اس کے پیچھے جو شخص اقتدا کرے گا اس کی اقتدا صحیح نہیں ہوگی اور اگر امام نے سلام پھیرا پھر کسی نے اقتدا کی پھر سجدہ سہو کیا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس نے نماز میں اقتدا کی ہے پھر نماز سے باہر ہو جانے کے بعد۔

ونولم يسجد بل رفض لم يبطل وصح وديو سلم ثم اتى بركعة تم سجد للسهو صار هذا الفرض اربعا لان نية الاقامة لا تنت في خلال الصلوة ونولم يسجد بل رفض لم يصر فرضه اربعا لان نية الاقامة وجدت بعد الصلوة وسلم بنية القطع بطل نيته حتى يكون تحريمته باقية كما مر شك اول مرة استانف وان كثر احذ بالاكثر واحب على ظنه لانه اذا كثر كان في الاستيناف حرج وان لم يغلب احذ بالاقل وتحدى كل موضع ظنه اخر صلاته.

ترجمہ۔ اور اگر بھول کر سلام پھیرا یا کلام کیا یا کھانا پینا شروع کیا یا قبلہ سے پھر گیا یا نماز توڑ دی تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہے اور اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز باطل ہو گئی اور اگر سجدہ سہو کرنے کے بعد کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے

یعنی ان شک انہ صلی ثلث رکعات او اربع رکعات و لم یغلب علی ظنہ احدھما

اخذ بالاقل وھو ثلث لکن یقعد ثم یصلی رکعۃ اخری وانما یقعد لانہ

یمکن ان یکون اخر صلاتہ والقعدۃ الاخیرۃ فرض وقولہ علی ظنہ اخر

صلاتہ لیس المراد بالظن رجحان احد الطرفین بل المراد ھو الاعم لان الفرض

انہ لم یغلب احد الطرفین علی الاخر

ترجمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ یعنی اگر نمازی کو شک ہوجائے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھیں یا چار رکعتیں، اور کسی طرف اس کا گمان غالب نہیں ہے تو قلیل کو لے لے جو کہ تین ہے پس وہ تین پر بیٹھے پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور بیٹھے اور یہ قعدہ اس لئے کرے گا کہ ممکن ہے کہ یہ آخری رکعت ہو اور قعدۂ اخیرہ فرض ہے اور قولہ علی ظنہ اخر صلاتہ میں ظن سے احد طرفین کا رجحان مراد نہیں بلکہ وہم مراد ہے احد الامرین کا مغلوب نہ ہونا مراد ہے یعنی ایک کا دوسرے پر غالب نہیں

حل التشکلات :۔ (۱) مسئلہ مذکورہ میں نماز میں شک ہونا چاہئے کہ رکعت گئی ہے اور یقین ہے کہ رکعت ہوئی ہے مگر شک ہے کہ تین ہوئی ہیں یا چار ہوئی ہیں شیطان کی کارستانی سے ایسا ہوتا ہے کہ نماز میں شک ہوجاتا ہے تو درست بات کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جب اپنے اندر طرفین میں شک ہو تو کم کو لے لیا کرو اور زیادہ کے بارے میں یہ سمجھو کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اس لئے اس پر عمل نہ کرو اور اس کو چھوڑ دو اس لئے کہ اگر زیادہ کو لے لیا جائے تو ممکن ہے کہ نماز میں کمی رہ جائے اور کمی رہ جانے سے نماز ہی نہیں ہوتی ہے اور اگر کم کو لیا جائے تو زیادہ کا احتمال ہے کہ ہو بھی سکتا ہے اور نہ بھی ہو سکتا ہے اور اس صورت میں جب کہ کم کو لے لیا جائے تو زیادہ کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ شیطان کی طرف سے ہے اس لئے اس پر عمل نہ کیا جائے گا اور اس کو چھوڑ دیا جائے گا اور اس کے بعد سجدۂ سہو کر لیا جائے گا اور نماز ہو جائے گی۔

(۲) مذکورہ مسئلہ میں قولہ فلیبن علی الاقل یہ ایک اجمالی مسئلہ کا جواب ہے۔ اجمالی مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں پڑھی ہیں اور کوئی ایک طرف غالب نہیں ہے تو اس صورت میں کیا کرے اس کا جواب دیا کہ اقل کو لے لے یعنی تین کو لے لے اور چوتھی رکعت پڑھ لے اور قعدہ کرے۔ اس قعدہ کے بارے میں شارح فرماتے ہیں کہ یہ قعدہ اس لئے کرے گا کہ ممکن ہے کہ یہ تین رکعتیں ہی اس کی نماز ہو اور یہ چوتھی رکعت نفل ہو اور قعدۂ اخیرہ فرض ہے اس لئے اس کا قعدہ کرے گا۔ اس کے بعد شارح فرماتے ہیں کہ قولہ علی ظنہ اخر صلاتہ میں ظن سے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک طرف کا رجحان ہو بلکہ ظن سے وہم مراد ہے یعنی اس کا وہم اس طرف ہے کہ یہ آخری رکعت ہے اور یہ وہم اس لئے مراد ہے کہ فرض یہ ہے کہ ایک طرف کا رجحان نہیں ہے اور ایک طرف کا رجحان نہ ہونا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایک طرف کا وہم ہو اور دوسری طرف کا وہم نہ ہو۔ اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ وہم کے معنی خیال کے کئے جائیں تو بھی درست ہے

باب صلوٰۃ المریض

ان تعذر القیام لمرض حدث قبل الصلوٰۃ او فیھا صلّی قاعدا یرکع ویسجد وان تعذر الی الرکوع والسجود اومأ برأسہ قاعدا وجعل سجودہ اخفض من رکوعہ ولا یرفع الیہ شیئا للسجود وان تعذر القعود اومأ مستلقیا ورجلاہ الی القبلۃ او مضطجعا ووجھہ الیھا والاول اولی وان تعذر الایماء اخرت ولا یومئ بعینیہ وحاجبیہ وقلبہ وان تعذر الرکوع والسجود لا القیام قعد واومأ وھو افضل من الایماء قائما۔

ترجمہ: بیماری کی وجہ سے اگر کھڑا ہونا ممکن نہ ہو جو بیماری کہ نماز سے پہلے پیدا ہوئی ہو یا نماز کے دوران پیدا ہوئی ہو تو بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے اور اگر رکوع و سجود کرنا بھی ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے اور سجدہ کے لئے کوئی چیز اٹھا کر اپنے سامنے نہ کرے اور اگر بیٹھنا بھی ممکن نہ ہو تو چت لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اس کی مثال کی طرح [illegible] جو قبلہ کی طرف ہو اور دونوں پاؤں قبلہ کی طرف ہوں یا کروٹ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور دونوں صورتوں میں پہلی صورت افضل ہے اور اگر اشارہ بھی ممکن نہ ہو تو نماز کو مؤخر کر دے اور اشارہ نہ کرے اپنی آنکھ سے اور نہ اپنی بھوؤں سے اور نہ اپنے دل سے اور اگر رکوع و سجود ممکن نہ ہو لیکن قیام ممکن ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور یہ افضل ہے کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھنے سے۔

حل اللغات: صلوٰۃ المریض نماز مریض کی۔ تعذر دشوار ہونا۔ القیام کھڑا ہونا۔ لمرض بیماری کی وجہ سے۔ حدث پیدا ہوئی۔ قبل الصلوٰۃ نماز سے پہلے۔ او فیھا یا نماز میں۔ صلّی نماز پڑھے۔ قاعدا بیٹھ کر۔ یرکع رکوع کرے۔ ویسجد سجدہ کرے۔ الی الرکوع والسجود رکوع و سجود کی طرف۔ اومأ اشارہ کرے۔ برأسہ اپنے سر سے۔ جعل بنائے۔ سجودہ اپنا سجدہ۔ اخفض زیادہ جھکے۔ من رکوعہ اپنے رکوع سے۔ ولا یرفع نہ اٹھائے۔ الیہ اپنی طرف۔ شیئا کوئی چیز۔ للسجود سجدہ کے لئے۔ وان تعذر اگر دشوار ہو۔ القعود بیٹھنا۔ مستلقیا چت لیٹ کر۔ رجلاہ اپنے دونوں پاؤں۔ القبلۃ قبلہ۔ مضطجعا کروٹ لیٹ کر۔ وجھہ اپنا چہرہ۔ الیھا قبلہ کی طرف۔ والاول اولی پہلی صورت افضل ہے۔ الایماء اشارہ کرنا۔ اخرت مؤخر کر دے۔ ولا یومئ اشارہ نہ کرے۔ بعینیہ اپنی آنکھ سے۔ وحاجبیہ اپنی بھوؤں سے۔ وقلبہ اپنے دل سے۔ الرکوع رکوع کرنا۔ القیام کھڑا ہونا۔ قعد بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اومأ اشارہ کرے۔ وھو افضل یہ افضل ہے۔ من الایماء اشارہ سے نماز پڑھنے سے۔ قائما کھڑے ہو کر۔

حل الشکلات: صلوٰۃ المریض مریض کی نماز کو باب سے اضافت بیانیہ ہے اس کی مناسبت یہ ہے کہ مریض بھی مجبور ہوتا ہے۔ جس میں کھڑا ہونا قصداً نہیں پایا جاتا ہے اس کا حکم کریم صلوٰۃ سے بیان فرمایا ہے اور مسافر کی ہیئت سے اس کی ہیئت اور رکوع قلب صلوٰۃ مریض میں کھڑا ہونا فرض کے علاوہ باقی ہیئت کے علاوہ باقی ہیئت میں مسافر کی صورت تامہ کا حکم دیا ہے اس لئے دونوں میں مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ تعذر القیام کھڑا ہونا دشوار ہونا۔ قیام کا مرض کی نسبت سے کثرۃ تردد ہے۔ اور اس کو بیان میں مقدم کیا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیمار ہو جائے اور اس کی وجہ سے کھڑا ہونا ممکن نہ رہے تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود کرے۔ یعنی جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن مکروہ ہے ہاں اگر کھڑا ہونے سے بیماری بڑھ جائے یا دیر میں اچھا ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا پھر کھڑا ہونے پر قادر ہو گیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے سے کوئی شخص گزرا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

لان المقصود اقرب من المقصود وهو مقصود بالذات بالقصد الاول

وابی یوسف و ماعندہ محمد فالمعتبر رکوعات ان کن سجوب وقمت
صلوات تسقط وقولہ وان زاد ساعۃ ای زمانا لا ما یتعارفہ المنجمون۔
وعبارۃ المختصر ھکذا وان تعذر اقم القیام ومأ برأسہ قاعدا ان قدر
ولا معہ فھو احب وجعل سجودہ اخفض من رکوعہ ولا یرفع الیہ شیئا یسجد
علیہ والا فعلی جنبہ ستوجھا الی القبلۃ او ظھرہ کذا وذا ولی والا یماء برأسہ
فان تعذر اخرت ومولی صح الی اخرہ

ترجمہ: اور یہ امام کے ایک دلالت ہے جس پر ہم نے اوپر کے وقات کو محمول کیا ہے اور فرمایا ہے اور فرمایا ہے اور
مانے پر اور فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر حالت جو کہ میں ہے اس پر صرف کیا ہے اس پر صرف کیا ہے اس کی عبارت یوں ہے اور یہ
اور اگر اشارہ کرنا ان کے اور اگر اشارہ کرنا ان کے اور اگر اشارہ کرنا ان کے اور اگر اشارہ کرنا ان کے

حل اللغات: (قولہ سنۃ) یہ اس کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز ساقط ہو جائے اور (قولہ ان کن سجوب) صحیح جو ہے اس کو کہتے ہیں
جس کے بجا لانے پر ثواب حاصل ہو اور اس کے نہ کرنے پر عذاب ہو اور (قولہ وقمت صلوات) کو کہتے ہیں وہ نماز جس
پر ساتھ کسی چیز کے کوئی خاص وقت مقرر کیا گیا ہو اور (قولہ ساعۃ) کہتے ہیں ایک ٹکڑے کو جو کہ دن اور رات میں سے لیا گیا ہو
اور (قولہ منجمون) کہتے ہیں ان لوگوں کو جو کہ ستاروں کے علم کے ساتھ مشغول ہوں اور (قولہ ان قدر) کہتے ہیں اس کو
جو کہ قادر ہو اور (قولہ ولا معہ) کہتے ہیں اس کو جو کہ قادر نہ ہو اور (قولہ اخفض) کہتے ہیں اس کو جو کہ نیچا ہو اور (قولہ
یسجد علیہ) کہتے ہیں اس کو جس پر سجدہ کیا جائے اور (قولہ ستوجھا) کہتے ہیں اس کو جو کہ متوجہ ہو اور (قولہ
اخرت) کہتے ہیں اس کو جو کہ پیچھے کیا گیا ہو اور (قولہ مولی) کہتے ہیں اس کو جو کہ پھیرا گیا ہو اور (قولہ صح الی اخرہ)
کہتے ہیں اس کو جو کہ درست ہو گیا ہو

شرح: (قولہ وان زاد ساعۃ) یعنی اگر نماز میں ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ لا ما یتعارفہ
المنجمون) یعنی ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ وعبارۃ المختصر ھکذا) یعنی اگر نماز میں
ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ وان تعذر اقم القیام) یعنی اگر نماز میں ایک ساعت کا اضافہ
کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ ومأ برأسہ) یعنی اگر نماز میں ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے
اور (قولہ قاعدا ان قدر) یعنی اگر نماز میں ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ ولا معہ فھو احب)
یعنی اگر نماز میں ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ وجعل سجودہ اخفض من رکوعہ) یعنی
اگر نماز میں ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ ولا یرفع الیہ شیئا یسجد علیہ) یعنی اگر نماز
میں ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ والا فعلی جنبہ ستوجھا الی القبلۃ او ظھرہ کذا وذا ولی
والا یماء برأسہ) یعنی اگر نماز میں ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے اور (قولہ فان تعذر اخرت ومولی
صح الی اخرہ) یعنی اگر نماز میں ایک ساعت کا اضافہ کیا جائے تو نماز درست ہے

ای ان تعذر الرکوع والسجود معا قاعدا او ما قائما ان قدر علی القعود ولا معه
ای لا مع القیام ای ان تعذر الرکوع والسجود لا القیام فالایماء قاعدا
اصح وقوله والا فعلی جنبه ای وان لم یقدر علی القعود او ما علی جنبه
متوجها الی القبلة وعلی ظهره متوجها بان یکون رجلاه الی القبلة وقوله و
الایماء مبتدأ وبالرأس خبره۔

ترجمہ:۔ یعنی اگر قیام کی طاقت کے ساتھ رکوع و سجدہ متعذر ہوں تو بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اگر بیٹھ کر پڑھ سکے قیام کی طاقت رکھتے ہوئے اور اگر رکوع و سجود اشارے سے پڑھنا دشوار ہو تو بیٹھ کر اشارے سے پڑھے اور بیٹھ کر قعود و سجدے سے قیام زیادہ قریب ہے اور سجدہ مقصود ہے اس لئے اگر سجدہ اشارے کے ساتھ تعلیم پائے اور اگر قعود پر قدرت نہ ہو تو کروٹ پر لیٹ کر بلکہ طرف متوجہ ہو کر اشارے سے پڑھے یا اس طرح چت لیٹ کر پڑھے کہ اس کے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور اشارہ کا تون والا ایماء مبتدا اور بالرأس اس کی خبر ہے۔

حل الکلمات:۔ رقیدہ کمزور رشتہ، چانچہ۔ اس صورت میں جو ان نمازوں کا ادا کرنا ہے اس سے مراد ان مجبوروں کی ایک سات ہیں ایک مطلق قدرت ہے اصل وبنیاد سب ہی کیوں نہ ہو۔

ملا قولہ (الا بالرأس) یعنی بھاں اشارہ سے نماز پڑھنے کا حکم ہے وہاں اشارہ سے ہی کیا جائے گا دوسرے کسی چیز مثلاً آنکھ یا حاجب وغیرہ سے اشارہ کرنا درست نہیں ۱۲ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

باب سجود التلاوة

هو سجدة بين تكبيرتين بشرط الصلوٰة بلا رفع يد وتشهد وسلام و
فيها سجدة السجود وتجب على من تلا آية من أربع عشرة في آخر الأعراف
والرعد والنحل وبني إسرائيل ومريم والأولى من الحج لا آخر ص وعن الثانية
وهي قوله تعالى واركعوا واسجدوا وأن لا سجدة عند أحد والشافعي
في كل موضع من القرآن قرن الركوع بالسجود يريد به الصلاة.

ترجمہ ... وہ سجدہ ہے دو تکبیروں کے درمیان شرط ہے اس کا نماز ہونا بغیر رفع یدین کے اور تشہد اور سلام اور اس میں سجدہ سجود ہے اور واجب ہوتا ہے اس پر جس نے تلاوت کی آیت کی چودہ جگہوں میں سے آخر اعراف اور رعد اور نحل اور بنی اسرائیل اور مریم اور اول حج نہ آخر ص اور ثانیہ حج وہ قولہ تعالیٰ ارکعوا واسجدوا اور نہیں ہے سجدہ تلاوت کا ہمارے نزدیک کسی آیت میں اور شافعی نے کہا ہر موقع قرآن کا جہاں رکوع کے ساتھ سجود کا ذکر ہے اس سے مراد نماز ہے۔

اصل تشریح ... یہ کہ سجود تلاوت کا حکم سجدہ صلبیہ کا سا ہے کہ اس میں بھی وہ شرائط ہیں جو نماز کے سجدہ میں ہیں مثلاً طہارت بدن و مکان و ستر عورت و استقبال قبلہ و نیت و تکبیر تحریمہ و قیام و قعود و قرأت و رکوع و سجود و قعدہ و سلام اور جو چیزیں نماز کے منافی ہیں وہ اس کے بھی منافی ہیں مثلاً کلام و عمل کثیر و حدث و کشف عورت و استدبار قبلہ وغیرہ وغیرہ۔

قولہ تعالیٰ ... اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سجدہ تلاوت کا وجوب اس وقت ہوتا ہے جب کہ سجدہ کرنے والا وہ شخص ہو جو آیت کا سننے والا ہے یا پڑھنے والا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس بات کی طرف بھی

وَاقْرَأْ وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ فِي رِوَايَةٍ عَشَرَةٌ أَيْضًا فِي الْحَجِّ عِنْدَنَا إِحْدَى سَجْدَةً وَفِي الْحَجِّ عِنْدَهُ سَجْدَتَانِ وَعِنْدَ مَالِكٍ لَا سَجْدَةَ فِي الْمُفَصَّلِ وَعِنْدَ أَحْمَدَ "سَجْدَةً"

فعند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھو قولہ تعالیٰ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ
وبہ اخذ الشافعی وعند ابن مسعود رضی اللہ عنہ ھو قولہ تعالیٰ وَھُمْ
لَا یَسْئَمُوْنَ فاخذنا بھذا احتیاطا فان تاخیر السجدۃ جائز لا تقدیمہ
اومسمعھا وان لم یقصدہ ای السماع تلا الامام سجدۃ المؤتم معہ او
ان لم یسمعہ وان تلا المؤتم لم یسجد اصلا ای لان الصلوٰۃ ولا ان بعدھا او
سجدۃ السامع الخارجی سمع الصلی ممن لیس معہ سجد بعدھا ولو
سجد فیھا اعادھا لا الصلوٰۃ سمعھا من امامہ لم یدخل معہ او دخل فی
رکعۃ اخری سجد لا فیھا وان دخل فی تلک الرکعۃ ان کان ای الدخول
قبل سجود امامہ سجد معہ والا لا یسجد

ترجمہ: یا سنا صورت حال رضی اللہ عنہ کے نزدیک قولہ تعالیٰ ان کنتم ایاہ تعبدون پر سجدہ ہے (یعنی تلاوت میں سجدہ کیا جائے) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک (اور یہی مسلک امام شافعی کا ہے) اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس سے مراد قولہ تعالیٰ وھم لا یسئمون ہے (یعنی سجدہ تلاوت میں ان کی تعمیل عبادت کا ذکر ہے) پس ہم نے احتیاط اس کو لیا کہ سجدہ میں تاخیر تو جائز ہے مگر تقدیم جائز نہیں ہے۔ (اب سجدہ تلاوت کس پر ہے اس کو بیان فرماتے ہیں) یا سنا سجدہ کرنے کا قصد نہ کیا ہو (یعنی آیت سجدہ کی تلاوت کسی اور مشغلہ کے ساتھ ہو رہی ہو) اور امام نے اگر یہ آیت سجدہ پڑھی ہو (یعنی امام نے تلاوت کی تو اس کا سننا مؤتم کے لئے سجدہ تلاوت کے وجوب کا سبب نہیں ہے) تو مؤتم پر سجدہ تلاوت واجب ہے (اور اگر امام کے ساتھ شریک نہیں ہوا) تو نماز کے بعد سجدہ کرے اور نماز کے بعد سجدہ کرنا تو درکنار اگر مؤتم نے امام سے آیت سجدہ سنی ہو (یعنی امام نے تلاوت کی ہو) اور مؤتم نے سجدہ نہ کیا ہو تو نماز کے بعد سجدہ کرنا بھی ساقط ہو جاتا ہے (اور اگر امام نے آیت سجدہ پڑھی اور مؤتم نے نہ سنی ہو) یا سنا ہو مگر سجدہ کا قصد نہ کیا ہو (یعنی دوسرے مشغلہ میں مشغول ہو) یا سجدہ کا قصد کیا ہو مگر سجدہ نہ کیا ہو (یعنی قصد کیا ہو مگر سجدہ نہ کیا ہو) یا سجدہ کیا ہو مگر امام کے ساتھ نہ کیا ہو (یعنی قومہ میں سجدہ کیا ہو) لیکن امام نے سجدہ میں اس کا ساتھ نہ دیا ہو

(ماخوذ) یہ عبارت تو سجدہ تلاوت کے متعلق ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور امام کسی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اس شخص نے اس طرح مشغول ہونے کی وجہ سے نہ تو سجدہ کا قصد کیا ہو اور نہ سجدہ کیا ہو تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے اور اگر اس نے سجدہ کا قصد کیا ہو یا سجدہ کیا ہو تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے (اور اگر اس نے سجدہ کا قصد کیا ہو یا سجدہ کیا ہو تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے)

و سجدة الصلوية ما تقضى لعارضها اى السجدة التلاوة التى تحملها الصلوة لا تقضى خارج الصلوة وانما تلك تحملها الصلوة ولم تقل التى وجبت فى الصلوة اعتبارا لما وجبت فى الصلوة او تحمل اداء اذا تحملها الصلوة كما اذا صلى الفجر بغير وضوء ثم تذكر فى الوقت يقضى الفجر مع الوضوء

امامه واقتدى به فى ركعة اخرى تلاها ثم شرع فى الصلوة واعادها كفته سجدة واحدة

وان تلاها وسجد ثم شرع فيها واعاد سجدة اخرى لان فى الصورة الاولى لما صارت تبعا للصلوتية وانه لم يقعد الجلس وفى الصورة الثانية لما سجد قبل الصلوة لا يقع ما وجبت فى الصلوة فقط ولقد اختصروا ان اعاد فى مجلس اداء فى صورة كفى سجدة

ترجمہ سجدہ نماز سجدہ صلوۃ ہے جو نماز کے عارض ہونے کی وجہ سے نماز میں لازم ہوا یعنی سجدہ تلاوت جو نماز کے لاحق ہونے کی وجہ سے نماز میں لازم ہوا نماز سے خارج ہونے کے بعد قضا نہیں ہوتا بلکہ نماز ہی اس کو لازم ہوتی ہے اور یہ نہیں کہا کہ جو نماز میں واجب ہوا اس کا اعتبار کرتے ہوئے اور اگر نماز اس کو لازم ہوتی ہے تو ادا ہوتا ہے جیسا کہ کوئی شخص بغیر وضو کے نماز پڑھ لے پھر اس کو یاد آئے تو وقت میں فجر کی نماز کو وضو کے ساتھ قضا پڑھے گا

اور اگر امام کے پیچھے اقتدا کی اور امام نے ایک رکعت میں سجدہ تلاوت کیا پھر امام نماز میں مشغول ہوا اور سجدہ کو لوٹایا تو ایک سجدہ کافی ہے

اور اگر امام نے سجدہ تلاوت کیا پھر نماز میں مشغول ہوا اور سجدہ کو لوٹایا تو دوسرا سجدہ کرے گا کیونکہ پہلی صورت میں سجدہ نماز کے تابع ہو گیا اور یہ نہیں بیٹھا اور دوسری صورت میں سجدہ نماز سے پہلے کیا ہے پس نماز کا سجدہ نہیں ہوا

اور اگر نماز میں سجدہ تلاوت کیا پھر نماز میں سجدہ کو لوٹایا تو ایک سجدہ کافی ہے اور اگر نماز سے باہر سجدہ کو لوٹایا تو ہر مجلس میں ایک سجدہ کافی ہے

حل لغات: [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] کی طرف [illegible]

الی قرأتی سبب الصلوٰۃ ثم اعادھا فی الصلوٰۃ وفہم من تعمیمہ انہ لو کرر فی الصلوٰۃ ان الاولی فی غیر الصلوٰۃ کررھا فی مجلس کفتہ سجدۃ ولا فرق بین ما اذا قرأ مرتین ثم سجد او قرأ وسجد ثم قرأھا فی ذلک المجلس ثم ھذا ان کررھا فی رکعۃ واحدۃ تکفی سجدۃ واحدۃ سواء سجد لھا او لا وان لم یسجد وان کررھا فی رکعۃ اخری ھکذا عندھما یوسف خلافا لمحمد وان سجد لھا ای لایۃ السجدۃ او للمجلس الا ای قرأ یتین فی مجلس واحد او ایۃ واحدۃ فی مجلسین لا تکفی سجدۃ واحدۃ۔

ترجمہ: ...اور اگر میں نے آیت سجدہ کو پڑھا پھر اس کو نماز میں لوٹایا ... اور اگر میں نے آیت سجدہ کو پڑھا پھر اس کو نماز میں لوٹایا ... اور اگر میں نے آیت سجدہ کو پڑھا پھر اس کو نماز میں لوٹایا ...

ترجمہ: ...اور اگر میں نے آیت سجدہ کو پڑھا پھر اس کو نماز میں لوٹایا ... اور اگر میں نے آیت سجدہ کو پڑھا پھر اس کو نماز میں لوٹایا ... اور اگر میں نے آیت سجدہ کو پڑھا پھر اس کو نماز میں لوٹایا ...

والسجود والانتقال من خصم الى غيره تبديل واسد ابالثوب ان يغير الحائط والارض خشبات ليسوى فيما سد بي الثوب ان ذهابه و مجيئه فان مجلسه يتبدل بالانتقال من مكان الى مكان وتجب اخرى اى على السامع لو تبدل مجلس السامع دون التالي لانه لا تجب سجدة اخرى على السامع ان تبدل مجلس التالي دون السامع و اختلوا المجلس هنا يتبدل بالشروع في امر اخر وبالانتقال من مكان الى مكان لا يتحد من حكما امر واحد واما السجدة فلها حكم مكان واحد.

ترجمہ: اور سجدہ کپڑے کا اور انتقال کرنا خصم سے غیر کی طرف تبدیل ہے اور سد کرنا کپڑے کا یہ ہے کہ دیوار اور زمین پر لکڑیاں رکھ دے تاکہ ان کے ذریعہ کپڑے کا جانا اور آنا درست ہو جائے اور سامع کی مجلس تالی کی مجلس سے بدل جاتی ہے اس لئے کہ تالی کی مجلس بدلنے سے سامع پر دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے اور مجلس کا بدلنا ایک امر کے شروع کرنے سے اور ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف انتقال کرنے سے ہوتا ہے اور ایک مکان میں متعدد سجدوں کا حکم ایک امر کا ہوتا ہے اور سجدہ کا حکم ایک مکان کا ہوتا ہے۔

تشریح: [illegible] اور سجدہ کپڑے کا اور انتقال کرنا خصم سے غیر کی طرف تبدیل ہے اور سد کرنا کپڑے کا یہ ہے کہ دیوار اور زمین پر لکڑیاں رکھ دے تاکہ ان کے ذریعہ کپڑے کا جانا اور آنا درست ہو جائے اور سامع کی مجلس تالی کی مجلس سے بدل جاتی ہے اس لئے کہ تالی کی مجلس بدلنے سے سامع پر دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے اور مجلس کا بدلنا ایک امر کے شروع کرنے سے اور ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف انتقال کرنے سے ہوتا ہے اور ایک مکان میں متعدد سجدوں کا حکم ایک امر کا ہوتا ہے اور سجدہ کا حکم ایک مکان کا ہوتا ہے۔

بدلالة صحة الاقتداء في غصن شجرة واحدة ملك مختلفة في طائر
الرابية وفي دوية القوارير مكان واحد والقيام هيئة يتبدل المجلس
بخلاف الجنازة فان القيام ثمة دليل الاعراض وكره ان ترك قعدة اي
سرك ايقاع قعدة وقراءة ما في نورة لانه يشبه الاستنكاف لمكة

اى لايكره قراءة آية السجدة وترك باقى السورة وندب ضم آية أو آيتين قبلها اليها دفعا لتوهم التفضيل واستحسن اخفاؤها عن السامع لئلا تجب على السامع فانه ربما يكون السامع غير متوضئ.

ترجمہ:۔ یعنی آیت سجدہ کا پڑھنا اور باقی سورت کو چھوڑ دینا مکروہ نہیں ہے اور مستحب یہ ہے کہ آیت سجدہ سے قبل کی ایک یا دو آیتیں اس سے ملا لیں تاکہ تفضیل کا وہم نہ ہو (یعنی سجدہ آیت سجدہ کا افضل ہوں کیونکہ اس پر سجدہ واجب ہے) اور آیت سجدہ کا مخفی پڑھنا مستحب ہے تاکہ سامع پر سجدہ واجب نہ ہو کیونکہ سامع بسا اوقات بے وضو ہوتا ہے (اس لیے اس پر واجب نہیں ہوگا)

حل اللغات:۔ (مقیہ مرگذشتہ الجہر میں معروف تاخیر میں پڑھ چکا ہو، ہوگا اس لئے کہ ایک آیت پر اکتفا نہ کرے جیسا کہ گزر چکا ہے)

اعراب:۔ ہذا ہم نے خود ذہب، فاء لیہا اسکے بعد ہے کہ عربی آیت سجدہ ہی۔ پڑھے کہ اس کے ساتھ ایک یا دو آیتیں شروع کرے اور ملا لے۔ اس لئے کہ اگر صرف آیت سجدہ کا پڑھنا مکروہ ہوتا تو پھر اس طرح پڑھنے سے اس آیت کو اس کے آس پاس والی آیتوں پر فضیلت دینا سمجھا جاتا ہے اگرچہ اس نیت سے نہ پڑھے اور اگرچہ حقیقت میں ایک دوسرے سے بعض آیتوں کو بعض پر فضیلت حاصل ہو۔ اور بہتر صورت یہ ہے کہ آیت سجدہ کے ساتھ ملانے کے لئے دو آیتیں پڑھے تاکہ دوسرے سے جس کی آیتوں میں کمی ہو، پورا ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ سننے والا اس وقت نماز پڑھ رہا ہوگا۔ اگر وہ نماز میں ہو تو اس کے بھول جانے کا خطرہ ہے اور اگر وہ نماز میں نہ ہو تو اس کے نماز میں جانے کا اندیشہ ہے اور اس طرح آیت سجدہ، تلاوت کرنے والے کے لئے بہتر ہوگا

باب صلوٰۃ المسافر

هو من قصد سيرَ أو سفَ ثلثة أيام ولياليها وفارق بيوت بلده و

اعتبر في الوسط السير الإبل والراجل والبحر اعتدال الريح و

تحمل مايليق به وله رخص ندوم كانقصر الصلوة والافطار في

الصوم وان كان عاصيا في سفره حتى يدخل بلده وحتى يدخل متعلق

بقول تدوم.

ترجمہ: جو شخص سیر یا سفر کا قصد کرے تین دن اور ان کی راتوں کا اور اپنے گھروں سے جدا ہو جائے اور اپنے شہر کا حکم رکھتا ہو اور اپنے شہر کی حد سے باہر نکل جائے اور اپنے شہر کی حد سے باہر نکلنے کا اعتبار درمیانی سیر میں اونٹ اور پیدل چلنے والے کا ہے اور دریا میں اعتدال ہوا کا ہے اور اپنے ساتھ ضرورت کی چیزیں لے جائے اور اس کے لئے رخصتیں ہیں جو ہمیشہ رہیں گی جیسے نماز میں قصر کرنا اور روزہ میں افطار کرنا اور اگر سفر میں گناہ کرتا ہو تو بھی رخصتیں ہیں جب تک اپنے شہر میں داخل نہ ہو جائے اور جب تک اس کا متعلق جو قول ہمیشہ رہنے والا ہے اس کو نہ پا لے۔

شرح: لغات: ... باب اور وہ جس کے ساتھ ترجمہ کیا جائے اس میں مسائل ہوتے ہیں اور صلوٰۃ کی اضافت مسافر کی طرف اضافت لامیہ ہے اور مسافر اسم فاعل ہے سفر سے مشتق ہے اور سفر کے لغت میں معنی ہیں ظاہر ہونا اور شرع میں سفر کہتے ہیں ظاہر ہونے کو اس جگہ سے جو اس کے رہنے کی جگہ ہے اور اس کے ساتھ ہے اس کے اہل اور اس کے مال اور اس کے خدمتگار

او ینوی اقامۃ نصف شھر بمدۃ او قریۃ منھا ای من الترخص قصر فرضہ الرباعی فیقصر ان نوی اقل من نصف شھر او نوی مدۃ ما ای مدۃ الاقامۃ

وھی نصف شھر ھو ضعیفین او دخل بلدۃ ناز ما خر وجہ غدا او بعد غد

وطال مکثہ وکذا عسکر دخل ارض حرب او حاصر حصنا فیھا او اھل

البغی فی دارنا فی غیر مصر وان نوی اقامۃ مدۃ ما ای یقصر الجماعۃ المذکورۃ

وان نوی اقامۃ نصف شھر لا فھم لم یصیروا مقیمین بنیۃ الاقامۃ لاھل

اخبیۃ نووھا فی الاصح ای لا یقصر اھل اخبیۃ نوی اقامۃ نصف شھر فی

اخبیتھم لان نیۃ الاقامۃ تصح منھم فی الصحراء لان الاقامۃ اصل فلا

تبطل باتفاقھم من مرسی الی مرسی ھذا ھو الصحیح

ترجمہ: یا مسافر نے پندرہ دن اس شہر یا اس جیسے بڑے شہر یا بستی میں اقامت کرنے کی نیت کر لی ہو جس میں نماز کی شرائط پائی جاتی ہوں یا اس نے پندرہ دن سے کم اقامت کی نیت کر لی ہو یا اس نے کسی ایسی جگہ پر اقامت کی نیت کر لی ہو جس کے بارے میں اس کا گمان ہو کہ وہ کل یا پرسوں وہاں سے کوچ کر جائے گا لیکن اس کا ٹھہرنا طویل ہو گیا ہو یا اس نے کسی ایسے لشکر کی طرح اقامت کی نیت کر لی ہو جو دشمن کے ملک میں داخل ہوا ہو یا کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہو یا اہل بغی کے ساتھ ہمارے ملک میں کسی غیر شہر میں اقامت کی نیت کر لی ہو اور اس نے پندرہ دن کی نیت کی ہو یعنی کوئی مدت مقرر کی ہو تو اوپر ذکر کی گئی جماعت کے لوگ قصر کریں گے اور اگر پندرہ دن کی نیت کی ہو تو وہ مقیم نہیں ہوں گے صحیح مذہب کے مطابق۔ اہل خیمہ جو کہ اپنے خیموں میں پندرہ دن اقامت کی نیت کر لیں تو وہ صحرا میں اپنے خیموں میں ان کی نیت اقامت صحیح ہو جائے گی کہ اقامت اصل ہے پس ایک پڑاؤ سے دوسرے پڑاؤ کی طرف منتقل ہونے سے باطل نہیں ہوگی یہی صحیح ہے۔

قولہ: یا نوی الخ۔ اقامت کی نیت پائے جانے کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس جگہ اقامت کی نیت کی جائے وہ ایسی جگہ ہو جہاں نماز کی شرائط پائی جاتی ہوں یعنی وہ شہر یا بستی ہو جس میں جمعہ و عیدین قائم ہوتے ہوں یا اس جیسا بڑا شہر ہو جس میں جمعہ و عیدین قائم ہوتے ہوں اور دوسری شرط یہ ہے کہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت کرے۔ مسافر جب اس طرح کی نیت کر لے تو اس پر پوری نماز پڑھنا لازم ہو جاتا ہے اور اس کے لئے قصر کا حکم ختم ہو جاتا ہے۔ قولہ: او قریۃ منھا۔ اس سے مراد وہ بستی ہے جس میں نماز کی شرائط پائی جاتی ہوں۔ قولہ: ای من الترخص۔ اس سے مراد قصر ہے یعنی جب وہ اقامت کی نیت کر لے تو قصر کی رخصت ختم ہو جاتی ہے۔ قولہ: قصر فرضہ الرباعی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قصر صرف چار رکعت والی فرض نماز میں ہوتا ہے دو رکعت پڑھنے والی نماز میں نہیں ہوتا اور نہ ہی تین رکعت والی نماز میں ہوتا ہے۔ قولہ: فیقصر ان نوی اقل من نصف شھر او نوی مدۃ ما۔ اس سے مراد وہ مدت ہے جس میں مسافر کے لئے قصر کرنا جائز ہے اور وہ مدت پندرہ دن سے کم ہے۔ قولہ: ای مدۃ الاقامۃ وھی نصف شھر ھو ضعیفین۔ اس سے مراد وہ مدت ہے جس میں مسافر کے لئے قصر کرنا جائز ہے اور وہ مدت پندرہ دن سے کم ہے۔ قولہ: او دخل بلدۃ ناز ما خر وجہ غدا او بعد غد۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی ایسی جگہ پر اقامت کی نیت کر لے جس کے بارے میں اس کا گمان ہو کہ وہ کل یا پرسوں وہاں سے کوچ کر جائے گا لیکن اس کا ٹھہرنا طویل ہو گیا ہو۔ قولہ: وکذا عسکر دخل ارض حرب او حاصر حصنا فیھا او اھل البغی فی دارنا فی غیر مصر۔ اس سے مراد وہ لشکر ہے جو دشمن کے ملک میں داخل ہوا ہو یا کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہو یا اہل بغی کے ساتھ ہمارے ملک میں کسی غیر شہر میں اقامت کی نیت کر لی ہو۔ قولہ: وان نوی اقامۃ مدۃ ما ای یقصر الجماعۃ المذکورۃ۔ اس سے مراد وہ لشکر ہے جو دشمن کے ملک میں داخل ہوا ہو یا کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہو یا اہل بغی کے ساتھ ہمارے ملک میں کسی غیر شہر میں اقامت کی نیت کر لی ہو اور اس نے پندرہ دن کی نیت کی ہو یعنی کوئی مدت مقرر کی ہو تو اوپر ذکر کی گئی جماعت کے لوگ قصر کریں گے اور اگر پندرہ دن کی نیت کی ہو تو وہ مقیم نہیں ہوں گے صحیح مذہب کے مطابق۔ اہل خیمہ جو کہ اپنے خیموں میں پندرہ دن اقامت کی نیت کر لیں تو وہ صحرا میں اپنے خیموں میں ان کی نیت اقامت صحیح ہو جائے گی کہ اقامت اصل ہے پس ایک پڑاؤ سے دوسرے پڑاؤ کی طرف منتقل ہونے سے باطل نہیں ہوگی یہی صحیح ہے۔

قولہ: یا نوی الخ۔ اقامت کی نیت پائے جانے کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس جگہ اقامت کی نیت کی جائے وہ ایسی جگہ ہو جہاں نماز کی شرائط پائی جاتی ہوں یعنی وہ شہر یا بستی ہو جس میں جمعہ و عیدین قائم ہوتے ہوں یا اس جیسا بڑا شہر ہو جس میں جمعہ و عیدین قائم ہوتے ہوں اور دوسری شرط یہ ہے کہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ کی نیت کرے۔ مسافر جب اس طرح کی نیت کر لے تو اس پر پوری نماز پڑھنا لازم ہو جاتا ہے اور اس کے لئے قصر کا حکم ختم ہو جاتا ہے۔ قولہ: فیقصر ان نوی اقل من نصف شھر او نوی مدۃ ما۔ اس سے مراد وہ مدت ہے جس میں مسافر کے لئے قصر کرنا جائز ہے اور وہ مدت پندرہ دن سے کم ہے۔ قولہ: ای مدۃ الاقامۃ وھی نصف شھر ھو ضعیفین۔ اس سے مراد وہ مدت ہے جس میں مسافر کے لئے قصر کرنا جائز ہے اور وہ مدت پندرہ دن سے کم ہے۔ قولہ: او دخل بلدۃ ناز ما خر وجہ غدا او بعد غد۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی ایسی جگہ پر اقامت کی نیت کر لے جس کے بارے میں اس کا گمان ہو کہ وہ کل یا پرسوں وہاں سے کوچ کر جائے گا لیکن اس کا ٹھہرنا طویل ہو گیا ہو۔ قولہ: وکذا عسکر دخل ارض حرب او حاصر حصنا فیھا او اھل البغی فی دارنا فی غیر مصر۔ اس سے مراد وہ لشکر ہے جو دشمن کے ملک میں داخل ہوا ہو یا کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہو یا اہل بغی کے ساتھ ہمارے ملک میں کسی غیر شہر میں اقامت کی نیت کر لی ہو۔ قولہ: وان نوی اقامۃ مدۃ ما ای یقصر الجماعۃ المذکورۃ۔ اس سے مراد وہ لشکر ہے جو دشمن کے ملک میں داخل ہوا ہو یا کسی قلعہ کا محاصرہ کیا ہو یا اہل بغی کے ساتھ ہمارے ملک میں کسی غیر شہر میں اقامت کی نیت کر لی ہو اور اس نے پندرہ دن کی نیت کی ہو یعنی کوئی مدت مقرر کی ہو تو اوپر ذکر کی گئی جماعت کے لوگ قصر کریں گے اور اگر پندرہ دن کی نیت کی ہو تو وہ مقیم نہیں ہوں گے صحیح مذہب کے مطابق۔ اہل خیمہ جو کہ اپنے خیموں میں پندرہ دن اقامت کی نیت کر لیں تو وہ صحرا میں اپنے خیموں میں ان کی نیت اقامت صحیح ہو جائے گی کہ اقامت اصل ہے پس ایک پڑاؤ سے دوسرے پڑاؤ کی طرف منتقل ہونے سے باطل نہیں ہوگی یہی صحیح ہے۔

وقيل لا يصح به أو أطلقهم فإن لا قامة لا يصح إلا في مصر أو نوى فقط

المعتصر وصحراء دار وهو ما لا يسكنه المحرب أو البدو بما صار من طال

مكث بدية أي يقصر الرباعي لمن أن ينوي الإقامة بصحراء دار وأما إن

حبان من أهل الخباء وهو الخيمة فإنه لا يقصر فإن نية

الإقامة منهم في صحراء دار صحيحة وما غير أهل الخباء لو نوى الإقامة

في صحراء دار لا يقصر فعلم منه أن من حاضر أهل البيوت في دار لا يصح منه

ترجمہ: ... اور اگر اس نے ایسی جگہ میں نیت کی جو شہر نہیں ہے جیسے کہ گاؤں، تو اس کی نیت صحیح نہیں ہوگی، اور اگر اس نے ایسی جگہ میں نیت کی جو شہر ہے لیکن اس میں خیمے ہیں جیسے کہ بادیہ، تو اس کی نیت صحیح نہیں ہوگی، اور اگر اس نے ایسی جگہ میں نیت کی جو شہر ہے لیکن اس میں خیمے نہیں ہیں جیسے کہ بادیہ، تو اس کی نیت صحیح ہوگی۔

شرح: ... اور اگر اس نے ایسی جگہ میں نیت کی جو شہر نہیں ہے جیسے کہ گاؤں، تو اس کی نیت صحیح نہیں ہوگی، اور اگر اس نے ایسی جگہ میں نیت کی جو شہر ہے لیکن اس میں خیمے ہیں جیسے کہ بادیہ، تو اس کی نیت صحیح نہیں ہوگی، اور اگر اس نے ایسی جگہ میں نیت کی جو شہر ہے لیکن اس میں خیمے نہیں ہیں جیسے کہ بادیہ، تو اس کی نیت صحیح ہوگی۔

نیۃ الاقامۃ اذ کان فی الصحراء وقولہ لابدار الحرب ضعف حتی قول

بصحراء دارنا فانہ جعل نیۃ الاقامۃ فی صحراء دارنا غایۃ

القصر وحکمہ الغایۃ مخالف لحکمہ الغیا فیکون حکمہ عدم القصر

لقولہ لابدار الحرب شاملا لما اذا نوی دون الخمس فیکون حکم القصر ای یقصرون فی

اقامۃ نصف شہر بدار الحرب او الباقی معہ اذا قولہ کمن طال مکثہ بلا نیۃ

لما فہم من قولہ لابدار الحرب حکم القصر قال کمن طال مکثہ ای یقصر من

طال مکثہ فی بلدۃ او قریۃ بلا نیۃ لمکث نو ثم سافر وتعد فی الاول ثم فرضہ

ترجمہ: اگر صحرا میں ہو اور مقام طلب کرنے کی نیت نہ کی ہو کیونکہ مصنف نے نیۃ الاقامۃ فی صحراء دارنا کو ترجیح دیا ہے اور قول لابدار الحرب کو ضعیف سمجھا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب قدوری نے لابدار الحرب کو غایۃ القصر کا حکم بنایا ہے اور غایۃ کا حکم غیا کے حکم کے مخالف ہوتا ہے پس اس کا حکم عدم القصر ہوگا پس صاحب قدوری کے قول لابدار الحرب میں ان کا قول اذا نوی دون الخمس داخل ہوگا پس حکم القصر ای یقصرون فی اقامۃ نصف شہر بدار الحرب او الباقی معہ اذا قولہ کمن طال مکثہ بلا نیۃ لما فہم من قولہ لابدار الحرب حکم القصر قال کمن طال مکثہ ای یقصر من طال مکثہ فی بلدۃ او قریۃ بلا نیۃ لمکث نو ثم سافر وتعد فی الاول ثم فرضہ

حل لغات: [illegible] حل مطالب: [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

وسواء انتظم السلام وشيعة عدام قبول صدقة الله تعالى وصار
نفلا وان لم يقعد بطل فرضه لو ترك القعدة وهي فرض عليه
مسافر ائتم بمقيم يتم في الوقت وبعده لا يؤمه في الوقت يتم فرضه أربعا
بالتبعية وبعد الوقت لا يتغير فرضه اصلا وفي عكسه اي في امامة المسافر
المقيم قصر مسافر وأتم المقيم ويقول صلوا يا اتموا صلاتكم فاني مسافر ويبطل
الوطن الاصلي مثله لا السفر ووطن الاقامة مثله وسفر والاصل الوطن
الاصلي هو لكن ووطن الاقامة هو موضع نوى ان يستقر فيه خمسة عشر يوما

او کرمی غیران یتخذ مسکنا او داراً فان لم یکن وطن ثم اتخذ موضعاً آخر وطناً صیر صار کل واحد منهما صالحاً لقصر الصلوٰۃ فیه لکن یبطل الوطن الاصلی الاول حتی لو دخله لا یصیر مقیماً الا بنیۃ الاقامۃ۔

ترجمہ: ... یا کرمی غیر یہ کہ اختیار کرے مکان یا گھر پس اگر نہ ہو اس کا کوئی وطن پھر بنا لے کوئی جگہ دوسری وطن تو ہو جائے ہر ایک ان دونوں میں سے صالح قصر نماز کے لیکن باطل ہو جاتا ہے وطن اصلی پہلا یہاں تک کہ اگر داخل ہو اس میں تو نہ ہوگا مقیم مگر ساتھ نیت اقامت کے۔

تشریح: ... مسافر کو اختیار ہے کہ جب تک چاہے سفر میں رہے، کبھی وطن نہ بنائے، اور اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے تو وہ جگہ اس کا وطن بن جاتی ہے، اور وہاں پوری نماز پڑھنا لازم ہو جاتا ہے، اور اگر کسی جگہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو وہ جگہ اس کا وطن نہیں بنتی، اور وہاں قصر نماز پڑھتا رہے گا۔

اگر کسی مسافر نے کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی، اور وہاں جا کر اس کا ارادہ بدل گیا، اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا، تو اس صورت میں بھی وہ جگہ اس کا وطن بن جاتی ہے، اور وہاں پوری نماز پڑھنا لازم ہو جاتا ہے، اور اگر کسی جگہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی تھی، اور وہاں جا کر ارادہ بدل گیا، اور پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا، تو اس صورت میں بھی وہ جگہ اس کا وطن نہیں بنتی، اور وہاں قصر نماز پڑھتا رہے گا۔

اگر کسی مسافر نے کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی، اور وہاں جا کر اس کا ارادہ بدل گیا، اور پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا، تو اس صورت میں بھی وہ جگہ اس کا وطن بن جاتی ہے، اور وہاں پوری نماز پڑھنا لازم ہو جاتا ہے، اور اگر کسی جگہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی تھی، اور وہاں جا کر ارادہ بدل گیا، اور پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا، تو اس صورت میں بھی وہ جگہ اس کا وطن نہیں بنتی، اور وہاں قصر نماز پڑھتا رہے گا۔

لكن لا يبطل الوطن الاصلي بالسفر حتى لو قدم المسافر الوطن الاصلي يصير مقيما بمجرد الدخول وما وطن الاقامة فانه يبطل بوطن الاقامة فانه اذا كان له وطن الاقامة ثم اتخذ موضعا آخر وطن الاقامة وليس بينهما مدة سفر لم يبق الموضع الاول وطن الاقامة حتى لو دخله لا يصير مقيما الا بالنية وكذا ان مسافر عنه وكذا ان انتقل الى وطنه الاصلي والسفر وحده لا يعيدان الفائتة اى اذا قضى فائتة السفر في الحضر يقصر وان قضى فائتة الحضر في السفر يتم۔

ترجمہ:۔ لیکن سفر کرنے سے وطن اصلی (مستقل) باطل نہیں ہوتا حتیٰ کہ اگر مسافر وطن اصلی میں داخل ہو جائے تو مقیم ہو جائے گا۔ وطن اصلی سے وطن اقامت اور وطن اقامت سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے اس لئے کہ جب اس کا ایک وطن اقامت ہے پھر دوسری جگہ کو وطن اقامت بنایا اور دونوں وطنوں کے درمیان مدت سفر جو پہلے وطن اقامت باقی نہیں رہتا یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے نیت اقامت کے بغیر مقیم نہیں ہوتا۔ اس طرح اگر اس نے سفر کیا تو جائز ہے گا۔ رہے گا وہاں سے وطن اصلی کی طرف منتقل ہو جائے سے بھی وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے (سفر اور) جس کی تعداد نیت اقامت (دنوں) کی نہ ہو (مقیم نہیں کہلاتے جب سفر کرے تو قصر پڑھے اور جب حضر کی فائتہ کو سفر میں قضا پڑھے تو پوری پڑھے۔

حل المشکلات:۔ بغیر ورد رفتہ (وہاں بس گیا) ہو گیا تھا لیکن یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اقامت کی نیت کر کے مدینہ کو اپنا وطن بنالیا تھا۔

(حاشیہ صاحب ہدایہ) قولہ فانہ یبطل الخ۔ اس کی صورت یوں ہے کہ مثلاً کوئی شخص کا رہنے والا کھانا ہے اور وہاں پندرہ روز یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی پھر کسی کام سے چلا گیا اور پندرہ دن سے کم ہی وہاں رہا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرنے تو وہاں بھی نماز پوری ہی پڑھے گا۔ اب یہ اپنے وطن اصلی (حاکھانا) کو نہ گیا ہو۔ (یہ پہلے وطن اقامت بن گیا ہو پھر اقامت کی نیت نہیں کی تو پوری نہ پڑھے بلکہ قصر کرے اس لئے کہ یہ۔ اس کا وطن اصلی نہیں بلکہ کسی وطن اقامت کا اہل ہو چکا ہے۔

(حاشیہ صاحب ہدایہ) قولہ وکذا ان انتقل الخ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص ۔ ہی ہو تو بھی پہلے کو چھوڑ کر دوسرے کو وطن اقامت بنالے جب یہ پہلا وطن ہو چکا ہے اب اگر دونوں کے درمیان مدت سفر کی مسافت ہو تو محض سفر سے وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے خواہ کسی دوسرے موقعہ کو۔ وطن اقامت بنا چکا ہو یا نہیں بنایا۔ اس طرح اگر وطن اصلی کی طرف لوٹا تو بھی وطن اقامت باطل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر پھر پہلے وطن اقامت کی طرف لوٹے اقامت کی نیت کئے بغیر وہ سب کو پورے کرے گا۔

(حاشیہ صاحب ہدایہ) قولہ وکذا ان انتقل الخ۔ یعنی اگر مسافر میں کوئی ناقص ہوتا اس کو نیت اقامت کے بعد اگر قعدہ پڑے گا تو دو ہی رکعت پڑھے گا اس طرح حالت اقامت کی نیت شدہ نماز اگر مسافر سفر میں بھی کچھ نمازوں پر رکعت ہی پڑھے گا۔ اس لئے کہ شروع ہی سے اس پر رخصت وکمیتیں عرض ہو گئیں اس لئے اداکار ہو گی۔ صاحب فتح القدیر نے فرمایا کہ جب مرض کے سبب سے مریض نماز میں قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھے گا اور اسے کہ جس پر شروع میں نماز پڑھنا واجب تھا جو مرض کے سبب سے عاجز ہو گیا اور اس پر مرض طاری ہو گئے۔ وہ اب جبکہ وہ سبب زائل ہو گیا تو اب وہ قیام کا حکم ہو گیا اور اس کو آپکے گی اور حالت صحت کی طرح بیٹھ کر نماز حالت مرض میں بھی پڑھے تو اس کا ذمہ سے ادا ہو جائے گا۔ اس طرح پڑھے گا۔

باب الجمعة

شرط وجوبها الإقامة بمصر أو فنائه وصحة الخطبة والجماعة والسلطان

والسبع وسلامة العين واليد والرجل فقد فرضان صلاها وفيها وإلا بطل

قوله متعدد فرضا تقريبا لقوله لا حد فاقطعوا الخ وشرط الاداء الخ الشرائط وهو مختلف
في تفسير المصر فعند البعض هو موضع فيه امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود
وعند البعض هو موضع اذا اجتمع اهله في اكبر مساجدهم لم يسعهم واختار الصدر
هذا القول فقال وما لا يسع اكبر مساجد اهله فهو مصر وانما اختار هذا القول
دون التفسير الاول لظهور التواني في احكام الشرع لاسيما في اقامة الحدود وفي الامصار
وما اتصل به من عدم المعالجة وسوء معاملة المصر كرخص الخمر وجمع العساكر والخروج للترفه ودفن الموتى وصلوة الجنازة ونحو ذلك

ترجمہ اور مصنف رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ [illegible] سے تعبیر فرمایا اس لئے کہ [illegible] کیا ہے کہ [illegible] کے قول [illegible] کی وجہ سے [illegible] کے قائل ہوئے اور [illegible] کے [illegible] کی وجہ سے [illegible] کے [illegible] کی وجہ سے [illegible] کے [illegible] کی وجہ سے

وجد ذات محل فى موسم للخيفة ... ير يعجبه ... لا مر لموسم ولا مرفت و

السلطان ... ونت نظر ... الخيفة خوسمى ... تنهى ... قتها

... ...

... ...

... ...

هذا عند ابی حنیفة رحمه الله واما عندهما فلابد من ذکر طویل یسمی خطبة وعند الشافعی رحمه الله لابد من خطبتین یشتمل کل واحدة منهما علی التحمید والصلوٰة و الوصیة بالتقوی والاولی علی القراءة والثانیة علی الدعاء للمؤمنین والجماعة وهم ثلثة رجال سوی الامام عندهما وعند ابی یوسف اثنان سوی الامام ان نفروا قبل سجوده بدأ بالظهر وان بقی ثلثة رجال او نفروا بعد سجوده اتمها والاذن العام ومن سلح اماما فی غیرها سلح فیها ای ان اتم فلیس لهم ان یفرادی الا فی العید فی الجمعة صحت خلافا لزفر لانها لیست بواجبة علیهم قلنا اذا حضروا وادوا صلوٰة الجمعة صارت فرضا علیهم

ترجمہ:۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے لیکن صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ایسا لمبا ذکر جو لوگوں پر گراں نہ ہو خطبہ کہا جاتا ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک دو خطبے ضروری ہیں جن میں سے ہر ایک تحمید اور درود شریف اور تقویٰ کی وصیت پر مشتمل ہو اور پہلا خطبہ قرأت پر اور دوسرا خطبہ جو مومن عورتوں کے لئے بھی ہے دعا پر مشتمل ہو اور جماعت شرط ہے اور وہ تین آدمیوں سے ہے امام کے علاوہ۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک امام کے سوا دو آدمیوں کا ہونا شرط ہے لیکن اگر امام کے سجدہ کرنے کے قبل یہ دو لوگ چلے گئے تو امام ظہر کی نماز شروع کر دے اور اگر تین مرد باقی رہ گئے یا امام کے سجدہ کرنے کے بعد دو لوگ چلے گئے تو امام جمعہ کی نماز پوری کرے گا اور ان امام شرائط کے ہوتے ہوئے عام اذن کا ہونا اور جو شخص بعد کے علاوہ جماعت میں امام بننے کے لائق ہو وہ جمعہ میں جماعت کے لائق ہے اور اگر امام نے ایسی جگہ میں یا ایام میں جمعہ پڑھایا جو جمعہ کے لئے صحیح نہیں تو جمعہ کے لئے اس کا اقتداء کرنا صحیح نہیں اور مقتدیوں پر جمعہ واجب ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب یہ لوگ جمعہ میں حاضر ہو جائیں اور ادا کر لیں تو ان پر جمعہ فرض ہو جاتا ہے۔

حل اللغات:۔ (فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ کی جمعہ بیان کرتے ہوئے تقریر و تشریح سے ماخوذ) اعلام بیان کرنا۔ آیات قرآنیہ میں سے کسی آیت کو پڑھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(حاشیہ صدیقی) قولہ عند ابی حنیفة الخ یعنی صرف ایک تسبیح کی مقدار کافی ہوتا ہے۔ صاحبین کے نزدیک یہ کم سے کم کتنی مقدار فرض ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی کوئی آیت مطلق ہے جمعہ کی اذان مقدار سے اس کی فرضیت ادا ہونے کی علت خطبہ کا قبول ہونا کہ جیسے عام امام میں خطبہ کا پایا جانا جیسے کہ صاحبین کا مذہب ہے خطبہ میں حمد و ثنا اور درود کے بیان جلسہ کرنا۔ دو خطبوں میں حمد و ثنا کی تکرار اور نیز جہر درود اور دعا کا ذکر کرنا اور خصوصاً خلفاء تابعین صحابہ کے حق میں خصوصاً دعا کرنے کے حق میں خصوصاً دعا وغیرہ پر خطبے کا مشتمل ہونا جیسے امام شافعی کا مذہب ہے سب ہم سے کے نزدیک سنت ہے۔

قولہ فرد والاذن العام یہ بھی شرائط میں سے ایک شرط ہے مطلب یہ ہے کہ جماعت جمعہ کی نماز پڑھنے والے آدمی کے ترجمہ کی تکرار پڑھنے کی عام اجازت ہو جس کی شرکت عام ہو یعنی کسی مسجد کے دروازے کھول دیئے جائیں لیکن یہ بھی ہے کہ جماعت کرنے والے امام کو اجازت دی ہوئی ہو اور اجازت دینے والے کو اصحاب قدوری نے جماعت کہا ہے کہ کیونکہ بعض روایات میں اذن عام کے بعد نماز کی دیگر شرائط میں سے ایک شرط جماعت بھی ہے کہ جس کو زیادہ روایات جماعت کی اقلیت میں گنا گیا ہے۔ میرے خیال میں وقت ضروری نہیں ہے بلکہ ہونے کے بعد ہر ایک کو شرکت کی اجازت ہونا کافی ہے۔

وكره تعدد ومسجدون بمصر في موضعين بجماعة في معتبر بها لان الجمعة بجماعة لجماعات
لا يجوز الا جماعة واحدة ولهذا لا تجوز الجمعة عند ابي يوسف بموضعين الا
اذا كان مصره جانبان فيعبر بحكم مصرين كبغداد فيجوز حينئذ في موضعين
وتنعقد عند محمد لا بأس بان يصلي في موضعين او ثلثة سواء كان المصر
جانبان او لم يكن وبه يفتى ولما ذكر حكم المصر ذكر ما يعلم منه كراهة ظهر غير المصر
بالقرب الاذن وظهر من لا عذر له فيها قبلها اي لظهر تصح فيها
والامام فيها يبطلها اذ كما قلنا عند ابي حنيفة رحمه الله لا تبطل ظهر
الامام بقتدي ومن كما ان للشهود وسجود السهو بتهما واذا اذن الاهل تركوا

ترجمہ: مکروہ ہے متعدد ہونا جمعہ کا ایک شہر میں دو جگہ پر جبکہ وہ جگہ معتبر ہو کیونکہ جمعہ جماعت کے ساتھ جماعتوں کے ساتھ جائز نہیں ہے اور اسی وجہ سے جمعہ جائز نہیں ہے امام ابو یوسف کے نزدیک دو جگہوں میں مگر جب شہر کے دو کنارے ہوں جیسے بغداد کہ اس وقت دو جگہوں میں جائز ہوگا اور امام محمد کے نزدیک دو یا تین جگہوں میں جائز ہے برابر ہے کہ شہر کے دو کنارے ہوں یا نہ ہوں اور اسی پر فتویٰ ہے اور جب شہر کے حکم کا ذکر کیا تو اس سے معلوم ہونے والی چیز کا ذکر کیا پس فرمایا کہ ظاہر ہوتا ہے شہر کے حکم سے شہر کے قریب کی آبادی میں اذن عام کا اور ظاہر ہوتا ہے ہر اس شخص کے لئے جس کا کوئی عذر نہیں ہے جمعہ سے پہلے اس نماز کا جس کے ساتھ جمعہ صحیح ہوتا ہے اور امام اس نماز کو باطل کر دیتا ہے اور کہا ہم نے یہ بات امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک نماز باطل نہیں ہوتی امام کے فساد سے مقتدی کے فساد سے جیسا کہ شہادت اور سجود سہو دونوں کے ساتھ ہیں اور جب اذن دیا اہل نے تو چھوڑ دیا

اصل الکلام میں ہے تعدد الخ یہ اس مسئلہ کی طرف اشارہ ہے کہ جمعہ کا متعدد ہونا ایک شہر میں دو جگہ پر کہ جن کا اعتبار ہو کیسا ہے تو فرمایا کہ مکروہ ہے اور اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ جماعتوں کے ساتھ جائز نہیں ہے اور اسی وجہ سے جمعہ جائز نہیں ہے امام ابو یوسف کے نزدیک دو جگہوں میں مگر جب شہر کے دو کنارے ہوں جیسے بغداد کہ اس وقت دو جگہوں میں جائز ہوگا اور امام محمد کے نزدیک دو یا تین جگہوں میں جائز ہے برابر ہے کہ شہر کے دو کنارے ہوں یا نہ ہوں اور اسی پر فتویٰ ہے اور جب شہر کے حکم کا ذکر کیا تو اس سے معلوم ہونے والی چیز کا ذکر کیا پس فرمایا کہ ظاہر ہوتا ہے شہر کے حکم سے شہر کے قریب کی آبادی میں اذن عام کا اور ظاہر ہوتا ہے ہر اس شخص کے لئے جس کا کوئی عذر نہیں ہے جمعہ سے پہلے اس نماز کا جس کے ساتھ جمعہ صحیح ہوتا ہے اور امام اس نماز کو باطل کر دیتا ہے اور کہا ہم نے یہ بات امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک نماز باطل نہیں ہوتی امام کے فساد سے مقتدی کے فساد سے جیسا کہ شہادت اور سجود سہو دونوں کے ساتھ ہیں اور جب اذن دیا اہل نے تو چھوڑ دیا

قولہ وظهر من لا عذر له الخ یعنی جس کا عذر نہ ہو اس کے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ جمعہ سے پہلے اس نماز کا جس کے ساتھ جمعہ صحیح ہوتا ہے اور امام اس نماز کو باطل کر دیتا ہے اور کہا ہم نے یہ بات امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک نماز باطل نہیں ہوتی امام کے فساد سے مقتدی کے فساد سے جیسا کہ شہادت اور سجود سہو دونوں کے ساتھ ہیں اور جب اذن دیا اہل نے تو چھوڑ دیا

واللہ اعلم بالصواب

واذا حکم الامام حرمۃ الصلوٰۃ والسلام متی یصیر حنفیۃ واذا جس علی المنبر

اذن نابا یکل یدہ واستقبل القبلۃ

ترجمہ

وخطبتین یبتدأ فیھما بالتحمید فان خالف او اذا تکلم او اذا تکلم ائمت وصل الامام کظھر

ترجمہ: اور امام جمعہ خطبہ کہنے پر کھڑا ہو کر دو خطبے دے اور ان دونوں کی ابتدا حمد سے کرے اور یہ دونوں خطبے جمعہ کے ظہر کی طرح ہونے کے لئے جانے والے امور میں سے ہیں۔

اصل اشکال یہ ہے کہ خطبہ مرگفت ہے یا فی نفسہ جس چیز کی عادت کر دی اسی نے کہ خطبہ کی نماز جمعہ کے ساتھ ہی ادا کرنا ہے اور اس کے علاوہ نہ ہونے پر ہو گا کہ اس کی کوئی حقیقت نہ ہوگی اور اس صورت میں یہ کہنا کہ عادت نماز جمعہ کے ساتھ ہی ادا کرنا ہے اس بات کو چاہتا ہے کہ خطبہ بھی نماز ہی کے ساتھ ادا کیا جائے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ خطبہ نماز جمعہ سے پہلے ادا کیا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ خطبہ نماز جمعہ کے لئے ایک مقدمہ ہے اور مقدمہ کا حکم ذی المقدمہ کا سا ہوتا ہے اس لئے خطبہ کا حکم بھی نماز جمعہ کا سا ہوا اور اس

باب العیدین

یسن یوم الفطر ان یاکل قبل صلاته ویغتسل ویتطیب و یلبس احسن ثیابه ویؤدی فطرته ویخرج الی المصلی غیر ماش ویعجل فی طریقه ویکثر التکبیر بالمعجل ولو کبر مع غیره کبر هو ایضا ولا یتنفل قبل صلوة العید وشروط کالشروط الجمعة وهو بادائها الا الخطبة.

[illegible]

اصل استحباب عید کا قول ہے عید کی [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] اس باب میں [illegible] کے [illegible]

[illegible] عید کے دن [illegible] کھانا [illegible] پہلے [illegible] کھانا [illegible] اور [illegible] کھانا [illegible] اور [illegible] کھانا [illegible] اور

اذا عدد فصار ان صلوٰۃ العید واجبۃ وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ وھو الاصح
وقد قیل انھا سنۃ عندنا اذ ان محمدًا قال العیدان اجتمعا فی یوم واحد
فالاول سنۃ والثانی فریضۃ فاجیب بان محمدًا انما سماھا سنۃ لان وجوبھا
ثبت بالسنۃ ووقتھا من ارتفاع الضحیٰ الی زوالہ ویصلی بھم الامام رکعتین یکبر
للاحرام ویثنی ثم یکبر ثلثا ویقرأ بعد کل تکبیرۃ وصورۃ تکبیر کم مکبرا فی الثانیۃ
یبدأ بالقراءۃ ثم یکبر ثلثا ولغوی ینکرہ ویرفع یدیہ فی الزوائد ویخطب
بعدھا خطبتین یعلم فیھما احکام الفطرۃ۔

ترجمہ: ... اس عبارت سے اس کا جواب ہو گیا کہ عید کی نماز واجب ہے اور یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اور یہی صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ ہمارے نزدیک عید کی نماز سنت ہے اور یہ اس وجہ سے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو پہلی سنت ہے اور دوسری فریضہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سنت اس لئے کہا کہ اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اور اس کا وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے اور امام ان کو دو رکعت نماز پڑھائے گا تکبیر تحریمہ کہے گا پھر ثنا پڑھے گا پھر تین تکبیریں کہے گا اور ہر تکبیر کے بعد قرأت کرے گا اور دوسری رکعت میں جس طرح تکبیریں کہی ہیں اسی طرح کہے گا پہلے قرأت کرے گا پھر تین تکبیریں کہے گا اور لغوی اس کا انکار کرتا ہے اور ہر تکبیر میں رفع یدین کرے گا اور نماز کے بعد دو خطبے پڑھے گا جن میں عید الفطر کے احکام بیان کرے گا۔

قولہ ... اذا عدد فصار ان صلوٰۃ العید واجبۃ: یعنی جب ہم نے ان دلائل کو شمار کر لیا جو ہمارے نزدیک عید کی نماز کے واجب ہونے پر دلالت کرتے ہیں تو ہمارے نزدیک عید کی نماز واجب ہو گئی۔ یہ عبارت اس اعتراض کا جواب ہے کہ مصنف نے عید کی نماز کے واجب ہونے پر کوئی دلیل نہیں ذکر کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مصنف نے دلائل ذکر کئے ہیں لیکن ان کو شمار نہیں کیا۔ [باقی عبارت کا ترجمہ اور اس کی تشریح]

قولہ ... وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... وھو الاصح: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... وقد قیل انھا سنۃ عندنا: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... اذ ان محمدًا قال العیدان اجتمعا فی یوم واحد: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... فالاول سنۃ والثانی فریضۃ: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... فاجیب بان محمدًا انما سماھا سنۃ لان وجوبھا ثبت بالسنۃ: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... ووقتھا من ارتفاع الضحیٰ الی زوالہ: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... ویصلی بھم الامام رکعتین یکبر للاحرام ویثنی ثم یکبر ثلثا ویقرأ بعد کل تکبیرۃ: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... وصورۃ تکبیر کم مکبرا فی الثانیۃ یبدأ بالقراءۃ ثم یکبر ثلثا: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... ولغوی ینکرہ: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... ویرفع یدیہ فی الزوائد: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

قولہ ... ویخطب بعدھا خطبتین یعلم فیھما احکام الفطرۃ: [اس کا ترجمہ اور تشریح]

ولمن فاتته مع الامام لم يقض اى ان صلى الامام وسلم يصل رجل معه لا يقضى ويصل غدا بعذر لا بعده والاصح كالظهر احكاما لكن هنا يندب الامساك الى ان يصلى ولا يكره الاكل قبلها وهو المختار ويكبر جهرا فى طريق ويقدم فى الخطبة تكبيرات التشريق والاضحية ويصلى بعذر او بغيره ايامها لا بعدها واجتماع عيد وجمعة نسخها بالوقتين لنا بنى ليس بشئ معتبر يتعلق به الثواب فان لو توف فى مكان مخصوص وهو عرفات تلغو قربة اما ان غيره فلا.

ترجمہ: اور جس کو عید کی نماز امام کے ساتھ نہیں ملی ... اس کی قضا کرے جب امام سلام پھیر دے ... قضا نہیں ... اور عذر کی وجہ سے کل پڑھ لے ... اور بغیر عذر کے عید کے بعد نہ پڑھے ... اور صحیح یہ ہے کہ ظہر کی طرح ہے ... اور عید کی نماز کے لئے نہ کھانا مستحب ہے ... اور جہر کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے راستہ میں چلے ... اور خطبہ میں تکبیرات تشریق اور قربانی کے مسائل کو مقدم کرے ... اور عید کی نماز عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے ایام عید میں پڑھے ... اور عید کے بعد نہ پڑھے ... اور عید اور جمعہ کا اجتماع ایک روایت میں ہے کہ دونوں وقتوں میں جمعہ کی نماز کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے ... ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں جس پر ثواب کا تعلق ہو ... اگر کوئی شخص کسی مخصوص جگہ میں فوت ہو جائے اور وہ جگہ عرفات ہو تو یہ فوت ہونا قربت کو ضائع کر دیتا ہے ... ورنہ نہیں ...

اقول: ... ان فقہاء کے نزدیک عید کی نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے کے بعد شروع ہو جاتا ہے ... اور زوال تک رہتا ہے ... اس کے بعد عید کی نماز کا وقت نہیں رہتا ... اور ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے ...

اور نور الانوار میں ہے کہ عید کی نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے ... اور زوال تک رہتا ہے ... اس کے بعد عید کی نماز کا وقت نہیں رہتا ... اور ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے ... اور اگر کسی کی عید کی نماز فوت ہو جائے ... تو وہ ظہر کی نماز پڑھے ... اور عید کی نماز کی قضا نہیں ہے ... اور اگر کوئی شخص عید کی نماز کے بعد آئے ... تو وہ ظہر کی نماز پڑھے ... اور عید کی نماز کی قضا نہیں ہے ... اور اگر کوئی شخص عید کی نماز کے بعد آئے ... تو وہ ظہر کی نماز پڑھے ... اور عید کی نماز کی قضا نہیں ہے ... اور اگر کوئی شخص عید کی نماز کے بعد آئے ... تو وہ ظہر کی نماز پڑھے ... اور عید کی نماز کی قضا نہیں ہے ...

اور نور الانوار میں ہے کہ عید کی نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے ... اور زوال تک رہتا ہے ... اس کے بعد عید کی نماز کا وقت نہیں رہتا ... اور ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے ... اور اگر کسی کی عید کی نماز فوت ہو جائے ... تو وہ ظہر کی نماز پڑھے ... اور عید کی نماز کی قضا نہیں ہے ... اور اگر کوئی شخص عید کی نماز کے بعد آئے ... تو وہ ظہر کی نماز پڑھے ... اور عید کی نماز کی قضا نہیں ہے ... اور اگر کوئی شخص عید کی نماز کے بعد آئے ... تو وہ ظہر کی نماز پڑھے ... اور عید کی نماز کی قضا نہیں ہے ...

باب صلوٰۃ الخوف

اذا التقى خوف عدو جعل الامام الناس نحو العدو وصلى بأخرى ركعة ان كان مسافرا وركعتين ان كان مقيما ومضت هذه اليه اى الى العدو وجاءت تلك وصلى بهم باقى صلوته وسلم وحده وذهبت اليه اى ذهبت هذه الطائفة الى العدو وجاءت الاولى واتمت بلا قراءة ثم الاخرى بقراءة وفى المغرب يصلى بالاولى ركعتين وبالاخرى ركعة. اعلم ان المصنف لم يذكر الفجر لكنه يفهم حكمه من حكم المسافر ثنائية اعنة باحرية فى المتن.

ترجمہ: جب صلوٰۃ الخوف کے اسباب کا سامان پیدا ہو جائے تو امام لوگوں کو دشمن کی طرف کھڑا کرے اور دوسری جماعت کو ایک رکعت پڑھائے اگر وہ مسافر ہو اور دو رکعت پڑھائے اگر وہ مقیم ہو پھر جو جماعت دشمن کی طرف جائے وہ واپس آ جائے اور جو جماعت آئی ہے وہ ان کے ساتھ نماز پڑھے اور ان کے ساتھ سلام پھیرے اور یہ جماعت دشمن کی طرف جائے اور پہلی جماعت واپس آ جائے اور جو جماعت آئی ہے وہ بغیر قراءت کے نماز پڑھے پھر دوسری جماعت آئے اور قراءت کے ساتھ نماز پڑھے اور مغرب کی نماز میں امام پہلی جماعت کے ساتھ دو رکعت اور دوسری جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھے۔ معلوم ہوا کہ صحیح قول کی نماز ادا نہیں کی جاتی لیکن اس کا حکم مسافر کی طرح سمجھا جاتا ہے اس لیے ہر جماعت دو رکعت پڑھے گی اور امام کو اختیار ہے۔

قال التركماني: صلوٰۃ الخوف کا ذکر نہ کرنا اس بنا پر ہے کہ یہ صحابہ کے عام حالات کے ساتھ خاص ہے اور یہ اس لیے ہے کہ اس کا حکم مسافر کی نماز کے حکم کی طرح ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب دشمن قبلہ کی طرف ہو تو امام لوگوں کی دو صفیں بنائے ایک صف دشمن کی طرف ہو اور دوسری صف امام کے پیچھے ہو پھر امام ان کو ایک رکعت پڑھائے پھر وہ صف جو دشمن کی طرف ہے وہ آ جائے اور جو صف دشمن کی طرف ہے وہ امام کے پیچھے آ جائے پھر امام ان کو ایک رکعت پڑھائے اور امام کو اختیار ہے کہ وہ ان کو ایک رکعت پڑھائے یا دو رکعت پڑھائے اور ہر صف کو ایک رکعت پڑھائے اور ہر صف کو اختیار ہے کہ وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے یا دو رکعت پڑھے اور اگر دشمن قبلہ کی طرف نہ ہو تو امام ان

وهو ان يصلي بالخوف ركعة في الثنائية وركعتين في غيره فالثنائي يتناول الفجر
وظهر المسافر وعصره وعشاءه وغير الثنائي يتناول الثلاثي اي المغرب
وظهر المقيم وعصره وعشاءه وان زاد الخوف صلوا ركبانا فرادى بايماء
الى ما شاؤا ان عجزوا عن التوجه ويفسدها القتال والمشي والركوع.

ترجمہ: اور وہ (صلوٰۃ خوف) یہ ہے کہ امام ثنائی نماز (جیسے فجر) میں جماعت کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور غیر ثنائی (جیسے ظہر) میں دو رکعت پڑھے چنانچہ ثنائی میں فجر اور مسافر کی ظہر، عصر اور عشاء شامل ہوں گی، اور غیر ثنائی میں ثلاثی یعنی مغرب اور مقیم کی ظہر، عصر اور عشاء شامل ہوں گی اور اگر خوف زیادہ ہو جائے تو سوار ہو کر جیسا چاہیں جس طرف چاہے پڑھ لیں اشارہ سے اور پیدل چلتا اور سواری چلنا نماز کو فاسد کرتے ہیں۔

قولہ الثنائیات: جس نماز کی رکعت تین ہو جماعت کے ساتھ ادا کرے تو بھی ثنائی ہے، اور جس کی رکعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دو رکعت پڑھ کر امام اپنی جگہ سے ہٹ جائے گا تاکہ دوسرا گروہ آ کر پڑھے تو بھی ثنائی ہے، اسی طرح جس کی رکعات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کو اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہنا ہے تاکہ دوسرا گروہ آ کر پڑھے تو بھی ثنائی ہے، البتہ پہلی صورت افضل ہے اس لئے کہ اس میں چلنا کم پڑتا ہے۔

(حاشیہ مرتب) قولہ یتناول الخ: یعنی فجر، ظہر مسافر اور عصر مسافر ثنائی ہیں گے، اور مغرب، ظہر مقیم اور عصر مقیم غیر ثنائی ہیں گے، اور عشاء مسافر اور عشاء مقیم کے بارے میں اختلاف ہے کہ ثنائی ہے یا غیر ثنائی، اس لئے کہ اس کی چار رکعت کو دشمن کے مقابلہ میں ادا کیا ہے اور اسے مگر دست نماز مؤخر کرتا ہے اس لحاظ سے تو ثنائی ہونا چاہئے اور اس لحاظ سے غیر ثنائی ہونا چاہئے لیکن ترجیح کے لحاظ سے غیر ثنائی ہونا ہے۔

قولہ فرادی: اس کا عطف رکبانا پر ہے، یعنی اگر دشمن نے حملہ کر دیا اور نماز سے نکل جانے کا خوف ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو جماعت سے نماز پڑھ لے، جیسے سوار پیدل پر، فارس سے پڑھے اور اگر دشمن کے خوف سے قبلہ رخ ہونا اور رکوع و سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو اشارہ سے پڑھ لے کیونکہ قتال کا درجہ ہے ایجاب کا تو اللہ اور اللہ اور ہمارا کان تقتم فرماتا ہے کہ ایسا اس صورت میں کرے گا جب دشمن کے حملہ کا خوف ہو اور اگر حملہ دشمن پر تو کر دے تو اب یہ حملہ نہیں ہوگا بلکہ ایسے ہوگا جیسے کہ شہر سلمانان کے خلاف ہے۔

قولہ قتال یفسدہا الخ: یعنی اگر قتال کرنا اور پیدل چلنا کسی سمت میں سوار ہونا، نماز کو فاسد کر دے، لیکن حالت خوف میں اگر یہ کام نماز توڑ دیں گے۔

باب الجنائز

سُنَّ لِلْمُحْتَضَرِ اَنْ يُوَجَّهَ اِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَاُخْتُبِرَ لِاسْتِلْقَاءٍ وَيُلَقَّنُ الشَّهَادَةَ فَاِذَا مَاتَ يُشَدُّ لَحْيَاهُ وَيُغْمَضُ عَيْنَاهُ وَيُجَمَّرُ خَتَنَهُ وَكَفَنُهُ وِتْرًا وَيُوْضَعُ عَلَى الْبَطْنِ وَيُجَرَّدُ وَيُسْتَرُ عَوْرَتُهُ وَيُوَضَّأُ بِدُوْنِ مَضْمَضَةٍ وَسَتْنَشَاقٍ

ترجمہ: ۔۔۔ [illegible] کو مستحب ہے کہ [illegible] قبلہ کی طرف داہنی کروٹ پر [illegible] لیٹنے کے لئے [illegible] اور تلقین کی جائے کلمہ شہادت کی پس جب وہ مر جائے تو باندھی جائے اس کی ٹھوڑی اور بند کی جائیں اس کی آنکھیں اور دھونی دی جائے اس کے ناتے کو اور اس کے کفن کو اور طاق ہو کفن اس کا اور رکھا جائے اس کے پیٹ پر کچھ لوہا اور برہنہ کیا جائے اس کو اور ستر کیا جائے اس کی عورت کو اور وضو کرایا جائے اس کو بغیر کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کے اور [illegible]

حل لغات: ۔۔۔ [illegible] اسم مفعول واحد مذکر غائب [illegible] مصدر سے [illegible] مصدر سے [illegible] مصدر سے

خلاف سنتا الفرض فيه ومعل بسنة لو خرض وان الفراش اي
وان لم يكن فالمراد القرار ويفصل راسه ولحيته باصابعه ثم يضع على
يساره ويفصل حتى يصل الماء الى اصول شعره ثم على يمينه كذلك وانما قدم
الاضجاع على اليسار لتكون البداية في الغسل بجانب يمينه لم يجنب
مستند او يمسح بطنه برفق وباخره يغتسل ولم يعد غسله لم ينقه
بثوب ولا يقض ظفره ولا يسرح شعره وخدا الشافعي

ترجمہ ۔ اور جو جنابت سے وضو کرے اس پر سنت ہے کہ اپنے سر اور داڑھی کو خلال کرے اور اس پر فرض ہے کہ کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور اس پر سنت ہے کہ فرض کرے اور فراش سے مراد اگر فراش نہ ہو تو قرار ہے اور اپنے سر اور داڑھی کو انگلیوں سے خلال کرے پھر بائیں طرف لیٹے اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچائے پھر دائیں طرف لیٹے اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچائے اور بائیں طرف لیٹنے کو داہنی طرف لیٹنے پر مقدم کیا تاکہ غسل کی ابتدا داہنی طرف سے ہو اگر جنبی نے اپنے بدن کو ملا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا آخر میں غسل کیا اور غسل کو نہ لوٹایا اگر کپڑے سے بدن کو نہ پونچھا اور ناخن نہ کاٹے اور کنگھی نہ کرے اور یہ امام شافعی کے خلاف ہے

اصل مخلوقات ۔ اور جنابت کی وجہ سے غسل کرنے والے پر سنت ہے کہ اپنے سر اور داڑھی کو خلال کرے یعنی انگلیوں کو ان میں داخل کرے تاکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے اور اس پر فرض ہے کہ کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور اس پر سنت ہے کہ فرض کرے اور فراش سے مراد اگر فراش نہ ہو تو قرار ہے یعنی ٹھہرنے کی جگہ اور اپنے سر اور داڑھی کو انگلیوں سے خلال کرے پھر بائیں طرف لیٹے اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچائے پھر دائیں طرف لیٹے اور پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچائے اور بائیں طرف لیٹنے کو داہنی طرف لیٹنے پر مقدم کیا تاکہ غسل کی ابتدا داہنی طرف سے ہو اگر جنبی نے اپنے بدن کو ملا یا بدن پر ہاتھ پھیرا یا آخر میں غسل کیا اور غسل کو نہ لوٹایا اگر کپڑے سے بدن کو نہ پونچھا اور ناخن نہ کاٹے اور کنگھی نہ کرے اور یہ امام شافعی کے خلاف ہے

ویجعل العمامۃ علی رأسہ ویجیئہ ویقاتل عن مسجد الاسلام فلہ ازار
وقمیص ولفافۃ ۔ یستحسن لمتأخرین العمامۃ وبعضہم ازار وجبۃ و
لفافۃ ۔ خرقۃ یربط بھا شداد وقد بنتہ لہ ازار ولفافۃ وبعضہم
خمار الشبان اللفافۃ والازار ویشبہ اللفافۃ شملا ان علیہا۔

اس کے بعد ۔۔۔ اور اس کے سر پر عمامہ باندھے اور اس کے لئے ازار اور قمیص اور لفافہ ہے ۔ بعض متاخرین نے عمامہ اور ازار اور جبہ اور لفافہ مستحسن قرار دیا ہے ۔ خرقہ جس کو شداد باندھتے ہیں اور اس کے لئے ازار اور لفافہ اور بعض نے نوجوانوں کے لئے خمار اور ازار اور لفافہ مقرر کیا ہے اور لفافہ پر شملے لٹکانا مستحسن ہے۔

اس کے بعد ۔۔۔ اور اس کے لئے ۔۔۔ اور اس کے لئے ۔۔۔ اور اس کے لئے

ثم يقمص ويتوسط ثم يأخذ إزاره ثم يلفه على وسطه كذلك وهي تلبس الدرع وتجعل شعرها ضفيرتين على صدرها وتلف على رأسها خمارا فوقه ثم المئزر تحت الملاءة ويعقد بكفه أن يجيء انتشاره وصلاته فرض كفاية أي إن أدى البعض سقط عن الباقين وإن لم يؤد أحد منهم أثم الجميع وهي أن يكبر ثم يقرأ الفاتحة ثم يكبر ثم يصلي على النبي عليه السلام ثم يكبر ويدعو للميت ويثني ثم يكبر ويصلي على النبي عليه السلام ثم يكبر ويدعو

على السكات. ... وقد ... ...

ولا كراهة فيما سلف من الشافعي ولا تشهد ويقول في الصبي بصيغة الجمع

حتى يقول اللهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا ذخرا واجعله لنا شافعا ومشفعا

اي جزاء سنة وصل الحارط والفرط كمن يتقدم لورود الدواب للشرب

المشفع الذي يقبل له الشفاعة والدعاء للبالغين هذا اللهم اغفر لحينا

وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وانثانا اللهم

من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على

الايمان ثم قال في الاول الاسلام وفي الثاني الايمان لان الاسلام والايمان

ترجمہ: ... اور کوئی حرج نہیں شافعی پر ... اور نہ تشہد پڑھے اور کہے نماز جنازہ میں نابالغ بچے کے لئے ...
تاکہ کہے اے اللہ بنا دے اس کو ہمارے لئے آگے بھیجا ہوا اور بنا دے اس کو ہمارے لئے ذخیرہ اور بنا دے اس کو ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول ہونے والا یعنی اس کی شفاعت قبول ہو ... اے اللہ جس کو تو زندہ رکھے ہم میں سے تو اس کو زندہ رکھ اسلام پر اور جس کو تو وفات دے ہم میں سے تو اس کو وفات دے ایمان پر پھر کہا پہلی دعا میں اسلام اور دوسری میں ایمان کیونکہ اسلام اور ایمان ...

حل لغات: ... مشروع ہونے سے ... کلمہ ... جمع کا صیغہ ... اور نہ ... اور ... کہ ... کہ ... کہ

ولان كان احدهما يؤذن فالاسلام ينبئ عن الاخفاء ولكنه دعاني حال الحياة بالايمان والاخفاء دعاء عند الموت فقد دعي على الايمان وهو التصديق والاقرار وبالاخفاء دعي الاصل فيكون موجودا في حال الموت وبعده ويقوم المصلي بجذاء صدر الميت والاحق بالامامة السلطان ثم امام الحي ثم الولي على ترتيب العصبات ولا بأس بأن يؤذن الامامة دان صلى غيرهم بعد الولي ان شاء ولا يصلي غيره بعده ومن لم يصل عليه دفن وصلي على قبره ما لم يظن ان تفسخ وقد تذر بثلثة ايام ولم تجز لكما سبقنا

ترجمہ: اگر یہ دونوں کہیں کہ ہمارا بچہ ہی کی طرف منسوب ہے کیونکہ بعض جہات میں وہ مسلمانوں کے تابع ہوتا ہے اور اگر بچہ ان میں سے ایک کی طرف منسوب ہے تو ہم کہیں گے کہ اسلام میں بچہ کی نسبت ایمان کی طرف ہوتی ہے اور اس کی موت ایمان کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کی زندگی میں اس کو ایمان کے ساتھ پکارا جاتا ہے اور اخفاء کی نسبت موت کے وقت دعا کی طرف ہوتی ہے اور ایمان سے مراد تصدیق اور اقرار ہے اور اخفاء سے مراد اصل ہے پس اصل موت کے وقت اور اس کے بعد موجود ہوگی اور نماز پڑھنے والا میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہوگا اور امامت کا سب سے زیادہ حق دار سلطان ہے پھر امام الحی پھر ولی ہے عصبات کی ترتیب پر اور کوئی حرج نہیں اگر مؤذن امامت کرے اگر دوسرے لوگ نماز پڑھائیں ولی کے بعد اور ولی کو اختیار ہے چاہے نماز پڑھائے یا نہ پڑھائے اور جس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی جب تک اس کے پھٹنے کا گمان نہ ہو اور یہ تین دن کے بعد ہوتا ہے اور جائز نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں

حل اللغات: ۔ ینبئ۔ خبر دیتا ہے۔ دعاني۔ پکارا جاتا ہے۔ الاخفاء۔ چھپانا۔ الاحق۔ زیادہ حق دار۔ تفسخ۔ پھٹ جائے۔ تذر۔ باقی رہے۔

ترجمہ: ۔ اگر یہ دونوں کہیں کہ ہمارا بچہ ہی کی طرف منسوب ہے کیونکہ بعض جہات میں وہ مسلمانوں کے تابع ہوتا ہے اور اگر بچہ ان میں سے ایک کی طرف منسوب ہے تو ہم کہیں گے کہ اسلام میں بچہ کی نسبت ایمان کی طرف ہوتی ہے اور اس کی موت ایمان کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کی زندگی میں اس کو ایمان کے ساتھ پکارا جاتا ہے اور اخفاء کی نسبت موت کے وقت دعا کی طرف ہوتی ہے اور ایمان سے مراد تصدیق اور اقرار ہے اور اخفاء سے مراد اصل ہے پس اصل موت کے وقت اور اس کے بعد موجود ہوگی اور نماز پڑھنے والا میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہوگا اور امامت کا سب سے زیادہ حق دار سلطان ہے پھر امام الحی پھر ولی ہے عصبات کی ترتیب پر اور کوئی حرج نہیں اگر مؤذن امامت کرے اگر دوسرے لوگ نماز پڑھائیں ولی کے بعد اور ولی کو اختیار ہے چاہے نماز پڑھائے یا نہ پڑھائے اور جس کی نماز جنازہ نہ پڑھی گئی اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے گی جب تک اس کے پھٹنے کا گمان نہ ہو اور یہ تین دن کے بعد ہوتا ہے اور جائز نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں

حل المسائل: ۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو بیان کیا ہے اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ اگر بچہ کے والدین میں سے ایک مسلمان ہو تو بچہ مسلمان ہوگا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ بچہ کا اعتبار اس کے والد کے مذہب کا ہوگا اور اگر والد مسلمان نہ ہو تو بچہ کافر ہوگا اور اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی اور نہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اس کی دلیل

لا سحن هو الدليل الذي يكون في نفس الناظر بحيث يسبق إليه الذهن
فالقياس هنا ان يجوز لكنا لانه ليس بصلوة لعدم الاركان بل هو دعاء
والاستحسان انها صلوة من وجه لوجود التحريمة فلا يترك القيام من
غير عذر احتياطا وكره في مسجد جماعة ان كان بيت فيه وان كان
خارجه اختلفت الآثار اختلاف الشائع بناء على ان علة الكراهة فيه
لدفع توهم تلويث المسجد وان كان خارجه لا لتكره عندهم

ترجمہ ۔۔۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ اس کی دلیل وہ ہے جو ناظر کے نفس میں ہو کہ ذہن اس کی طرف سبقت کرے
قیاس یہ ہے کہ جائز ہو کیونکہ یہ نماز نہیں ہے رکوع وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے بلکہ یہ دعا ہے
اور استحسان یہ ہے کہ نماز ہے ایک وجہ سے کیونکہ تحریمہ پایا گیا ہے پس قیام کو بغیر عذر کے نہ چھوڑے
احتیاط کے طور پر اور مکروہ ہے مسجد جماعت میں اگر گھر میں پڑھنا ممکن ہو اور اگر مسجد سے باہر ہو
تو مکروہ نہیں ہے اختلاف آثار کا اختلاف شائع ہونے پر ہے اس بنا پر کہ کراہت کی علت
مسجد کو گندگی سے بچانے کا توہم ہے اور اگر مسجد سے باہر ہو تو مکروہ نہیں ہے

حل ۔۔۔ اشکالات ۔۔۔ (صفحہ کے بقیہ حاشیہ کا ترجمہ) ۔۔۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ اس کی دلیل وہ ہے جو ناظر کے نفس میں ہو کہ ذہن اس کی طرف سبقت کرے
قیاس یہ ہے کہ جائز ہو کیونکہ یہ نماز نہیں ہے رکوع وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے بلکہ یہ دعا ہے
اور استحسان یہ ہے کہ نماز ہے ایک وجہ سے کیونکہ تحریمہ پایا گیا ہے پس قیام کو بغیر عذر کے نہ چھوڑے
احتیاط کے طور پر اور مکروہ ہے مسجد جماعت میں اگر گھر میں پڑھنا ممکن ہو اور اگر مسجد سے باہر ہو
تو مکروہ نہیں ہے اختلاف آثار کا اختلاف شائع ہونے پر ہے اس بنا پر کہ کراہت کی علت
مسجد کو گندگی سے بچانے کا توہم ہے اور اگر مسجد سے باہر ہو تو مکروہ نہیں ہے

وعند ابی حنیفہ رحمہ اللہ لا یصلی الا علی الصبی الذی ولد حیا او استہل او عطس او بکی او ظہر منہ دلیل الحیاۃ من حرکۃ او غیرہا لان خروج اکثرہ حی فی حکم الکل عندہم ایضا ومن ولد لدون ستۃ اشہر غسل وصلی علیہ ان استہل والا فلا وان ولد فی ستۃ غسل وصلی علیہ وہو اختیار زفر رحمہ اللہ وہو ظاہر الروایۃ لانہ لا یغسل لکمال الخلقۃ وہو الاول وعلی ہذا ان استہل لا حد ابویہ او مع احدہما او استہل احدہما ثم مات او انفصل احدہما حیا ثم مات صلی علیہ.

ترجمہ: اور حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک نہیں پڑھی جائے گی مگر اس بچے پر جو زندہ پیدا ہوا ہو یا اس نے استہلال کیا ہو یا چھینکا ہو یا رویا ہو یا اس سے زندگی کی کوئی دلیل ظاہر ہوئی ہو جیسے حرکت وغیرہ کیونکہ اکثر بدن کا باہر آنا ان کے نزدیک پورے بچے کے حکم میں ہے اور جو چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا اگر اس نے استہلال کیا ہو تو اس کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی ورنہ نہیں اور جو چھ ماہ میں پیدا ہوا اس کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی یہ زفر رحمہ اللہ کا اختیار کردہ قول ہے اور ظاہر الروایۃ یہی ہے کیونکہ اس کو غسل نہیں دیا جائے گا کیونکہ اس کی خلقت مکمل ہے اور یہی پہلا قول ہے اور اسی پر ہے کہ اگر اس نے استہلال کیا ہو ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ یا ماں باپ میں سے کسی ایک نے استہلال کیا ہو پھر وہ مر گیا ہو یا ماں باپ میں سے کسی ایک سے زندہ جدا ہوا ہو پھر وہ مر گیا ہو تو اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

فانه ان سُبی بلا احد ابویه یکون مسلما تبعا للدار فیصلی علیه وان سُبی مع احد ابویه فحینئذ لا یکون تبعا للدار فان اسلم هو الحال انه عاقل فاسلامه صحیح فیُصلّی علیه وان سلم احدهما یکون مسلما تبعا لاحدهما فیصلّی علیه والا فلا ای ان سُبی مع احد ابویه ولم یُسلم احد من ابویه ولا هو عاقل لا یصلی علیه فهذا یشمل ما اذا لم یُسلم اصلا او اسلم وهو غیر عاقل کافربات بغسّله ولیه المسلم غسل النجس ای یُصبّ علیه الماء علی الوجه الذی یُغسل النجاسات لا کما یغسل المسلم بالبدایة بالوضوء وبالیامن ویبغفرله فی خرقة ویُکفّر کفرة ویُلقیه فیها وسُنّ فی حمل الجنازة اربعة ان نظم مقدمها ثم مؤخرها علی یمنیٰ ثم مقدمها ثم مؤخرها علی یسارك.

ترجمہ:۔ اس لئے کہ وہ بچہ اگر احد الابوین کے بغیر گرفتار کیا گیا تو دار الاسلام کے تابع ہو کر مسلمان ہو جائے گا اس پر نماز پڑھی جائے گی اور اگر احد الوالدین کے ساتھ گرفتار کیا گیا تو اس وقت وہ دار کا تابع نہ ہوگا بلکہ پھر یہ خوش ہوگا اس میں کہ وہ بھی والدین کی طرح اسلام قبول کر لے اس پر نماز پڑھی جائے گی اگر احد والدین مسلمان ہوا تو یہ بھی مسلمان کے تبع ہو کر مسلمان ہو جائیں گے اور نماز پڑھی جائے گی اور اگر دونوں والدین مسلمان ہوئے تو یہ بھی مسلمان ہوگا اور والدین کے ساتھ گرفتار کیا گیا تو احد الوالدین مسلمان ہوں یا دونوں یہ بچہ بھی مسلمان ہو جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی جیسا کہ وضاحت فرمائی اور اگر دونوں کافر ہیں یا ایک کافر ہے احد مسلمان نہیں ہوا اور نہ ہی یہ بچہ سمجھدار ہوا تو نماز نہ پڑھی جائے گی جیسا کہ وضاحت فرمائی اور اگر کوئی مسلمان ہوا ایک کافر ہے اس طرح کہ وہ فی حلق وجہ جیسے جماعت صاف کرنا ہوتی ہے یعنی اس پر پانی اس طرح ڈالے کہ جیسے نجاست دور کی جاتی ہے اس طرح نہیں جیسے مسلمان کو غسل دیا جاتا ہے وضو کے ساتھ اور دائیں طرف سے شروع کرنے کے ساتھ اور اس کا ایک تہبند میں لپیٹنا اور ایک ٹکڑا کفور کی ڈالنا ہے سنت یہ ہے کہ چار آدمی اٹھائیں اور اس کی اگلی جانب میرے پہلی جانب دائیں کندھے پر رکھے پھر اگلی جانب میرے پہلی جانب بائیں کندھے پر رکھے

حل اللغات:۔ وابیه وہ اگر باپ ہے۔ تبعا تابع ہونا۔ سُبی قیدی بنایا گیا۔ ابویه والدین کی جمع ہیں کا تثنیہ ہے اگر وہ بچہ ہے۔ عاقل سمجھدار ہے۔ اسلامه اس کا اسلام لانا۔ صحیح درست ہے۔ یُصلّی نماز پڑھی جائے گی۔ احدهما دونوں میں سے ایک۔ یکون ہوگا۔ یُسلم اسلام لائے۔ لا یصلی نماز نہ پڑھی جائے گی۔ یشمل شامل ہے۔ اسلم اسلام لائے۔ بغسّله اس کو غسل دے۔ ولیه اس کا ولی۔ المسلم مسلمان۔ النجس نجاست۔ یُصبّ ڈالا جائے۔ الماء پانی۔ یُغسل غسل دیا جاتا ہے۔ بالبدایة شروع کرنا۔ بالوضوء وضو کے ساتھ۔ بالیامن دائیں طرف سے۔ یبغفله اس کو دھونی دی جائے۔ خرقة کپڑا۔ یُکفّر کفن دیا جائے۔ کفرة کفور کی ڈالی۔ یُلقیه اس کو ڈالا جائے۔ فیها اس میں۔ سُنّ سنت ہے۔ حمل اٹھانا۔ الجنازة میت۔ اربعة چار۔ نظم ملا دیا جائے۔ مقدمها اگلی جانب۔ مؤخرها پچھلی جانب۔ یمنیٰ دائیں کندھے پر رکھے۔ یسارك بائیں کندھے پر رکھے

حل التشریح:۔ وابیه سے تثنیہ لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ماں بھی شامل ہے کیونکہ والدین کی جمع میں کا تثنیہ بول کر ماں باپ مراد لیتے ہیں اور جو حق اصلاً باپ کا ثابت ہوتا ہے وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ماں کا ثابت ہوتا ہے اب اگر وہ بچہ سمجھدار ہے اور نماز پڑھی جائے گی ماں اور باپ دونوں میں سے ایک کے مسلمان ہونے کی صورت میں جیسا اس کی جمع میں مسلمان ہونا اور نماز پڑھی جانا ذکر فرمایا اور اگر وہ ایک کافر فوت ہوا اور ابھی اسلام میں داخل نہ ہوئے کے بعد مر گیا تو جس نماز پڑھی جائے گی اس لئے کہ وہ ابھی اسلام کی وجہ سے مسلمان ہوگا۔

واضح رہے کہ اگر قول ہے واحد مسلم یعنی مسلمان کا کفر سے اور اگر مرجائے اور کافر والدین کے طور طریق پر عادی ہو جائے اگر بالغ ہو کر مرے یا اگر نابالغ ہو لیکن سمجھدار ہو مسلمانوں کو دیکھ کر سب کر پڑھے تو مرتد ہے کا ہو مسلمان ہو جائے اور اس کو غسل دیا جائے۔ سلم میت کو غسل دیں کفنا دیں نماز جنازہ پڑھ کر دفنا دیا جائے۔ (باقی صفحہ پر)

ويسرعون بها الا الخيب وكره الجلوس قبل وضعها وفي خلفها احت

ويحفر تقبر ويلحد ويجعل فيه مما يلي القبلة ويقول واضعه

بسم الله وعلى ملة رسول الله ويوجه الى القبلة ويحل العقدة اى

العقدة التي على الكفن خيفة الانتشار ويسوى اللبن والقصب ويحثى

تبرهم بثوب لا تراب.

ترجمہ ... اور جنازے کو تیز لے جائیں مگر دوڑنے کی چال سے اور جنازہ کو کندھے سے اتارنے کے قبل بیٹھنا مکروہ ہے اور مخالف ملک کے لوگ یعنی مسلمان اور ذمی ہوں یا مستامن اور قبر کھودی جائے اور لحد بنائی جائے اور لحد کو قبر کی قبلہ کی طرف سے بغل کھودا جائے اور میت کو وہاں سے اتارا جائے اور کہے واضع یعنی رکھنے والا جو کفن دفن کرنے والوں میں سے ہو بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اور منہ کرے میت کا قبلہ کی طرف اور کھولے گرہ کفن کی جو کہ اس پر ہے تاکہ کفن پھٹ نہ جائے اور برابر کرے کچی اینٹوں کو اور بانس کو اور لحد کے اوپر کچی اینٹ رکھے

ای یحفر قبرها بثوب غصب دفن وکفن ویکرہ الاجر والحشب ویعمل الآلات
ویثم القبر ولا یسطم.

ترجمہ: وہ قبر کھودی جائے کپڑے سے جو غصب کیا ہوا ہو اور دفن کیا جائے اور کفن کیا جائے اور مکروہ ہے اجرت لینا اور لکڑی اور بنانا آلات کا اور اونچی کی جائے قبر اور نہ بنائی جائے۔

[illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [

باب الشهيد

هو كل ظاهر ظلم قتل بحديد ظلما وجب به مال او وجد ميتا جريحا في المعركة ان الظاهر اعتراز عن وجب عليه الغسل كالجنب والنفساء وبالظلم احتراز عن الصبي وبالحديد احتراز عن القتل بالمثقل وظلما احتراز عن القتل حدا او قصاصا ولم يجب به مال احتراز عن قتل وجب به مال وانما وان لم يجب بنفس هذا القتل فان الب

اذا قتل ابنہ بحدیدۃ ظلما یکون الابن شہیدا لان المال وان وجب فانہ لم یجب بنفس ھذا القتل وقولہ ووجد میتا فان من وجد میتا اجریحا فی المعرکۃ فھو شہید لان الظاھر ان اھل الحرب قتلوہ وھم قتلوھم شہید بای شئ قتلوہ وانما شرط الجراحۃ فیمن وجد فی المعرکۃ لیستدل علی انہ قتیل لا میت حتف انفہ فان الاصل ان الشہید من قتل بحدیدۃ ظلما ولم یجب بہ مال او من وجد میتا اجریحا فی المعرکۃ سواء قتل بحدیدۃ او لا لکن فی ھذا التعریف نظر وھو انہ لا یشمل ما اذا قتلہ المشرکون او اھل البغی او قطاع الطریق بغیر الحدید۔

ترجمہ: بیٹے کو دھار سے قتل کرے تو ظلماً شہید ہوگا کیونکہ اس صورت میں گرچہ مال واجب ہو مگر نفس قتل سے واجب نہیں ہوا۔ قولہ ووجد میتا کو شہید کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو میدان جنگ میں مقتول مردہ پائے تو وہ شہید ہے اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ حربی حربی کو قتل کیا ہے اور کفار نے مسلمان کو قتل کرکے ان کا مقتول شہید ہے اور جو ان جنگ میں سے چلتے وقت پایا جائے کہ اس پر زخم ہو تاکہ اس سے یہ دلیل پکڑی جائے کہ یہ مقتول ہے قتل ہوا ہے نہ کہ مرا ہے اپنی موت سے اور اصل یہ ہے کہ شہید وہ ہے جو ظلماً دھار سے قتل کیا گیا ہو اور اس قتل کے سبب سے مال واجب نہیں ہوا یا وہ شخص جو میدان جنگ میں مردہ پایا گیا ہو اس کو دھار سے قتل کیا گیا ہو یا نہیں لیکن اس تعریف میں نظر ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ تعریف مشرکین کے قتل کرنے کو شامل نہیں ہے (حاشیہ سے ماخوذ)

حل لغات: ... الحدیدۃ: ہر وہ ہتھیار جو لوہے سے بنا ہو خواہ تیر ہو یا تلوار ہو یا نیزہ ہو۔ حتف انفہ: اپنی موت سے مرنا۔

حل عبارت: ... قولہ ظلما: اس سے معلوم ہوا کہ اگر قتل بالحق ہو مثلاً قصاص میں قتل کیا گیا ہو یا حد میں قتل کیا گیا ہو یا حربی کافر کو قتل کیا ہو تو یہ شہید نہیں ہے۔ قولہ لان المال وان وجب الخ: یہ اس کی علت ہے کہ ظلماً قتل کرنے سے مال واجب نہیں ہوتا ہے اس لئے یہ شہید ہوگا۔ قولہ بنفس ھذا القتل: اس سے معلوم ہوا کہ اگر قتل بالحق ہو مثلاً قصاص میں قتل کیا گیا ہو یا حد میں قتل کیا گیا ہو یا حربی کافر کو قتل کیا ہو تو یہ شہید نہیں ہے۔ قولہ ووجد میتا الخ: اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ شہید کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو قتال کفار میں مارا گیا ہو دوسرا وہ جو میدان جنگ میں مقتول پایا گیا ہو تیسرا وہ جو ظلماً قتل کیا گیا ہو۔ قولہ لان الظاھر ان اھل الحرب قتلوہ الخ: اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ شہید کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو قتال کفار میں مارا گیا ہو دوسرا وہ جو میدان جنگ میں مقتول پایا گیا ہو تیسرا وہ جو ظلماً قتل کیا گیا ہو۔ قولہ وانما شرط الجراحۃ الخ: اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ شہید کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو قتال کفار میں مارا گیا ہو دوسرا وہ جو میدان جنگ میں مقتول پایا گیا ہو تیسرا وہ جو ظلماً قتل کیا گیا ہو۔ قولہ ولم یجب بہ مال الخ: اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ شہید کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو قتال کفار میں مارا گیا ہو دوسرا وہ جو میدان جنگ میں مقتول پایا گیا ہو تیسرا وہ جو ظلماً قتل کیا گیا ہو۔ قولہ لکن فی ھذا التعریف الخ: اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ شہید کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو قتال کفار میں مارا گیا ہو دوسرا وہ جو میدان جنگ میں مقتول پایا گیا ہو تیسرا وہ جو ظلماً قتل کیا گیا ہو۔

فان قیلهم شهید بای آلة قتلوه فالتعریف لحسن الوجز وقتله
المعتبر وهو مسلم ظاهرا بالقتل ظلما ولم یجب به مال ولم یرث
من غیر ذکر الحدیدة والوجد ان فی المعرکة فیشمل قتیل المشرکین
واهل البغی وقطاع الطریق بای آلة قتلوه ویشمل المیت الجریح فی المعرکة
لانه مسلم مقتول ظلما ولم یجب بقتله مال واما مقتول غیر هؤلاء وهو
مسلم قتله مسلم غیر باغ وغیر قطاع الطریق ومسلم قتله ذمی فان
انه یکون شهید اعند ابی حنیفة اذا قتل بحدیدة ظلما۔

ترجمہ: یہ کہ کون کا مقتول شہید ہے جو ہم پڑھتے ہیں سو جانے قتل کی جو ہتھیار سے کثر تعریف ہے اور قتل ہے جس کو قتل ظلم ہو یعنی کہ ہے (اور ہے کہ) اور ان مسلمان جس کو جانا قتل کیا ان اس قتل سے مال واجب نہ ہوا اور نہ اس سے وارث ہوئے ہیں اور قتل کے کو ماذہ اور ہتھیار سے تیر اور کو ہے اور وجد ان فی المعرکہ کے میں معرفت ہے کہ یہ ہے اور ہتھیار سے تو کوئی ہو گی خواہ وہ کسی چیز سے قتل کرے اور حدیث ان جنگ کی طرح ہے کہ جس کو ہو گی کیونکہ مسلمان ہے ظاہر اس قتل ہونے سے اور قتل ہے جس کو ان واجب نہ ہوا ہو مقتول ان کا ہے کے وہ کا ہو مسلمان کو دوسرے کسی مسلمان نے قتل کرا ہو یا ذمی جس نے مسلمان کو قتل کیا ہو اور وہ مقتول کو جو قتل کرا ہو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شہید ہے اگر قتل کیا ہو ہتھیار سے ظلما۔

حل اللغات: ہو: وہ مگر شہ کہ سب خلاف یا کوئی دعا اور اجنب سے جس سے حکم علی غیر پکڑے بھی شہید ہوتے ہیں اور ہتھیار سے ہو ہتھیار سے ہو ہتھیار سے ہو

فلما قال ولم یجب به مال علم انه مقتول بحدید تا لانه لو قتل بغیر حدید تا
یوجب المال عندہ لان الدیة واجبة عندہ فی القتل بالمثقل وما عندھما
فلا احتیاج الی ذکر الحدید تا لان المقتول بالمثقل عندھما شہید و
لم یجب بقتله مال بل الواجب قصاص عندھما و ما قوله ولم یرث
قیید بذلک لانه قد یترع عنه غیر ثوبه ای غیر ثوب یتنصّ بالیت کالفرو
والقلنسوة والسلاح والخف ویزاد او ینقص لیتم کفنه ای لو لم یکن
معه ما یکون من جنس الکفن کالازار ونحوه تیرا د.

ترجمہ:۔ پس جب مصنف نے یہ کہا کہ واجب مال ہوتا ہے تو معلوم ہو گیا کہ وہ مقتول ہے لوہے کے سوا دوسری چیز سے، کیونکہ اگر لوہے کے سوا کسی اور چیز سے قتل کرنے سے امام صاحب کے نزدیک مال واجب ہوتا ہے کیونکہ امام صاحب کے نزدیک مثقل یعنی لوہے کے سوا کسی اور چیز سے قتل کرنا عمد ہے اور صاحبین کے نزدیک عمد نہیں اس لئے کہ ان کے نزدیک مقتول، مقتول شہید ہے اس لئے ان کے نزدیک قاتل پر کچھ مال واجب نہیں ہوتا ہے بلکہ قصاص واجب ہوتا ہے اور قولہ ولم یرث کا یہ مقید ہے شہید کے کپڑے کے ساتھ جو شہید سے اتار لیے جاتے ہیں شہید کے ساتھ جو کپڑے قبر میں اس کے علاوہ دفن کئے جاتے ہیں، جیسے پوستین، ٹوپی، ہتھیار اور موزے اور کفن بڑھانے کے لئے کچھ نہ ہو تو کفن کی جائے یعنی اگر اس کے پاس وہ کپڑا جس سے وہ کفن کی تکمیل ہو سکے موجود نہ ہو۔

اصل الشرح:۔ (قولہ ولم یجب الخ) یہاں سے مصنف نے یہ حاصل دیا ہے اس کا کہ اس قول سے کہ شہید سے مال واجب نہیں ہوتا ہے کہ قاتل واجب ہوتا ہے جو اس بات کو مستلزم ہے کہ مقتول شہید نہ ہو اور جو اس کو مستلزم ہے وہ یہ ہے کہ اس نے کہا مقتول بحدید تا اس لئے کہ اگر وہ مقتول بغیر حدید کے قتل کیا جائے تو اس صورت میں بھی شہید نہ ہو گا اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ مال پر قصاص لازم ہو (یعنی مقتول شہید نہ ہو گا) اس صورت میں ہو جو عمد خطا ہو اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ یہ کہنے والا امام اعظم ہو (یعنی مقتول شہید نہ ہو گا) امام اعظم کے نزدیک ہر وہ قتل جس میں قصاص واجب ہو جائے تو وہ شہید نہ ہو گا اور اگر اس میں وزن ہونے کی شرط نہ ہو جائے تو وہ شہید ہو گا کیونکہ اس کا یہ قتل دنیا کے بدلہ کو واجب کرنے والا ہے اور اس کے نزدیک قصاص بدلہ اصل دنیا جب کو واجب کرنے والا ہے۔ العلامہ

قولہ ولم یرث:۔ یعنی ہونے کے صدور سے کچھ حالات زندگی سے زائد۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی شہید کے ساتھ اس کے کپڑوں کے علاوہ کچھ اور بھی دفن کر دے تو وہ اس حکم میں نہ ہو گا۔ الغرب میں ترک طریق کے معنی یہ ہیں کہ کوئی کسی کو یوں مثلاً سے اطلاع دے اور اس میں اس کا زندگی کی کوئی اس بات ہو۔

قولہ وخلع الخ الفرو، معروف ہے اگر وہ شہید کے ساتھ دفن کیا جائے تو شہید ہوتا ہے اور اگر کسی اور نے قتل کر دیا بعض فقہاء نے کہا کہ اس کا حکم بھی اسی طرح کا ہو گا کہ وہ شہید ہو گا اور بعض نے کہا کہ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ واجب ہوتا ہے یعنی اگر وہ واجب ہوتا ہے یعنی اگر وہ واجب ہوتا ہے یعنی

وكان ما ليس من جنسه ينقض ولا يغسل وتصلي عينه ويدفن بدمه

وغسل صبي وجنب وحائض ومن وجد منيا في مصر لا يغتسل
فإنه فإنه ولم يعلم فعليه غسل سواء علم أن منه أو لم يعلم

أو بالعكس أو بصغيرين أن الواجب فيه الدية والقسامة هكذا ذكر
في الخلاصة ولم يذكر أنه يحلف في موضع يجب القسامة أولا

ترجمہ ... اور اگر ایسے لڑے میں جو کھانے کے قابل ہو گیا ہو یا لڑکی میں جو حیض والی ہو گئی ہو منی دیکھے تو غسل واجب ہو جائے گا اور اگر ایسے لڑکے میں جو کھانے کے قابل نہ ہو یا لڑکی میں جو حیض والی نہ ہو منی دیکھے تو غسل واجب نہ ہوگا ... اور اگر ایسے لڑکے میں جو کھانے کے قابل ہو یا لڑکی میں جو حیض والی ہو منی کے سوا کوئی اور نجاست دیکھے تو وضو واجب ہو جائے گا ... اور اگر ایسے لڑکے میں جو کھانے کے قابل نہ ہو یا لڑکی میں جو حیض والی نہ ہو منی کے سوا کوئی اور نجاست دیکھے تو وضو

الاول ان المراد بالمانة وجدان موضع يجب القسامة ما اذا وجد في موضع
لا تجب القسامة كالشارع والمحلة وان سلم انه قتل بالحديدة لا يقسم
لانه شهيد وان علم انه قتل بالعصا الكبيرة ينبغي ان يغسل عند ابي
حنيفة لانه ليس شهيدا عنده وعندهما انهما وان علما انه قتل بالعصا
الصغيرة ينبغي ان يغسل اتفاقا لان نفس القتل لا يجب الدية فيعدم
وجوب الغسل وهو بما في ارض مجهل القاتل لا يجعله شهيدا

ترجمہ: ... (شارح رحمہ اللہ کی عبارت کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ) اول یہ کہ مراد یہ ہے کہ (مقتول) ایسی جگہ پایا جائے جہاں قسامہ واجب ہوتا ہے بخلاف اس کے کہ (مقتول) ایسی جگہ پایا جائے جہاں قسامہ واجب نہیں ہوتا جیسے کہ شارع عام اور محلہ وغیرہ ہو اور اگر یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس کو لوہے کے ہتھیار سے قتل کیا گیا ہے تو بھی قسامہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ شہید ہے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو بڑی لاٹھی سے قتل کیا گیا ہے تو بھی قسامہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ شہید ہے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس کو چھوٹی لاٹھی سے قتل کیا گیا ہے تو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کو غسل دینا چاہیے کیونکہ ان کے نزدیک وہ شہید نہیں ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک بھی اس کو غسل دینا چاہیے کیونکہ اتفاقاً قتل کی وجہ سے دیت واجب نہیں ہوتی اور دیت کے واجب نہ ہونے کی وجہ سے وہ شہید نہیں ہوگا اور اگر مقتول ایسی جگہ پایا جائے جہاں قاتل کا پتہ نہ چل سکے تو اس کو شہید قرار دیا جائے گا۔

اصل المتون: ... (مقتول کے ورثاء کا دعویٰ کرنا) اگر کوئی ایسی جگہ میں مقتول پایا جائے جہاں قسامہ واجب ہوتا ہے مثلاً آبادی میں یا کسی گاؤں میں جس میں زیادہ تر لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں یا کسی سرائے میں جس میں زیادہ تر لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں یا کسی بڑے محلہ میں جس میں زیادہ تر لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں تو اس صورت میں قسامہ اس پر واجب ہوگا جس پر مقتول کے ورثاء دعویٰ کریں۔

شرح: ... (شارح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قسامہ کا وجوب مدعی علیہ پر ہوتا ہے اور مدعی علیہ کون ہوتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر مقتول ایسی جگہ پایا جائے جہاں قسامہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو اس صورت میں قسامہ اس پر واجب ہوگا جس پر مقتول کے ورثاء دعویٰ کریں بشرطیکہ وہ دعویٰ کرنے والے اس کے قتل کے ساتھ متہم ہوں جیسا کہ اس کے ساتھ عداوت ظاہر ہو یا اس کے ساتھ پہلے کوئی جھگڑا ہوا ہو یا اس کے ساتھ پہلے کوئی دشمنی ہو یا اس کے ساتھ پہلے کوئی لڑائی ہوئی ہو۔

اور اگر مقتول ایسی جگہ پایا جائے جہاں قسامہ واجب نہیں ہوتا جیسا کہ اوپر بیان ہوا تو اس صورت میں قسامہ اس پر واجب ہوگا جس پر مقتول کے ورثاء دعویٰ کریں بشرطیکہ وہ دعویٰ کرنے والے اس کے قتل کے ساتھ متہم ہوں جیسا کہ اس کے ساتھ عداوت ظاہر ہو یا اس کے ساتھ پہلے کوئی جھگڑا ہوا ہو یا اس کے ساتھ پہلے کوئی دشمنی ہو یا اس کے ساتھ پہلے کوئی لڑائی ہوئی ہو۔

أما إذا علم القاتل وان علمهم لعنه بعد يده فلم يقتل فانه شهيد وان
علم انه قتل بعصا الصغير يغسل لانه في معنى المقتول ظلما والصلوة ان
علم انه قتل بعصا الصغير يصلى عليه وقد ذكر ان في الهداية ومن وجد
قتيلا في المصر غسل لان الواجب فيه الدية والقسامة لحق ورثة المظلوم انتهى
فعلم انه قتل بحديدة ظلما اقول هذه الرواية مخالفة لما ذكر في
الذخيرة لان رواية الهداية فيما اذا لم يعلم قاتله لانه علل بوجوب
القسامة ولا قسامة لا اذا لم يعلم القاتل ففي صورة عدم العلم بالقاتل

ترجمہ: ... اور اگر قاتل کو جانتے ہوں اور اس کو لعنت کرتے ہوں بعد اس کے اور قتل نہ کیا اس کو تو وہ شہید ہے اور اگر
جانتے ہوں کہ قتل کیا اس کو بعصا الصغیر سے تو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی اس پر اور اگر
جانتے ہوں کہ قتل کیا اس کو بعصا الصغیر سے تو نماز پڑھی جائے گی اس پر اور ذکر کیا ہے ہدایہ میں اور جو
پایا جائے مقتول شہر میں تو غسل دیا جائے گا اس کو اور نماز پڑھی جائے گی اس پر اور واجب ہے اس میں دیت اور قسامہ
حق ہے ورثہ مظلوم کا انتہی
پس معلوم ہوا کہ قتل کیا گیا ہے بحدیدہ ظلماً اقول یہ روایت مخالف ہے اس روایت کے جو ذکر کی ہے
ذخیرہ میں کیونکہ روایت ہدایہ کی اس وقت ہے جب نہ معلوم ہو قاتل اس کا کیونکہ علت بیان کی ہے
واجب ہونے قسامہ کا اور نہیں ہے قسامہ مگر جب نہ معلوم ہو قاتل پس صورت عدم علم قاتل کی

قال الشارح: ... اور اگر قاتل کو جانتے ہوں اور اس کو لعنت کرتے ہوں بعد اس کے اور قتل نہ کیا اس کو تو وہ شہید ہے
اور اگر جانتے ہوں کہ قتل کیا اس کو بعصا الصغیر سے تو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی اس پر اور اگر
جانتے ہوں کہ قتل کیا اس کو بعصا الصغیر سے تو نماز پڑھی جائے گی اس پر اور ذکر کیا ہے ہدایہ میں اور جو
پایا جائے مقتول شہر میں تو غسل دیا جائے گا اس کو اور نماز پڑھی جائے گی اس پر اور واجب ہے اس میں دیت اور قسامہ
حق ہے ورثہ مظلوم کا انتہی
پس معلوم ہوا کہ قتل کیا گیا ہے بحدیدہ ظلماً اقول یہ روایت مخالف ہے اس روایت کے جو ذکر کی ہے
ذخیرہ میں کیونکہ روایت ہدایہ کی اس وقت ہے جب نہ معلوم ہو قاتل اس کا کیونکہ علت بیان کی ہے
واجب ہونے قسامہ کا اور نہیں ہے قسامہ مگر جب نہ معلوم ہو قاتل پس صورت عدم علم قاتل کی

اذ علم ان القتل بالحديدة فى رواية الهداية لا يغسل لان نفس هذا القتل اوجب القصاص واما وجوب الدية والقسامة فبعارض العجز عن اقامة القصاص فلا يخرجه هذا العارض عن ان يكون شهيدا واما على رواية الذخيرة فيغسل وعبارة الذخيرة هذه وان حصل القتل بحديدة فان لم يعلم قاتله تجب الدية والقسامة على اهل الحلة فيغسل وان علم القاتل لم يغسل عندنا۔

ترجمہ:۔ جب قتل الحدیدہ معلوم ہو تو ہدایہ کی روایت میں غسل نہیں ہے کیونکہ قتل نفس تو کرنا واجب کرتا ہے اور دیت و قسامت کا واجب ہونا قسامت قصاص سے لعارض عجز عارض ہوتا ہے کہ پس یہ عارض اس کو شہید ہونے سے نہ نکالے گا لیکن ذخیرہ کی روایت پر غسل دیا جائے گا اور ذخیرہ کی عبارت یہ ہے اور اگر حاصل ہوا قتل حدیدہ سے پس اگر معلوم نہیں قاتل اس کا تو دیت و قسامت اہل محلہ پر واجب ہوگی پس غسل دیا جائے گا اور اگر قاتل معلوم ہو تو ہمارے نزدیک غسل نہیں دیا جائے گا۔

حل اشکالات:۔ (قولہ جب قتل الحدیدہ معلوم ہو الخ) اس عبارت سے شارح کی مصالحت و مسامحت خوب ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ ان صورتوں میں عبارت کے لیے صرف ایک ہی صورت خلق ہوا اور وہ یہ کہ قاتل معلوم ہو اور اس پر قصاص واجب ہو حالانکہ تمام صورتوں میں متعلق ہوسکتا ہے کما لا یخفی علی من تدبر۔

(قولہ واما اذا علم قاتلہ الخ) اعلم کہ اس صورت میں قصاص ہے اور قاتل کو قتل کر دیا جائے گا اس صورت میں دیت و قسامت کا وجوب بوجہ عجز عن استیفاء القصاص کے ہے پس یہ عجز عارضی ہے کہ جب اس کا قاتل معلوم ہو جائے تو یہ عجز زائل ہو جاتا ہے اور قصاص واجب ہو جاتا ہے پس یہ عجز عارضی شہادت کے خلاف نہیں ہے۔

(قولہ اما على رواية الذخيرة الخ) اس کا متعلق محذوف ہے یعنی فیغسل ہے۔ قولہ وعبارة الذخيرة هذه الخ۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جب قاتل معلوم نہ ہو تو دیت و قسامت اہل محلہ پر واجب ہوگی اور اس صورت میں بالاتفاق غسل دیا جائے گا۔ اور جب قاتل معلوم ہو جائے تو ہمارے نزدیک غسل نہیں دیا جائے گا اور اس کو مدعی کے دعوی قتل کی بنا پر قتل کیا جائے گا۔

(حاشیہ صدر الشریعہ) (قولہ فان لم يعلم قاتله الخ) یعنی جس محلہ میں مقتول پایا گیا اگر اس کا قاتل معلوم نہ ہو تو دیت و قسامت اہل محلہ پر واجب ہوگی اور اگر قاتل معلوم ہو تو قصاص لیا جائے گا۔ اور مقتول شہید ہوگا اور اس کو غسل نہ دیا جائے گا۔ اور اگر قاتل معلوم ہو تو وجہ کہ قتل عمد کی واجب کرتا ہے اگرچہ قاتل معلوم ہونے کے سبب سے قصاص نہیں لیا جا سکتا مگر قتل کی صورت قصاص ہی واجب کرتی ہے اور قصاص بینہ سے ثابت ہوتا ہے اور بینہ اور قسامت دونوں کی حجت ادنیٰ ہے تو یہ قتل قصاص واجب کرنے والے کے خلاف نہیں ہے اور شہید وہ ہے جو شہید ہو کر دنیا سے خارج ہو گیا اس مقام پر علماء نے مختلف صورتیں بیان کی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کہ گرفتار ہونے سے پہلے زخمی کیا گیا ہو اس کو غسل دیا جائے گا اور جو شخص کہ گرفتار ہونے کے بعد زخمی کیا گیا ہو اس کو غسل نہ دیا جائے گا یہاں کی بحث طویل ہے۔

في الذخيرة ثم يعتبر نفس المقتول فوجوب الدية وإن كان بالأرض احوج
عن الشهادة وفي التمرتاشي لمن اخذ بهذه الرواية هذا إذا علم أنه بأي آلة قتل
أما إذا لم يعلم وقيل يجب لأن يقسم لأنهم يعلمون موجب نفس هذا القتل
ما هو فلم يكن سبيله فلا بد أن يعتبر ما هو الواجب في مثل هذا القتل
سواء كان أصليا أو عارضيا أي الواجب الدية فلا يكون شبيه أو قتل بعصا و
قصاص لأن هذا القتل ليس بطلم وهو وجوب أن يقام بأن يأكل ويشرب أو
يلبس أو يداوي خيمه.

ترجمہ ۔ قولہ ۔ خواہ عمداً قتل کیا گیا ہو یعنی کہ عمداً وجوب دیت اگرچہ عمد ہی کی صورت میں ہے لیکن وجوب کفارہ عمد سے نہیں ہوتا بلکہ خطا سے ہوتا ہے اور یہ ان کے نزدیک ہے جو کہتے ہیں کہ عمد میں کفارہ واجب نہیں ہوتا اور یہ اس کے نزدیک ہے جو کہتا ہے کہ عمد میں بھی کفارہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل آئے گی اور یہ اس کے نزدیک ہے جو کہتا ہے کہ عمد میں بھی کفارہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل آئے گی اور یہ اس کے نزدیک ہے جو کہتا ہے کہ عمد میں بھی کفارہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل آئے گی

قولہ ۔ خواہ عمداً قتل کیا گیا ہو ۔ یعنی کہ عمداً وجوب دیت اگرچہ عمد ہی کی صورت میں ہے لیکن وجوب کفارہ عمد سے نہیں ہوتا بلکہ خطا سے ہوتا ہے اور یہ ان کے نزدیک ہے جو کہتے ہیں کہ عمد میں کفارہ واجب نہیں ہوتا اور یہ اس کے نزدیک ہے جو کہتا ہے کہ عمد میں بھی کفارہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل آئے گی

قولہ ۔ خواہ عمداً قتل کیا گیا ہو ۔ یعنی کہ عمداً وجوب دیت اگرچہ عمد ہی کی صورت میں ہے لیکن وجوب کفارہ عمد سے نہیں ہوتا بلکہ خطا سے ہوتا ہے اور یہ ان کے نزدیک ہے جو کہتے ہیں کہ عمد میں کفارہ واجب نہیں ہوتا اور یہ اس کے نزدیک ہے جو کہتا ہے کہ عمد میں بھی کفارہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل آئے گی

او نقل عن المعركة حيا او بقي عاقلا وقت صلوة او وصى بشئ غسل وصلى عليهم ارتث الجريح اى حمل من المعركة وبه رمق والارتثاث فى الشرع ان يرتفق بشئ من مرافق الحيوة او يتبدل له حكم من احكام الاحياء فاذا بقي عاقلا وقت صلوة وجب عليه الصلوة وهذا من احكام الاحياء والايهام ارتثاث عند ابى حنيفة وابى يوسف خلافا لمحمد وان قتل لبغي او قطع

طريق يغسل ولا يصلى عليه۔

ترجمہ: یا اسے اس جنگ سے جس کو زندہ منتقل کیا گیا، یا کہ وقت نماز تک باقی رہا ہو، یا کسی چیز کی وصیت کی ہو تو غسل دیا جائے گا اور ان سب کی نماز پڑھی جائے گی۔ ارتث جریح کے معنی کہ وہ میدان جنگ سے اس حال میں اٹھایا گیا ہو کہ اس میں کچھ جان باقی ہو اور شریعت میں ارتثاث یعنی سابقہ حیوۃ میں سے کسی چیز سے کچھ فائدہ حاصل کرنا یا زندگی کے احکام میں سے کسی حکم کا ثابت ہونا چنانچہ اگر وہ ایک وقت نماز تک عاقل باقی رہا تو اس پر نماز واجب ہوگی اور یہ زندگی کے احکام میں سے ہے اور وصیت کرنا بھی کہ اگر جنگ سے اٹھائے جانے کے بعد وہ نماز کا محتاج ہے اور اگر بغاوت یا ڈکیتی کے سبب سے اس کو قتل کیا گیا تو نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی اور نہ اس پر غسل دیا جائے گا۔

محل: اشکالات۔ (متن پر کچھ لکھنا) چاہے اس کے بعد جو شخص ایک دن دوا کے بعد مر جائے، وہ بھی شہید ہے اور غیروں کو زندہ نقل کرنے کی بحث میں داخل ہونے کی وجہ سے شرط لگائی کہ وہ معتد بہ وقت تک زندہ رہا ہو، پھر کچھ کھایا، پیا، سویا، خرید و فروخت کی ہو، یا زخموں کے علاج کے لئے دوا استعمال کی ہو۔

(حاشیہ) عدم غسل کا قول بعض صحابہ سے مروی ہے جس میں تعلیم کبریٰ غسل کے لحاظ سے ذکر ہوئے ہیں، سب میں بعض کے بعض سے ملحق ہونے کی وجہ سے یہ حدیث سب کے لئے عدم غسل میں مستقل دلیل ہے اور ترک غسل اس وقت ہے جب کہ شہید کے بعد مرنے سے پہلے تک زندگی کے کچھ فائدہ حاصل کرنے والے امور میں سے کوئی امر پایا جائے ورنہ غسل و نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

ملحوظہ: مرنے والے کو زندہ میں سے کچھ فائدہ حاصل کرنے سے مطلب یہ ہے کہ اس پر زندگی والے احکام میں سے کسی حکم کا ثابت ہونا، اس کے بعد کے احکام جاری ہونے کی وجہ سے ہے، اس لئے کہ یہ ان کے معنی میں نہیں ہے۔ جیسا کہ وہ ہے کہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن اور بعض دوسرے صحابہ سے شہید ہونے کے باوجود غسل دیا گیا۔

قولہ: وقت صلوۃ وغیرہ: اس کا اتنی دیر تک باقی رہنا جو کہ اس میں وہ نماز پڑھ سکے اور جس پر وہ لازم ہو جائے گی، اس کی تعبیر ہے۔

قولہ: خلافا لمحمد: اصل مسئلہ یہ ہے کہ وصیت ارتثاث ہے یعنی زخمی ہونے کے بعد اگر کسی نے کچھ وصیت کی تو اس کا وصیت کرنا امام محمد کے نزدیک ارتثاث ہے لیکن اب اس کو غسل دیا جائے گا لیکن امام محمد کے نزدیک ارتثاث نہیں ہے بشرطیکہ وصیت دنیوی ہو مگر اگر وصیت دینے کے کسی صدمے کے بارے میں ہے تو بالاتفاق یہ ارتثاث ہوگا اور اس کو غسل دیا جائے گا۔

قولہ: وان قتل الخ: یعنی اگر کوئی باغی ہونے کی وجہ سے قتل ہو جائے خواہ سبب قتل بغاوت یا ڈکیتی کے علاوہ کچھ اور ہو تو بھی اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی، غسل دینا اس وجہ سے کہ شہید نہیں اور نماز پڑھنا جائز ہے کہ وہ مسلمانوں یا ان کے حکمران سے توبہ کر لیں۔

باب الصلوٰۃ فی الکعبۃ

وضع فیہا الفرض و لعل لما کورق الھدایۃ خلافا لما شافعی فیہا واذکورق کتب الشافعی یجوز و توجہ الی جدار الکعبۃ حتی اذا توجہ الی الباب وھو مفتوح ولا یکون بینہ وبین العتبۃ بقدر مؤخرۃ الرحل لا یجوز وفی کتبہ ایضا انہ لو خدمت الکعبۃ والعیاذ باللہ یجوز صلوٰۃ خارجہا متوجہا الیہا ولا یجوز فیہا الا اذا کان بین یدیہ سترۃ وبقیۃ جدارہ ھذا حکم عجیب

ترجمہ: ... [illegible] کعبہ کے اندر فرض پڑھنے کا حکم ہے شاید اسی وجہ سے ہدایہ میں اس کے جواز کا ذکر ہے اور شافعی کی اس میں مخالفت ہے اور شافعی کی کتابوں میں جواز کا ذکر ہے اور اگر کعبہ کی دیوار کی طرف متوجہ ہو جائے یہاں تک کہ دروازہ کی طرف متوجہ ہو جائے اور دروازہ کھلا ہو اور دروازہ اور عتبہ کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے برابر فاصلہ نہ ہو تو جائز نہیں ہے اور شافعی کی کتابوں میں یہ بھی ہے کہ اگر کعبہ کی بے حرمتی کی جائے (اللہ کی پناہ) تو کعبہ کے باہر سے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے اور کعبہ کے اندر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ نمازی کے سامنے سترہ ہو اور کعبہ کی دیوار کا بقیہ حصہ سترہ ہو یہ عجیب حکم ہے۔

حل اللغات: ... باب الصلوٰۃ فی الکعبۃ ... [illegible] فرض ... [illegible] ہدایہ ... [illegible] شافعی ... [illegible] جدار ... [illegible] باب ... [illegible] عتبہ ... [illegible] مؤخرۃ الرحل ... [illegible] خدمت ... [illegible] صلوٰۃ ... [illegible] سترۃ ... [illegible] بقیۃ ... [illegible] حکم عجیب ... [illegible]

حل التشریح: ... [illegible] باب الصلوٰۃ فی الکعبۃ ... [illegible] ہدایہ ... [illegible] شافعی ... [illegible] کعبہ ... [illegible] دروازہ ... [illegible] عتبہ ... [illegible] کجاوہ ... [illegible] کعبہ ... [illegible] نماز ... [illegible] سترہ ... [illegible] کعبہ ... [illegible] عجیب ... [illegible]

أن جواز الصلوٰة خارجها على تقدير ذلك مما يدل على أن القبلة هي
عين الكعبة وهو الواجب فيجب أن يجوز فيها من غير اشتراط أن يكون بين
يديه شيء مرتفع مثل مؤخرة الرحل ولو ظهره إلى ظهر إمامه لأن ظهر
إمامه لا يمنع من جواز صلاته وكرهه نوفل تغطية الكعبة وفي الهداية لا يجوز
عند الشافعي في كتبه أنه لا يجوز إلا أن يكون بين يديه شيء مرتفع
أقتدي ومختلفين هو بها وبعضهم أقرب من مؤخرة الرحل ليس في حاشيته

ترجمہ: اس پر یہ بات بھی صورت میں ہے اور اس کا ان کے اندر ہونا ہے کہ یہ بات ہے کہ
ہو جس میں کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اس کی اصل کعبہ ہے اور یہ بات ہے کہ
اور یہ بات ہے کہ کعبہ کے سامنے کوئی چیز ہو جو کعبہ کی طرف ہو اور یہ بات ہے کہ
کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ
کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ
کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ

حل لغات: [illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے

[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے
[illegible] کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اور یہ بات ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے

عدم امتناع البعية بعة جوانب بحسب جدران الاربعة فلو وقف فی جانب الذی یکون الامام فیه اذا کان اقرب الیها من الامام یکون متقدما علی الامام بخلاف او وقف فی جوانب الثلثة الاخر وان من هو اقرب الیها من الامام لا یکون متقدما علی الامام۔

ترجمہ: معلوم ہو کہ کعبے کی چار دیواری کے لحاظ سے ہر دیوار کی طرف ایک جانب ہے تو کعبہ کی چار جانب ہوئیں، پس جو اس جانب میں کھڑا ہو جو امام والی جانب کعبہ کی طرف امام سے نزدیک تر ہو تو امام پر مقتدم ہو گا اگر امام اس جانب سے نزدیک تر ہو جو مقتدی اس جانب میں کھڑا ہے جو کعبہ کی طرف امام سے نزدیک تر ہے تو امام پر مقتدم نہ ہو گا۔

حل اللغات: (وان) اگر (من) جو (هو) وہ (اقرب) نزدیک تر (الیها) کعبہ کی طرف (من) سے (الامام) امام (لا یکون) نہیں ہو گا (متقدما) آگے (علی الامام) امام پر۔

حل المتن: (ولو وقف) اگر کھڑا ہو (بعة جوانب) چار جانب (بحسب جدران الاربعة) چار دیواری کے لحاظ سے (فلو وقف فی جانب الذی یکون الامام فیه اذا کان اقرب الیها من الامام یکون متقدما علی الامام) پس اگر کھڑا ہو اس جانب میں جو امام والی جانب ہے کعبہ کی طرف امام سے نزدیک تر تو امام پر مقتدم ہو گا (بخلاف او وقف فی جوانب الثلثة الاخر وان من هو اقرب الیها من الامام لا یکون متقدما علی الامام) بخلاف اس کے اگر کھڑا ہو باقی تین جانبوں میں سے کسی جانب میں اگرچہ وہ امام سے کعبہ کی طرف نزدیک تر ہو تو امام پر مقتدم نہ ہو گا۔

كتاب الزكوة

هي لا تجب الا في نصاب حولي فاضل عن حاجته الاصلية اعلم ان الزكوة لا تجب الا في نصاب نام والحول هو المتمكن من الاستنماء لاشتماله على الفصول الاربعة والغالب فيها تفاوت الاسعار فاقيم مقام النماء وادير الحكم عليه هذا هو الحكم المذكور في الهداية۔

ترجمہ: اعلم کہ زکوۃ کا وجوب نصاب حولی پر ہوتا ہے بشرطیکہ وہ حاجت اصلیہ سے زائد ہو معلوم ہو کہ زکوۃ صرف مال کی ہوتی ہے (یعنی نقد اور تجارت کے اموال میں) اور حول یعنی سال جس میں مال بڑھے پر قدرت ہو اور نصاب کو کہتے ہیں جو مال مقدار معین سے ہو اور چار فصلوں پر مشتمل ہو کیونکہ اکثر اوقات ان میں مال بڑھتا ہے اور غالب ان میں قیمتوں کا مختلف ہونا ہے پس قیمت کو نماء کے قائم مقام کیا اور حکم کو اسی پر جاری کیا یہ ہدایہ میں مذکور ہے۔

حل لغات: الزکوۃ: لغت میں پاکی کو کہتے ہیں اور شرع میں مال کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو شارع علیہ السلام نے اس کے مستحق کے لئے مقرر کیا ہے۔ نصاب: اس مقدار کو کہتے ہیں جس پر زکوۃ واجب ہو۔ حولی: سال کو کہتے ہیں۔ فاضل: زائد کو کہتے ہیں جیسے کپڑا وغیرہ۔ حاجت اصلیہ: وہ حاجت ہے جو بغیر اس کے پوری نہ ہو سکے کہ انسان اس کو ضائع کر دے جیسے کھانا کپڑا وغیرہ۔ نام: بڑھنے والا۔ تمکن: قدرت۔ استنماء: بڑھنا۔ اشتمال: مشتمل ہونا۔ فصول: فصل کی جمع ہے موسم کو کہتے ہیں۔ تفاوت: مختلف ہونا۔ اسعار: سعر کی جمع ہے قیمت کو کہتے ہیں۔ نماء: بڑھنا۔ ادیر: جاری کیا۔ حکم: فیصلہ۔

حل اصطلاحات: زکوۃ: اللہ تعالیٰ کا وہ حق ہے جو مال کے ایک حصہ کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ ہم مسلمان کے لئے ہے جو آزاد ہو اس کے مملوک مال کا نصاب ہو اور اس پر سال گزر جائے دوسرا جگہ میں تم کی ہیں ایک بدنی جیسے نماز روزہ وغیرہ۔ دوسری مالی جیسے زکوۃ صدقۃ الفطر وغیرہ۔ تیسری الی دونوں سے مرکب ہے جیسے حج وغیرہ۔ کہ جس میں سفر کرنے کے مالی اس کے ذمہ ہیں اور بدنی کے لئے بدن صحیح ہو اور مالی طور پر سال گزرنا شرط ہے اس کو شرعاً بالمال اور بدنی کو بالبدن اور مرکب کو ذی شطرین کہتے ہیں۔ نصاب: وہ مقدار معین ہے جو مال کی قسم میں سے ہو زکوۃ واجب ہونے کے لئے شارع علیہ السلام نے مقرر کی ہے اور وہ سونا چاندی ہے اس کی دلیل کتاب معروف کتابوں میں موجود ہے اور حدیث مشہور ہے۔ لیکن صدقہ کے نصاب کے ساتھ مخصوص ہونے کی دلیل کتاب الصلوۃ کے بعد کتاب الزکوۃ کے شروع کرنے کی وجہ ہے۔ علم: اس کی اضافت الصلوۃ کے ساتھ کی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نماز کے بعد زکوۃ کا بیان شروع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اکثر جگہ نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر ہے۔ حولی: سال کو کہتے ہیں اس کی اضافت حول کی طرف اس لئے کی ہے کہ اس میں سال کی مدت کا بیان ہے۔ فاضل: زائد کو کہتے ہیں اس کی اضافت حاجت کی طرف اس لئے کی ہے کہ اس میں حاجت کا بیان ہے۔ حاجت: وہ ہے جو بغیر اس کے پوری نہ ہو سکے کہ انسان اس کو ضائع کر دے جیسے کھانا کپڑا وغیرہ۔ نام: بڑھنے والا۔ تمکن: قدرت۔ استنماء: بڑھنا۔ اشتمال: مشتمل ہونا۔ فصول: فصل کی جمع ہے موسم کو کہتے ہیں۔ تفاوت: مختلف ہونا۔ اسعار: سعر کی جمع ہے قیمت کو کہتے ہیں۔ نماء: بڑھنا۔ ادیر: جاری کیا۔ حکم: فیصلہ۔

حل قیود: لا تجب الا: اس سے ظاہر ہوا کہ زکوۃ کے وجوب کے لئے نصاب کا ہونا شرط ہے۔ فاضل عن حاجته الاصلية: اس سے زکوۃ کی فرضیت دلیل عقلی سے ثابت ہوئی کیونکہ جو چیز حاجت اصلیہ سے زائد نہ ہو اس کا ضائع کرنا عقلاً جائز نہیں ہے۔ اعلم ان الزكوة: اس سے ظاہر ہوا کہ زکوۃ کا وجوب قرآن مجید احادیث مشہورہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ حولي: اس سے ظاہر ہوا کہ زکوۃ کے وجوب کے لئے سال کا گزرنا شرط ہے۔ نام: اس سے ظاہر ہوا کہ زکوۃ کے وجوب کے لئے مال کا بڑھنا شرط ہے۔ والحول هو المتمكن من الاستنماء: اس سے ظاہر ہوا کہ زکوۃ کے وجوب کے لئے سال کا گزرنا شرط ہے۔ لاشتماله على الفصول الاربعة: اس سے ظاہر ہوا کہ سال کی تحدید میں چار فصلوں کا اعتبار ہے۔ والغالب فيها تفاوت الاسعار: اس سے ظاہر ہوا کہ نماء کے قائم مقام قیمت کا بڑھنا ہے۔ فاقيم مقام النماء: اس سے ظاہر ہوا کہ نماء کے قائم مقام قیمت کا بڑھنا ہے۔ وادير الحكم عليه: اس سے ظاہر ہوا کہ نماء کے قائم مقام قیمت کا بڑھنا ہے۔ هذا هو الحكم المذكور في الهداية: اس سے ظاہر ہوا کہ نماء کے قائم مقام قیمت کا بڑھنا ہے۔

وفيه خلاف هذا يقتضي أنه داخل تحت من انصاب تجب الزكوة سواء
وجد النماء أو لم يوجد كما في السفر فإن المقام مشقة فيه الرخصة
فيه سواء وجد المشقة أم لا لكن ليس كذلك بل لابد مع الحول من شيء
آخر وهو الثمنية كما في الثمنين أي الذهب والفضة والنصوم كما في الأنعام
لأن نية التجارة في غير ما ذكرنا حتى لو كان له عبد لا يخدمه أو دار لا يسكن

ترجمہ: اور اس میں خلاف ہے کہ اس باب کا مقتضی یہ ہے کہ مال جو نصاب پر حولان حول ہو جائے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے خواہ بڑھوتری ہو یا نہ ہو جیسا کہ سفر میں کیونکہ سفر میں مشقت کے ثابت ہونے کی وجہ سے رخصت ہوتی ہے خواہ مشقت ہو یا نہ ہو لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ حولان حول کے ساتھ دوسری چیز بھی ضروری ہے اور وہ ثمنیت ہے جیسے ثمنین میں ہوتا ہے اور صوم جیسے انعام میں ہوتا ہے کیونکہ تجارت کی نیت غیر مذکورہ میں جیسے کہ اگر کسی کے پاس غلام ہو جو اس کی خدمت نہ کرتا ہو یا گھر ہو جس میں وہ نہ رہتا ہو

قولہ: اور اس میں خلاف ہے الخ۔ علامہ قہستانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس باب کا مقتضی یہ ہے کہ مال جو نصاب پر حولان حول ہو جائے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے خواہ بڑھوتری ہو یا نہ ہو جیسا کہ سفر میں کیونکہ سفر میں مشقت کے ثابت ہونے کی وجہ سے رخصت ہوتی ہے خواہ مشقت ہو یا نہ ہو لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ حولان حول کے ساتھ دوسری چیز بھی ضروری ہے اور وہ ثمنیت ہے جیسے ثمنین میں ہوتا ہے اور صوم جیسے انعام میں ہوتا ہے کیونکہ تجارت کی نیت غیر مذکورہ میں جیسے کہ اگر کسی کے پاس غلام ہو جو اس کی خدمت نہ کرتا ہو یا گھر ہو جس میں وہ نہ رہتا ہو

قولہ: اور اس میں خلاف ہے الخ۔ علامہ قہستانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس باب کا مقتضی یہ ہے کہ مال جو نصاب پر حولان حول ہو جائے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے خواہ بڑھوتری ہو یا نہ ہو جیسا کہ سفر میں کیونکہ سفر میں مشقت کے ثابت ہونے کی وجہ سے رخصت ہوتی ہے خواہ مشقت ہو یا نہ ہو لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ حولان حول کے ساتھ دوسری چیز بھی ضروری ہے اور وہ ثمنیت ہے جیسے ثمنین میں ہوتا ہے اور صوم جیسے انعام میں ہوتا ہے کیونکہ تجارت کی نیت غیر مذکورہ میں جیسے کہ اگر کسی کے پاس غلام ہو جو اس کی خدمت نہ کرتا ہو یا گھر ہو جس میں وہ نہ رہتا ہو

ولم ینو التجارۃ تجب فیھما الزکوٰۃ وان حال علیھما الحول ولا یلزمہ
فاضلا عن حاجتہ الاصلیۃ کالاطعمۃ والثیاب واٰلات المنزل ودواب الرکوب
وعبید الخدمۃ ودور السکنیٰ وسلاح یستعملھا او لا تنحترفہ والکتب
لاھلھا ومملوک ینکفی ماذی رتبۃ وسیدا علی خبز مکفی عاقل بالغ
مسلم فلا تجب علی مکاتب لعدم اتمام فان لہ طلب المد الا ما لرتبۃ
ومدیون مطالب من عبد نصاب دینہ لان سکہ غیر فاضل عن الحاجۃ
الاصلیۃ وھی قضاء الدین۔

ترجمہ: اور تجارت کی نیت نہ کی ہو، بیلوں، زمینوں میں تو تجارت کی نیت سے کرایہ پر دینے کی وجہ سے تجارت کی نیت ہو جائے اور ان چیزوں پر سال گزر جائے تو ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی اور ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں جو اصلی حاجت سے زائد نہ ہوں جیسے کھانا، کپڑے، گھر کا سامان، سواری کے جانور، خدمت کے غلام، سکونت کے مکانات، استعمال کے جوتے، خدمت کی کتابیں اور ہتھیار جو پیشہ کے طور پر استعمال نہ ہوتے ہوں، اور ایسے مملوک پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں جو خدمت کے لئے کافی ہو اور اس کے علاوہ اس کی ذمہ داری ہو، اور ایسے عاقل بالغ مسلمان پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں جو کسی مکاتب کی ملکیت میں ہو کیونکہ مکاتب کی ملکیت تام نہیں ہوتی، اور ایسے مدیون پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں جو کسی ایسے شخص کا مقروض ہو جو نصاب کے برابر مال کا مالک ہو کیونکہ اس کا نصاب اس کی حاجت اصلیہ سے زائد نہیں ہوتا اور وہ حاجت اصلیہ قرض کی ادائیگی ہے۔

حل اللغات: ینو: نیت کرنا، جعلھا کے ضمیر کا مرجع کلام کرنا ہے اب اس کلام کو بیان کرنا ہے اب اس کلام کو پیش کرنا ہے اب اس کلام کو تفسیر کرنا ہے، یلزمہ: لازم ہوگی، سلاح: ہتھیار، مطلق شئی۔ ختم ہوا۔

تشریح: تجارت کی نیت کا طریقہ یہ ہے کہ مال تجارت بننے تک جائیداد بنانے کی نیت نہ ہو، اس لئے اگر کسی نے مکان خریدا اور اس میں رہنے لگا، پھر اس کو فروخت کرنے کی نیت کر لی تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، اور اگر کسی نے مکان خریدا اور اس کو فروخت کرنے کی نیت کر لی تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ اس میں سکونت کرتا رہا ہو، اسی طرح کھیت میں بھی تجارت کی نیت ہوتی ہے، یعنی اگر کھیت کی صورت میں تو وہ بھی مال کی مد میں ہوگا اور مالک پر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر کھیت کی صورت میں نہ ہو بلکہ اس میں کھیتی کی ہو تو وہ مال کی مد میں نہیں ہوگا، اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، اگر کھیت کی صورت میں ہو تو وہ بھی

وانما يتكون مطالبا من عند حتى لو كان مطالبا من الله تعالى لا يمنع وجوب الزكوة كمن ملك نصابا بعضه مشغول بدين الله تعالى كالنذر والكفارة او الزكوة تجب فيه الزكوة ولا يشترط لوجوب الزكوة فراغه عن هذا الدين ولو بقدر ذينه معلق بقوله فلا تجب اى لا تجب على المديون بقدر ما يكون ماله مشغولا بالدين ولا الى مال مفقود وساقط ذي بحر ومغصوب لا بينة عليه

ومدفون في برية سي مكانه ودين محمد ٢ المديون سنين ثم اقر بعد هلاكه قوم وله اخذ مصادرة منهم وصل اليه بعد سنين

ترجمہ: مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرضہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہونے سے مانع نہیں ہوتا جیسے کوئی شخص نصاب کا مالک ہو جائے جبکہ نصاب کا بعض حصہ اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ متعلق ہو جیسے نذر یا کفارہ یا زکوٰۃ تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے اور زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ قرضہ سے فارغ ہو اگرچہ یہ قرضہ ان لوگوں پر ہو جو اس قرضہ کے ساتھ متعلق ہے یعنی مدیون پر بقدر اس مال کے جو وہ اس کے ساتھ متعلق ہے، ورنہ واجب نہیں ہوتی اور اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جو مفقود ہو یا ساقط ہو جیسے بحر میں گزرا اور جو مغصوب ایسا ہو کہ اس پر گواہ نہ ہو اور جو مدفون ہو ایسی جگہ میں کہ جس کا نشان معلوم نہ ہو جیسے جنگل اور جو قرضہ دیا ہو ایسے شخص کو جس پر قرضہ ہے اور وہ اس کا منکر ہو پھر وہ قرضہ کا اقرار کرے اور قرضہ خواہ ہلاک ہو جائے اور قرضہ خواہ کے ورثاء قرضہ کا اقرار کریں اور یہ مدیون حکومت کو رشوت دے کر اس سے مال لے لے اور قرضہ خواہ کے ورثاء کو اس کے کئی سال بعد واپس ملے۔

حل لغات: اصلہ مرکب ہے با اور صل سے جو بمعنی وصول ہونے کے ہے اور ایصال کے معنی پہنچانے کے ہیں، یہ ہدیہ کی طرح ہوتا ہے کہ اس کو بھیجنے والا بھی ہدیہ کہتا ہے اور لینے والا بھی ہدیہ کہتا ہے۔ مطالبہ کے معنی ہیں روکنا، مطالبہ کہتے ہیں ایک شخص کی دوسرے کو روکنے کی طرف جس میں وہ روکا جائے۔ مانع: روکنے والا، ظالم ہو یا نہ ہو، مفقود: جس کا پتہ نہ ہو، ساقط: جو ادا نہ کیا گیا ہو، مغصوب: جو غصب کیا گیا ہو، بینہ: گواہ، مدفون: دفن کیا ہوا، مصادرۃ: رشوت دینا۔

حل مسائل: مسئلہ مرکوزہ یا اصل یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق ہے، حقوق العباد کی ادائیگی جو ہو وہ ہر حالت میں واجب ہے کوئی عذر اس کی ادائیگی سے نہیں روک سکتا، حقوق اللہ جو ہیں ان میں روک اور ممانعت سے ایک حد تک معاف ہو جاتا ہے، مثلاً زکوٰۃ کے نصاب پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس کی ادائیگی فوراً واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہو جائے اور سال گزرنے سے پہلے اس کا نصاب ضائع ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے، اسی طرح

هذه الامثلة مسئلة ان النصاب معتبر عند ابي حنيفة رحمه الله في وجوب الزكوة في اموال التجارة سواء كانت من النقود او من غيرها بناء على ان قيمة العروض التجارية تقوم بالنقود لا بالاعيان والعلاف فيما اذا وصل الى النصاب المالك هل تجب عليه زكوة السنين التي كان المال يبقى فيها ناقصا ام لا والظاهر من مذهب ابي حنيفة رحمه الله ان لا تجب عليه زكوة السنين التي كان المال يبقى فيها ناقصا لان الدين عنده يمنع وجوب الزكوة سواء كان الدين مطالبا به من جهة العباد او من جهة الله تعالى كالزكوة والعشر والخراج وسواء كان له مقابل في يد المديون او لم يكن له مقابل كالدين الذي استقرض المديون لانفاقه على نفسه او على عياله او لقضاء دينه او لاداء زكوته او لاداء عشره او خراجه او لاداء نذره او كفارته او لاداء حج الفريضة او لاداء ما وجب عليه من صدقة الفطر او لاداء ما وجب عليه من دم الجنايات او لاداء ما وجب عليه من دم الاحصار او لاداء ما وجب عليه من دم التمتع او لاداء ما وجب عليه من دم القران او لاداء ما وجب عليه من دم الاحرام او لاداء ما وجب عليه من دم الترك او لاداء ما وجب عليه من دم الفوات او لاداء ما وجب عليه من دم الرفث او لاداء ما وجب عليه من دم الفسوق او لاداء ما وجب عليه من دم الجدال او لاداء ما وجب عليه من دم الصيد او لاداء ما وجب عليه من دم الحلق او لاداء ما وجب عليه من دم التقليم او لاداء ما وجب عليه من دم الطيب او لاداء ما وجب عليه من دم الدهن او لاداء ما وجب عليه من دم الكحل او لاداء ما وجب عليه من دم الحناء او لاداء ما وجب عليه من دم الخضاب او لاداء ما وجب عليه من دم الوشم او لاداء ما وجب عليه من دم الوصل او لاداء ما وجب عليه من دم الغسل او لاداء ما وجب عليه من دم الوضوء او لاداء ما وجب عليه من دم التيمم او لاداء ما وجب عليه من دم الصلوة او لاداء ما وجب عليه من دم الصوم او لاداء ما وجب عليه من دم الاعتكاف او لاداء ما وجب عليه من دم الحج او لاداء ما وجب عليه من دم العمرة او لاداء ما وجب عليه من دم الطواف او لاداء ما وجب عليه من دم السعي او لاداء ما وجب عليه من دم الوقوف او لاداء ما وجب عليه من دم المبيت او لاداء ما وجب عليه من دم الرمي او لاداء ما وجب عليه من دم الذبح او لاداء ما وجب عليه من دم النحر او لاداء ما وجب عليه من دم الحلق او لاداء ما وجب عليه من دم التقصير او لاداء ما وجب عليه من دم الطواف الزيارة او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الصدر او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الوداع او لاداء ما وجب عليه من دم طواف التحية او لاداء ما وجب عليه من دم طواف النفل او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الفرض او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الواجب او لاداء ما وجب عليه من دم طواف السنة او لاداء ما وجب عليه من دم طواف المستحب او لاداء ما وجب عليه من دم طواف المكروه او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الحرام او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الباطل او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الفاسد او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الصحيح او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الكامل او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الناقص او لاداء ما وجب عليه من دم طواف الزائد

ولا يبقى لصاحبها ولا لورثته بعده حق فلا تصير ملك وارث ولا

لغرمائه وما اشترى بها كان لها فما ورث عنها او ما هبته لها او

اوصية به او اوصى به عن تجوز وصاياها كان لها عند ابي يوسف لا

عند محمد وقال ابن سماعة قال ابو حنيفة ومحمد والشافعي

اما يجب فيه الزكاة صيغة التجارة

توهذا النهيه ما نعتبر اذا وجدت زمان حدوث سبب الملك حتى لو توكل التوكيل بعد حدوث سبب ملك لا تجب فيه الزكوة بنيته وهذا معنى قوله لم لا يصار للخيار قوله وان نواها فيها قوله لا بد ان يكون بحدوث سبب الملك سببا اختياريا حتى لو نوى التجارة زمان تملكه بالارث لا تجب فيه الزكوة لان السبب ليس باختياري

هل يجب ان يكون ثم دوام لا فند ابي يوسف لا وعند محمد تجب وقيل الخلاف على العكس فند ابي يوسف لا بد ان يكون مشروطا وعند محمد لا ولا اذا ملك بنية اقرت به او بعمل قد وجب وتصدقه على ما نوى بنيته

ترجمہ: ہدایہ میں جو یہ فرمایا کہ ہم اعتبار نہیں کرتے ہیں ساتھ حدوث کے اس وجہ سے کہ اگر سبب ملک پر موجود ہونے کے بعد تجارت کی نیت کرے تو واجب نہ ہوگی زکوۃ اور مراد بہ حدوث ملک سے یہی ہے اور یہ معنی ہے قول اس کا کہ سبب ملک اختیاری نہیں ہے پس اگر نیت کرے تجارت کی ساتھ ملک ہونے کے زمانہ میں حدوث سبب کے کہ وہ میراث ہے تو واجب نہ ہوگی اس میں زکوۃ اور یہ اس لیے کہ سبب اختیاری نہیں ہے اور اختلاف کرتے ہیں علماء اس میں کہ ضرور ہے کہ دوام ملک شرط ہو یا نہ ہو پس ابو یوسف کے نزدیک شرط ہے اور محمد کے نزدیک شرط نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ برعکس ہے یعنی ابو یوسف کے نزدیک شرط نہیں ہے اور محمد کے نزدیک شرط ہے اور اگر ملک ثابت ہوا ساتھ اقرار کے یا ساتھ عمل کے جو واجب ہوا ہے ساتھ نیت کے اور تصدیق کرے وہ اس کی نیت کی

حل المشکلات: (التقیید بقید الخ) اس قید کے ساتھ کہ ہم اعتبار نہیں کرتے ہیں ساتھ حدوث ملک کے یعنی اگر سبب ملک پر موجود ہونے کے بعد تجارت کی نیت کرے تو واجب نہ ہوگی زکوۃ اور مراد بہ حدوث ملک سے یہی ہے اور یہ معنی ہے قول اس کا کہ سبب ملک اختیاری نہیں ہے پس اگر نیت کرے تجارت کی ساتھ ملک ہونے کے زمانہ میں حدوث سبب کے کہ وہ میراث ہے تو واجب نہ ہوگی اس میں زکوۃ اور یہ اس لیے کہ سبب اختیاری نہیں ہے

(هل يجب ان يكون ثم دوام الخ) اختلاف کرتے ہیں علماء اس میں کہ ضرور ہے کہ دوام ملک شرط ہو یا نہ ہو پس ابو یوسف کے نزدیک شرط ہے اور محمد کے نزدیک شرط نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ برعکس ہے یعنی ابو یوسف کے نزدیک شرط نہیں ہے اور محمد کے نزدیک شرط ہے اور اگر ملک ثابت ہوا ساتھ اقرار کے یا ساتھ عمل کے جو واجب ہوا ہے ساتھ نیت کے اور تصدیق کرے وہ اس کی نیت کی

مُسْقِطٌ بِخِلَافِ الْعَشْرِ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ أَرَادَ بِصَدَقَةِ بِجَمِيعِ مَالِهِ بَدَلَ نِيَّةِ الزَّكَوٰةِ تَسْقُطُ الزَّكَوٰةُ وَإِنْ تَصَدَّقَ بِبَعْضِ مَالِهِ تَسْقُطُ بِقَدْرِ زَكَوٰةِ الْمَوْجُودِ عِنْدَ مُحَمَّدٍ خِلَافًا لِأَبِي يُوسُفَ حَتَّى لَوْ كَانَ لَهُ مِائَتَا دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ تَسْقُطُ عِنْدَهُمَا زَكَوٰةُ مِائَةٍ وَخَمْسَةٍ وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ لَا تَسْقُطُ عَنْهُ زَكَوٰةُ شَيْءٍ أَصْلًا.

ترجمہ: اور زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے صدقہ کرنے سے امام ابو یوسف کے نزدیک عشر کے برخلاف، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا زکوٰۃ کی نیت کے بدلے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، اور اگر کچھ مال صدقہ کیا تو موجود مال میں سے اتنی زکوٰۃ ساقط ہوگی جتنی امام محمد کے نزدیک بنتی ہے، برخلاف امام ابو یوسف کے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے پاس دو سو درہم تھے اور اس نے سو درہم صدقہ کر دیے تو صاحبین کے نزدیک ایک سو پانچ درہم کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی، اور امام ابو یوسف کے نزدیک کسی چیز کی زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی۔

قولہ: وَتَسْقُطُ الزَّكَوٰةُ بِالتَّصَدُّقِ إلخ۔ یہ مسئلہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں ہے کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، اور اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ صدقہ سے مال کی برکت کم نہیں ہوتی، اور یہ ظاہر ہے کہ صدقہ سے مال کی برکت بڑھتی ہے، اور اس کا مشاہدہ ہر شخص کو ہوتا ہے۔ (از حاشیہ)

قولہ: بِخِلَافِ الْعَشْرِ إلخ۔ یعنی اگر کسی نے اپنی زمین کی پیداوار میں سے عشر ادا کرنے کی نیت سے سارا غلہ صدقہ کر دیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک عشر ساقط ہو جائے گا، اور امام محمد کے نزدیک ساقط نہیں ہوگا، بلکہ جتنا غلہ اس کے پاس موجود ہے اس میں سے عشر ادا کرنا ہوگا۔ (از حاشیہ)

قولہ: وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ لَا تَسْقُطُ إلخ۔ امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ زکوٰۃ کی نیت سے صدقہ کرنے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی، کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال کا ذمہ سے ساقط ہونا ضروری ہے، اور یہ صدقہ سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ صدقہ س

باب زکوۃ الاموال

نصاب الابل خمس والبقر ثلاثون وثلثون واربعون سائمۃ فلی کل خمس من الابل بنت مخاض او ابن لبون ذکر فلی ست وعشرین بنت مخاض فلی ست وثلثین بنت لبون ثم فلی ست واربعین حقۃ ثم فلی احدی وستین جذعۃ ثم فلی ست وسبعین بنتا لبون ثم فلی احدی وتسعین حقتان فلی مائۃ وعشرین۔

ترجمہ: یہ باب زکوۃ کے بیان میں ہے اونٹ کا نصاب پانچ ہے اور گائے کا تیس اور تیس اور چالیس ہے سائمہ ہونے کی حالت میں پس اونٹوں کے ہر پانچ عدد میں ایک بکری واجب ہے اور اگر وہ گائے کا نصاب ہو تو ہر تیس میں ایک برس کا بچھڑا اور ہر چالیس میں ایک دو برس کا بچھڑا واجب ہے پھر جیسا اس میں بیان کیا ہے ہر ایک عدد کے بعد اس کے بعد والے عدد میں واجب ہونے والی چیز کا بیان ہے۔

حل اللغات: نصاب اصل میں اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس پر کسی چیز کی بنا کی جائے اور یہاں مراد وہ مقدار ہے کہ جس پر زکوۃ کی بنا ہے۔ سائمہ وہ جانور ہے کہ جو سال کا اکثر حصہ چرا کر پلا ہو۔ بقر گائے کا نصاب ہے اور یہ لفظ مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ ابن لبون نر اونٹ کو کہتے ہیں جو دو برس کا ہو۔ بنت مخاض مادہ اونٹ کو کہتے ہیں جو ایک برس کا ہو۔ بنت لبون مادہ اونٹ کو کہتے ہیں جو دو برس کا ہو۔ حقہ مادہ اونٹ کو کہتے ہیں جو تین برس کا ہو۔ جذعہ مادہ اونٹ کو کہتے ہیں جو چار برس کا ہو۔

حل المسائل: ماتن نے اس باب میں زکوۃ کے نصاب کو بیان کیا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ زکوۃ کی بنا مال نامی پر ہے اور مال نامی کی دو قسمیں ہیں ایک تجارت کا مال دوسرا سائمہ جانور۔ پس ماتن نے پہلے سائمہ جانوروں کے نصاب کو بیان کیا ہے اور اونٹ کا نصاب پہلے بیان کیا ہے کیونکہ اونٹ کا نصاب بہت ہے اور اس کے بعد گائے کا نصاب بیان کیا ہے کیونکہ گائے کا نصاب اونٹ کے نصاب سے کم ہے اور اس کے بعد بکری کا نصاب بیان کیا ہے کیونکہ بکری کا نصاب سب سے کم ہے۔ پس اونٹ کا نصاب پانچ ہے اور اس میں ایک بکری واجب ہے اور گائے کا نصاب تیس ہے اور اس میں ایک برس کا بچھڑا واجب ہے اور چالیس میں ایک دو برس کا بچھڑا واجب ہے۔ پھر ماتن نے ہر ایک نصاب کے بعد اس کے بعد والے نصاب میں واجب ہونے والی چیز کا بیان کیا ہے۔ پس اونٹ کے پانچ نصاب کے بعد دس ہیں پس دس میں دو بکریاں واجب ہیں اور پندرہ میں تین بکریاں واجب ہیں اور بیس میں چار بکریاں واجب ہیں اور پچیس میں ایک بنت مخاض واجب ہے اور چھتیس میں ایک بنت لبون واجب ہے اور چھیالیس میں ایک حقہ واجب ہے اور اکسٹھ میں ایک جذعہ واجب ہے اور چھہتر میں دو بنت لبون واجب ہیں اور اکیانوے میں دو حقے واجب ہیں اور ایک سو بیس میں تین بنت لبون واجب ہیں اور ایک سو بیس کے بعد ہر چالیس میں ایک بنت لبون واجب ہے اور ہر پچاس میں ایک حقہ واجب ہے۔

مسئلہ: اونٹ کا نصاب پانچ ہے اور پانچ سے کم میں زکوۃ واجب نہیں ہے اور پانچ سے کم میں زکوۃ کا واجب نہ ہونا اجماعی ہے اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے کہ جس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے کہ پانچ اونٹ سے کم میں زکوۃ نہیں ہے۔

مسئلہ: گائے کا نصاب تیس ہے اور تیس سے کم میں زکوۃ واجب نہیں ہے اور تیس سے کم میں زکوۃ کا واجب نہ ہونا اجماعی ہے اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے کہ جس کو ترمذی نے روایت کیا ہے کہ تیس سے کم گائے میں زکوۃ نہیں ہے۔

مسئلہ: بکری کا نصاب چالیس ہے اور چالیس سے کم میں زکوۃ واجب نہیں ہے اور چالیس سے کم میں زکوۃ کا واجب نہ ہونا اجماعی ہے اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے کہ جس کو بخاری نے روایت کیا ہے کہ چالیس سے کم بکری میں زکوۃ نہیں ہے۔

مسئلہ: اونٹ کے نصاب میں جو بکری واجب ہوتی ہے اس کو شاۃ کہتے ہیں اور گائے کے نصاب میں جو بچھڑا واجب ہوتا ہے اس کو تبیع یا تبیعہ کہتے ہیں اور بکری کے نصاب میں جو بکری واجب ہوتی ہے اس کو شاۃ کہتے ہیں۔

مسئلہ: اونٹ کے نصاب میں جو بنت مخاض واجب ہوتی ہے اس کو بنت مخاض کہتے ہیں اور جو بنت لبون واجب ہوتی ہے اس کو بنت لبون کہتے ہیں اور جو حقہ واجب ہوتا ہے اس کو حقہ کہتے ہیں اور جو جذعہ واجب ہوتا ہے اس کو جذعہ کہتے ہیں۔

مسئلہ: اونٹ کے نصاب میں جو بنت مخاض واجب ہوتی ہے اس کو بنت مخاض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ماں عموماً حاملہ ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ایک اور بچہ ہوتا ہے اس لئے کہ اگر اس کی ماں کو حاملہ نہ سمجھا جائے تو اس کے ساتھ ایک اور بچہ ہونا چاہیے اور ایسا کم ہوتا ہے اور اکثر کے اعتبار سے حکم ہوتا ہے اور اس کو بنت لبون کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ماں عموماً دودھ والی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ایک اور بچہ ہوتا ہے اس لئے کہ اگر اس کی ماں کو دودھ والی نہ سمجھا جائے تو اس کے ساتھ ایک اور بچہ ہونا چاہیے اور ایسا کم ہوتا ہے اور اکثر کے اعتبار سے حکم ہوتا ہے اور حقہ کو حقہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تین برس کا ہو کر سواری اور بوجھ اٹھانے کے لائق ہو جاتا ہے اور جذعہ کو جذعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ چار برس کا ہو کر سواری اور بوجھ اٹھانے کے لائق ہو جاتا ہے اور دانت نکالتا ہے۔

مسئلہ: اونٹ کے نصاب میں جو بکری واجب ہوتی ہے اس کی صفت یہ ہے کہ وہ دو برس کی ہو یا تین برس کی ہو اور گائے کے نصاب میں جو بچھڑا واجب ہوتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ وہ ایک برس کا ہو اور بکری کے نصاب میں جو بکری واجب ہوتی ہے اس کی صفت یہ ہے کہ وہ ایک برس کی ہو یا دو برس کی ہو۔

مسئلہ: اونٹ کے نصاب میں جو بنت لبون واجب ہوتی ہے اس کی صفت یہ ہے کہ وہ دو برس کی ہو اور گائے کے نصاب میں جو بچھڑا واجب ہوتا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ وہ دو برس کا ہو۔

ثم فی کل خمس شاۃ ثم فی مائۃ وخمس واربعین بنت مخاض وحقان ثم فی
مائۃ وخمسین ثلث حقاق ثم تستانف فی کل خمس شاۃ ثم فی خمس و
عشرین بنت مخاض ثم فی ست وثلثین بنت لبون ثم فی مائۃ وست
وتسعین اربع حقاق ال مئتین ثم تستانف ابدا کما فی الخمسین التی
بعد المائۃ والخمسین اعلم انہ قد ذکر استینافین احدھما بعد المائۃ
والعشرین والآخر بعد المائۃ والخمسین فبعد المئتین یستانف استینافا
مثل ما ذکر بعد المائۃ والخمسین۔

ترجمہ:۔ پھر اس کے سوا پانچ پانچ بھیڑوں پر ایک بکری کا حساب ہے یہاں تک کہ ایک سو سینتالیس پر ایک بنت مخاض اور دو حقے ہیں پھر ایک سو پچاس میں تین حقے ہیں پھر ہر سو پر حساب سو گنا کیا ہوا ہے یہاں تک کہ بکری ہوتی ہے پھر پینتیس پر ایک بنت مخاض پھر چھیالیس پر ایک بنت لبون ہے پھر ایک سو ساٹھ میں دو حقے ہیں اور ایک سو پچاسی میں ایک بنت مخاض اور دو حقے ہیں پھر ایک سو ننانوے میں چار حقے ہیں پھر دو سو تک ہر پانچ میں ایک بکری ہے اور دو سو سے ایک سو پچیس تک ہر دس میں ایک بکری ہے اور ایک سو پچیس پر تین بکریاں ہیں پھر ایک سو تیس پر دو بکریاں اور ایک بکری ہے اور ایک سو پینتیس پر تین بکریاں ہیں پھر ایک سو چالیس پر دو بکریاں اور ایک بکری ہے اور ایک سو پینتالیس پر تین بکریاں ہیں پھر ایک سو پچاس پر تین بکریاں اور ایک بکری ہے اور ایک سو پچپن پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ایک سو ساٹھ پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ایک سو پینسٹھ پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ایک سو ستر پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ایک سو پچھتر پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ایک سو اسی پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ایک سو پچاسی پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ایک سو ننانوے پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر دو سو پر چار بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین سو پر تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار سو پر چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ سو پر پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ سو پر چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات سو پر سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ سو پر آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو سو پر نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ایک ہزار پر دس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ سو پر گیارہ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ سو پر بارہ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ سو پر تیرہ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ سو پر چودہ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پندرہ سو پر پندرہ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سولہ سو پر سولہ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سترہ سو پر سترہ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اٹھارہ سو پر اٹھارہ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ انیس سو پر انیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار پر بیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اکیس سو پر اکیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بائیس سو پر بائیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیئس سو پر تیئس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چوبیس سو پر چوبیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پچیس سو پر پچیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھبیس سو پر چھبیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ستائیس سو پر ستائیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اٹھائیس سو پر اٹھائیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ انتیس سو پر انتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیس سو پر تیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اکتیس سو پر اکتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بتیس سو پر بتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تینتیس سو پر تینتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چونتیس سو پر چونتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پینتیس سو پر پینتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھتیس سو پر چھتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سینتیس سو پر سینتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اڑتیس سو پر اڑتیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ انتالیس سو پر انتالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چالیس سو پر چالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اکتالیس سو پر اکتالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بیالیس سو پر بیالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تینتالیس سو پر تینتالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چوالیس سو پر چوالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پینتالیس سو پر پینتالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھیالیس سو پر چھیالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سینتالیس سو پر سینتالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اڑتالیس سو پر اڑتالیس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ انچاس سو پر انچاس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پچاس سو پر پچاس بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اکاون سو پر اکاون بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ باون سو پر باون بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ترپن سو پر ترپن بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چون سو پر چون بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پچپن سو پر پچپن بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھپن سو پر چھپن بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ستاون سو پر ستاون بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اٹھاون سو پر اٹھاون بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ انسٹھ سو پر انسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ساٹھ سو پر ساٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اکسٹھ سو پر اکسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ باسٹھ سو پر باسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تریسٹھ سو پر تریسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چونسٹھ سو پر چونسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پینسٹھ سو پر پینسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھیاسٹھ سو پر چھیاسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سڑسٹھ سو پر سڑسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اڑسٹھ سو پر اڑسٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ انہتر سو پر انہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ستر سو پر ستر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اکہتر سو پر اکہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بہتر سو پر بہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تہتر سو پر تہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چوہتر سو پر چوہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پچہتر سو پر پچہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھہتر سو پر چھہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ستہتر سو پر ستہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اٹھہتر سو پر اٹھہتر بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ انیاسی سو پر انیاسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اسی سو پر اسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اکیاسی سو پر اکیاسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بیاسی سو پر بیاسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیاسی سو پر تیاسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چوراسی سو پر چوراسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پچاسی سو پر پچاسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھیاسی سو پر چھیاسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ستاسی سو پر ستاسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اٹھاسی سو پر اٹھاسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نواسی سو پر نواسی بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نوے سو پر نوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اکانوے سو پر اکانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بانوے سو پر بانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ترانوے سو پر ترانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چورانوے سو پر چورانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پچانوے سو پر پچانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھیانوے سو پر چھیانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ستانوے سو پر ستانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ اٹھانوے سو پر اٹھانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ ننانوے سو پر ننانوے بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار پر دو ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار ایک سو پر دو ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار دو سو پر دو ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار تین سو پر دو ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار چار سو پر دو ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار پانچ سو پر دو ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار چھ سو پر دو ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار سات سو پر دو ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار آٹھ سو پر دو ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دو ہزار نو سو پر دو ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار پر تین ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار ایک سو پر تین ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار دو سو پر تین ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار تین سو پر تین ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار چار سو پر تین ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار پانچ سو پر تین ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار چھ سو پر تین ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار سات سو پر تین ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار آٹھ سو پر تین ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تین ہزار نو سو پر تین ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار پر چار ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار ایک سو پر چار ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار دو سو پر چار ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار تین سو پر چار ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار چار سو پر چار ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار پانچ سو پر چار ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار چھ سو پر چار ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار سات سو پر چار ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار آٹھ سو پر چار ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چار ہزار نو سو پر چار ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار پر پانچ ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار ایک سو پر پانچ ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار دو سو پر پانچ ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار تین سو پر پانچ ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار چار سو پر پانچ ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار پانچ سو پر پانچ ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار چھ سو پر پانچ ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار سات سو پر پانچ ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار آٹھ سو پر پانچ ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ پانچ ہزار نو سو پر پانچ ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار پر چھ ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار ایک سو پر چھ ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار دو سو پر چھ ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار تین سو پر چھ ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار چار سو پر چھ ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار پانچ سو پر چھ ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار چھ سو پر چھ ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار سات سو پر چھ ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار آٹھ سو پر چھ ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چھ ہزار نو سو پر چھ ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار پر سات ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار ایک سو پر سات ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار دو سو پر سات ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار تین سو پر سات ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار چار سو پر سات ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار پانچ سو پر سات ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار چھ سو پر سات ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار سات سو پر سات ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار آٹھ سو پر سات ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ سات ہزار نو سو پر سات ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار پر آٹھ ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار ایک سو پر آٹھ ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار دو سو پر آٹھ ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار تین سو پر آٹھ ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار چار سو پر آٹھ ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار پانچ سو پر آٹھ ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار چھ سو پر آٹھ ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار سات سو پر آٹھ ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار آٹھ سو پر آٹھ ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ آٹھ ہزار نو سو پر آٹھ ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار پر نو ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار ایک سو پر نو ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار دو سو پر نو ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار تین سو پر نو ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار چار سو پر نو ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار پانچ سو پر نو ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار چھ سو پر نو ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار سات سو پر نو ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار آٹھ سو پر نو ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ نو ہزار نو سو پر نو ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار پر دس ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار ایک سو پر دس ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار دو سو پر دس ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار تین سو پر دس ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار چار سو پر دس ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار پانچ سو پر دس ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار چھ سو پر دس ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار سات سو پر دس ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار آٹھ سو پر دس ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ دس ہزار نو سو پر دس ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار پر گیارہ ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار ایک سو پر گیارہ ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار دو سو پر گیارہ ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار تین سو پر گیارہ ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار چار سو پر گیارہ ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار پانچ سو پر گیارہ ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار چھ سو پر گیارہ ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار سات سو پر گیارہ ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار آٹھ سو پر گیارہ ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ گیارہ ہزار نو سو پر گیارہ ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار پر بارہ ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار ایک سو پر بارہ ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار دو سو پر بارہ ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار تین سو پر بارہ ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار چار سو پر بارہ ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار پانچ سو پر بارہ ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار چھ سو پر بارہ ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار سات سو پر بارہ ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار آٹھ سو پر بارہ ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ بارہ ہزار نو سو پر بارہ ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار پر تیرہ ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار ایک سو پر تیرہ ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار دو سو پر تیرہ ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار تین سو پر تیرہ ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار چار سو پر تیرہ ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار پانچ سو پر تیرہ ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار چھ سو پر تیرہ ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار سات سو پر تیرہ ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار آٹھ سو پر تیرہ ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ تیرہ ہزار نو سو پر تیرہ ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار پر چودہ ہزار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار ایک سو پر چودہ ہزار ایک بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار دو سو پر چودہ ہزار دو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار تین سو پر چودہ ہزار تین بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار چار سو پر چودہ ہزار چار بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار پانچ سو پر چودہ ہزار پانچ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار چھ سو پر چودہ ہزار چھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار سات سو پر چودہ ہزار سات بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار آٹھ سو پر چودہ ہزار آٹھ بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہے یہاں تک کہ چودہ ہزار نو سو پر چودہ ہزار نو بکریاں اور دو بکریاں ہیں پھر ہر سو پر ایک بکری ہ

حتى يجب في خمسين بقرة وجاء معاذ بثلثين وأربعين فأمره أن يأخذ من كل ثلاثين تبيعا ومن كل أربعين مسنة والتبيع الذي تم عليه الحول وتبيعة أنثاه والمسن ما تم عليه الحولان والأنثى مسنة وفيما زاد يحسب على هذا ففي خمسين ثلاثون من كل ثلاثين تبيع وفي كل أربعين مسنة ففي ستين تبيعان أو مسنتان وفي سبعين تبيع ومسنة وفي ثمانين مسنتان وفي تسعين ثلاثة أتبعة وفي مائة تبيعان ومسنة وفي مائة وعشرة تبيع ومسنتان وفي مائة وعشرين ثلاثة أتبعة أو ثلاث مسان وهكذا إلى غير النهاية.

ترجمہ: یہاں تک کہ تیس میں ایک تبیع واجب ہوتا ہے اور اس طرح ہر تیس میں ایک تبیع اور چالیس میں ایک مسنہ واجب ہوتا ہے۔ پھر جب معاذ رضی اللہ عنہ ساٹھ اور چالیس پر پہنچے تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ ہر تیس میں ایک تبیع اور ہر چالیس میں ایک مسنہ لیں۔ تبیع وہ جانور ہے جو ایک سال پورا کر چکا ہو اور مسنہ وہ جانور ہے جو دو سال پورا کر چکا ہو۔ مؤنث کو انثیٰ کہتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ میں اسی حساب سے لیا جائے گا۔ پس ساٹھ میں دو تبیع یا دو مسنہ واجب ہوں گے۔ ستر میں ایک تبیع اور ایک مسنہ واجب ہوگا۔ اسی میں ہر تیس پر ایک تبیع اور ہر چالیس پر

وفی اربعین ماۃ ومعہا ثنتا وسبعون ماۃ واحد وعشرین ثنتان وثلثون
وواحدۃ ثنتا عشرۃ ثنتان واربعمائۃ اربعمائۃ وثلثون ثنتان وثلثون ماۃ وثلثون

ثنتان وعشرون ماۃ وثلثون ثنتان وعشرون ماۃ وثلثون ثنتان وعشر

ى اذا كان له مئتا درهم وحال عليه الحول وقد حصل في وسط الحول مائة

درهم فضة فانه لا زكوة في المستفاد وهو له حكم ان حكم الاستفاد وهو وجوب

الزكوة فيما يعتبر في الاستفاد الحول الذي مر على الاصل ويمكن ان يرجع ضمير

حكمه ان الحول و لزكوة في النصاب ز العفو فانه اذا ست خمسة وثلثين من

الابل فاوجب وهو بنت مخاض انها ثم في ست وخمس وعشرين لاثنى الجمع حتى

لو هلك عشرة بعد الحول كان الواجب على حاله وهلاك النصاب بعد الحول

يسقط الواجب وهلاك البعض حصته وتصرف الهلاك الى العفو اولا

فصد علی سبیل کے اس پر ۲ درہم واجب ہوں گے۔ اور اگر سال گذرنے کے بعد سو درہم کے اور اضافہ ہو گیا تو اس اضافہ پر بھی زکوٰۃ واجب ہو گی جب تک کہ اس پر سال نہ گذر جائے اور اس کو مستفاد کہتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے سال گذرنا شرط ہے اور اس کا سال اصل کے سال کے ساتھ ہو گا۔ اور اس کا سال اصل کے سال کے ساتھ ہونا اس کا حکم ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر

ثم الضأن بينهم ثم وقص ان ينتقل فيقع شاة او هلك بعد الحول خمس من

من ستين شاة واحدة او من ست من الابل وتجب بنت مخاض او هلك خمسة

عشر من اربعين بعير الى يصرف الهلاك الى العفو ولا ان لم يجاوز الهلاك العفو

فالواجب على حاله كملك الاولين وهما هلاك عشرين من ستين شاة او واحد

من ست من الابل وان جاوز الهلاك العفو يصرف الهلاك الى النصاب الذاتي بل

العفو كما اذا هلك خمسة عشر من اربعين بعيرا ان الاربعة تصرف الى العفو

ترجمہ:۔ جو اس حساب کرنے والے پر واجب ہوا ہے ہر چالیس مینڈھوں میں سے ایک مینڈھا یہاں تک کہ ایک سو بیس ہو جائیں پھر دو سو تک ہر سو میں دو مینڈھے پھر ہر سو میں ایک مینڈھا پھر ہر چالیس میں ایک مینڈھا پھر

ثم تصل عشر یعرف ان نصاب الذی یلی العفو وھو خمس وعشرون الی

ست وثلثین حقہ طروقۃ الجمل بنت مخاض ولا تقول ھذا یعرف ان النصاب والعفو

حتی تقول الواجب فی خمسۃ وعشرین بنت لبون وقد عدت خمسۃ عشر من اربعین وبقی

خمسۃ وعشرون فیجب نصف وثمن من بنت لبون ولا تقول ایضا ان الدلال

علی جواز العفو یعرف ان مجموع النصاب حتی یقول تعرف ان بعد قول العفو

لم تصرف حد عشر ان مجموع ستۃ وثلثین اذ کان الواجب فی ستۃ وثلثین

بنت لبون وقد عدت حد عشر وبقی خمسۃ وعشرون فالواجب ثلثا بنت لبون

وربع بنت لبون۔

ترجمہ:۔ پھر کہو اس دلیل میں کہ بعد والے نصاب کے جو پہلے عفو ہے وہ پچیس سے چھتیس تک ہے یہ اس طرح معلوم ہوگا کہ جب تم پانچ، دس، پندرہ، بیس کے بیان کرنے کے بعد پچیس کے بیان پر پہنچو تو کہو کہ یہ نصاب ہے اس سے پہلے کی طرف جو

واما قولہ ثم وثم ان بینتہ فلم یذکرہ فی الکتاب مثلا فنقول لو ھلک من
اربعین بعیرا اعتبرون فی اربعۃ تصرف الی العفو واحد عشر الی نصاب
بل العفو وخمسۃ الی نصاب بل ھذا النصاب حتی یبقی اربع شیاہ
وقس علی ھذا اذا ھلک خمسۃ وعشرون او ثلثون وخمسۃ وتلثون
والسائمۃ ھی المکتفیۃ بالرعی فی اکثر الحول لرعی بالکسر الکلا
اخذ الشیخ زکوۃ السوائم والعشر والخراج بقفی ان بعد واخفیۃ

ترجمہ: اور قولہ ثم وثم ان بینتہ کی دو مثال ہیں جنہیں کتاب میں ذکر نہیں کیا چنانچہ اگر اس کی مثال میں کہتے ہیں اگر چالیس اونٹوں میں سے بیس اونٹ تلف ہو جائے تو چار حصے عفو میں جائیں گے اور گیارہ حصے نصاب کی طرف منصرف ہوں گے اور پھر اس نصاب کی طرف منصرف ہوں گے جو کہ عفو سے متصل ہے اور یہ نصاب کی طرف ہی اس نصاب سے متصل ہے یہاں تک کہ چار بکریاں باقی رہ جائیں گی۔ اور اسی پر قیاس کرو ان حصص پر جو کہ ہلاک ہو جائیں اور جو کہ پچیس یا تیس اور پینتیس اور چالیس ہلاک ہو جائیں اور سائمہ وہ ہے جو کہ اکثر سال میں چرنے پر کفایت کرے۔

إن لم تصرف فی حقه ؛ لخراج اسلم ان ولایة اخذ الخراج للامام وكذا اخذ الزكوة فی الاموال الظاهرة وهی عشر الخارج وزكوة السوائم وزكوة اموال التجارة مادامت تحت حماية العاشر فان اخذ ابغاةٌ او سلاطين زماننا الخراج فلا اعادة على الملاك لان مصرف الخراج المقاتلة وهم من المقاتلة لانهم يحاربون الكفار وان اخذ والزكوة لصدقة فان صرفوا الى مصارفها وهی مصارف الزكوة فلا اعادة على الملاك وان لم يصرفوا الى مصارفها فعليهم الاعادة خفية ای يؤدونها ان مستحقيها فيما بينهم وبين الله تعالى وانما قال يفتى ان يعيد واخفية احترازا عن قول بعض التابعين انه لا اعادة عليهم لانهم لما تسلطوا على المسلمين وحكموهم حكم الامام فمرة ويفتى بصحة منهم تفويض القضاء والامامة الجبر والاعياد ونحو ذلك۔

ترجمہ:۔۔۔ خراج کا اور وہ معلوم ہو کر خراج وصول کرنے کی طاقت ہو، خلیفہ کے ذمے اس طرح اموال ظاہرہ کی زکوۃ وصول کرنے کی ولایت ہے اور وہ اموال کا عشر ہے اور سوائم کی زکوۃ اور تجارت کی کہ جب تک عاشر کی حفاظت میں ہیں تو اگر باغی لوگ یا جابر بادشاہ ہمارے زمانے کے خراج وصول کر لیں تو مالکوں پر اعادہ نہیں ہے کیونکہ خراج کا مصرف مجاہدین ہیں اور وہ مجاہدین میں سے ہیں اس لیے کہ وہ کفار سے لڑتے ہیں اور اگر یہ لوگ مذکورہ زکوۃ وصول کریں اور اس کے مصارف میں خرچ کریں کہ جو کہ مصارف ہیں خرچ کے تو اس کے اعادہ کا حکم نہیں ہے اور اگر زکوۃ کے مصارف میں خرچ نہیں کیے تو بہتر یہ ہے اور ظاہر کرنا مالکوں پر واجب ہے زکوۃ کے مستحقین میں سے اور مالکوں کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کو مطلق کہنے پر اکتفا کرنا بعض نسخوں میں ہے اور یہ اس لیے کہا تاکہ بعض متاخرین کے قول سے احتراز ہو جو کہ یہ ہے کہ مالکوں پر اعادہ نہیں ہے کیونکہ جب ظالم بادشاہوں نے مسلمانوں پر غلبہ پا لیا اور ان کا حکم امام کا حکم ہو گیا اس وجہ سے کہ بعض اوقات ان سے تفویض قضا اور امامت جمعہ اور عیدین وغیرہ صحیح ہیں

حل اللغات:۔۔۔ قولہ اذا ادی خراجہ وہ آدمی ہو تملک کہ جس کو امارت میں مقرر کرتے ہیں بادشاہ زمین تجارت کی زکوۃ اور عشر وغیرہ وصول کیا جاتا ہے کہ ہر ایک مال کی حفاظت کرنے کی حاجت ہے کہ جس سے کہ وہ زکوۃ لے لے مسافر کے حق میں جو مالوں کے ساتھ مخصوص ہے جو کہ مملکت میں رہتے ہیں اور جو مشروط اس پر مسند ہوا ہوں جیسے وہ مویشی کہ جن کے ساتھ چرنے کے واسطے نہیں جاتے اس سے اس میں سے نہیں ہوا ہے ایک سال کے ساتھ زیادہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کو شروع میں دیئے عامل حاصل ہوتی ہے "تنویر" پس کام حاصل ہوا جو کہ یہ ہے کہ جب تک کہ یہ مویشی مالک کے پاس رہیں تو زکوۃ نہ لے گا مگر یا ان کے عوض کی وجہ سے اس کی ولایت کٹ جاتی ہے"

قولہ ولو باعها بنية الفرار الخ یعنی اس نے کھیتی کو صرف اس واسطے بیچا ہے کہ تاکہ ان کا ثمر بیچ دے گا اور ان کے ثمر بیچ جانے یا اس کے کٹائی وغیرہ کو اس کی خریدی ہوئی زمین سے تلف کر دے گا وہ بائع سے زکوۃ وصول کریں گے

قولہ احترازا الخ یعنی فقیروں سے زکوۃ وصول کرنے کا کہ صاحب زکوۃ میں خراج کہنا یا کل مسائل وہی

والجواب عن هذا ان ما ثبت بالضرورة يتقدر بقدرها يعني نصاب

الفضة واذا ثبت ما هو من شعار الاسلام ضرورة يعتبر الزكوة فان

الاصل فيه الاداء خفية قال الله تعالى وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وعن تون بعض اثمانها انه اذا نوى بالدفع التصدق

عليهم سقط عنه لانهم بما عليهم من السعايات فقراء۔

ترجمہ: اس کا جواب یہ ہے کہ ضرورت کے ساتھ جو چیز ثابت ہو وہ ضرورت کی مقدار کے ساتھ خاص ہوتا ہے، پس چاندی کا نصاب جو شعار اسلام ہونے کی وجہ سے ضرورت کے ساتھ ثابت ہوا ہے وہ صرف اسی مقدار کے ساتھ خاص ہوگا اور اصل زکوٰۃ میں اخفاء ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم صدقات کو چھپا کر فقراء کو دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور بعض ثمنوں کے بعض اثمان ہونے کی وجہ سے ان کو دینے کے وقت اگر زکوٰۃ کی نیت کرلی جائے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی کیونکہ وہ ان کے ذمہ کی وجہ سے فقراء ہیں۔

حل اشکالات: قولہ لقد ثبت بالضرورۃ الخ: یہ ماخوذ ہے اس سوال سے کہ چاندی کا نصاب شعار اسلام ہونے کی وجہ سے ضرورت کے ساتھ ثابت ہوا ہے اور ضرورت کی مقدار پر ہی ثابت ہوتا ہے اور ضرورت کی مقدار صرف دو سو درہم ہے تو چاندی کا نصاب دو سو درہم ہونا چاہیے حالانکہ ہمارے نزدیک چاندی کا نصاب دو سو درہم نہیں ہے بلکہ ایک سو چالیس درہم ہے۔ قولہ واذا ثبت ما هو من شعار الاسلام الخ: یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے کہ ان اشیاء کا نصاب جو شعار اسلام ہونے کی وجہ سے ثابت ہوا ہے وہ ضرورت کی مقدار کے ساتھ خاص ہونا چاہیے حالانکہ ان کا نصاب ضرورت کی مقدار سے زائد ہے۔ قولہ فان الاصل فيه الاداء الخ: یہ اس کا جواب ہے کہ اصل زکوٰۃ میں اخفاء ہے اور اخفاء کی صورت میں ضرورت کی مقدار سے زائد کا ادا کرنا ممکن ہے اس لیے ضرورت کی مقدار سے زائد کا نصاب ثابت ہوا ہے۔

قولہ وعن تون بعض اثمانها الخ: اس عبارت سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ بعض ثمنوں کو بعض ثمنوں کے ساتھ ملا دیا جائے تو ان کا حکم بھی وہی ہوجاتا ہے جو ان کے ساتھ ملنے والے کا ہے۔ چنانچہ اس قاعدے کی فرع یہ ہے کہ صحیح سونے کو ان کی طرف سے بھی صحیح قرار دیا جائے جنہوں نے کھوٹے سکوں کا تقرر کیا ہو۔ مثلاً حنفیہ کے نزدیک فلوس نافقہ کو اور غیر منافقہ اشیاء کی قیمت کو اسی طرح کھوٹے درہم کو بھی ثمن قرار دیا گیا ہے اس لیے اگر کسی کے پاس کھوٹے درہم ہوں تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی تو یہ بھی صحیح ہوگا کہ ان کو صحیح درہموں کے ساتھ ملا دیا جائے تو ان کا حکم بھی صحیح درہموں کا ہوجائے گا اور اس کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کھوٹے درہم ہوں اور وہ ان کو صحیح درہموں کے ساتھ ملا دے تو ان کا حکم بھی صحیح درہموں کا ہوجائے گا اور اس کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

قولہ وعن ابی یوسف الخ: امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے ذمہ کچھ لوگوں کا قرض ہو اور وہ ان کو زکوٰۃ کی نیت سے دے دے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی کیونکہ وہ ان کے ذمہ کی وجہ سے فقراء ہیں۔

والشیخ الامام ابو منصور بما نرید ای کیف هذا فانه قال لا یدان علامة التصدق علیه وایضا الاحظ فی ان الزکوٰة عبادة محضة کالصلوٰة فلا یتادی الا بالنیة الخالصة للّٰه تعالیٰ ولم توجد ثم اعلم ان العبارة المذکورة فی الهدایة هذه والزکوٰة مصرفها الفقراء ولا یصرف الیهم وقیل اذا اوفی بالدفع التصدق علیهم سقط عنه

ترجمہ: اور شیخ امام ابو منصور نے جو کچھ فرمایا اس کی بابت میں کہتا ہوں کہ یہ کیسے ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ صدقہ کی علامت یہ ہے کہ اس پر کوئی علامت ظاہر نہ ہو۔ اور نیز میں کہتا ہوں کہ زکوٰۃ عبادت محضہ ہے جیسے نماز۔ پس یہ ادا نہیں ہوتی مگر خالص نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے اور یہ نیت نہیں پائی گئی۔ پھر جاننا چاہیے کہ ہدایہ کی عبارت یہ ہے: اور زکوٰۃ کا مصرف فقراء ہیں اور ان کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ اور کہا گیا ہے کہ جب زکوٰۃ دینے میں صدقہ کا ان پر احسان ہو تو زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے۔

اس کے علامات۔ (الفقہ الخ) یہ اس کا جواب ہے جو کہا گیا ہے کہ اس کی علامات ظاہر ہونی چاہئیں۔ پس جواب یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کی علامات کیا ہیں۔ اور یہ کہ اس کی علامات ظاہر ہونی چاہئیں۔ یہ ہم نہیں مانتے۔ اور اگر ہم مان لیں تو ہم کہتے ہیں کہ اس کی علامات ظاہر ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ جب کوئی شخص کسی فقیر کو کچھ دیتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ میں نے اس کو دیا ہے اور اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اور اس کے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ اس نے مجھ پر احسان کیا ہے۔

وكذالك دعوى كل سلطان جائر لا يعرف عليه بمن ينتحلت فقراء و

الاول احوج فعليك ان تتامل فى هذه الاخبار اية ان هل يفهم منها

سقوط تركوة عن المذكوم نظرا له ودفعا لضرر عنه وهل لهذه الرواية

دلالة على انه يجوز للمجبور وهل المجبور ان يباشر الزكوة وتصرفها

الى حوائجهم ولا يصرفونها الى الفقراء بتاويل ان الفقراء

ترجمہ ساقط ہونے کی وجہ شاید کہ یہ ہے کہ زکوۃ ساقط ہونے کی وجہ سے ہو یا اس وجہ سے کہ زکوۃ ساقط ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ ضرر اس پر ہو اور اس ضرر کو دفع کرنے کی خاطر زکوۃ ساقط ہو جائے اور اس میں غور کرو کہ ساقط ہونے کی وجہ کیا ہے کہ زکوۃ ساقط ہو جائے یا

او رجل في الجبل ان ترك اخراجه كيف يقسمه بعده والرواية فيه مؤولة

هراة اخذ العشور والزكوة بالصفة المعلومة بل فرض عليهم ذلك

وحكم بكفر من انكره والصفة المعلومة انه يعرض الاموال في اخذ الخارج

عن الارض اضعافا مضاعفة فيضعوا على التجار القيم ويأخذوا منهم اضعافا

وقهرا ويصرفونها كما هو عادة اهل الاسراف والاتراف رشتى مال الصبي

التغلبي وعن المرأة ما على الرجل منهم تغلب بكسر اللام ابو قبيلة و

والنسبة اليه تغلبي بفتح اللام

ترجمہ ... یا جس مرد دوسرے کے ہاتھ کو روک لیتا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس کے لیے عشور کے مطالبہ کا حق ہے اور زکوۃ کا بھی صفت معلوم کے ساتھ جاری کرنا واجب ہے ... کافر کہا ہے اس کو جو زکوۃ فرض ہونے کا انکار کرے اور صفت معلوم یہ ہے کہ وہ لوگ سوداگروں سے لیتے ہیں مال تجارت میں سے زکوۃ کی رقم کئی گنا زیادہ کر کے اور اس کو خرچ کرتے ہیں اپنی ضروریات میں اور مزدوروں کو اس کے ذریعہ سے دیتے ہیں اور یہ اسراف کرنے والوں کی عادت ہے اور بچے کے مال میں سے جو تغلبی ہے اور عورت کے مال میں سے جو تغلبی ہے اس میں کیا حکم ہے ... تغلب بکسر اللام ابو قبیلہ ہے اور اس کی نسبت تغلبی ہے بفتح اللام۔

حل لغات ... اشتر ... اونٹ ... اتراف ... عیش و عشرت ... رشتی ... خرچ کرتے ہیں ... تغلبی ... تغلب قبیلہ کی طرف منسوب ہے۔

حل مسئلہ ... (فقیہ ابو اللیث) نے اس عبارت سے حضرت امام صاحب کا مسلک بیان کیا ہے کہ زکوۃ ساقط ہو جاتی ہے فرشتہ وصول کرنے والے سے زکوۃ نہیں لیتا ... (فقیہ ابو اللیث) نے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام عادل ہو تو زکوۃ ظاہر میں باطن میں بھی ساقط ہو جاتی ہے اور اگر امام عادل نہ ہو تو ظاہر میں ساقط ہو جاتی ہے باطن میں ساقط نہیں ہوتی ... (فقیہ ابو اللیث) نے کہا ہے کہ اس زمانہ میں ظاہر یہ ہے کہ زکوۃ

استحبت التوالي بكسر تين وربما قلبت ياء فقيل تغلبي وتغلبية

قوة من مشركي العرب طالبهم عمر بالجزية فأبوا وقالوا نحن نعطي الصدقة

مضاعفة فصولحوا على ذلك فقال عمر هذه جزيتكم فسموها ما شئتم

فلما جرى الصلح على ضعف زكاة المسلمين لا تؤخذ من صبيانهم ولكن

تؤخذ من نسائهم والمسلمين مع الجزية لا تؤخذ على النساء والصبيان

ولا يمنعون الخمر ولا تنكح منهم ولا تؤكل ذبائحهم.

ترجمہ ... یا ان کے ساتھ ... کی وجہ سے ... عمر ان کے پاس ... طلب کیا ... انہوں نے ... کہا ہم ... دیتے ہیں ... عمر نے ... یہ تمہارا ... جو چاہو ... جب ... پر ... ان کے ... نہ لیا جائے ... اور ان کی ... لی جائے ... اور ان کو ... نہ روکا جائے ... اور ان کے ... نہ کھائے جائیں۔

حل لغات ... یہ ... کی جمع ہے ... کے معنی ... کے ہیں

الاصل فی هذا ان السائمة انما سببت لوجوب الزکوٰۃ و نحن شرطنا لوجوب الاداء اداؤه بعد سبب الوجوب مع انه یجب فاذا وجد النصاب یصح الاداء قبل الحول وکذا اذا لم یکن له نصاب واحد کما لو کان درهم مثلاً لیؤدی لاکثر من نصاب واحد حتی اذا ملک الاکثر بعد الاداء اجزاه ما ادی من قبل اما ان لم یملک فنفلا لم یصح الاداء۔

ترجمہ: اس میں اصل یہ ہے کہ سائمہ صرف زکوٰۃ کے وجوب کا سبب ہے اور ہم نے وجوب ادا کی شرط یہ لگائی ہے کہ ادا وجوب کے سبب کے بعد ہو حالانکہ وجوب تو ہو جاتا ہے (ادا سے پہلے) پھر جب نصاب پایا جائے تو حولان حول سے پہلے ادا صحیح ہو جاتی ہے اسی طرح جب اس کے پاس نصاب ہی نہ ہو مثلاً ایک درہم ہو (اور وہ دوسو درہم کی زکوٰۃ ادا کرے) تاکہ وہ کئی نصابوں کا مالک ہو جائے تو جو ادا کی ہے وہ ادا ہو جائے گی لیکن جب نصاب کا مالک ہی نہ ہو تو ادا صحیح نہیں ہوتی۔

حل لغات: اصل کے معنی جڑ کے ہیں اور یہاں مراد وہ قاعدہ ہے جس سے کسی مسئلہ کی بنیاد قائم ہو۔ سببت لوجوب میں لام بمعنی عند ہے۔ حولان: گزرنا۔ نفلا: بغیر وجوب کے۔ اجزاہ: کافی ہو گیا۔

تشریح: زکوٰۃ کا بنیادی سبب مال کا نامی ہونا ہے اور نامی ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ مال بذات خود بڑھتا رہے جیسے سونا چاندی اور مال تجارت۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مال بڑھتا نہ ہو بلکہ اس کے مالک کو بڑھتا ہوا نظر آئے جیسے مویشی اور کھیتی باڑی کا غلہ۔ پہلی صورت میں تو مال کے نامی ہونے کی وجہ سے اس پر سال گزرنے کی شرط لگائی گئی ہے کیونکہ سال گزرنے پر ہی مال کا نامی ہونا ظاہر ہوتا ہے لیکن دوسری صورت میں مال کے نامی ہونے کی وجہ سے اس پر سال گزرنے کی شرط نہیں لگائی گئی بلکہ اس کی زکوٰۃ اس کی پیداوار کے ساتھ ہی ادا کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس تمہید کے بعد مصنف فرماتے ہیں کہ اس اصل کی رو سے سائمہ کے وجوب زکوٰۃ کا سبب تو نامی ہونا ہے لیکن ہم نے اس کی ادائیگی کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ ادا وجوب کے سبب کے بعد ہو حالانکہ وجوب تو سبب کے پائے جانے کے ساتھ ہی ثابت ہو جاتا ہے اور ادا سال گزرنے کے بعد ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وجوب کا سبب پایا جانے کے بعد ادا صحیح ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس نصاب سے کم مال ہو مثلاً ایک درہم ہو اور وہ دوسو درہم کی زکوٰۃ ادا کر دے تاکہ وہ کئی نصابوں کا مالک بن جائے تو جو ادا کی ہے وہ ادا ہو جائے گی لیکن جب نصاب کا مالک ہی نہ ہو تو ادا صحیح نہیں ہوتی۔

حاشیہ: یہ عبارت تو اصل کی بنیاد پر ہے اور اس کا اطلاق صرف سائمہ پر ہی نہیں بلکہ ہر مال پر ہوتا ہے جس کا سبب وجوب پایا جائے اور وجوب کے بعد ادا کر دے تو ادا صحیح ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ابھی سال نہیں گزرا اور اس نے زکوٰۃ ادا کر دی تو ادا صحیح ہو جائے گی کیونکہ وجوب کا سبب پایا جا چکا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس نصاب سے کم مال ہو مثلاً ایک درہم ہو اور وہ دوسو درہم کی زکوٰۃ ادا کر دے تاکہ وہ کئی نصابوں کا مالک بن جائے تو ادا صحیح ہو جائے گی کیونکہ وجوب کا سبب پایا جا چکا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ ادا کرنے کے بعد کئی نصابوں کا مالک بن جائے تو ادا صحیح ہو جائے گی اور اگر اس کے پاس مزید مال نہ آئے تو ادا صحیح نہیں ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وجوب کا سبب پایا جانا ادا کے صحیح ہونے کے لئے کافی ہے۔

تشریح: اس کے بعد مصنف نے اس اصل کی بنیاد پر سائمہ کے وجوب زکوٰۃ کا سبب بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ سائمہ کے وجوب زکوٰۃ کا سبب اس کا نامی ہونا ہے اور نامی ہونے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ مال بذات خود بڑھتا رہے جیسے سونا چاندی اور مال تجارت۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مال بڑھتا نہ ہو بلکہ اس کے مالک کو بڑھتا ہوا نظر آئے جیسے مویشی اور کھیتی باڑی کا غلہ۔ پہلی صورت میں تو مال کے نامی ہونے کی وجہ سے اس پر سال گزرنے کی شرط لگائی گئی ہے کیونکہ سال گزرنے پر ہی مال کا نامی ہونا ظاہر ہوتا ہے لیکن دوسری صورت میں مال کے نامی ہونے کی وجہ سے اس پر سال گزرنے کی شرط نہیں لگائی گئی بلکہ اس کی زکوٰۃ اس کی پیداوار کے ساتھ ہی ادا کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس تمہید کے بعد مصنف فرماتے ہیں کہ اس اصل کی رو سے سائمہ کے وجوب زکوٰۃ کا سبب تو نامی ہونا ہے لیکن ہم نے اس کی ادائیگی کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ ادا وجوب کے سبب کے بعد ہو حالانکہ وجوب تو سبب کے پائے جانے کے ساتھ ہی ثابت ہو جاتا ہے اور ادا سال گزرنے کے بعد ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وجوب کا سبب پایا جانے کے بعد ادا صحیح ہو جاتی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس نصاب سے کم مال ہو مثلاً ایک درہم ہو اور وہ دوسو درہم کی زکوٰۃ ادا کر دے تاکہ وہ کئی نصابوں کا مالک بن جائے تو جو ادا کی ہے وہ ادا ہو جائے گی لیکن جب نصاب کا مالک ہی نہ ہو تو ادا صحیح نہیں ہوتی۔

وهو للذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة منها سبعة مثاقيل اعلم ان هذا الوزن بستي وزن سبعة وهو ان يكون الدرهم سبعة اجزاء من الاجزاء التي يكون المثقال عشرة منها اي يكون الدرهم نصف مثقال وخمس مثقال فيكون عشرة دراهم بوزن سبعة مثاقيل والمثقال عشرون قيراطا والدرهم اربعة عشر قيراطا والقيراط خمس شعيرات۔

ترجمہ اور نصاب سونے کے لیے بیس مثقال ہیں اور چاندی کے دو سو درہم ان میں سے ہر دس درہم سات مثقال ہیں معلوم ہو کہ اس وزن کا نام وزن سبعہ رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مثقال کے بیس حصے کئے جائیں اور ہر درہم میں سے سات حصے یعنی نصف مثقال اور پانچواں حصہ ایک درہم ہو پس دس درہم سات مثقال ہوں گے اور مثقال بیس قیراط اور درہم چودہ قیراط اور قیراط پانچ جو ہیں

حل اللغات اور مثقال مذکر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مؤنث بھی آتا ہے اور قیراط میں ایک لغت اور ہے قراط اور اصل میں یہ لفظ قیراط تھا یا کے بعد الف لکھا گیا اور پھر یا کو حذف کر دیا گیا اور اس کی جمع قراریط آتی ہے اور شعیرات جمع ہے شعیرۃ کی اور شعیرۃ جو کے ایک دانہ کو کہتے ہیں

تشریح اس عبارت میں مصنف نے نصاب کی مقدار بیان کی ہے اور اس کی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ نصاب صرف سونا ہو اس صورت میں نصاب بیس مثقال ہے دوسری صورت یہ کہ نصاب صرف چاندی ہو اس صورت میں نصاب دو سو درہم ہے تیسری صورت یہ کہ نصاب سونا اور چاندی دونوں ہوں اس صورت میں نصاب کی مقدار کا دارومدار اس پر ہے کہ سونا اور چاندی کی قیمت کا تناسب کیا ہے اگر سونا اور چاندی کی قیمت کا تناسب وہی ہے جو شریعت نے مقرر کیا ہے یعنی ایک مثقال سونا دس درہم چاندی کے برابر ہے تو اس صورت میں نصاب کا حساب اس طرح کیا جائے گا کہ مثلاً چھ مثقال سونا کی قیمت دو سو درہم چاندی کے برابر ہے تو

وفي معلوفه وتبره وعروض تجارة قيمته نصاب من احدهما مقوما بالاوفق للفقراء ربع عشر اى ان كان التقويم بالدراهم انفع للفقير قوم عروض التجارة بالدراهم وان كان بالدنانير انفع قومت بها ثم في كل خمس زاد على النصاب بحسابه اعلم ان الزكوة لا تجب في الكسور عندنا الا اذا بلغ خمس النصاب فاذا زاد على مئتي درهم اربعون درهما ففي الزكوة درهم واذا زاد ثمانون درهما زاد درهمان ولا شيء في الاقل وورق شاب فضته فضة وما غلب غشه بقوم ونقصان النصاب في الحول هذا اى لو كان له في اول الحول عشرون دينارا ثم نقص في اثناء الحول ثم تم في آخر الحول تجب الزكوة.

ترجمہ ... اور (سونے چاندی کے سوا) دوسرے جواہرات میں اور سونے چاندی کے کاروبار میں اور تجارت کے سامان میں جس کی قیمت روپوں سے کسی گئی ہو زکوٰۃ کا مقرر کیا ہوا ہے۔ یہ جو نصاب کہا ہوا ہے یہ بھی ہے کہ اس نصاب کی قیمت روپوں سے لگائی جائے یا اشرفیوں سے لگائی جائے جس طرح سے فقیر کو زیادہ نفع پہنچے اسی طرح سے لگائی جائے۔ مثلاً کسی کے پاس تجارت کا سامان ہے اور اس کی قیمت روپوں سے لگانے میں فقیر کو زیادہ نفع پہنچتا ہے اور اشرفیوں سے لگانے میں فقیر کو کم نفع پہنچتا ہے تو روپوں سے لگائی جائے گی اور اگر اشرفیوں سے لگانے میں فقیر کو زیادہ نفع پہنچتا ہے اور روپوں سے لگانے میں فقیر کو کم نفع پہنچتا ہے تو اشرفیوں سے لگائی جائے گی۔ اور جو کچھ روپوں اور اشرفیوں کے سوا دوسرا مال ہے اس کی قیمت لگانے میں یہ اختیار نہیں ہے کہ جس سے چاہے قیمت لگائے بلکہ جس شہر میں یا جس قریب میں وہ مال ہے اس شہر یا اس قریب کے رہنے والے جس سے قیمت لگائیں اسی سے قیمت

ويضم الذهب الى الفضة والعروض اليهما بالقيمة هذا عند ابي حنيفة
واما عندهما فيضم الذهب بالفضة بالاجزاء حتى لو كان له عشرة دنانير
وتسعون درهما قيمتها عشرة دنانير تجب عنده ولا عندهما واما اذا كان
له عشرة دنانير ومائة درهم تجب باتفاقهم واما عندهما فتضم بالاجزاء
واما عند ابي حنيفة فمائة درهم ان كان قيمتها عشرة دنانير فكما هو
ان كانت اكثر فكذا لوجود نصاب الذهب من حيث القيمة فتجب الزكوٰة وان

كانت اقل يكون قيمة عشرة دنانير اكثر من قيمة مائة درهم ضرورة فتجب باعتبار وجود نصاب الفضة من حيث القيمة۔

ترجمہ: اور اگر ان کی قیمت دس دینار سے کم ہے تو دس دینار کی قیمت ایک سو درہم سے زیادہ ہوگی، لہٰذا ان دونوں کا نصاب موجود ہونے کے اعتبار سے زکوۃ واجب ہوگی۔

عن الحنفیہ ان احد النقدین مقوم لصاحبہ لیکن یہ تب ہے کہ جب کسی کے پاس دونوں ہی نقد ہوں مگر کوئی بھی مستقل طور پر نصاب نہیں بنتا۔ اور اگر ہر ایک نصاب بن جاتا ہو تو ہر ایک کا الگ الگ تناسب ہوگا۔ اور اگر ایسی صورت میں کل کسی کے سب کو ظاہر ہونے پر چاندی کو زکوۃ دینی تو بہتر ہے تو ایک بڑی مشکل اس صورت میں موجودہ دواج کے مطابق نہیں ہیں نظر آرہا وہ طلبہ جو اس میں دلچسپی رکھتا ہو گا کہ اس اصطلاح کو

شرح قولہ او بقیمتہ الخ۔ اس کے کہ ان دونوں میں قیمت کا اعتبار نہیں ہے بلکہ سکہ دار کا اعتبار ہے۔ حنفی کہ دونوں ہی سے کچھ نہ کچھ ہیں۔ چاہے ان کی قیمت ان دونوں سے زیادہ ہو، ہاں صاحبین کی دلیل ہے کہ ظاہر اس قیمت میں ہم بعض ہونے کی وجہ سے ہے اور یہ اس بات کے لئے ہے۔ تاہم سکتا ہے کہ صورت کے لحاظ سے ہندی قیمت کے حاصل ہو جائے گا کہ ان کا فائدہ ہو۔

قولہ تجب بظاہر الخ۔ اس لئے کہ ایک سو درہم چاندی کا نصاب ہے اور دس دینار سونے کا نصاب ہے اب ملانے سے دونوں کو ایک مکمل نصاب بن جائے گا۔

(حاشیہ مدیر) ہے تو۔ مروجہ نظام اس لئے کہ اگر اس دینار کی قیمت سو درہم کے برابر ہو تو سو درہم کو بھی دس دینار کے عوض فروخت کیا جائے گا اور اگر سو درہم سے کم قیمت ہو تو سو درہم کی قیمت دس دینار سے زیادہ ہے تو وہ بھی اس طرح نصاب پورا ہو جائے گا۔

باب العاشر

هو من نصب على الطريق لاخذ صدقة البقار وصدق مع اليمين من انكر منهم تمام الحول او القراغ عن الدين او ادعى اداء ما قبل فقير في مصرف غير السوائم حتى اذا ادعى الاداء الى فقير في مصرف السوائم لا يصدق اذ ليس له في السوائم الا اداء الى الفقير بل يأخذ منه السلطان ويصرفه الى مصرفه او عاشر اخر ان وجد في السنة اى اذا ادعى اداء الى عاشر اخر وان عاشرا اخر موجود في هذه السنة۔

ترجمہ: یہ باب عشر لینے والے کے حکم کے بیان میں ہے عاشر وہ شخص ہے جو گزرنے والوں سے صدقہ وصول کرنے کے لیے راستہ پر مقرر کیا جائے اور تاجروں سے قسم لے کر ان کی بات کی تصدیق کرے اگر وہ انکار کرے کہ سال پورا ہونے یا قرض سے فارغ ہونے یا اس سے پہلے ادا کرنے کا دعویٰ کرے تو اس کی بات مان لی جائے گی اگر وہ فقیر کو دینے کا دعویٰ کرے جو مصرف سوائم کا ہو تو اس کی بات نہ مانی جائے گی کیونکہ سوائم میں فقیر کو دینا ہی ادا ہے بلکہ سلطان اس سے لے کر مصرف کو دے دے گا عاشر وہ شخص ہے جو مسلمانوں کے مال تجارت پر مقرر کیا جائے اور عاشر آخر وہ شخص ہے جو ذمیوں کے مال تجارت پر مقرر کیا جائے اور عاشر اخر وہ شخص ہے جو حربیوں کے مال تجارت پر مقرر کیا جائے اور عاشر ا

ای ان علم قدر ما اخذ منا اهل الحرب فنأخذ منهم مثل ذلک ان کان بعضنا حتی انهم لو اخذوا کل اموالنا فانا نأخذ کل اموال الحربی الا ما لا یسلم القلیل منه الا بالتعب ولا یسلم الکثیر منه الا بالتعب الکثیر ولا یأخذ شیئا منه ان لم یأخذ واستیمانا الفقیه فانه لم یأخذ ویرجع الی اهل الحرب وان لم یذکر هذا اللفظ ولو عشر تجار مروا قبل الحول ان جاء من دار لا عشر ثانیا والا لا ان اخذ من الحربی العشر ثم مر قبل الحول ان کان الذی مر اولا جاء من دار لا عشر ثانیا وان کان راجعا من دار لا یأخذ منه شیئ

ترجمہ۔ یعنی اگر معلوم ہو جائے کہ حربی حربیوں سے ہمارے کس مقدار مال کو لیتے ہیں تو ہم بھی اسی مقدار کو ان سے لیں گے اگر ان کا بعض حصہ لیتے ہیں تو ہم بھی بعض حصہ لیں گے اگر وہ ہمارے کل مال لے لیں تو ہم بھی ان کے کل مال لے لیں گے مگر یہ کہ ان کا کچھ حصہ باقی رہ جائے جو بغیر تکلیف اور مشقت کے حاصل نہ ہو سکے اور ہم بھی ان کا کچھ حصہ باقی چھوڑ دیں جو بغیر تکلیف اور مشقت کے حاصل نہ ہو سکے اور ہم ان کا مال نہ لیں گے اگر وہ ہمارا مال نہ لیں اور امان لینے والے کو فقیہ نے ذکر کیا ہے اور وہ حربی اپنے ملک میں واپس چلا جائے اگرچہ یہ لفظ ذکر نہ کیا ہو اور اگر دس تاجر حربی ہمارے ملک میں سے گزرے ہوں حول سے پہلے تو ان پر عشر ہے پھر اگر حول سے پہلے ہی واپس آ جائیں تو عشر ہے ورنہ نہیں اور اگر ان میں سے ایک تاجر ایک مرتبہ عشر دے چکا ہو پھر وہ حول سے پہلے واپس آ جائے تو عشر ہے ورنہ نہیں اگر کسی حربی تاجر نے ایک مرتبہ عشر دیا ہو پھر وہ حول سے پہلے واپس آ جائے تو عشر ہے ورنہ نہیں اگر کسی حربی تاجر نے ایک مرتبہ عشر دیا ہو پھر وہ حول سے پہلے واپس آ جائے تو عشر ہے ورنہ نہیں

حل اللغات۔ (فقیہ مراد علامہ شمس الائمہ حلوانی ہیں جو صاحب ہدایہ کے استاد ہیں۔ صاحب ہدایہ کا نام علی بن ابی بکر ہے اور ان کا لقب برہان الدین ہے اور شمس الائمہ حلوانی صاحب ہدایہ کے استاد ہیں اور کرخی کے شاگرد ہیں اور کرخی کے شاگرد ابو بکر رازی جصاص ہیں اور جصاص کے شاگرد ابو سعید بردعی ہیں اور بردعی کے شاگرد ابو الحسن کرخی ہیں اور کرخی کے شاگرد ابو عبداللہ دبوسی ہیں اور دبوسی کے شاگرد حسین صیمری ہیں اور صیمری کے شاگرد شمس الائمہ حلوانی ہیں اور حلوانی کے شاگرد صاحب ہدایہ

وعشر حدیدی لاختیرہ مرتھما او باحدھما فھذا عند ابی حنیفۃ ان لم تکن

الشاۃ لا لتیرھما وعند زفر یعشر کل واحد وعند ابی یوسف ان مر

بھما یعشرھما فجعل الخنزیر تبعا للخمر وان مر بالخمر منفردا یعشرھا وان

مر بالخنزیر منفردا لا والفرق عندنا ان الخنزیر من ذوات القیم فاخذ القیمۃ کاخذ

قیمتہ کاخذہ والخمر من ذوات الامثال فاخذ القیمۃ لا یکون کاخذ العین

ولا بضاعۃ ولا مضاربۃ ای ان مر لقراض رب مال المضاربۃ لا یؤخذ منہ شیء

وکسب ماذون لا غیر مدیون معہ مولاہ ان مر عبدہ ماذون.

ترجمہ: (اور) کے قریب (شراب) کا مالک (گزرے) اور (عشر) کا عامل (اس پر سے) کسی (کے) گزرے (اور) عامل نے (ان میں سے) کسی (کو) نہ (دیکھا) ہو (یا) ان (دونوں) کے (ساتھ) ان دونوں میں سے (کسی) ایک (کو) دیکھا (تو) امام (ابو) حنیفہ کے (نزدیک) عامل (عشر) نہیں لے گا (اگر) شراب (اور) خنزیر (ایک) ہی (چرواہے) کے (ساتھ) گزرے (تو) امام (ابو) یوسف کے (نزدیک) عامل (عشر) لے گا (اگر) چرواہا (ان) دونوں (کے) ساتھ (گزرے) تو (امام) زفر کے (نزدیک) عامل (ہر ایک) کا (عشر) لے گا (امام) زفر نے (خنزیر) کو (شراب) کے تابع کر دیا (اور) اگر (چرواہا) شراب کے ساتھ (گزرے) تو (عامل) شراب کا (عشر) لے گا (اور) اگر (چرواہا) خنزیر کے ساتھ (گزرے) تو (عامل) خنزیر کا (عشر) لے گا (اور) ہمارے (نزدیک) فرق (یہ) ہے (کہ) خنزیر (قیمی چیزوں) سے ہے (پس) اس کی قیمت لینا (اس کے) لینے کی طرح ہے (اور) شراب (مثلی چیزوں) سے ہے (پس) اس کی قیمت لینا (اس کے) لینے کی طرح نہیں ہے (اور) نہ (عامل) بضاعت (میں سے کچھ لے گا) اور نہ (عامل) مضاربت (میں سے کچھ لے گا) یعنی (اگر) عامل (کا) گزر (مضاربت کے) رب مال کے (پاس سے) ہو تو (عامل) اس سے کچھ نہ لے گا (اور) نہ (عامل) ماذون کی کمائی (میں سے کچھ لے گا) جو (اپنے) مولیٰ کے ساتھ (کسی کا) مدیون نہ ہو (اگر) عامل (کا) گزر (ماذون) غلام (پر) ہو (تو عامل) اس (غلام) کے مولیٰ (سے) لے گا (اگر) غلام (کسی کا) مدیون (ہو) ماذون نہیں ہے۔

حل الکلمات: (بقیہ ترجمہ) ہو تو عشر نہ لے گا۔ ہو گا۔ دیکھا ہو گا۔ لے گا۔ گزرے گا۔ یہ جانتے ہوئے کہ مال تجارت ہے۔ مال تجارت۔ مراد ہے وہ مال جو خرید و فروخت کی نیت سے ہو۔ مویشی۔ مراد ہے اونٹ، گائے اور بکری۔ چرواہا۔ مراد ہے مویشیوں کی نگرانی کرنے والا۔ عامل۔ مراد ہے عشر وصول کرنے والا۔ ساتھ۔ مراد ہے ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر ہونا۔ ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ پر ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ تھوڑے فاصلے کے ساتھ بھی ایک ہی وقت کا حکم ثابت ہو جاتا ہے۔ قیمی۔ مراد ہے وہ چیز جس کے افراد میں تفاوت ہو۔ مثلی۔ مراد ہے وہ چیز جس کے افراد میں تفاوت نہ ہو۔ بضاعت۔ مراد ہے وہ مال جو تجارت کے لیے دیا جائے اور نفع کا مالک نہ ہو۔ مضاربت۔ مراد ہے وہ مال جو تجارت کے لیے دیا جائے اور نفع کا مالک ہو۔ ماذون۔ مراد ہے وہ غلام جس کو اس کے مولیٰ نے تجارت کی اجازت دی ہو۔ مدیون۔ مراد ہے قرضدار۔

حل العبارت: (بقیہ ترجمہ) عشر نہ لے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عامل کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانتے ہوئے کہ مال تجارت ہے عشر لے۔ اور یہاں عامل نہیں جانتا کہ مال تجارت ہے یا نہیں۔ اس لیے عشر نہیں لے گا۔ (اگر شراب اور خنزیر ایک ہی چرواہے کے ساتھ گزرے) تو امام ابو یوسف کے نزدیک عامل شراب پر عشر لے گا کیونکہ خنزیر شراب کے تابع ہو جاتا ہے۔ امام زفر کے نزدیک عامل ہر ایک پر عشر لے گا کیونکہ خنزیر شراب کے تابع نہیں ہے۔ (اگر چرواہا شراب کے ساتھ گزرے) تو عامل شراب پر عشر لے گا کیونکہ شراب خنزیر کے تابع ہو جاتا ہے۔ (اگر چرواہا خنزیر کے ساتھ گزرے) تو عامل خنزیر پر عشر لے گا کیونکہ خنزیر شراب کے تابع نہیں ہے۔

(فرق یہ ہے) کہ خنزیر قیمی چیزوں سے ہے اور شراب مثلی چیزوں سے ہے۔ اور قیمی چیزوں میں تفاوت ہوتا ہے اور مثلی چیزوں میں تفاوت نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے خنزیر کی قیمت لینا اس کے لینے کی طرح ہے اور شراب کی قیمت لینا اس کے لینے کی طرح نہیں ہے۔ (نہ عامل) بضاعت (میں سے کچھ لے گا) اور نہ (عامل) مضاربت (میں سے کچھ لے گا) یعنی (اگر) عامل (کا) گزر (مضاربت کے) رب مال کے (پاس سے) ہو تو (عامل) اس سے کچھ نہ لے گا۔ (نہ عامل) ماذون کی کمائی (میں سے کچھ لے گا) جو (اپنے) مولیٰ کے ساتھ (کسی کا) مدیون نہ ہو (اگر) عامل (کا) گزر (ماذون) غلام (پر) ہو (تو عامل) اس (غلام) کے مولیٰ (سے) لے گا (اگر) غلام (کسی کا) مدیون (ہو) ماذون نہیں ہے۔

فان كان مدينا لم تؤخذ منه فائدة وان لم يكن مدينا فعليه عشرة
دنانير وان كان لهن معه تؤخذ منه الزكوة وان لم يكن لهن
معه لا تؤخذ

بابُ الزکاۃ

الزکاۃ ھو المال المزکوٰ بہ الارض مخلوقاً کان او موضوعاً والمعینُ ما کان مخلوقاً والکنز ما کان موضوعاً یُعینُ ذھب او نحوہ وجد فی ارض خراجیۃ او عشریۃ خمس وباقیہ لمن وجد ان لم تملک ارضہ والا فلمالکھا ولا شیٔ فیہ ان وُجد فی دار او فی ارضہ روایتان ولا فی لؤلؤ وعنبر وفیروزج وجد فی جبل وکنزہ بیتہ الاسلام کاللقطۃ وبانیہ

ترجمہ: زکوٰۃ وہ مال ہے جو زمین کے اندر موجود ہو خواہ مخلوق ہو (انسان کا بنایا ہوا) ہو یا موضوع ہو (زمین کا پیدا کیا ہوا) ہو اور معین وہ ہے جو مخلوق ہو اور کنز وہ ہے جو موضوع ہو یعنی سونا وغیرہ جو زمین میں دبا ہوا ہو۔ جو شخص زمین میں دبا ہوا سونا وغیرہ پائے اس میں سے پانچواں حصہ بیت المال کا ہے اور باقی اس شخص کا ہے جس نے پایا ہے بشرطیکہ اس زمین کا مالک نہ ہو اور اگر مالک ہو تو پھر مالک کا ہے اور اگر کوئی چیز نہ پائی ہو تو پھر کچھ نہیں اور اگر کوئی شخص گھر میں یا اپنی زمین میں کچھ پائے تو اس میں دو روایتیں ہیں۔ اور موتی اور عنبر اور فیروزج اگر کوئی شخص پہاڑ میں پائے تو اس میں کچھ نہیں ہے اور کنز جو دار الاسلام میں پایا جائے اس کا حکم لقطہ کا سا ہے اور اس کا بانی

حل اللغات: مال کا لفظ اموال کی جمع ہے اور اموال جمع ہے مال کی اور مال کہتے ہیں ہر اس چیز کو جس کی طرف انسان کا دل مائل ہو اور اس کو جمع کرنا چاہے خواہ وہ سونا چاندی ہو یا غلہ ہو یا کپڑا ہو یا اور کوئی چیز ہو۔ مزکوٰ بہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ دی جائے۔ ارض کا لفظ زمین کے معنی میں بھی آتا ہے اور ملک کے معنی میں بھی آتا ہے۔ یہاں پر زمین کے معنی میں ہے۔ مخلوق ہونا یہ ہے کہ انسان نے اس کو بنایا ہو۔ موضوع ہونا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو پیدا کیا ہو۔ معین کا لفظ عین کی جمع ہے اور عین کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو نقد ہو اور ہاتھ میں لی جا سکتی ہو۔ کنز کا لفظ کنوز کی جمع ہے اور کنز کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو زمین میں دبا ہوا ہو۔ ذھب کا لفظ سونے کے معنی میں ہے اور نحوہ کا لفظ سونے کے علاوہ اور چیزوں کے معنی میں ہے۔ وجد کا لفظ پانے کے معنی میں ہے۔ ارض خراجیۃ اس زمین کو کہتے ہیں جو مسلمانوں کی ملکیت ہو اور اس کا خراج مقرر ہو۔ ارض عشریۃ اس زمین کو کہتے ہیں جو مسلمانوں کی ملکیت ہو اور اس کا عشر مقرر ہو۔ خمس کا لفظ پانچواں حصہ کے معنی میں ہے۔ بیت المال اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں مسلمانوں کا مال جمع کیا جاتا ہے۔ ملکت کا لفظ ملک کے معنی میں ہے۔ روایتان کا لفظ روایت کی تثنیہ ہے اور روایت کہتے ہیں ہر اس چیز کو جو ایک گروہ سے دوسرے گروہ تک پہنچے۔ مراد یہاں روایت سے وہ روایت ہے جو امام ابو یوسف اور امام محمد سے امام ابو حنیفہ کے بارے میں نقل کی گئی ہے۔ لؤلؤ کا لفظ موتی کے معنی میں ہے۔ عنبر کا لفظ ایک خوشبودار چیز کے معنی میں ہے۔ فیروزج کا لفظ ایک قیمتی پتھر کے معنی میں ہے۔ جبل کا لفظ پہاڑ کے معنی میں ہے۔ کنزہ کا لفظ کنز کی ضمیر ہے۔ بیتہ الاسلام کا لفظ دار الاسلام کے معنی میں ہے۔ لقطہ کا لفظ ایسی گری پڑی چیز کے معنی میں ہے جس کا مالک معلوم نہ ہو۔ بانیہ کا لفظ بانی کی ضمیر ہے۔ بانی کہتے ہیں ہر اس شخص کو جو کسی چیز کو بنائے۔

تشریح: زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے پاکیزگی اور بڑھوتری۔ اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں ایک مخصوص مال کو ایک مخصوص شخص کو دینا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔ زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید، حدیث نبوی اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ۲ھ میں نازل ہوا۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ہر اس شخص پر ہے جو مسلمان ہو، عاقل ہو، بالغ ہو، آزاد ہو، مالک نصاب ہو، مال پر سال گزر جائے، مال نامی ہو، مال نصاب سے زائد ہو، قرض سے فارغ ہو، حاجت اصلیہ سے فارغ ہو۔ زکوٰۃ کے مصارف آٹھ ہیں: فقراء، مساکین، عاملین، مؤلفۃ القلوب، رقاب، غارمین، فی سبیل اللہ، ابن السبیل۔ زکوٰۃ کے مصارف میں سے کسی ایک مصرف کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے اور سب مصارف کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے۔ زکوٰۃ کے مصارف میں سے کسی ایک مصرف کو زکوٰۃ دینا افضل ہے یا سب مصارف کو زکوٰۃ دینا افضل ہے اس میں اختلاف ہے۔ زکوٰۃ کے مصارف میں سے کسی ایک مصرف کو زکوٰۃ دینا افضل ہے یا سب مصارف کو زکوٰۃ دینا افضل ہے اس میں اختلاف ہے۔

(باقی صفحہ ۲۴۰ پر)

بشيء لأن الخمس وما فيه للواجدان لم تملك رقبته ولا تملك له فهي للمالك أول الفتح وكأنه صحراء دار الحرب كله لستأمن يوجد فيها إذا دخل تاجرنا دار الحرب بأمان فوجد في صحرائها ركازا فكله له ولو وجد في دار منها رده إلى مالكها.

ترجمہ: اور اگر کافروں کا ایسا قلعہ ہو جس میں مسلمان پہلے رہتے تھے پھر وہ چھوڑ کر چلے گئے تو اس میں جو کچھ ملے گا وہ غنیمت ہوگا۔ اس لئے کہ اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اس کا مالک اس سے زائل ہو چکا تھا۔ اور اس کا حکم فتح کے اول ہی میں ثابت ہو گیا تھا۔ اور یہ قلعہ اور اس کے علاوہ دار الحرب کا سارا صحرا برابر ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کو امان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمارا تاجر جب دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا تو اگر وہ اس کے صحرا میں کوئی دفینہ پائے تو اس کا ہو جائے گا۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں پائے تو اس کے مالک کو لوٹا دے گا۔

اصل الاشکال ہذہ (یعنی اس مسئلہ میں اشکال یہ ہے کہ)

مسئلہ کی توضیح: اس عبارت میں مصنف نے دو صورتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ کافروں کا قلعہ ہو جس میں پہلے مسلمان رہتے تھے پھر وہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اور دوسری صورت یہ کہ کافروں کا قلعہ ہو جس میں مسلمان کبھی رہے ہی نہ ہوں۔ پہلی صورت میں فرماتے ہیں کہ اس قلعہ میں جو کچھ ملے گا وہ غنیمت ہوگا۔ اس لئے کہ اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اس کا مالک اس سے زائل ہو چکا تھا۔ اور اس کا حکم فتح کے اول ہی میں ثابت ہو گیا تھا۔ اور دوسری صورت میں فرماتے ہیں کہ یہ قلعہ اور اس کے علاوہ دار الحرب کا سارا صحرا برابر ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کو امان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمارا تاجر جب دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا تو اگر وہ اس کے صحرا میں کوئی دفینہ پائے تو اس کا ہو جائے گا۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں پائے تو اس کے مالک کو لوٹا دے گا۔

اشکال: اشکال یہ ہے کہ مصنف نے پہلی صورت میں یہ علت بیان کی ہے کہ اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اس کا مالک اس سے زائل ہو چکا تھا۔ اور اس کا حکم فتح کے اول ہی میں ثابت ہو گیا تھا۔ اور دوسری صورت میں یہ علت بیان کی ہے کہ ہر ایک کو امان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمارا تاجر جب دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا تو اگر وہ اس کے صحرا میں کوئی دفینہ پائے تو اس کا ہو جائے گا۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں پائے تو اس کے مالک کو لوٹا دے گا۔ اشکال یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو علت بیان کی ہے وہ دوسری صورت میں بھی موجود ہے۔ اس لئے کہ دوسری صورت میں بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اس کا مالک اس سے زائل ہو چکا تھا۔ اور اس کا حکم فتح کے اول ہی میں ثابت ہو گیا تھا۔ اور دوسری صورت میں جو علت بیان کی ہے وہ پہلی صورت میں بھی موجود ہے۔ اس لئے کہ پہلی صورت میں بھی ہر ایک کو امان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمارا تاجر جب دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا تو اگر وہ اس کے صحرا میں کوئی دفینہ پائے تو اس کا ہو جائے گا۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں پائے تو اس کے مالک کو لوٹا دے گا۔ اشکال یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو علت بیان کی ہے وہ دوسری صورت میں بھی موجود ہے۔ اس لئے کہ دوسری صورت میں بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اس کا مالک اس سے زائل ہو چکا تھا۔ اور اس کا حکم فتح کے اول ہی میں ثابت ہو گیا تھا۔ اور دوسری صورت میں جو علت بیان کی ہے وہ پہلی صورت میں بھی موجود ہے۔ اس لئے کہ پہلی صورت میں بھی ہر ایک کو امان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمارا تاجر جب دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا تو اگر وہ اس کے صحرا میں کوئی دفینہ پائے تو اس کا ہو جائے گا۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں پائے تو اس کے مالک کو لوٹا دے گا۔

جواب: جواب یہ ہے کہ مصنف نے پہلی صورت میں یہ علت بیان کی ہے کہ اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اس کا مالک اس سے زائل ہو چکا تھا۔ اور اس کا حکم فتح کے اول ہی میں ثابت ہو گیا تھا۔ اور دوسری صورت میں یہ علت بیان کی ہے کہ ہر ایک کو امان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمارا تاجر جب دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا تو اگر وہ اس کے صحرا میں کوئی دفینہ پائے تو اس کا ہو جائے گا۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں پائے تو اس کے مالک کو لوٹا دے گا۔ اشکال یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو علت بیان کی ہے وہ دوسری صورت میں بھی موجود ہے۔ اس لئے کہ دوسری صورت میں بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اس کا مالک اس سے زائل ہو چکا تھا۔ اور اس کا حکم فتح کے اول ہی میں ثابت ہو گیا تھا۔ اور دوسری صورت میں جو علت بیان کی ہے وہ پہلی صورت میں بھی موجود ہے۔ اس لئے کہ پہلی صورت میں بھی ہر ایک کو امان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمارا تاجر جب دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا تو اگر وہ اس کے صحرا میں کوئی دفینہ پائے تو اس کا ہو جائے گا۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں پائے تو اس کے مالک کو لوٹا دے گا۔ اشکال یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو علت بیان کی ہے وہ دوسری صورت میں بھی موجود ہے۔ اس لئے کہ دوسری صورت میں بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور اس کا مالک اس سے زائل ہو چکا تھا۔ اور اس کا حکم فتح کے اول ہی میں ثابت ہو گیا تھا۔ اور دوسری صورت میں جو علت بیان کی ہے وہ پہلی صورت میں بھی موجود ہے۔ اس لئے کہ پہلی صورت میں بھی ہر ایک کو امان ہے۔ اور اس لئے بھی کہ ہمارا تاجر جب دار الحرب میں امان لے کر داخل ہوا تو اگر وہ اس کے صحرا میں کوئی دفینہ پائے تو اس کا ہو جائے گا۔ اور اگر اس کو کسی گھر میں پائے تو اس کے مالک کو لوٹا دے گا۔

وان وجد ركازا منا عهم في ارض منهم تملك خمسه وباقيه لك.

ترجمہ: اور اگر ہمارے حربی کے مشابہ کوئی کاز کسی ایسی زمین میں پایا جس کا کوئی مالک نہیں ہے تو اس کا خمس لیا جائے گا اور باقی اس پانے والے کو ملے گا۔

حل الکلمات:۔ (بقیہ) گزشتہ حربی کے نام لکھ دیا جائے گا۔ وہ نہیں ہے تو امیر کے دارالحرب کرنے والے

شرح قولہ الخ:۔ یعنی یہ گنز جس کی علامت گزری ہمارے حربی کے مشابہ ہے یعنی جاہلیت کے زمانہ کا ہے اس شخص کو نہیں ملے گا جس نے اس کو اسلام کے وقت یا جنگ کرتے وقت یا فتح کے بعد پایا تو خمس کے بعد باقی اس کو ملے گا۔ اور اگر اس کا پتہ بتانے والے ہمارے علاقہ میں جمع ہوتے ہیں اب ہم اس کے مالک کو نہیں پہچانتے اس کے وارثوں سے دریافت کرو اس کو جواب دیتے ہیں کہ ہمارے اس کا مالک ہونا معلوم نہیں ہے کہ یہ چیز ہمیں اس سے منتقل ہوئی ہے۔ لہٰذا یہ مال مصالح عامہ میں خرچ کیا جائے گا جیسے کہ لاوارث مال اور جن کی چیزوں کا پتہ نہیں ہے اور ان کے خط کھینچے ہوئے ہیں یہ کام خواہ فتح کے بعد ہو یا اسلام کے وقت ہو یا جنگ کرتے وقت ہو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اختلاف جاہلیت کے دفن شدہ مال میں ہے اور مصنف کا قول اس میں ہے کہ یہ مال امام کے سپرد کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ مال اس کو ملے گا جو اس کو پائے اور اس کا خمس نکالے۔ (حاشیہ ص ۳۰۰)

شرح قولہ خمسہ الخ:۔ یعنی اگر دار الحرب میں غیر مملوکہ زمین میں ملے جائے اور وہ اہل حرب کے مشابہ ہو تو اس میں سے خمس دیا جائے گا اور باقی جاہلیت اس پانے والے کو ملے گا۔ شارح یہ بتلاتے ہیں کہ یہ بحث طلب مسئلہ ہے اور دار الحرب میں فتوحی بحث ہے اور یہ مقام اس کی متحمل نہیں ہے۔

باب زکوۃ الخارج

فی عشر ارض عشریۃ او جبس وقصب وما اخرج من الارض وان لم یبلغ خمسۃ اوسق ولم یبق سنۃ وسقاۃ وسیح او مطر عشر عشر مبتدا وخبرہ وقولہ فی عشر ارض جبر وھذا عند ابی حنیفۃ رح واما عندھما فعند الشافعی لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ واوسق ستون صاعا والصاع ثمانیۃ ارطال ایضا لیس عندھم فی الخضروات صدقۃ

ترجمہ: باب زکوۃ الخارج کے بیان میں۔ عشری زمین کے شلجم اور گھاس کے عشر میں اور یہ کہ کھیل میں اور زمین سے نکلی ہوئی ہر اندازہ میں اگرچہ پانچ وسق تک نہ پہنچے، اور کھیل باقی نہ رہے ہوں اور اس کو جانوروں یا ہل نے سیراب کیا ہو، عشر عشر ہے اور قولہ فی عشر ارض جبر ہے اور یہ حکم امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح کے نزدیک شافعی کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب نہیں ہے اور وسق ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور صاع آٹھ رطل ہوتا ہے یہ بھی حنفیہ کے نزدیک ہے اور ان کے نزدیک ترکاریوں میں صدقہ واجب نہیں ہے۔

حل اللغات: باب زکوۃ الخارج: زکوۃ کے بیان میں ہر وہ چیز جو زمین سے نکلے اور اس کو خراج کہا جاتا ہے۔ عشر: دسواں حصہ، کسی کی مقدار کے دسویں حصہ کو عشر کہتے ہیں۔ جبس: گھاس۔ قصب: کھیل۔ وسق: ساٹھ صاع کا ایک ناپ ہوتا ہے۔ سیح: پانی سے سیراب کی ہوئی زمین۔ مطر: بارش سے سیراب کی ہوئی زمین۔ ارطال: رطل کی جمع ہے، ایک رطل ۱۲۸ درہم کے برابر ہوتا ہے۔ صاع: ۸ رطل کا ایک ناپ ہوتا ہے۔ خضروات: ترکاریاں۔

ترکیب: عشر ارض مبتدا ہے اور فی عشر ارض جبر خبر ہے۔ عشر عشر مبتدا ہے اور فیما دون خمسۃ اوسق خبر ہے۔

تشریح: عشری زمین کے شلجم اور گھاس کے عشر میں اور ہر اس چیز کے عشر میں جو زمین سے نکلے، خواہ وہ کسی کی محنت و مشقت کے بغیر ہو جیسے قدرتی طور پر ہونے والی پیداوار یا محنت و مشقت کے ساتھ حاصل ہو۔

قولہ وان لم یبلغ الخ: احناف کے قول کے مطابق، خواہ اس پیداوار کی مقدار پانچ وسق سے کم ہو جیسے شہد کم ہوتا ہے، اور یہ عشر واجب ہونے کے لئے ایک روایت کے مطابق یہ بھی ضروری ہے کہ پورے سال کا توڑا کم از کم اتنا ہو کہ جب تک اس کی قیمت اس وسق تک نہ پہنچے اس وقت تک عشر واجب نہ ہو جائے گا۔ اور اس بنا پر کسی کے مطابق عشر واجب ہو جائے گا جیسے کہ زمین کی پیداوار، خواہ حقیقۃً ایک سال سے زیادہ عرصہ تک باقی رہتی ہے جیسے درخت مثلاً زیتون کا درخت اس کا پھل اور حکماً ایک سال سے کم عرصہ تک باقی رہتی ہے جیسے کھیتی باڑی کی پیداوار، اور خواہ اس کو پانی سے سیراب کیا گیا ہو جیسے نہر کے پانی سے یا بارش سے سیراب کیا گیا ہو، ان سب کا عشر واجب ہے۔ اس کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ جس زمین کو بارش سے سیراب کیا گیا ہو اس میں عشر ہے اور جس کو ڈول سے سیراب کیا گیا ہو اس میں نصف عشر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشر واجب ہونے کے لئے سال بھر تک باقی رہنا شرط نہیں ہے۔

قولہ وھذا عند ابی حنیفۃ الخ: امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں صدقہ واجب ہے۔ چنانچہ ان کے دلائل میں سے ایک دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ قرآن پاک کے عمومی احکام میں فرمایا گیا ہے کہ زمین کی ہر پیداوار میں عشر ہے۔ اس میں نصاب کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس کی تائید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ جس زمین کو بارش سے سیراب کیا گیا ہو اس میں عشر ہے۔ اس حدیث میں بھی نصاب کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس کی تائید حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجتے وقت یہ حکم دیا تھا کہ میں ہر چیز میں سے عشر وصول کروں۔ صاحبین رح کے دلائل آگے آرہے ہیں۔

ولا فيما دون خمسة أوسق صدقة وعشر ما سقت السماء وبالماء الجاري وما شرب بعروقه ونصف العشر فيما سقي بالدوالي والغرب وفي العسل إذا كان في أرض العشر عشره وإن كان في أرض الخراج ففيه الخراج ولا شيء في قصب الماء وحطبه وحشيشه وفي بيع الأشجار مع الأرض روايتان وفي بيع الثمار قبل أن تدرك روايتان وإن باع بعد ما بدا صلاحها فعلى المشتري وإن باع قبل أن يبدو صلاحها فعلى البائع وإن باعها بعد ما بدا صلاحها فعلى البائع إلا أن يشترط المشتري وإن باع قبل أن يبدو صلاحها فعلى المشتري إلا أن يشترط البائع وإن باع بعد ما بدا صلاحها فعلى البائع إلا أن يشترط المشتري وإن باع قبل أن يبدو صلاحها فعلى المشتري إلا أن يشترط البائع

ترجمہ: اور پانچ وسق سے کم پیداوار میں صدقہ نہیں ہے اور جو کچھ آسمان سے یا جاری پانی سے سیراب ہو یا جو اپنی جڑوں سے پانی پیتا ہو اس میں دسواں حصہ ہے اور جو ڈولوں یا پانی کھینچنے کے آلات سے سیراب کیا جائے اس میں بیسواں حصہ ہے اور شہد میں اگر وہ عشر والی زمین میں ہو تو عشر ہے اور اگر خراج والی زمین میں ہو تو خراج ہے اور سرکنڈے اور لکڑی اور گھاس میں کچھ نہیں ہے اور درختوں کو زمین کے ساتھ بیچنے میں دو روایتیں ہیں اور پھل کو پکنے سے پہلے بیچنے میں دو روایتیں ہیں اور اگر پھل کو بدو صلاح کے بعد بیچا تو اس کا ذمہ بائع پر ہے مگر یہ کہ مشتری شرط کر لے اور اگر بدو صلاح سے پہلے بیچا تو اس کا ذمہ مشتری پر ہے مگر یہ کہ بائع شرط کر لے اور اگر بدو صلاح کے بعد بیچا تو اس کا ذمہ بائع پر ہے مگر یہ کہ مشتری شرط کر لے اور اگر بدو صلاح سے پہلے بیچا تو اس کا ذمہ مشتری پر ہے مگر یہ کہ بائع شرط کر لے۔

محل اشکال: ... رحمہ اللہ نے شہد میں ایک مستقل حدیث کو ذکر کیا ہے حالانکہ دونوں حدیثوں میں بعض راویوں کے کلام کے علاوہ باقی کلام ایک ہی ہے۔

شرح: (اور اسی طرح) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ساقط ہونے کی وجہ سے (اور جو چیز پانی سے سیراب ہوتی ہے) یعنی بغیر کسی کی محنت کے، (اس میں عشر ہے) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں پورا پورا ہونے کی وجہ سے (اور جو چیز ڈولوں سے سیراب ہوتی ہے اس میں نصف عشر ہے) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں محنت کی وجہ سے (اور شہد میں) ... اس حدیث کی وجہ سے ہے جو ہم نے ذکر کی ہے (اگر وہ عشر والی زمین میں ہو تو عشر ہے اور اگر خراج والی زمین میں ہو تو خراج ہے) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ... کی وجہ سے ہے (اور سرکنڈے اور لکڑی اور گھاس میں کچھ نہیں ہے) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ... کی وجہ سے ہے (اور درختوں کو زمین کے ساتھ بیچنے میں دو روایتیں ہیں) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ... کی وجہ سے ہے (اور پھل کو پکنے سے پہلے بیچنے میں دو روایتیں ہیں) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ... کی وجہ سے ہے (اور اگر پھل کو بدو صلاح کے بعد بیچا تو اس کا ذمہ بائع پر ہے مگر یہ کہ مشتری شرط کر لے) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ... کی وجہ سے ہے (اور اگر بدو صلاح سے پہلے بیچا تو اس کا ذمہ مشتری پر ہے مگر یہ کہ بائع شرط کر لے) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ... کی وجہ سے ہے (اور اگر بدو صلاح کے بعد بیچا تو اس کا ذمہ بائع پر ہے مگر یہ کہ مشتری شرط کر لے) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ... کی وجہ سے ہے (اور اگر بدو صلاح سے پہلے بیچا تو اس کا ذمہ مشتری پر ہے مگر یہ کہ بائع شرط کر لے) ... کی وجہ سے ہے کہ اس میں ... کی وجہ سے ہے

وعشر تغبيش له درهم عشير بجمعه وبعضه وانت لا تدري ان اسلم او ثراها اسلم او لي اعلم ان العشر توخذ من الراضي اضعافا لا توخذ ضعف ذلك من الساخي اطفالهم ولا يسقط عنهم العشر لضعف بالاسلام عندي صيغة وكذا عند محمد واما عند ابي يوسف توخذ حبة واحدة وهذا احراج من ذهب انه تري

عشرية مسلم وعشر مسلمة احدهما منه منفعة او ذات سليمة نفذ البيع

اي ان احدهما ذات منفعة وشتري الذي من المسلم العشرية ثم رددت على المسلم نفذ البيع علات عشرية كما ذكرت.

ترجمہ: ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمان سے دسواں حصہ لیا جائے گا، خواہ اس کی زمین عشری ہو یا خراجی، اور ذمی سے بھی دسواں حصہ لیا جائے گا، خواہ اس کی زمین عشری ہو یا خراجی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ ذمی مسلمان ہوگا یا نہیں، اور ہم نہیں جانتے کہ اس کی زمین مسلمان ہوگی یا نہیں، اور ہم نہیں جانتے کہ اس کی زمین عشری ہوگی یا خراجی

وفي أرض خراج في حريم العامر للزراعة خراج (أيهما أي ان كان حريم العامر صالحا للزراعة يجب فيه الخراج وإن لم يزرع.

ترجمہ: اور اس زمین پر جو آباد زمین کے حریم میں ہو زراعت کی نیت سے اس میں خراج واجب ہے خواہ اس میں کاشت کی جائے یا نہ کی جائے جبکہ آباد زمین کے حریم میں زراعت کی صلاحیت ہو تو اس میں خراج واجب ہے خواہ اس میں کاشت نہ کی جائے۔

حل لغات: الحریم۔ ہر وہ چیز جو کسی چیز کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور اس سے جدا نہ ہو۔ الخراج۔ وہ مال جو زمین کی پیداوار سے لیا جائے۔

تشریح: اقطاع کی دو قسمیں ہیں ایک عشر والی زمین کا اقطاع دوسرا خراج والی زمین کا اقطاع۔ عشر والی زمین کا اقطاع یہ ہے کہ امام کسی شخص کو عشر والی زمین دے دے تاکہ وہ اس کو آباد کرے اور اس کی پیداوار سے عشر لے۔ خراج والی زمین کا اقطاع یہ ہے کہ امام کسی شخص کو خراج والی زمین دے دے تاکہ وہ اس کو آباد کرے اور اس کی پیداوار سے خراج لے۔ اقطاع کی دونوں قسموں میں اقطاع لینے والے کو اس زمین کا مالک نہیں بنایا جاتا بلکہ اس کو صرف اس زمین کی پیداوار سے خراج یا عشر لینے کا حق دیا جاتا ہے۔ اس زمین کا مالک بیت المال ہوتا ہے۔ اقطاع لینے والے کو اس زمین کا مالک نہیں بنایا جاتا۔ اقطاع کی دونوں قسموں میں اقطاع لینے والے کو اس زمین کا مالک نہیں بنایا جاتا بلکہ اس کو صرف اس زمین کی پیداوار سے خراج یا عشر لینے کا حق دیا جاتا ہے۔ اس زمین کا مالک بیت المال ہوتا ہے

باب المصارف

مبتدا الفقیر وھو من لہ ادنی شیء والمسکین من لا شیء لہ وعامل الصدقۃ
فیعطی بقدر عملہ والمکاتب فیعان فی فک رقبتہ ومدیون لا یملک
نصابا فاضلا عن دینہ ولا فی سبیل اللہ تعالیٰ وھو منقطع الغزاۃ عند
ابی یوسف ومنقطع الحاج عند محمد وابن السبیل وھو من لہ مال

ترجمہ: ... باب صدقات کو مصارف سے یہ مناسبت ہے کہ صدقات مصارف ہی کی طرف لائے جاتے ہیں۔ مصارف جمع ہے مصرف کی اور مصرف وہ جگہ ہے جہاں صدقات خرچ کئے جائیں۔ مصارف کی تعداد میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ آٹھ ہیں جن کا ذکر قرآن مجید کی آیت میں ہے۔ بعض نے کہا کہ چھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ سات ہیں۔ بعض نے کہا کہ نو ہیں۔ بعض نے کہا کہ دس ہیں۔ بعض نے کہا کہ گیارہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ بارہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ تیرہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ چودہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ پندرہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ سولہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ سترہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ اٹھارہ ہیں۔ بعض نے کہا کہ انیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ بیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ بائیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ تیئس ہیں۔ بعض نے کہا کہ چوبیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ پچیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ چھبیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ ستائیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ اٹھائیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ انتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ تیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ بتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ تینتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ چونتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ پینتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ چھتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ سینتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ اڑتیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ انتالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ چالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکتالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ بیالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ تینتالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ چوالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ پینتالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ چھیالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ سینتالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ اڑتالیس ہیں۔ بعض نے کہا کہ انچاس ہیں۔ بعض نے کہا کہ پچاس ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکاون ہیں۔ بعض نے کہا کہ باون ہیں۔ بعض نے کہا کہ ترپن ہیں۔ بعض نے کہا کہ چون ہیں۔ بعض نے کہا کہ پچپن ہیں۔ بعض نے کہا کہ چھپن ہیں۔ بعض نے کہا کہ ستاون ہیں۔ بعض نے کہا کہ اٹھاون ہیں۔ بعض نے کہا کہ انسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ ساٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ باسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ تریسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ چونسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ پینسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ چھیاسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ سینسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ اڑسٹھ ہیں۔ بعض نے کہا کہ انہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ ستر ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ بہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ تہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ چوہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ پچہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ چھہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ ستہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ اٹھہتر ہیں۔ بعض نے کہا کہ انیاسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ اسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکیاسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ بیاسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ تراسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ چوراسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ پچاسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ چھیاسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ ستاسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ اٹھاسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ نواسی ہیں۔ بعض نے کہا کہ نوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اکانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ بانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ترانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ چورانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ پچانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ چھیانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ستانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ اٹھانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ ننانوے ہیں۔ بعض نے کہا کہ سو ہیں۔

حل لغات: ... باب صدقات۔ صدقات جمع ہے صدقہ کی۔ صدقہ کا لغوی معنی ہے سچائی۔ صدقہ کا شرعی معنی ہے مال کا وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے فقراء کو دیا جائے۔ مصارف جمع ہے مصرف کی۔ مصرف وہ جگہ ہے جہاں صدقات خرچ کئے جائیں۔ فقیر۔ وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ مسکین۔ وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ عامل الصدقۃ۔ وہ شخص جو صدقات کو جمع کرنے پر مقرر ہو۔ مکاتب۔ وہ غلام جس نے اپنے آقا سے کہا ہو کہ اتنا مال دے دو تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ مدیون۔ وہ شخص جس پر قرض ہو۔ ابن السبیل۔ مسافر۔ منقطع الغزاۃ۔ وہ غازی جو جہاد سے واپس نہ جا سکے۔ منقطع الحاج۔ وہ حاجی جو حج سے واپس نہ جا سکے۔

ترجمہ: ... فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ عامل الصدقۃ کو اس کے کام کے بقدر دیا جائے گا۔ مکاتب کی آزادی میں مدد کی جائے گی۔ مدیون کو جو نصاب کا مالک نہ ہو اور اس کا قرض اس کے نصاب سے زائد نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ اور وہ منقطع الغزاۃ کو ابو یوسف کے نزدیک۔ اور منقطع الحاج کو محمد کے نزدیک۔ اور ابن السبیل کو جو مال رکھتا ہو۔

حل مشکلات: ... قولہ باب صدقات۔ جس طرح باب الوضوء میں وضوء کے احکام بیان کئے گئے ہیں اسی طرح باب صدقات میں صدقات کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ قولہ ادنی شیء۔ یعنی جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ قولہ والمسکین من لا شیء لہ۔ یعنی جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ قولہ وعامل الصدقۃ۔ یعنی جو شخص صدقات کو جمع کرنے پر مقرر ہو۔ قولہ فیعطی بقدر عملہ۔ یعنی اس کو اس کے کام کے بقدر دیا جائے گا۔ قولہ والمکاتب فیعان فی فک رقبتہ۔ یعنی مکاتب کی آزادی میں مدد کی جائے گی۔ قولہ ومدیون لا یملک نصابا فاضلا عن دینہ۔ یعنی جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو اور اس کا قرض اس کے نصاب سے زائد نہ ہو۔ قولہ ولا فی سبیل اللہ تعالیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ قولہ وھو منقطع الغزاۃ عند ابی یوسف۔ یعنی ابو یوسف کے نزدیک منقطع الغزاۃ وہ غازی ہے جو جہاد سے واپس نہ جا سکے۔ قولہ ومنقطع الحاج عند محمد۔ یعنی محمد کے نزدیک منقطع الحاج وہ حاجی ہے جو حج سے واپس نہ جا سکے۔ قولہ وابن السبیل وھو من لہ مال۔ یعنی ابن السبیل وہ مسافر ہے جو مال رکھتا ہو۔

لامعه ولصرفها الى صرفها الى فقهم اذ في بعضهم حتى لا يجوز عن قول ما في اد
عنده ولا بد ان يصرف الى جميع الاصناف فيعطى من كل صنف ثلثة لان
اقل الجمع ثلثة وبعن نقول اذا دخل اللام على الجمع ولا يمكن حملها
على المعهود ولا على الاستغراق يراد بها الجنس وتبطل الجمعية كما
في قوله تعالى لا يحل لك النساء من بعد فهما لا يراد العدد ولا الاستغراق

ترجمہ: فقہاء کا قول ہے اور زکوٰۃ کا پیسہ دینے کے لئے جائز ہے کہ ان سب کو یا ان میں کسی کو دے دیا جائے اور امام شافعیؒ کے قول سے اختلاف کیا۔ حنفیہ کی ان کے نزدیک مذکور تمام اصناف کو زکوٰۃ دینا فرض ہے پس ہر فقیر کے لئے ان اصناف میں کسی ایک کو زکوٰۃ دینا کافی ہوگا۔ امام شافعیؒ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ جب پیسہ کو زکوٰۃ کے مصرف پر خرچ کرنا واجب ہے اور زکوٰۃ کا مصرف فقیر ہے پس ہر فقیر کو زکوٰۃ دینا جائز ہوگا۔ اس کے برخلاف حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ جب پیسہ کو زکوٰۃ کے مصرف پر خرچ کرنا واجب ہے اور زکوٰۃ کا مصرف فقیر ہے تو اس سے جنس فقیر مراد ہے اور جنس کا حاصل ہو جانا ہے جبکہ حالت فقر کے اس نوع میں سے دو فقیروں کو بھی دیا جائے مصارف زکوٰۃ کی آیت میں جمع مطلق مراد ہے جس میں کم از کم تین فقیر داخل ہیں۔

حل اللغات: (مصرفها) زکوٰۃ کا مصرف (فقهم) فقیر (بعضهم) بعض فقہاء (اد) ادا کرنا (عنده) اس کے پاس (لا بد) ضروری ہے (يصرف) خرچ کرنا (جميع الاصناف) تمام اصناف (فيعطى) پس دیا جائے (من كل صنف) ہر صنف سے (ثلثة) تین (اقل الجمع) جمع کا کم از کم (ثلثة) تین (بعن نقول) ہم کہتے ہیں (اذا دخل اللام) جب لام داخل ہو (على الجمع) جمع پر (ولا يمكن حملها) اور اس کا حمل ممکن نہ ہو (على المعهود) معہود پر (ولا على الاستغراق) اور نہ استغراق پر (يراد بها الجنس) تو اس سے جنس مراد ہوتی ہے (وتبطل الجمعية) اور جمعیت باطل ہو جاتی ہے (كما في قوله تعالى) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں (لا يحل لك النساء من بعد) تیرے لئے عورتیں حلال نہیں اس کے بعد (فهما لا يراد العدد ولا الاستغراق) پس یہاں نہ تو عدد مراد ہے اور نہ استغراق مراد ہے۔

حل التشریح: (قولہ مصرفها الخ) یعنی صدقہ واجبہ یعنی زکوٰۃ وعشر کے مصارف وہی ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں یہ نہیں ہے کہ ان کو صدقات نافلہ میں بھی خرچ کرنا واجب ہے۔ جو کچھ صدقات نافلہ کے متعلق بیان ہوا وہ صرف اس لئے کہ اس کو بھی معلوم کیا جائے کہ جس طرح صدقات واجبہ میں ریا جائز نہیں اسی طرح صدقات نافلہ میں بھی ریا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے بھی ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ (قولہ لا بد ان يصرف الخ) یہ اس کی دلیل ہے کہ زکوٰۃ کا پیسہ دینے کے لئے ضروری ہے کہ ہر صنف کے ہر فرد کو دیا جائے۔ (قولہ اذ في بعضهم حتى لا يجوز الخ) یہ احناف کی دلیل ہے کہ ہر صنف کے ہر فرد کو دینا ضروری ہے۔ (قولہ اقل الجمع ثلثة) یہ اس کی دلیل ہے کہ ہر صنف کے تین افراد کو دینا ضروری ہے۔ (قولہ وبعن نقول الخ) یہ امام شافعیؒ کے قول کی دلیل ہے۔ (قولہ اذا دخل اللام الخ) یہ اس کی دلیل ہے کہ جب پیسہ کو زکوٰۃ کے مصرف پر خرچ کرنا واجب ہے اور زکوٰۃ کا مصرف فقیر ہے تو اس سے جنس فقیر مراد ہے اور جنس کا حاصل ہو جانا ہے جبکہ حالت فقر کے اس نوع میں سے دو فقیروں کو بھی دیا جائے مصارف زکوٰۃ کی آیت میں جمع مطلق مراد ہے جس میں کم از کم تین فقیر داخل ہیں۔ (قولہ كما في قوله تعالى الخ) یہ اس کی دلیل ہے کہ جمع کا کم از کم تین ہونا ضروری ہے۔ (قولہ لا يحل لك النساء الخ) یہ اس کی دلیل ہے کہ جمع کا کم از کم تین ہونا ضروری ہے۔

لانه ان اراد هذا لما جاز ان جمع الصدقات فی المسجد الجمیع الفقراء الی آخره فلا یجوز ان یخرجه واحد ویسلمه هذا ان وسع احدًا لما انه ان اراد جمع الصدقات لجمیع ضوا لا یجب ان یعطی کل صدقة جمیع الاصناف وان یعطی ثلثة من کل صنف فصار کقوله الصدقة للفقیر والمسکین الی آخره۔

ترجمہ ۔۔۔ اس لیے کہ مسجد میں جمع ہونے کی وجہ سے اگر یہ مراد ہوتا کہ تمام فقراء مساکین ان کے حق دار ہیں تو ایک شخص کا سب کو دینا جائز ہوتا ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد کہا کہ ہر صدقہ کے لیے تین تین کا ہونا ضروری ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقات کا ان تمام اصناف کے لیے ہونا ضروری نہیں ہے جن کا ذکر آیت میں ہے بلکہ ہر صدقہ کے لیے تین تین کا ہونا ضروری ہے ۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ صدقات فقراء کے لیے ہیں اور مراد یہ ہو کہ ہر صدقہ کے لیے تین تین فقراء ہونے چاہئیں ۔

اس اضطراب و تردد کی وجہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرسل حدیث کے مضمون کی وجہ سے جو ابوداؤد نے روایت کی ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ صدقات کے مصارف میں سے ہر صنف کے تین افراد کو دینا ضروری ہے ۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر صنف کے ایک فرد کو دینا بھی کافی ہے ۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر صنف کے ایک فرد کو دینا بھی کافی ہے اور تین افراد کو دینا بھی کافی ہے ۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر صنف کے ایک فرد کو دینا بھی کافی ہے اور تین افراد کو دینا بھی کافی ہے ۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر صنف کے ایک فرد کو دینا بھی کافی ہے اور تین افراد کو دینا بھی کافی ہے ۔

تشریح ۔۔۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسجد میں جمع ہونے کی وجہ سے یہ مراد ہوتا کہ تمام فقراء مساکین ان کے حق دار ہیں تو ایک شخص کا سب کو دینا جائز ہوتا ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد کہا کہ ہر صدقہ کے لیے تین تین کا ہونا ضروری ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقات کا ان تمام اصناف کے لیے ہونا ضروری نہیں ہے جن کا ذکر آیت میں ہے بلکہ ہر صدقہ کے لیے تین تین کا ہونا ضروری ہے ۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ صدقات فقراء کے لیے ہیں اور مراد یہ ہو کہ ہر صدقہ کے لیے تین تین فقراء ہونے چاہئیں ۔

ولا یجوز ان الصدقة مقسومة علی هؤلاء لا تعم ان ثبت علی الاصناف فما اصاب الفقیر لا شك انه یطلق علیه اسم الصدقة فیجب ان یکون مقسوما ایضا بخلاف ما اذا قال ثلث مالی للفقراء والمساکین نعلم ان المراد بیان المصرف لا القسمة لا الی بناء مسجد وکفن میت وقضاء دینه ونحو ما یعتق لانه لا بد ان یملك احد المستحقین فلهذا قال فی المختصر فیصرف الی الکل او البعض تملیکا ولا الی من بینهما ولادة او زوجیة ای لا یعطی اصله وان علا وفرعه وان سفل ولا یعطی الزوج زوجته ولا الزوجة زوجها۔

ترجمہ:۔ اور یہ جائز نہیں کہ صدقہ مذکورین کی اصناف میں مقسوم ہے اس لئے کہ صدقہ اگر ہندوستان پر تقسیم کیا جائے تو ہر حاجتمند کو صدقہ کا اطلاق کیا جائے گا پس واجب ہوگا کہ وہ بھی مقسوم ہو (اس طرح صدقہ لازم کرنے کا مقصد پورا نہ ہوگا) بخلاف اس صورت کے کہ وصیت کرنے والے نے فقراء و مساکین کے لئے تیسرا حصہ مال کی وصیت کی ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ یہاں مراد صرف کیفیت مصارف کا بیان ہے قسمت کا اور اس لئے کہ وصیت مسجد کے کفن میت اور قرضہ ادا کرنے کے لئے اس کی قسمت میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ضرور ہے کسی ایک مستحق کا مالک بنانا اور نہ ہے اس کے لئے مصارف میں سے کسی کا مالک بنانا اور اسی لئے مختصر میں ہے کہ کل پر یا بعض پر تملیک کرنا جائز ہے اور ان پر نہیں جو ان دونوں میں ولادت یا زوجیت کے مستحق ہیں۔ یعنی اصل میں اپنے کو دیا جائے اگرچہ اوپر تک چلے اور نہ اپنا فرع کو دیا جائے اگرچہ نیچے تک چلے اور نہ شوہر اپنی بیوی کو دے اور نہ بیوی اپنے شوہر کو۔

حل اللغات:۔ (قولہ مقسومۃ علی ہؤلاء) یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ اور دوسرے مصارف بھی ہیں۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ اکثر اشیاء کے ہیں ہیں تقسیم کرنا ہے تو ہر ایک کو کتنا سا حصہ ملے گا۔ (قولہ لا تعم) یعنی صدقہ کو ان مذکورین کی اصناف پر تقسیم کرنا واجب نہیں ہے۔ (قولہ ان ثبت) یعنی اگر ان اصناف پر تقسیم کیا جائے۔ (قولہ فما اصاب الفقیر) یعنی ہر حاجتمند کو۔ (قولہ بخلاف ما اذا قال) یعنی اگر وصیت کرنے والے نے یہ کہا ہو کہ میرے مال کا تیسرا حصہ فقراء و مساکین کے لئے ہے۔ (قولہ نعلم ان المراد) یعنی ہم جانتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ مصارف کا بیان ہے۔ (قولہ لا القسمۃ) یعنی تقسیم کرنا مراد نہیں ہے۔ (قولہ لا الی بناء مسجد) یعنی مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ (قولہ وما یعتق) یعنی غلام آزاد کرنے کے لئے۔ (قولہ لانہ لا بد) یہ علت ہے اس کی کہ ان مصارف میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے۔ (قولہ ان یملك احد المستحقین) یعنی کسی ایک مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے۔ (قولہ فلہذا قال فی المختصر) یعنی اسی لئے مختصر میں ہے کہ وصیت کرنے والے نے کہا ہے۔ (قولہ فیصرف الی الکل او البعض تملیکا) یعنی ان مصارف پر تقسیم کرنا جائز ہے کہ کل پر یا بعض پر تملیک کر دیا جائے۔ (قولہ ولا الی من بینہما ولادۃ او زوجیۃ) یعنی ان پر نہیں جو ان دونوں میں ولادت یا زوجیت کے مستحق ہیں۔ (قولہ ای لا یعطی اصلہ) یعنی اصل میں اپنے کو دیا جائے۔ (قولہ وان علا) یعنی اگرچہ اوپر تک چلے۔ (قولہ وفرعہ) یعنی اپنا فرع کو نہیں دیا جائے۔ (قولہ وان سفل) یعنی اگرچہ نیچے تک چلے۔ (قولہ ولا یعطی الزوج زوجتہ) یعنی نہ شوہر اپنی بیوی کو دے۔ (قولہ ولا الزوجۃ زوجہا) یعنی نہ بیوی اپنے شوہر کو دے۔

حل التراکیب:۔ (قولہ ان الصدقۃ مقسومۃ علی ہؤلاء) یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ اور دوسرے مصارف بھی ہیں۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ اکثر اشیاء کے ہیں ہیں تقسیم کرنا ہے تو ہر ایک کو کتنا سا حصہ ملے گا۔ (قولہ لا تعم) یعنی صدقہ کو ان مذکورین کی اصناف پر تقسیم کرنا واجب نہیں ہے۔ (قولہ ان ثبت) یعنی اگر ان اصناف پر تقسیم کیا جائے۔ (قولہ فما اصاب الفقیر) یعنی ہر حاجتمند کو۔ (قولہ بخلاف ما اذا قال) یعنی اگر وصیت کرنے والے نے یہ کہا ہو کہ میرے مال کا تیسرا حصہ فقراء و مساکین کے لئے ہے۔ (قولہ نعلم ان المراد) یعنی ہم جانتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ مصارف کا بیان ہے۔ (قولہ لا القسمۃ) یعنی تقسیم کرنا مراد نہیں ہے۔ (قولہ لا الی بناء مسجد) یعنی مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ (قولہ وما یعتق) یعنی غلام آزاد کرنے کے لئے۔ (قولہ لانہ لا بد) یہ علت ہے اس کی کہ ان مصارف میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے۔ (قولہ ان یملك احد المستحقین) یعنی کسی ایک مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے۔ (قولہ فلہذا قال فی المختصر) یعنی اسی لئے مختصر میں ہے کہ وصیت کرنے والے نے کہا ہے۔ (قولہ فیصرف الی الکل او البعض تملیکا) یعنی ان مصارف پر تقسیم کرنا جائز ہے کہ کل پر یا بعض پر تملیک کر دیا جائے۔ (قولہ ولا الی من بینہما ولادۃ او زوجیۃ) یعنی ان پر نہیں جو ان دونوں میں ولادت یا زوجیت کے مستحق ہیں۔ (قولہ ای لا یعطی اصلہ) یعنی اصل میں اپنے کو دیا جائے۔ (قولہ وان علا) یعنی اگرچہ اوپر تک چلے۔ (قولہ وفرعہ) یعنی اپنا فرع کو نہیں دیا جائے۔ (قولہ وان سفل) یعنی اگرچہ نیچے تک چلے۔ (قولہ ولا یعطی الزوج زوجتہ) یعنی نہ شوہر اپنی بیوی کو دے۔ (قولہ ولا الزوجۃ زوجہا) یعنی نہ بیوی اپنے شوہر کو دے۔

ومملوکہ ای مملوک المزکی وعبدہ اختن بعضہ وغنی ومملوکہ ای مملوک الغنی والمراد غیر المکاتب اذ یجوز ان یؤدی الی مکاتب الغنی وطفلہ ای طفل الرجل الغنی وبنی ھاشم وھم آل علی وعباس وجعفر وعقیل وحارث بن عبد المطلب ومولاھم ای معتقی ھؤلاء ولا الی ذمی وجاز غیرھا الیہ ای جاز ان یصرف الی الذمی صدقۃ غیر الزکوٰۃ

ترجمہ اور زکوٰۃ نہ دے اپنے مملوک کو نہ دے اور اس بعد کو جو اس بعد کا کچھ حصہ آزاد ہو اور نہ دے مکاتب اور اس کے مکاتب کو جو اپنے مکاتب کو کچھ دینا چاہے اور نہ د

وَقَالَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ دَلِيلًا بَعِيدًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَإِنْ
شَاءَ وَكَبَّرَ وَإِنْ شَاءَ أَوْمَأَ وَهَا هُنَا لَمْ يَعْلَمْ مَا فِي يَوْمِهِ
وَجَبَ عَلَيْهِ مَا يَعْنِيهِ عَنِ السُّؤَالِ يَوْمَ وَكَبَّرَ وَلَمْ يَمْشِ وَرَجَعَ إِلَى
فِئَةٍ غَيْرِ مَدِينَةٍ وَقَالَ مَا لَمْ يَبْعُدْ آخِرًا إِلَى قَرْيَةٍ أَوْ إِلَى أَخْرَجَ مِنْ
أَهْلِ بَلْدَةٍ۔

ترجمہ۔ اور جو شخص کہ نہ پہچانتا ہو قبلہ کو تو تلاش کرے اس کی طرف اگر پاوے راہ بتانے والا نزدیک سے اور اگر نہ پاوے تو اختیار ہے چاہے تکبیر کہے اور چاہے اشارہ کرے اور یہاں جو شخص کہ نہ جانتا ہو اپنے دن کی خبر تو واجب ہے اس پر کہ سیکھ لے جو چیز اس کو بے پوچھے کام دے اور اگر نماز پڑھی اور نہ چلا اور پھرا اپنے گاؤں کی طرف جو شہر نہ ہو اور کہا کہ میں نہیں ٹھہرا آخر کو کسی گاؤں میں یا کسی شہر سے باہر کے لوگوں میں تو درست ہے۔

شرح۔ یہ مسئلہ اس شخص کا ہے جو مکہ سے بہت دور ہو اور قبلہ کی سمت نہ جانتا ہو اور نہ اس کے پاس کوئی ایسی علامت ہو جس سے قبلہ کی سمت معلوم ہو سکے۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ کسی ایسے شخص سے پوچھے جو قبلہ کی سمت جانتا ہو، خواہ وہ شخص قریب ہو یا بعید۔ اگر کوئی ایسا شخص نہ ملے تو اختیار ہے چاہے تکبیر کہے اور چاہے اشارہ کرے۔ اور یہاں جو شخص کہ نہ جانتا ہو اپنے دن کی خبر تو واجب ہے اس پر کہ سیکھ لے جو چیز اس کو بے پوچھے کام دے اور اگر نماز پڑھی اور نہ چلا اور پھرا اپنے گاؤں کی طرف جو شہر نہ ہو اور کہا کہ میں نہیں ٹھہرا آخر کو کسی گاؤں میں یا کسی شہر سے باہر کے لوگوں میں تو درست ہے۔

[illegible] اور جو شخص کہ نہ جانتا ہو [illegible] اور اگر نہ پاوے تو اختیار ہے چاہے تکبیر کہے اور چاہے اشارہ کرے اور یہاں جو شخص کہ نہ جانتا ہو اپنے دن کی خبر تو واجب ہے اس پر کہ سیکھ لے جو چیز اس کو بے پوچھے کام دے اور اگر نماز پڑھی اور نہ چلا اور پھرا اپنے گاؤں کی طرف جو شہر نہ ہو اور کہا کہ میں نہیں ٹھہرا آخر کو کسی گاؤں میں یا کسی شہر سے باہر کے لوگوں میں تو درست ہے۔

باب صدقة الفطر

وهي من بُرٍّ او دقيقه او سويقه او زبيب نصف صاعٍ ومن تمرٍ او شعيرٍ صاعٌ مما يُسَعُّ فيه ثمانية ارطال من مجٍّ او عدس اصاعٌ كل يَسَعُ فيه ثمانية ارطال فقُدِّر بثمانية ارطال من ماءٍ وهو سواء ومن العدس وانما قدر بهذه القلة التفاوت بين حبّاتهما عِظَمًا وصِغَرًا وتخلخلًا والتصاقًا بخلاف غيرهما من الحبوب فان التفاوت فيها كثيرٌ غالبًا لكثرته وفي قدرته الماش والحنطة بعيدة مكتنزة والشعير وبعدها اي السبان والماش اثقل من الحنطة وتخفه من الشعير.

ترجمہ: صدقۃ الفطر کی مقدار اہل حجاز کے ہاں جو، کھجور، منقہ، گیہوں یا گیہوں کے ستو کے حساب سے ہے گیہوں کی نصف صاع، اور جو، کھجور یا منقہ کی ایک صاع ان چیزوں کے حساب سے ہے جس میں آٹھ رطل پانی سما سکے۔ مثلاً انجیر، چنا اور جو کی ایک صاع کو شامل ہو اور اگر عدل کی بات ماش یا عدس کے آٹھ رطل کی مقدار میں ہو تو دونوں کے حساب سے ہے، لیکن گیہوں کی مقدار کو دونوں میں برابر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دونوں کے دانوں کے درمیان چھوٹے بڑے ہونے کے لحاظ سے، ہلکے اور بھاری ہونے کے لحاظ سے اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہونے کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ بخلاف دوسرے غلوں کے کہ ان میں فرق عام طور پر زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ فرق ان میں زیادہ ہونے کی وجہ سے عام ہوتا ہے اور ماش اور گیہوں جو سے بڑے ہوتے ہیں اور ماش اور لوبیا جو سے بھاری ہوتے ہیں اور گیہوں جو سے ہلکے ہوتے ہیں۔

حل مشکلات: صدقۃ الفطر کا متعلق اصل میں روزہ سے ہے، اس لئے اس کے احتساب کے لئے یہود کی موسمی تقویم شروع کی گئی ہے، یعنی رمضان کے ختم ہونے پر، اور اس کی ادائیگی عید کے دن نماز سے پہلے واجب قرار دی گئی ہے۔ کہ کی کا ایک مقدار میں مقرر ہونا اس بنا پر ہے کہ یہ صدقہ جو تمام لوگوں پر واجب ہوتا ہے اور ہر شخص کو ہر روز ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس کی مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے، اس لئے اس کی مقدار کو ایسی چیز سے بیان کیا جائے جو ہر جگہ ہر وقت ہر شخص کو دستیاب ہو سکے۔ اس لحاظ سے اس کا بیان کتاب الصوم کے آخر میں سب سے مناسب ہوتا کہ وہ صدقہ واجبہ ہے، مگر صدقات واجبہ کے ساتھ اس کو ملحق کیا گیا ہے۔

مسئلہ: اور جس شخص کے پاس صدقہ فطر مختلف چیزوں سے واجب ہو تو اس کو اختیار ہے کہ جو چیز چاہے ادا کرے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا گیہوں ہی دے، خواہ گیہوں کا آٹا دے یا ستو دے، خواہ کھجور دے یا منقہ دے، خواہ جو دے یا پنیر

ف الصحيح الذي عليه الجمهور أن الأرض لا تملك بالإحياء في دار الإسلام إلا بإذن الإمام، وأما في دار الحرب فتملك بالإحياء بدون إذن الإمام على الصحيح من أقوال العلماء، وهو قول الجمهور.

الأرض التي لا مالك لها من دار الإسلام لا تملك بالإحياء إلا بإذن الإمام على الصحيح من أقوال العلماء، وهو قول الجمهور.

ترجمہ: [illegible]

[illegible]

فلم یجعل فیھا ثنیۃ ارطال من مثل تلک الحنطۃ بلا بھا وان کان یعدل
بأقل من تلک الحنطۃ فاذا کانت الحنطۃ متفاضلۃ لکن ان قدر بالکیل یکون
اصغر من الاول ولا یسع فیھا ثنیۃ ارطال من انواع الحنطۃ فیکون الاول
اھوط ثم اعلم ان ھذا الصاع ھو الصاع العراقی واما الحجازی فھو خمسۃ
ارطال وثلث رطل فالواجب عندنا ثلاثۃ اصواع من الحنطۃ نصف صاع من
الحجازی وعندھما نصف صاع من العراقی وھو اسوان علی ان الرق اربعمائۃ
والاستار اربعۃ مثاقیل ونصف مثقال فالمن مائۃ وثلثون مثقالا و
صنوج کواجار خلافا لمحمد فان عندہ لا یجوز ان یقدر بالکیل.

اردو تلفظ	ہاوے دیا دیں، ع دنان	کیفیت
طسوج	تقریباً چوتھائی رتی	دو خفی طسوج دو جَو کا ہے اور ایک رتی تین جَو کے برابر ہوتا ہے
قیراط	تقریباً پونے دو رتی (پونے ۲ رتی)	حسب تقریبی نقشہ ۱ پائچ جَو کا ایک قیراط ہے اور چودہ قیراط کا ایک درہم اور دو درہم کا ایک رتی کا ہے چنانچہ قیراط ۱ رتی کا ہے
دانگ	تقریباً ساڑھے تین رتی	دراصل دانگ چار قیراط کا ہے (جو ۱ رتی اور ایک قیراط ہے) اور کل ہے تو چار قیراط مگر کسور رتی کے جوڑ سے
درہم	تین ماشہ ایک رتی اور پونے ۲ رتی	سیر کچا کا درہم ہے۔ حسب تصریح بعض ماشہ سے وزن کیا جاتا ہو تو کل تین ماشہ ایک رتی اور ۱ رتی لگتا ہے
مثقال	چار ماشہ ۸ رتی	ایک سو جَو کا ایک مثقال ہے جس کو چار سے ضرب دینے سے چار سو جَو ہوتا ہے۔
رطل	چوبیس تولہ ۱۲ ماشہ	حسب تصریح شامی وغیرہ رطل کا وزن ایک سو بیس ۱۲۰ درہم اور ہمارے یہاں کے حساب سے چوبیس تولہ ۱۲ ماشہ ہوتا ہے۔
تولہ	۱ تولہ ۱۲ ماشہ	
ماشہ	۱ ماشہ ۱۲ رتی	شامی وغیرہ نے اس کا وزن بھی دو سو جَو سے ضرب دیکر بتایا ہے۔
استار	بحساب درہم ایک تولہ ۴ ماشہ ۱ رتی اور بحساب مثقال ایک تولہ ۴ ماشہ ۱۲ رتی	ایک استار ساڑھے چھ درہم کے حساب سے کاغذ ایک تولہ ۴ ماشہ اور دو مثقال کا ایک تولہ ۴ ماشہ ۱۲ رتی ہے
اوقیہ	ساڑھے دس تولہ	ایک استار ساڑھے چار مثقال کے حساب سے ۱۰ تولہ ۱۲ ماشہ ہوتا ہے
صاع	مثقال کے حساب سے دو سو ستر تولہ اور درہم کے حساب سے دو سو تہتر تولہ	حسب تصریح مقدار درہم کے حساب سے ۲۷۳ درہم کا ایک اور مثقال کے حساب سے ۲۷۰ مثقال کا ایک صاع ہوتا ہے جو ہمارے یہاں کے حساب سے ساڑھے دس من ہوتا ہے
نصف صاع	درہم کے حساب سے ایک سو چھتیس تولہ اور مثقال کے حساب سے ایک سو پینتیس تولہ ۸ ماشہ	درہم کے حساب سے ایک سیر گیارہ چھٹانک اور مثقال کے حساب سے ایک سیر گیارہ چھٹانک ۱ ماشہ ہوتا ہے
دستی	۱۰ سیر کا من کے حساب سے بحساب درہم پانچ من ۱۲ سیر ہے اور بحساب مثقال پانچ من چھ سیر ہے۔	صاع کا وزن جو اوپر مذکور ہوا اس سے حساب لگایا جائے اس طرح کہ حسب تصریح فقہاء صاع کا ایک دستی ہوتا ہے۔

نوٹ: یہ جدول حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ اوزان شرعیہ سے اخذ کیا ہے رسالہ طبع ہوا اس نے نوٹ ہیں اس کا مطالعہ کرلیں

واداء القيمة موضع يشترى به الاشياء احب وعند ابي يوسف رح واداء القيمة

احب وتجب على حر مسلم له نصاب الزكوة وان لم يملكه وقد ذكرنا في اول كتاب الزكوة ان النماء بالحول مع الثمنية او السوم او نية التجارة فمن كان له نصاب الزكوة اي نصاب وافضل عن حاجته الاصلية فان كان من احد الثمنين او السوائم او مال التجارة تجب عليه الصدقة وان لم يحل عليه الحول وان كان من غير هذه الاموال كدار لا يكون للسكنى ولا للتجارة وقيمتها تبلغ النصاب تجب بها صدقة الفطر مع انه لا تجب بها الزكوة وبه تعلم ان صدقة هذا النصاب معروفان الزكوة ولا يشترط فيه النماء بخلاف نصاب وجوب الزكوة لنفسه وطفله فقيرا وخادمه

ملكا او لعبد تركا او ام ولد او كافرا لا الزوجته وولده الكبير وطفله الغني

ترجمہ۔ اور جس مالک کیہوں ہے، دوسری اشیاء خرید و فروخت ہوتی ہیں وہ مال کیہوں دینے سے بہتر ہے اور ابو یوسف کے نزدیک ادا کرنا ہی بہتر ہے اور ہر مسلمان آزاد جو نصاب کا مالک ہے اگرچہ اس نصاب کا مالک نہ ہو صدقہ فطر واجب ہے اور ہم نے کتاب الزکوٰۃ کے شروع میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ موجب جو اضافہ اموال کی قیمت ہونے کے ساتھ یا سائمہ ہونے کے ساتھ یا تجارت کے ساتھ ہے تو جس کے پاس زکوٰۃ کا نصاب ہے یعنی ایسا نصاب ہو کہ وہ اس سے فاضل ہے اگر وہ فاضل ان اموال مذکورہ میں سے ہو جن میں قیمت ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ اس پر سال نہ گذرا ہو اور اگر ان اموال کے علاوہ کوئی دوسرا مال ہو جیسے رہنے کا گھر جو سکونت کے لئے ہو یا اس کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے تو اس گھر کے سبب سے بھی صدقہ فطر واجب ہے اگرچہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور اس کے سبب سے صدقہ حرام ہو جاتا ہے پس فرق ہوا نصاب حولی زکوٰۃ کا نصاب ہے اور اس میں نمو کی شرط نہیں ہے بخلاف وجوب زکوٰۃ کے نصاب کے کہ اس میں نمو شرط ہے اور نظر واجب ہے اپنے اوپر اور اپنے نابالغ بچے کی طرف سے اور اپنے مملوک خادم کی طرف سے اور ۹ اور بالغ بیوی کی طرف سے اور اپنے بڑے لڑکے کی طرف سے اور اپنے مجنون بچے کی طرف سے۔

حل اللغات ملکا۔ اور اداء القیمۃ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن مقامات پر گیہوں وغیرہ سے خرید و فروخت ہوتی ہے وہاں وہاں گیہوں وغیرہ کا دینا ادا کرنے کے اس سے افضل ہے اور یہ بھی اسی کا تابع ہے اس لئے کہ قیمت دینا زیادہ بہتر ہے اور فقراء کی ضروریات کو زیادہ بہتر پورا کرنے والا ہے۔ خاص کر جبکہ وہ کسی غلہ کے ساتھ خاص نہ ہو۔ قال ہو مع ہم میں قیمت دینا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ اس میں فقراء کی ضروریات کا زیادہ لحاظ ہے اور ایک قول کے مطابق مراعات میں ہمیں دینا ہے اس لئے کہ اس میں سنت کی موافقت پائی جاتی ہے یہی مذہب ہے اس پر فتویٰ ہے۔

ملکا۔ تو وہ اس امام ابو حنیفہ کے نزدیک قیمت ادا کرنا افضل ہے جبکہ قیمت ادا کرنا فقراء کے لئے زیادہ نافع ہو اور ابو یوسف کے نزدیک غلہ ادا کرنا افضل ہے۔

ملکا۔ تو یہ نصاب حولی زکوٰۃ کا نصاب ہے اور نظر واجب ہے اپنے اوپر اور اپنے نابالغ بچے کی طرف سے اور اپنے مملوک خادم کی طرف سے اور اپنے مجنون بچے کی طرف سے اور اپنے بڑے لڑکے کی طرف سے اور اپنے مجنون بچے کی طرف سے۔

قبل من دبر ولكنابة وعبده وسيارة وعبده ابق ثم عاد عوده او
وارتشى ثم عبد بين اثنين من احدهما عند احدهما عند ابي حنيفة
اما عند هما فتجب عليهما وله يختار احدهما فصل من يصير له
بطلوع فجر فظهر فتجب لمن اسلم ولد قبله الى قبل الطلوع هذا
عندنا واما عند الشافعي فتجب بغروب الشمس فمن اسلم في
الليلة ولد فيها لا تجب عنده وتجب عندنا في ليلة.

اصل مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کے دو غلام ہیں ایک مدبر ہے اور دوسرا مکاتب ہے اور ایک شخص کے دو غلام ہیں ایک بھاگا ہوا ہے اور دوسرا سیاہ ہے اور ایک شخص کے دو غلام ہیں ایک مرتد ہے اور دوسرا عبد ہے اور ایک شخص کے دو غلام ہیں ایک دوسرے کے درمیان مشترک

كتاب الصوم

هو ترك الاكل والشرب والوطء من الصبح الى غروب مع النية وصوم رمضان فرض على كل مسلم مكلف اداءً وقضاءً وصوم النذر والكفارة واجب وغيرهما نفل ذكر في الهداية ان صوم رمضان فريضة لقوله تعالى كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ وعلل فرضيته بانعقاد الاجماع ولهذا يكفر جاحده وفي النذور واجب لقوله تعالى وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ

ترجمہ: یہ کتاب روزہ کے بیان میں ہے۔ روزہ کہتے ہیں کھانے پینے اور جماع سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ رکے رہنا۔ اور رمضان کا روزہ ہر مسلمان مکلف پر ادا و قضا فرض ہے اور نذر و کفارہ کا روزہ واجب ہے اور ان کے علاوہ دوسرے روزے نفل ہیں۔ ہدایہ میں ذکر کیا ہے کہ رمضان کا روزہ فریضہ ہے اللہ تعالیٰ کے قول کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ کی وجہ سے اور اس کی فرضیت پر اجماع منعقد ہونے کی وجہ سے اور اسی وجہ سے اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے اور نذر کا روزہ واجب ہے اللہ تعالیٰ کے قول وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ کی وجہ سے۔

عن اشکالات سے ملک کتاب الصوم کی ابتداء کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ ملک کی بنیاد اسلام کے پانچ ستونوں پر ہے اور ان میں سے ہر ستون کی ادائیگی کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے۔ اس لیے مصنف نے ان عبادات کو ان کے اوقات کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ پہلے نماز کا بیان کیا کیونکہ وہ ہر روز پانچ بار ادا کی جاتی ہے۔ پھر روزہ کا بیان کیا کیونکہ وہ سال میں ایک بار آتا ہے۔ پھر زکوٰۃ کا بیان کیا کیونکہ وہ سال میں ایک بار واجب ہوتی ہے۔ پھر حج کا بیان کیا کیونکہ وہ عمر میں ایک بار فرض ہے۔ اور جہاد کا بیان سب کے آخر میں کیا کیونکہ وہ فرض کفایہ ہے۔

روزہ کی تعریف: روزہ کی لغوی تعریف: امساک یعنی رکے رہنا۔ شرعی تعریف: صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے نیت کے ساتھ رکے رہنا۔ روزہ کی شرائط: روزہ کی شرائط تین ہیں: ۱۔ مسلمان ہونا ۲۔ عاقل ہونا ۳۔ پاک ہونا (حیض و نفاس سے)۔ روزہ کے فرائض: روزہ کے فرائض دو ہیں: ۱۔ نیت ۲۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا۔ روزہ کے واجبات: روزہ کے واجبات تین ہیں: ۱۔ سحری کھانا ۲۔ تاخیر سحری ۳۔ جلدی افطار کرنا۔ روزہ کے سنن: روزہ کے سنن چھ ہیں: ۱۔ سحری کھانا ۲۔ تاخیر سحری ۳۔ جلدی افطار کرنا ۴۔ کھجور سے افطار کرنا ۵۔ پانی سے افطار کرنا ۶۔ افطار کی دعا پڑھنا۔ روزہ کے مستحبات: روزہ کے مستحبات چھ ہیں: ۱۔ سخاوت کرنا ۲۔ قرآن کی تلاوت کرنا ۳۔ اعتکاف کرنا ۴۔ شب قدر کی تلاش کرنا ۵۔ عمرہ کرنا ۶۔ حج کرنا۔ روزہ کے مکروہات: روزہ کے مکروہات چھ ہیں: ۱۔ بلا عذر قضا کرنا ۲۔ بلا عذر افطار کرنا ۳۔ بلا عذر سفر کرنا ۴۔ بلا عذر بیمار ہونا ۵۔ بلا عذر حائضہ ہونا ۶۔ بلا عذر نفاس والی ہونا۔ روزہ کے مفسدات: روزہ کے مفسدات چھ ہیں: ۱۔ کھانا ۲۔ پینا ۳۔ جماع کرنا ۴۔ قے کرنا ۵۔ حیض آنا ۶۔ نفاس آنا۔ روزہ کے مکروہات: روزہ کے مکروہات چھ ہیں: ۱۔ بلا عذر قضا کرنا ۲۔ بلا عذر افطار کرنا ۳۔ بلا عذر سفر کرنا ۴۔ بلا عذر بیمار ہونا ۵۔ بلا عذر حائضہ ہونا ۶۔ بلا عذر نفاس والی ہونا۔

ملک نے روزہ کی تعریف میں امساک کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ ایک مثبت فعل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کا اصل مقصد نفس کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہے۔ اور یہ روکنا ایک مثبت فعل ہے۔ اس لیے ملک نے اس کی تعریف میں امساک کا لفظ استعمال کیا ہے۔ روزہ کی شرائط: روزہ کی شرائط تین ہیں: ۱۔ مسلمان ہونا ۲۔ عاقل ہونا ۳۔ پاک ہونا (حیض و نفاس سے)۔ روزہ کے فرائض: روزہ کے فرائض دو ہیں: ۱۔ نیت ۲۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنا۔ روزہ کے واجبات: روزہ کے واجبات تین ہیں: ۱۔ سحری کھانا ۲۔ تاخیر سحری ۳۔ جلدی افطار کرنا۔ روزہ کے سنن: روزہ کے سنن چھ ہیں: ۱۔ سحری کھانا ۲۔ تاخیر سحری ۳۔ جلدی افطار کرنا ۴۔ کھجور سے افطار کرنا ۵۔ پانی سے افطار کرنا ۶۔ افطار کی دعا پڑھنا۔ روزہ کے مستحبات: روزہ کے مستحبات چھ ہیں: ۱۔ سخاوت کرنا ۲۔ قرآن کی تلاوت کرنا ۳۔ اعتکاف کرنا ۴۔ شب قدر کی تلاش کرنا ۵۔ عمرہ کرنا ۶۔ حج کرنا۔ روزہ کے مکروہات: روزہ کے مکروہات چھ ہیں: ۱۔ بلا عذر قضا کرنا ۲۔ بلا عذر افطار کرنا ۳۔ بلا عذر سفر کرنا ۴۔ بلا عذر بیمار ہونا ۵۔ بلا عذر حائضہ ہونا ۶۔ بلا عذر نفاس والی ہونا۔ روزہ کے مفسدات: روزہ کے مفسدات چھ ہیں: ۱۔ کھانا ۲۔ پینا ۳۔ جماع کرنا ۴۔ قے کرنا ۵۔ حیض آنا ۶۔ نفاس آنا۔ روزہ کے مکروہات: روزہ کے مکروہات چھ ہیں: ۱۔ بلا عذر قضا کرنا ۲۔ بلا عذر افطار کرنا ۳۔ بلا عذر سفر کرنا ۴۔ بلا عذر بیمار ہونا ۵۔ بلا عذر حائضہ ہونا ۶۔ بلا عذر نفاس والی ہونا۔

وقد قيل في الحواشي ان قوله تعالى ولنوفينهم نذورهم عدة حق منه المعصية وهو النذر بالمعصية والطهارة وعبادة المريض وصوة الجنازة فلا يكون قطعيا فيكون واجبا الاول منذور اذا كان من العبادات المقصودة كالصلوة والصوم والحج ونحو ذلك فلزومه ثابت بالاجماع فيكون قطعي الثبوت وان كان منذورا بالاجماع عينيا وهو اعم المخصوص البعض فينبغي ان يكون فرضا وكذا صوم الكفارة لان ثبوته بقطعي مؤيد بالاجماع فقول صاحب الهداية ان المنذور واجب ليس المراد بالواجب المفروض.

ترجمہ: اور حاشیہ کے حاشیہ میں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ولنوفینھم نذورھم عدۃ حق منہ المعصیۃ اور باطل نذر معصیت اور طہارت اور نماز جنازہ اور عبادت مریض اور صوۃ جنازہ ہے پس یہ قطعی نہ ہوگا پس واجب ہوگا اول منذور ہے جب کہ وہ عبادات مقصودہ میں سے ہو جیسے نماز، روزہ اور حج اور جو ان کے مانند ہو تو اس کا لزوم اجماع سے ثابت ہے پس قطعی الثبوت ہوگا اگرچہ اجماع کی وجہ سے عینی ہے اور وہ عام ہے مخصوص البعض ہے تو ضروری ہے کہ فرض ہو اسی طرح کفارہ کا روزہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قطعی ثابت ہے کہ اجماع کی تائید کی ہوئی ہے پس صاحب ہدایہ کا یہ کہنا کہ منذور واجب ہے لیکن یہ کہ اصول میں واجب سے مفروض مراد ہے؟

محل تشکیک: (۱) یہ کہ مذکورہ کے معاملہ میں واجب کو فرض کا قرینہ میں کب مقرر کیا جائے یا فرض کا واجب پر حمل کرنے کا کیا ضابطہ ہے؟ (۲) یہ کہ اگر منذور واجب ہوتا ہے اور کفارہ کا روزہ بھی واجب ہے تو کفارہ کا روزہ بھی ثابت ہوا پھر اس کو فرض کیوں نہیں کہا گیا؟

حل تشکیک: قولہ: یہ کہ مذکورہ کے معاملہ میں واجب کو فرض کا قرینہ میں کب مقرر کیا جائے یا فرض کا واجب پر حمل کرنے کا کیا ضابطہ ہے؟ الخ: اس کا جواب یہ ہے کہ واجب کو فرض کا قرینہ میں مقرر کیا جائے گا جب کہ وہ عبادات مقصودہ میں سے ہو جیسے نماز، روزہ اور حج اور جو ان کے مانند ہو تو اس کا لزوم اجماع سے ثابت ہے پس قطعی الثبوت ہوگا اگرچہ اجماع کی وجہ سے عینی ہے اور وہ عام ہے مخصوص البعض ہے تو ضروری ہے کہ فرض ہو اسی طرح کفارہ کا روزہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قطعی ثابت ہے کہ اجماع کی تائید کی ہوئی ہے پس صاحب ہدایہ کا یہ کہنا کہ منذور واجب ہے لیکن یہ کہ اصول میں واجب سے مفروض مراد ہے الخ

قولہ: اگر منذور واجب ہوتا ہے اور کفارہ کا روزہ بھی واجب ہے تو کفارہ کا روزہ بھی ثابت ہوا پھر اس کو فرض کیوں نہیں کہا گیا؟ الخ: اس کا جواب یہ ہے کہ واجب کو فرض کا قرینہ میں مقرر کیا جائے گا جب کہ وہ عبادات مقصودہ میں سے ہو جیسے نماز، روزہ اور حج اور جو ان کے مانند ہو تو اس کا لزوم اجماع سے ثابت ہے پس قطعی الثبوت ہوگا اگرچہ اجماع کی وجہ سے عینی ہے اور وہ عام ہے مخصوص البعض ہے تو ضروری ہے کہ فرض ہو اسی طرح کفارہ کا روزہ ہے کیونکہ اس کا ثبوت قطعی ثابت ہے کہ اجماع کی تائید کی ہوئی ہے پس صاحب ہدایہ کا یہ کہنا کہ منذور واجب ہے لیکن یہ کہ اصول میں واجب سے مفروض مراد ہے الخ

کذا اول فی اکثر النسخ ام کتاب الصوم الصوم فی اللغۃ مطلق الامساک وشرعا امساک مخصوص فی وقت مخصوص بشرائط مخصوصۃ وھو رکن من ارکان الاسلام وفرض بالکتاب والسنۃ والاجماع قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام الآیۃ وقال علیہ السلام بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وصوم رمضان والحج وقال علیہ السلام من افطر یوما من رمضان من غیر رخصۃ رخص اللہ لہ فیھا لم یقض عنہ صوم الدھر وان صامہ وقال علیہ السلام من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ وشرابہ وقال علیہ السلام الصوم جنۃ ما لم یخرقھا وقال علیہ السلام الصوم نصف الصبر وقال علیہ السلام الصوم لی وانا اجزی بہ وقال علیہ السلام الصوم جنۃ من النار کجنۃ احدکم من القتال وقال علیہ السلام الصوم والقرآن یشفعان للعبد یوم القیامۃ یقول الصوم ای رب منعتہ الطعام والشھوات بالنھار فشفعنی فیہ ویقول القرآن منعتہ النوم باللیل فشفعنی فیہ فیشفعان وقال علیہ السلام ان فی الجنۃ بابا یقال لہ الریان لا یدخلہ الا الصائمون یوم القیامۃ فاذا دخل اٰخرھم اغلق فلم یدخلہ احد وقال علیہ السلام ان فی الجنۃ غرفا یری ظاھرھا من باطنھا وباطنھا من ظاھرھا اعدھا اللہ لمن اطعم الطعام وادام الصیام وصلی باللیل والناس نیام وقال علیہ السلام ان للصائم عند فطرہ دعوۃ ما ترد وقال علیہ السلام ان للصائم فرحتین فرحۃ عند فطرہ وفرحۃ عند لقاء ربہ وقال علیہ السلام ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ما ترد

وبنية مطلقة او بنية نفل واداء رمضان بنيته واجب اخر لا فی مرض
او سفر بل سماوی والنذر نعماين عن واجب حرنوا وای اداء رمضان
يصح بنية واجب اخر لا فی المرض او تسفر فی نه يقع عن ذلك واجب
واذا نذر صوم يوم معين فنوى فی ذلك اليوم واجب اخر يقع عن ذلك
الواجب سواء كان مسافرا او مقيما صحيحا او مريضا وعبارة المتن فقط
ويصح اداء رمضان بنية قبل نصف النهار اثر عن وبنية نفل وبنية
مطلقة بنية واجب اخر لا فی سفر او مرض۔

ترجمہ: اور مطلق نیت سے روزہ کی صحت سے ماخوذ ہے کہ رات سے روزہ کی نیت کرنا دوسرے واجب کی نیت سے ادا رمضان کا روزہ صحیح ہوگا اگرچہ وہ بیماری یا سفر میں مبتلا ہو کیونکہ اس کا دن روزہ ہوگا اور نذر معین کا روزہ دوسرے واجب کی نیت سے صحیح ہوگا ہے مرض یا سفر کی حالت میں کیونکہ اس دن روزہ واقع ہوگا جس میں اس نے کسی واجب کی نیت کی تھی اور رمضان کا روزہ مطلق نیت سے صحیح ہوگا خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم، صحت مند ہو یا مریض ہو اور عبارۃ المتن کا ترجمہ یہ ہے: اور رمضان ادا کی نیت زوال سے پہلے اور نفل کی نیت سے صحیح ہوتا ہے اور مطلق نیت سے اور دوسرے واجب کی نیت سے بھی صحیح ہوتا ہے مگر سفر یا مرض میں۔

حل اللغات: (قبل نصف النہار) اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نصف النہار شرعی سے پہلے نیت کرے اس لئے کہ زوال کے بعد کا حکم کچھ اور ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ نیت ہونی چاہئے اور مسلمہ رات کو اور بعد کو اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جس نے فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہے اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ جس نے رات سے روزہ کی نیت نہیں کی اس کا روزہ نہیں ہے اور یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ رمضان کا روزہ فرض ہونے سے پہلے واجب ہو اور فرض تمام ہونے سے پہلے واجب ہو۔

(نفل) قولہ نفل نصف النہار اس سے مراد یہ ہے کہ نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی ہے۔ اب ان دونوں قیدوں کا مطلب یہ ہوا کہ اس حکم کو صرف اسی کے ساتھ مخصوص کرنا جو فرض میں مبتلا ہے اور اصل نصف النہار شرعی ہے۔

(بنية مطلقة) قولہ مطلق نیت سے مراد یہ ہے کہ نصف النہار شرعی سے پہلے رات کو کسی وقت بھی نیت کرے خواہ صادق سے تھوڑی دیر پہلے ہی کیوں نہ ہو تو اس پر یہ اعتراض کرنا کہ اس صورت میں تو اول نفل واقع ہوگا پھر فرض تو یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا اکثر حصہ صحت کے ساتھ ہوا ہے۔

(واجب اخر) قولہ واجب اخر مطلق ہے یعنی اور رمضان کا روزہ مطلق نیت سے صحیح ہوتا ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور یہ وہی مسئلہ ہے جو پہلے گزرا کہ میرے ذمہ کی قضا کی نیت کرلی۔ اور کفارہ کی نیت کرلی تو کفارہ واجب ہوگا اسی طرح یہاں بھی سمجھ لیں کہ رمضان کا روزہ ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان کا روزہ مطلق نیت کی وجہ سے ہی فرض ہے اس لئے یہاں اداء کی نیت کرنا یہ بیکار ہے اس کی تعیین بیکار ہے۔ مطلق نیت سے ہی صحیح ہوگا اور اگر یہاں پر واجب کی نیت کی جو یہاں پر فرض ہے تو ہوگا تو رمضان کا ہی روزہ ہوگا اس لئے کہ فرض کے ساتھ دوسرے فرض کی نیت کرنا یہ بیکار ہے اس لئے یہاں پر یہ اعتراض نہیں ہوگا کہ اس وقت تو رمضان کا روزہ ہوگا اور بعد میں اس کا روزہ نہیں ہوگا اس لئے کہ رمضان کا روزہ اس کے ذمہ فرض ہے اس مقام پر یہ بات ضرور ذہن میں رہنی چاہئے۔ طول کلت کی ہے۔ (الی صاحبہ دیوبند)

وكذا النفل والنذر المعين إذا أخبر أن حكم النفل والنذر المعين حكم رمضان لأن الأخير وصف لازم وصف سنته وبدعته مطلقة

فصل النزول لا يعدم وشرط القضاء والكفارة والنذر المطلق التبييت والمعين لمراد التبييت أن يبقى من الليل

ترجمہ: اسی طرح نفل اور نذر معین اگر راوی خبر دے کہ ان میں نفل اور نذر مطلق کا حکم ہے تو یہ رمضان کا حکم ہے کیونکہ اخیر وصف لازم ہے اور صحیح ہے مطلق کا وصف کی سنت سے اور مطلق کی بدعت سے زوال سے قبل کے کل اور زوال کے بعد کے کل اور نذر مطلق کے دن کے رات سے اور وہ نذر معین کہ جو نیت سے متعین ہو رہا ہے

حل لغات: ربیبہ کہ شتہ یا نہ سال کی بیٹی، گھر بسنے کی جس سے ہو، اکثر بہ کر احتیاج کی بنا پر بیٹی کی بیٹی کے بعد ہو، کاروبار جس کو کہا جائے، سزاوار ہونے کے وجوب کا ایسے سبب سے کہ کوئی حق ثابت ہو جائے، ادائے کامل، وہ ادا جو وقت کے مقدار کے مطابق ہو، قضا، وہ ادا جو وقت کے مقدار سے کم ہو، فاسد، جس میں کوئی رکن فوت ہو، باطل، جس میں کوئی شرط فوت ہو، مکروہ، جس میں کراہت ہو، ساقط، جو ذمہ سے اتر جائے، مستحب، جس کے کرنے والے کو ثواب ہو اور نہ کرنے والے کو عذاب نہ ہو، مباح، جس کے کرنے والے کو ثواب نہ ہو اور نہ کرنے والے کو عذاب نہ ہو، حرام، جس کے کرنے والے کو عذاب ہو، مکروہ تحریمی، جس کے کرنے والے کو عذاب ہو مگر کم، مکروہ تنزیہی، جس کے کرنے والے کو عذاب ہو مگر کم، مطلق، جو کسی وصف سے مقید نہ ہو، مقید، جو کسی وصف سے مقید ہو، معین، جو کسی وقت سے مقید ہو، مشروط، جس کے لئے کوئی شرط ہو، مشروط، جس کے لئے کوئی شرط نہ

وان عم بيله اشتك ليه الشهرين من شعبان للانضمام الا نفلا ووصفه
لواجب اخر كرمضان ويقع عنه في الاصح اي يقع عن الواجب الاخر في الاصح وقيل
يقع تطوعا لان غير ما منوى عنه فلا يتأدى به الواجب ان لم يظهر رمضانيته
والا فعنه اي عن رمضان فان صوم رمضان ينادي بنية واجب اخر
والنفل فيه اي في يوم الشك احب اجماعا ان وفق صوما يعتاده والا
ليصوم الخواص كالسفتي والقاضي.

ترجمہ: اور اگر شک کی رات سے کو دو مہینے شعبان کے پورے روزے کو بادل کی وجہ سے ہلال رمضان مخفی رہا تو سوائے نفل کے اور کوئی روزہ رکھے۔ اور اگر اس نے واجب آخر کا روزہ رکھا جو اس پر تھا جیسے کفارہ یا نذر تو صحیح ہوگا اور صحیح یہ کہ واجب آخر ہی واقع ہوگا۔ اور کہا گیا کہ نفل ہو جائے گا غیر معین ہونے کی وجہ سے پس اس سے واجب ادا نہ ہوگا مگر جب اس وقت کہ ظاہر ہو جائے کہ یہ رمضان کا دن تھا ورنہ تو رمضان کی طرف سے ہوگا کیونکہ رمضان کا روزہ ادا کرنے کی نیت سے ادا ہوتا ہے اور یہ روزہ اس کے نفل ہونے کی نیت کرنے کے موافق ہو جاتا ہے مستحب ہے اور یہ خاص لوگ روزہ رکھیں جیسے مفتی اور قاضی۔

اصل اشکال (الفقہ) مگر یہ ہے کہ اس میں نفل کی سب خصوصیات ہوں گی اور نصف یعنی رمضان سے بیت کرنا اس نے شروع کر دیا جو نصف نہیں ہے علاوہ ازیں اس کی تائید کرتا ہے کہ جو ظاہر یا بھرے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں اور اس کو نفل نہیں ہو سکتا جیسا کہ

حاشیہ: مبدا فیاض فرماتے ہیں کہ اگر شعبان کے انتیس دن پورے ہو جائیں اور ہلال رمضان نہ دیکھا جائے یا ابر کی وجہ سے نظر نہ آئے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ دیکھا جائے گا۔ اور اگر رمضان کی تیسویں رات کو بادل کی وجہ سے اس دن کا چاند نظر نہ آئے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اور اگر اس دن کا روزہ رکھا جائ

يفطر بعد الزوال ولا صوم لو نوى ان كان الغد من رمضان فانا صائم عنه وإلا فلا ولو نوى ان كان الغد من رمضان فانا أصوم عنه والا فعن واجب آخر وإلا فعن نفل اى لو نوى ان كان الغد من رمضان فانا صائم عنه ولا فعن نفل وان ظهر رمضانيته كان عنه لوجود مطلق النية والا فنفل فيهما اى فيما قال والا فعن واجب آخر وفيما قال والا فعن نفل.

ترجمہ:۔ اور جو شخص کہ نہ روزہ رکھے دوپہر زوال کے بعد افطار کرے اور اگر اس طرح نیت کی کہ اگر کل رمضان ہے تو میں روزہ سے ہوں ورنہ نہیں تو روزہ نہ ہوگا اور اگر اس طرح نیت کی کہ اگر کل رمضان ہے تو میں روزہ سے ہوں ورنہ دوسرے واجب کا روزہ رکھتا ہوں تو یہ مکروہ ہے پس اگر احتمال ظاہر ہوئی تو رمضان سے ہوگا مطلق نیت کے موجود ہونے کے سبب سے۔ ورنہ دونوں صورتوں میں نفل ہوگا اس پر کہ جو آئندہ ہوا اور جو کہا کہ ورنہ نفل ہوگا۔

اصل اشکال یہ تھا کہ نفل روزہ میں نیت ظہر کے بعد کرنا درست ہے مگر ظہر کے بعد نیت کی تھی اس سے روزہ نفل نہ ہوگا بلکہ واجب ہوگا۔ اس کا جواب یہ دیا کہ اس نے یہ نیت کی تھی کہ رمضان کا روزہ ہو جائے گا ورنہ کسی اور واجب کا روزہ ہو جائے گا۔ اگر معلوم ہو گیا کہ رمضان کا دن ہے تو وہ رمضان کا روزہ ہو گا ورنہ جو کہا اس کے مطابق کسی اور واجب کا روزہ ہو جائے گا۔ اس سے نفل نہ ہوا۔

اصل تو یہ دن ہے کہ نفل روزہ میں کوئی شخص ظہر کے بعد نیت کرے تو نفل روزہ ہو جاتا ہے اور اس کا اتفاق ہے یہی یوم الشک میں ہوا۔ اگر کسی نے یہ نیت کی کہ اگر آج رمضان ہے تو میں روزہ سے ہوں ورنہ نفل روزہ سے ہوں تو یہ نیت کرنا مکروہ ہے اور اگر کسی نے یہ نیت کی کہ اگر آج رمضان ہے تو میں روزہ سے ہوں ورنہ کسی اور واجب کا روزہ ہے تو یہ نیت کرنا حرام ہے اور

لما ان الصورة الاولى فلان متردد في واجب آخر فلا يقع عنه فبقي معلق النية فيقع عن النفل وفي الثانية لوجود مطلق النية يقع ومن رأى هلال صوم او فطر وحده يصوم وان رد قوله وان افطر قضى ذكر القضاء فقط ليبان انه لا كفارة عليه خلافا للشافعي وقيل بلا دعوى و لفظ اشهد للصوم مع غيم خبر فرد بشرط نه عدل ولو قنا او امرأة او محدودا في قذف تائبا وشرط بقطر رجلان او رجل وامرأتان.

ترجمہ: یہ پہلی صورت میں کہا ہے اور اس آخر میں مردود ہے ... سے ہے سو قول اب معلق سب باقی رہی نفل سے نفل واقع ہو گا اور دوسری صورت میں کیونکہ مطلق نیت پائی گئی سب سے نفل واقع ہو گا اور جس نے چاند دیکھا صوم یا فطر کا اکیلا ہو تو روزہ رکھے اگرچہ اس کا قول رد کر دیا جائے اور اگر افطار کیا تو قضا کرے صرف قضا کا ذکر کیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس پر کفارہ نہیں ہے برخلاف شافعی کے اور بغیر دعوے کے اور لفظ اشہد روزہ کے ساتھ ابر کی صورت میں خبر ہے پس رد کیا جائے گا مگر ساتھ شرط کے کہ وہ عادل ہو اگرچہ غلام ہو یا عورت ہو یا حد قذف میں توبہ کرنے والا ہو اور شرط ہے ساتھ چاند کے کہ دو مرد عادل ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔

علی اشکالات: ... مطلقہ کہ طلاق تو جب لازم ہوتا ہے جب عدت گزر جائے اور عدت گزر گئی مطلق طور پر روزہ صحیح ہو گا۔

تیسرے صورت کہ ... اگر کسی نے اس طرح سے کہا کہ آج جو مطلق ہو تو میرا اس کا روزہ ... کیوں کہ واجب نفل یا نفل روزہ رکھ لیا ہو تو ... کر دیا اور پھر کر دیا ... کے درمیان تردد ہو گیا۔

تیسرے تو زمان ظرف ... مطلق واجب ... مطلق اور نفل دونوں ... کر دیا ... اور پھر ظاہر ہوا کہ رمضان کا ... روزہ ... کہ ... کے مطلق نیت ... موجود ہے ... کے ساتھ ہو گیا ... واجب آخر ... کے ساتھ ... کے ساتھ ... گیا۔

واجب ... صورت ... ولی ... صورت ... اثر ... سب ظاہر ... سوئی تو خواہ اس نے ... واجب ... کی نیت کی ہو یا نفل نیت کی ہو ... صورت ... نفل ہو گا ... اگر کسی نے ... نفل اس پر ... ہو گا اور ... روزہ کی سب ... ہو گئی ... پائی ... مترادف ... ہو ... اب مطلق ... ہو گا ... اور ... ظاہر ہے کہ نفل سب سے نفل روزہ کو ہو جاتا ہے لیکن واجب روزہ ادا نہیں ہوا ... نفل کی سنت کرنے سے بھی نفل ہو جاتا ہے تو کیوں نہ ... نفل ... ہو ... مطلق ... ہو ... اور ... پائی ... مطلق ... ہو ... نفل ... ہو ... اور ... ہو ... ہو ... کیونکہ ... نفل ... ہو ... ہو ... ہو

ولفظة الشهادة لا تدخل ولا علة لشرط جمع شاهد بين يديه لتعظيم جمع
يطلع جمعهم ويحكم العقل بعدم تواطئهم على الكذب وبعد صوم
ثلثين بقول عدلين على الفطر بقول عدل لانه اقيم واحد عدل مقام
رمضان وفي السماء علة صاموا ثلثين يوما لا يعمل الفطر الا بثبت
بقول واحد خلافا لهما

ترجمہ: اور لفظ شہادت شرط نہیں ہے کہ گواہوں پر حاکم تعظیم کے لئے جمع کو
گواہی لانے کا حکم دے جس سے علم حاصل ہو جائے، عقل اس کے جھوٹ پر متفق ہونے کا حکم کرتی ہے
اور تیس روزے رکھنے کے بعد دو عادل گواہوں کے قول پر عید الفطر ہوگی، ایک عادل کے قول پر نہیں
کیونکہ ایک عادل کو دو عادلوں کے قائم مقام کیا گیا ہے اور اگر ابر یا غبار ہو تو ایک شخص کی
گواہی پر عید نہیں ہوگی، صاحبین کا یہی قول ہے

حل لغات: تعظیم کے معنی بڑا سمجھنا ہے، یہاں مراد یہ ہے کہ گواہوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ
حاکم کو اس پر اطمینان ہو جائے کہ اتنے لوگ جھوٹ پر متفق نہیں ہو سکتے

تشریح: عید الفطر کا چاند دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور
دو عادل عورتیں گواہی دیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، اس کے بعد حاکم کے لئے ضروری ہے کہ
وہ گواہوں کو بلائے اور ان سے گواہی لے، اگر گواہ ایک یا دو ہوں تو حاکم کو چاہئے کہ
اور گواہوں کو بلائے تاکہ گواہوں کی تعداد اتنی ہو جائے کہ حاکم کو یقین ہو جائے کہ اتنے
لوگ جھوٹ پر متفق نہیں ہو سکتے، اور یہ تعداد ہر شخص کے حالات کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے

اگر رمضان کا چاند ابر یا غبار کی وجہ سے نظر نہ آئے تو تیس روزے پورے کرنے کے بعد
ایک عادل مرد یا دو عادل عورتوں کی گواہی پر عید کی نماز پڑھی جائے گی، امام ابو حنیفہ کا
یہی قول ہے، صاحبین فرماتے ہیں کہ ایک عادل کی گواہی پر عید نہیں ہوگی، امام شافعی
اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے، امام احمد بن حنبل کا ایک قول یہ ہے کہ ایک عادل کی
گواہی پر عید ہو جائے گی، ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی،
ان کا تیسرا قول یہ ہے کہ دو عادلوں کی گواہی پر عید نہیں ہوگی، ان کا چوتھا قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پانچواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چھٹا قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا ساتواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا آٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا نواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا دسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا گیارہواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا بارہواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا تیرہواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چودہواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پندرہواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا سولہواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا سترہواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اٹھارہواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا انیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا بیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اکیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا بائیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا تیئیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چوبیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پچیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چھبیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا ستائیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اٹھائیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا انتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا تیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اکتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا بتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا تینتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چونتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پینتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چھتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا سینتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اڑتیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا انتالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اکتالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا بیالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا تینتالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چوالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پینتالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چھیالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا سینتالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اڑتالیسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا انچاسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پچاسواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اکاونواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا باونواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا ترپنواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چونواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پچپنواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چھپنواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا ستاونواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اٹھاونواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا انسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا ساٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اکسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا باسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا تریسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چونسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پینسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چھیاسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا سینسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اڑسٹھواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا انہترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا ستترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اکہترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا بہترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا تہترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چوہترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پچہترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چھہترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا ستترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اٹھترواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا انہاسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اکاسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا بیاسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا تراسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چوراسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا پچاسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا چھیاسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا ستاسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا اٹھاسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو دو عادلوں کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا نواسیواں قول یہ ہے
کہ اگر ابر یا غبار ہو تو ایک عادل کی گواہی پر عید ہوگی، ورنہ نہیں، ان کا نوے

فإن انقضت ثبتت بتبعيته نصوصكم من غير شبت قصداً ولا يثبت قصداً والاشيء كالنظر إلى الأحكام المذكورة.

ترجمہ: ... پس اگر وہ ختم ہو گئی تو یہ اس کے تابع ہونے کی وجہ سے ثابت ہو گی جیسا کہ تمہاری نصوص میں ہے بغیر اس کے کہ قصداً ثابت ہو اور نہ ہی قصداً ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے ان احکام کی طرح جو ذکر کیے گئے۔

عن الشہوات ... وغیرہ کو گنوا دیتا ہے اور یہ چیزیں روزہ کے منافی ہیں لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ یہ بھی اس کے منافی ہے اور اس سے روزہ حاصل ہو جاتا ہے اور یہ بات معمولی تصور کی جاتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کوئی حرام ... جو وہاں کا ہے اور اس کا حکم معلوم ہو گیا۔

کتاب الصوم ... اور اس میں روزہ کے ارکان کے بیان کرنے سے فارغ ہوئے ... اور اس کے بعد ... اور اس کے بعد ... اور اس کے بعد

باب موجب الافساد

بفتح الجيم ما يوجبه لافساد كالقضاء والكفارة من جامع او جومع في احد السبيلين او اكل او شرب عمدا وهو ذاكر لصومه مختار غير مكره فظن انه ليل او ان الشمس قد غربت فافطر ما اكل عمدا قضى وكفر كالمظاهر اى كفارة الظهار وهو اى المكفر يأثم ويصوم رمضان لا غير اى يأثم اداء صوم رمضان عمدا.

ترجمہ: یہ باب روزہ کو توڑنے والی چیزوں کے بیان میں ہے جو قضا اور کفارہ کو واجب کرتا ہے جیسے صحبت کرنا یا دخول کرنا دونوں میں سے کسی ایک کا آگے کے دونوں راستوں میں سے کسی ایک میں یا کھانا یا پینا جان بوجھ کر یا بھولنے والا ہو یا مجبور کیا گیا ہو یا روزہ کا یاد نہ ہو یا اس نے گمان کیا کہ رات ہو گئی ہے یا سورج غروب ہو گیا ہے پس اس نے روزہ توڑ دیا جان بوجھ کر کھا لیا تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہے جیسے ظہار کرنے والے کی طرح ہے اس کا کفارہ مثل کفارہ ظہار کے ہے اور کفارہ دینے والا گناہ گار ہوتا ہے اور رمضان کا روزہ ضائع کرنے والا صرف گناہ گار ہوتا ہے رمضان کا روزہ عمداً ضائع کرنے والا۔

حل اللغات: ماء کو اس جامع کہا جاتا ہے جو عضو مخصوص کو عضو مخصوص میں داخل کرے یا دخول کی مقدار کے برابر کسی اور جگہ میں داخل کرے اور جومع کہا جاتا ہے جو عضو مخصوص میں داخل ہو جائے اگرچہ انزال نہ ہو اور اکل کہا جاتا ہے کسی چیز کو منہ کے راستے سے پیٹ میں پہنچانا اور شرب کہا جاتا ہے کسی مائع چیز کو منہ کے راستے سے پیٹ میں پہنچانا اور ذاکر کہا جاتا ہے یاد رکھنے والے کو اور مختار کہا جاتا ہے اختیار رکھنے والے کو اور مکرہ کہا جاتا ہے مجبور کیے گئے کو اور ظن کہا جاتا ہے یقین کے درجہ سے کم درجہ کے علم کو اور افطر کہا جاتا ہے روزہ توڑنے کو اور ما اکل کہا جاتا ہے نہیں کھایا اور قضی کہا جاتا ہے ادا کرنے کو اور کفر کہا جاتا ہے کفارہ ادا کرنے کو اور یأثم کہا جاتا ہے گناہ گار ہوتا ہے اور صوم کہا جاتا ہے روزہ کو اور رمضان کہا جاتا ہے رمضان کے مہینہ کو اور عمداً کہا جاتا ہے جان بوجھ کر۔

شرح: مصنف رحمہ اللہ نے اس باب میں روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان کیا ہے اور ان کے احکام بیان کیے ہیں اور ان کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے ان چیزوں کا بیان کیا ہے جو قضا اور کفارہ دونوں کو واجب کرتی ہیں پھر ان چیزوں کا بیان کیا ہے جو صرف قضا کو واجب کرتی ہیں پھر ان چیزوں کا بیان کیا ہے جو نہ قضا کو واجب کرتی ہیں نہ کفارہ کو واجب کرتی ہیں۔

پہلی قسم کی مثال جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ کوئی شخص روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر اپنی بیوی سے صحبت کرے یا کوئی اور چیز کھا لے یا پی لے اور وہ روزہ کو یاد رکھنے والا ہو اور مجبور نہ کیا گیا ہو اور روزہ کا یاد نہ ہو اور اس نے گمان نہ کیا ہو کہ رات ہو گئی ہے یا سورج غروب ہو گیا ہے پس اس نے جان بوجھ کر کھا لیا تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہے اور کفارہ ظہار کے کفارہ کی طرح ہے اور کفارہ دینے والا گناہ گار ہوتا ہے اور رمضان کا روزہ ضائع کرنے والا صرف گناہ گار ہوتا ہے رمضان کا روزہ عمداً ضائع کرنے والا۔

دوسری قسم کی مثال جیسا کہ مصنف نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ کوئی شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا لے یا پی لے اور وہ روزہ کو یاد رکھنے والا ہو اور مجبور نہ کیا گیا ہو اور روزہ کا یاد نہ ہو اور اس نے گمان نہ کیا ہو کہ رات ہو گئی ہے یا سورج غروب ہو گیا ہے پس اس نے بھول کر کھا لیا تو اس پر قضا لازم ہے اور کفارہ لازم نہیں ہے

وان افطر خطأ وهو ان يكون ذكر انه صوم قاضٍ من غير قصد كما اذا مضمض فدخل الماء حلقه ومكره واعتق او استقاء اي صبّ نفسه في الاناء

فوصل الى قصبة الانف او افطر اذنه او دوى جائفة او آمّة فوصل الى جوفه او دماغه جائفة اجراحة التي بلغت الجوف والآمّة الشجة التي بلغت ام الدماغ او ابتلع حصاة او استقاء من قيء او تحرّد فحرّك بطنه ليلا وهو نوم او اكل ناسيا وظن انه افطره فاكل عمدا.

ترجمہ: اور اگر روزہ سے افطار کیا، جس کی صورت یہ ہے کہ روزہ دار نے کوئی ایسی چیز کھا لی جو عادتاً کھائی نہیں جاتی، جیسے مٹی، پتھر، لکڑی یا اس کے مانند، یا کوئی ایسی چیز کھا لی جو عادتاً کھائی جاتی ہے، جیسے روٹی، گوشت، پنیر، انڈا، یا کوئی ایسی چیز پی لی جو عادتاً پی جاتی ہے، جیسے پانی، دودھ، شوربا، یا کوئی ایسی چیز سونگھ لی جو عادتاً سونگھی جاتی ہے، جیسے عطر، یا کوئی ایسی چیز کھا لی جو عادتاً کھائی نہیں جاتی، جیسے مٹی، پتھر، لکڑی یا اس کے مانند

او جومعت با شهد که بنوی رمضان کل الصوما ولا فطر او صبح عبرت و لنصوم
فاو قضی فقط وبوا قل او درب او جامع ناسیا فی غیر ذالک لصوم وبام ذهل
او نظر لغیر زوجه فانزل او قبل او لمس او احتجم او عنیه سنی دقا قلیلا او اصبح
جنبا او صبح فی الجلیده دهن او فی ذکره مداوی او دخل حمام او دخان او ذباب
فی حلقه ثم نخعه او النظر والتلیع بقصدان فی الاصح ولو وطی میتة او بهیمة
او فی فرجه وهو انتخبه وبقی وانس.

ترجمہ ۔ [illegible] کہ بنوی رمضان کل الصوما ولا فطر او صبح عبرت و لنصوم
فاو قضی فقط وبوا قل او درب او جامع ناسیا فی غیر ذالک لصوم وبام ذهل
او نظر لغیر زوجه فانزل او قبل او لمس او احتجم او عنیه سنی دقا قلیلا او اصبح
جنبا او صبح فی الجلیده دهن او فی ذکره مداوی او دخل حمام او دخان او ذباب
فی حلقه ثم نخعه او النظر والتلیع بقصدان فی الاصح ولو وطی میتة او بهیمة
او فی فرجه وهو انتخبه وبقی وانس.

[illegible]

[illegible]

لان نقص قصي والاقلا ولو اكل بعض التمر لزمه قيمة قصه فقط
وفي قليل منه الا اذا اخرجه وخلطه بمثله اقل فتقبيه بالاخذ بالبيه
وقد اذا دلوه على ان اكله بيعة فسد الا اذا مضغه فانه يتلاشى في
فيه بالمضغ وفي كثير منه او اعلمه فسد لانه فعل في العالمين وعند
محمد فسد مادة فقيمة لا عود الكتان

ترجمہ: ... اور اگر کسی نے دوسرے کا غلہ یا کھجور غصب کر کے کھا لی تو اس پر اس کی قیمت لازم ہوگی اور اگر کھجور کا کچھ حصہ کھایا ہو تو اس کی قیمت کا کچھ حصہ لازم ہوگا اور اگر کھجور کا بہت سا حصہ کھایا ہو تو اس کی قیمت کا بہت سا حصہ لازم ہوگا اور اگر کھجور کا تھوڑا سا حصہ کھایا ہو تو اس کی قیمت کا تھوڑا سا حصہ لازم ہوگا، مگر اس صورت میں کہ اس نے کھجور کو نکال کر اپنی کھجور کے ساتھ ملا دیا ہو اور ان کو آپس میں ملا دیا ہو، اور اگر کسی نے دوسرے کا بیج کھا لیا تو اس پر اس کی قیمت لازم ہوگی

اذا اعاد الحبلى فاسعت عند ابى يوسف الكثرة اى من الفم وعند محمد

يعتبر الصنع اى الاعادة ففى اعادة الكثير يفسد اتفاقا وفى عود القليل

لا يفسد اتفاقا وفى اعادة القليل لا يفسد عند ابى يوسف خلافا لمحمد

وفى عود الكثير يفسد عند ابى يوسف لا عند محمد وكره الدواء و

مضغ شئ الا طعام الصبى ضرورة والفتة ان علم يأمن لا الكحل وذهن شارب

والسواك ولو عشيا احتراز عن قول الشافعى اذا عنده يكره عشيا لانه يزيل

الخلوف وشرع وان عجز عن الصوم بفطر ويطعم لكل يوم مسكينا كالفطرة

ويفتى ان قدر وحامل او مرضع خافت على نفسها وولدها او مريض خاف

زيادة مرضه واسبار نظروا

ترجمہ: اور حبلی نے روزہ میں قے کی امام ابو یوسف کے نزدیک اگر قے منہ سے بھر ہو کے آئی اور پھر نگل گئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور امام محمد کے نزدیک قے میں اعتبار ہے بھر کہنے کا یعنی اگر قے بھر کے آئی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر بھر کے نہ آئی تو فاسد نہ ہوگا پس امام محمد کے نزدیک قے کا اعادہ کرنا خواہ منہ سے ہو یا پیٹ سے برابر ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اگر منہ سے ہو اور فاسد نہ ہوگا اگر پیٹ سے ہو پس اگر قے کا اعادہ کرنا منہ سے ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اگر پیٹ سے ہو تو فاسد نہ ہوگا اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اگر قے بھر کے آئی ہو خواہ منہ سے ہو یا پیٹ سے اور اگر قے کا اعادہ کرنا کم ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک فاسد نہ ہوگا اگر منہ سے ہو یا پیٹ سے اور امام محمد کے نزدیک فاسد نہ ہوگا اگر بھر کے نہ آئی ہو خواہ منہ سے ہو یا پیٹ سے اور قے کا اعادہ کرنا زیادہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اگر منہ سے ہو اور فاسد نہ ہوگا اگر پیٹ سے ہو اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اگر بھر کے آئی ہو خواہ منہ سے ہو یا پیٹ سے اور اگر بھر کے نہ آئی ہو تو فاسد نہ ہوگا اور قے کا اعادہ کرنا زیادہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک فاسد ہوگا اگر منہ سے ہو اور فاسد نہ ہوگا اگر پیٹ سے ہو اور امام محمد کے نزدیک فاسد ہوگا اگر بھر کے آئی ہو خواہ منہ سے ہو یا پیٹ سے اور اگر بھر کے نہ آئی ہو تو فاسد نہ ہوگا اور دوا کا چکھنا اور کھانا مکروہ ہے مگر بچہ کا کھانا اور مضغ کرنا مکروہ نہیں اور خوف سے تھوک نگلنا مکروہ ہے اور مسواک کرنا مکروہ نہیں اگرچہ شام کے وقت ہو امام شافعی کے قول کے برخلاف جو کہتے ہیں کہ شام کے وقت مسواک کرنا مکروہ ہے کیونکہ مسواک خلوف (منہ کی بدبو) کو زائل کرتی ہے اور روزہ دار کے لیے خلوف مستحب ہے اور اگر روزہ دار روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو روزہ توڑ دے اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے جیسے فطرہ میں ہے اور اگر حاملہ یا مرضعہ اپنے اوپر یا اپنے بچہ کے اوپر روزہ سے ڈرے تو روزہ توڑ دے اور اگر مریض کو روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جانے کا ڈر ہو تو روزہ توڑ دے اور ماہر طبیب سے رجوع کرے

حل اللغات: (مقدمہ ۱۲ منہ) اور حبلی اور مرضعہ کا حکم دوسرے حصہ کا حکم ہے جو معلوم ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کا اس بیماری کے حکم میں ہے جو روزہ کے برابر ہو اس میں زیادہ ہو اور کم ہو اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اگر ان کو روزہ سے تکلیف ہو تو روزہ توڑ دینا جائز ہے بس حاملہ اور مرضعہ کو اس حکم میں داخل کرنا اور ان کا الگ ذکر کرنا اس وجہ سے ہے کہ حاملہ اور مرضعہ کا حکم بیمار کے حکم سے مختلف ہے اور وہ یہ ہے کہ بیمار کو روزہ توڑنے کے بعد قضا کرنا واجب ہے اور حاملہ اور مرضعہ کو قضا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ فدیہ دینا واجب ہے

تنقیح الروایات: (مقدمہ ۱۲ منہ) اور یہ جو کہا گیا ہے کہ اگر قے بھر کے آئی ہو خواہ منہ سے ہو یا پیٹ سے ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا اس کی تقیید ہی کر دیتے ہیں کہ بشرطیکہ اس قے میں منہ بھر یا اس سے زیادہ ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر قے میں صفرا یا سودا خالص ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا خواہ منہ بھر ہو یا کم ہو اور اگر بلغم یا بلغم کے ساتھ صفرا یا سودا ملا ہوا ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا اگر منہ بھر ہو اور اگر منہ بھر نہ ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا خواہ صفرا یا سودا خالص ہو یا بلغم کے ساتھ ملا ہوا ہو

اور اگر قے میں خون ہو تو اگر خون غالب ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا خواہ منہ بھر ہو یا کم ہو اور اگر بلغم غالب ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا خواہ منہ بھر ہو یا کم ہو اور اگر خون اور بلغم برابر ہوں تو اس میں اختلاف واقع ہوا ہے بعض نے کہا ہے کہ اگر خون بلغم پر غالب ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر بلغم خون پر غالب ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر خون اور بلغم برابر ہوں تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اگر بلغم غالب ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر خون اور بلغم برابر ہوں تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر بلغم غالب ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا (باقی حاشیہ آئندہ پر)

وتفسخها بالفديه قبل مجيء الانصار فحتف لعموم قوله اجرت نفسها لرضاع ولا يحل للوالدة ادلا يجب عليها الارضاع اقول لو كان حل لا نظار منه على وجوب الارضاع نعقد الاجارة لو كان قبل رمضان يحل لها الافطار لكن لو لم يكن قبل رمضان بل تو جر نفسها في رمضان.

ترجمہ: ... اور اگر اس نے فدیہ دے کر فسخ کر لیا قبل اس کے کہ انصار آئیں تو عموم قول کی وجہ سے فسخ نہ ہوگا کہ اس نے اپنے آپ کو دودھ پلانے کے لئے اجارہ پر دیا ہے اور ماں کے لئے حلال نہیں کہ وہ روزہ نہ رکھے اور نہ ہی اس پر واجب ہے کہ وہ دودھ پلائے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ حلال ہوتا تو اس سے دودھ پلانے کا وجوب ثابت ہوتا تو ہم اجارہ کو فاسد کہتے اگر رمضان سے پہلے ہوتا لیکن اگر رمضان سے پہلے نہیں ہوا بلکہ رمضان میں ہی اجارہ پر دیا ہے۔

... اور اگر اس نے فدیہ دے کر فسخ کر لیا قبل اس کے کہ انصار آئیں تو عموم قول کی وجہ سے فسخ نہ ہوگا کہ اس نے اپنے آپ کو دودھ پلانے کے لئے اجارہ پر دیا ہے اور ماں کے لئے حلال نہیں کہ وہ روزہ نہ رکھے اور نہ ہی اس پر واجب ہے کہ وہ دودھ پلائے میں کہتا ہوں کہ اگر یہ حلال ہوتا تو اس سے دودھ پلانے کا وجوب ثابت ہوتا تو ہم اجارہ کو فاسد کہتے اگر رمضان سے پہلے ہوتا لیکن اگر رمضان سے پہلے نہیں ہوا بلکہ رمضان میں ہی اجارہ پر دیا ہے۔

يشبع ان لا يحل لها الافطار ولا يجب عليها الاجارة لا ولادت المرضعة
لبيها الا ان الولد فلا يحل لها الافطار الا اذا تعينت فيفسد عجب عليها
الارضاء فيحل لها الافطار وصوم مسافر لا نفل احب ولا قضاء ان مات
في سفره او مرضه اي لا تجب الفدية وان صح اقام فمات قدر على
وليه بقدر وفات عنه ان عاش بعده بقدره والا فبقدره هو اي بقدر
الصحة والاقامة فان لا فاذا فاتت عشرة ايام فاقام بعدد رمضان صام
ثم مات لا صحة بعدد رمضان خمسة ايام ثم مات فعليه فدية خمسة ايام

ترجمہ: ... اور اسی پر ہے کہ اس کے لئے افطار جائز نہیں ہے اور اس پر اجارہ واجب نہیں ہے مگر جب دودھ پلانے والی عورت کے لئے بچے کے علاج کے لئے دودھ پلانے کے علاوہ کوئی اور عورت نہ ملے تو اس کے لئے افطار جائز

وشرعه ولا يصام وبعضه من نفلت وفديه كل صلوة وصوم يوم هو الصحيح وعند البعض فدية صلوات يوم واحد كفدية صوم يوم واحد ويلحق رمضان وقضا رمضان بعضهما آخر منه ثم قضى الأول بلا فدية وعند الشافعي تجب الفدية.

ترجمہ: اور جس کے ذمہ کسی نماز کی قضا ہو جب اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے اس فوت شدہ نماز کو ادا کرے پھر اس نماز کو ادا کرے جو اس وقت پڑھنی ہے اور اگر ایک دن کی نماز قضا ہو گئی ہو تو اس کی قضا پڑھنے کے بعد اس دن کی نماز ادا کر

ولا يصوم ولا يصلي عند وليه ويشرع صوم نفل شرع فيه أداء وقضاء
اي يجب عليه تمامه فان افسد فعليه القضاء لان الاتمام انتهاء
وهي ثمانية ايام بعيد الفطر وعيد الاضحى مع ثلثة ايام بعده ولا يفطر
للاستمرار في رواية اي اذا شرع في صوم التطوع لا يجوز له الافطار بلا عذر
لانه ابطال العمل وفي رواية اخرى يجوز لان القضاء خلفه.

ترجمہ: اور نہیں روزہ رکھتا عورت کا ولی اس کے پاس سے اور شروع کرے نفل روزہ جس میں شروع کیا ہو ادا یا قضا کا یعنی واجب ہے اس پر اس روزہ کا پورا کرنا پس اگر توڑ دیا اس کو تو واجب ہے اس پر قضا کیونکہ پورا کرنا انتہا ہے اور وہ آٹھ دن ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ساتھ تین دن اس کے بعد اور نہیں توڑتا روزہ کو استمرار کے لیے ایک روایت میں یعنی جب شروع کیا نفل روزہ کا تو نہیں جائز ہے اس کو توڑنا بغیر عذر کے کیونکہ یہ باطل کرنا ہے عمل کا اور ایک روایت دوسری میں جائز ہے توڑنا اس کا کیونکہ قضا اس کا خلیفہ ہے۔

قال الشارح: یعنی اگر عورت نے اپنا نفلی روزہ شروع کیا ہو اور شوہر حاضر ہو تو اگر اس کے روزہ رکھنے سے شوہر کو ایذا پہنچتی ہو تو اس کو توڑ دینا جائز ہے اور اگر شوہر غائب ہو تو اس کا حکم نہیں ہے اور اگر شوہر حاضر ہو اور اس کے روزہ رکھنے سے ایذا نہ پہنچتی ہو تو بھی اس کا حکم نہیں ہے اور اگر شوہر حاضر ہو اور اس کے روزہ رکھنے سے ایذا پہنچتی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو توڑ د

ويباح بعذر في هذا الحكم يشمل المقيم والصبي ومسافر نقضه بعد ما بلغ وكافر اسلم وحائض طهرت ومسافر قدم ولا يقضي الأول لان بعضه وان الكافية بعد النية اي اذا احدث هذه الامور في نهار رمضان يجب امساك بقية اليوم احترمت رمضان لكن لا قضاء على الصبي الذي بلغ والكافر الذي اسلم بعضه لعدم اهلية في اول اليوم فلم يجب الاداء فلا يجب القضاء وان كان النهار وان الاسلام قبل نصف النهار فنويا الصوم ثم كلا.

ترجمہ:۔ اور مباح ہے افطار بعذر اس حکم پر جو شامل ہے اور بچہ حکم میں اور مسافر کو توڑنا روزہ کو بعد اس کے کہ نیت کی ہو اور کافر کا اسلام لانا اور حائضہ کی حیض سے پاک ہونا اور مسافر کا گھر آنا اور پہلے دو دنوں کی قضا نہیں ہے اگرچہ ان دونوں کی نیت رکھتے ہوں اس میں کہ یہ امور رمضان کے دن میں پائے جائیں تو اور رمضان کی حرمت کی وجہ سے ان پر واجب ہے امساک کرنا دن کے بقیہ حصہ میں لیکن اس میں کوئی قضا نہیں ہے بچہ پر جو بالغ ہوا اور وہ کافر جو مسلمان ہوا دن کے پہلے حصہ میں اس لئے کہ ان کی اہلیت دن کے شروع میں نہیں ہے پس واجب نہیں ہوا ان پر ادا کرنا پس واجب نہیں ہے قضا کرنا اگرچہ دن کا اکثر حصہ گزر چکا ہو اور اسلام قبل نصف النہار کے ہو اور دونوں نے روزہ کی نیت کی ہو پھر کھا لیا۔

حل اللغات:۔ والفقیہ ہر شخص کو کہتے ہیں جو دوسرے کی بات کو سمجھ لے اور کوئی دوسرا اس کو نہ سمجھ سکے اور یہ لفظ اس کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ لفظ ہر عالم کے لئے عام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فقیہ اس شخص کو کہتے ہیں جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فقیہ اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے علم پر عمل کرے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فقیہ اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے نفس کے عیوب سے واقف ہو اور ہمیشہ اس کی اصلاح میں مشغول رہے۔

مسئلہ قولہ وعزم صوم من الليل۔ یعنی کسی نے رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تو اس کو کافی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کو زبان سے کہنا واجب نہیں ہے اور اگر عقد کی نیت پر مرد اتوقف نہ ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ عبادات بدنیہ کو داخل کرنے سے تمام ہوتے ہیں اور عبادات تخلیہ طور پر کیا۔ الصلوٰۃ میں تکبیر تحریمہ اور الحج میں احرام کہ وہ تمام عبادتوں کا مجموعہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نیت کا واجب ہونا اس لئے ہے کہ روزہ کے لئے کوئی ظاہر علامت نہیں ہے جو اس پر دلالت کرے پس اگر نیت کا واجب نہ ہونا تسلیم کیا جائے تو روزہ کے کئی قسم ہو جائیں گے اور اس سے صوم کا کام خراب ہو جائے گا اس لئے ہم نے کہا کہ نیت واجب ہے۔ صوم کہتے ہیں روزہ کو اور صیام کہتے ہیں روزوں کو اور صوم کہتے ہیں چپ رہنے کو اور صیام کہتے ہیں چپ رہنے والوں کو اور صوم کہتے ہیں گھوڑے کے تھم جانے کو اور صیام کہتے ہیں گھوڑوں کو اور صوم کہتے ہیں کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کو اور صیام کہتے ہیں روزہ داروں کو اور صوم کہتے ہیں دوپہر کے وقت کو اور صیام کہتے ہیں دوپہر کے وقت کے روزوں کو۔

مسئلہ قولہ ولا يقضي الأول۔ اس روایت کے مطابق جو عذر بیان کئے گئے ہیں ان میں روزہ توڑنا جائز ہے لیکن قضا واجب نہیں ہے اور یہ حکم شامل ہے بچہ کو اور کافر کو اور حائضہ کو اور مسافر کو اس لئے کہ ان کو اس وقت روزہ رکھنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس وقت ان کی اہلیت نہیں ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ بچہ جب بالغ ہوا اور کافر جب مسلمان ہوا اور حائضہ جب پاک ہوئی اور مسافر جب گھر آیا اور ان سب نے روزہ کی نیت کی ہو تو ان پر روزہ کا پورا کرنا واجب ہے لیکن اس کی قضا واجب نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین، فتح القدیر)

فائدہ:۔ اور اگر بچہ نے روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے اور اگر کافر نے روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو اس پر قضا واجب نہیں ہے اور اگر حائضہ نے روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے اور اگر مسافر نے روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے۔ (ہدایہ اولین، فتح القدیر)

فائدہ:۔ اور اگر بچہ نے روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے اور اگر کافر نے روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو اس پر قضا واجب نہیں ہے اور اگر حائضہ نے روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے اور اگر مسافر نے روزہ رکھا اور اس کو توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے۔ (ہدایہ اولین، فتح القدیر)

فوق ظفر المقصوص لم يجب الغسل بالاتفاق وفي رمص العين يجب على المذهب وفي شعر الحاجب والعانة وفي صماخ الاذن وفي الصوف المتنجس لا يجب الا بالتدلك

ترجمہ: ... [illegible] اگر ناخن کے اوپر ہو جو کاٹنے کے بعد ہو تو بالاتفاق غسل واجب نہیں ہوتا اور آنکھ کی رمص میں مذہب کے مطابق غسل واجب ہوتا ہے اور بھوں اور زیر ناف بالوں اور کان کے سوراخ میں اور متنجس اون میں غسل واجب نہیں ہوتا مگر ایک طرح کی رگڑ کے ساتھ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علی مقیم صام شهرین منه لکن لو افطر لا کفارة فیهما کما فی قتل الصوم المسافر وسفر المقیم وقضی ایاما اغمی علیه فیها الا یوما حدث فیه او فی لیلته لانه اذا اغمی ایاما لم یوجد منه النیة فیما بعد الیوم الاول والیوم الاول ظاهر انه قد نوی الصوم فیه اقول هذا اذا لم یذکر انه نوی ام لا اما اذا علم انه نوی فلا شك فی الصحة وان علم انه لم ینو فلا شك فی عدم الصحة ولو جن کله لم یقض وان ناق بعضه قضی ما مضی سواء بلغ مجنونا او عاقلا ثم جن فی ظاهر الروایة الجنون اذا استغرق شهر رمضان سقط الصوم وان لم یستغرق لا بل یجب علیه القضاء ولا فرق فی هذا بین ما اذا بلغ مجنونا او بلغ عاقلا ثم جن وعند محمد اذا بلغ مجنونا لا یجب علیه الصوم حتی انه لا یکون مستغرقا۔

ترجمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ حیض نے رمضان کے کسی دن میں صوم کو لیا لیکن اگر افطار کیا تو دونوں صوموں میں کفارہ نہیں ہے جیسے مسافر کے وطن میں اور مقیم کے سفر کے صوم میں اور قضا کرے ایام کی جن میں بے ہوش تھا سوائے اس دن کے اور رات کے جس میں بے ہوش ہوا کیونکہ جب بے ہوش ہوا ان ایام میں سوائے پہلے دن کے نیت نہیں پائی گئی اور پہلے دن کے متعلق تو ظاہر ہے کہ اس نے اس دن روزہ کی نیت کی تھی۔ (شارح فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس وقت ہے کہ جب اسے یاد نہیں ہے کہ اس نے نیت کی تھی یا نہیں لیکن جب معلوم ہو جائے کہ اس نے نیت کی تھی تو تب تو روزہ صحیح ہے اور اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے نیت نہیں کی تھی تو روزہ صحیح نہیں ہے۔ اور اگر پورے رمضان مجنون رہا تو قضا نہیں ہے۔ اور اگر بعض رمضان میں افاقہ ہوا تو ظاہر روایت ہونے دوں کی تفصیل کے چلے کا حکم ہے مجنون بالغ ہو یا بالغ عاقل ہو پھر مجنون ہوا ظاہر الروایۃ کے مطابق۔ جبکہ جنون سب پورے رمضان کو مستغرق ہو تو روزہ ساقط ہو جاتا ہے اور اگر مستغرق نہ ہو تو ساقط نہیں ہوتا بلکہ اس پر قضا واجب ہے اور اس میں فرق نہیں ہے کہ حالت جنون بالغ ہوا ہو یا حالت عقل بالغ ہوا پھر مجنون ہوا اور امام محمد کے نزدیک جب جنون کی حالت میں بالغ ہوا تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور جو کہ جنون پورے رمضان کو مستغرق ہو۔

حل الکلمات:۔ (بلیہ مرگ مفاجات) صفر کے سبب سے روزہ قوۃ جاتا رہنا (جن) دیوانہ ہونا (اغمی) بے ہوش ہونا (ناق) جاتا رہا (قضی) قضا کرے (مستغرق) محیط ہو۔

(ما شیہ) صیام لہ قولہ قضی ایاما الخ۔ یعنی اگر کسی پر متواتر کئی روز تک مسلسل بے ہوشی طاری رہی ہے تو اس دن اور رات کے علاوہ جس میں بے ہوشی طاری ہوئی تھی باقی دنوں کے سوا باقی دنوں کی قضا کرے مثلاً فرض کیا کہ ۱۰ تاریخ کو بے ہوش ہوا، تو اس میں سے صرف ۱۰ تاریخ کی قضا نہیں ہے کیونکہ اس دن کا روزہ صحیح ہے اور باقی دنوں کی قضا کرے چاہے پورے ۔ (باقی حاشیہ پر)

وان الجنون اذا اتصل به قبل لم يجب الصوم لهذا لان الجنون يكون مانعا فيكفي لمنع الجنون الضعيف وهو غير المستغرق واما اذا جن اكثر الليالي وافاق في بعض الليالي فهذا لا يمنع الوجوب لان الجنون المستغرق يكون نادرا والنادر لا يمنع الوجوب كالنوم المستغرق فلا بد ان يكون جنونا قويا وهو ان استغرق الشهر يصوم يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق ويصوم الستة بعده وافطر هذه الايام وقضاها ولا عبرة بان صامها فرضا بالنذر او تطوعا بالنذر وشرع في هذه الايام فلا يلزمه بالشروع لانه معصية ويلزم بالنذر اذ لا معصية في النذر.

ترجمہ:۔ کہ جنون اگر پہلے سے متصل ہو تو وجوب صوم نہیں ہوتا اس لئے کہ جنون مانع ہے پس منع کے لئے ضعیف جنون بھی کافی ہے اور یہ غیر مستغرق ہے لیکن اگر اکثر راتوں میں جنون ہو اور بعض راتوں میں افاقہ ہو تو یہ جنون وجوب صوم سے مانع نہیں ہوتا اس لئے کہ مستغرق جنون کا ہونا نادر ہے اور نادر وجوب صوم سے مانع نہیں ہوتا جیسے نیند مستغرق نادر ہوتی ہے پس ضروری ہے کہ جنون قوی ہو اور قوی جنون یہ ہے کہ پورے مہینہ پر مستغرق ہو پس ایسا شخص عید الفطر اور عید الاضحی اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے اور ان دنوں کے بعد چھ روزے رکھے اور ان ایام کے روزوں کی قضا کرے اور ان ایام کا روزہ رکھنا اس کے لئے حرام ہے خواہ ان ایام کے روزے فرض ہونے کی وجہ سے رکھے یا نذر کی وجہ سے رکھے اور ان ایام میں روزہ رکھنا شروع کر دیا تو بھی ان ایام کے روزے رکھنا لازم نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ معصیت ہے اور نذر کرنے سے لازم ہو جاتا ہے اس لئے کہ نذر میں معصیت نہیں ہوتی

قال رحمہ اللہ (جب مجنون ہونا بلوغ سے متصل ہو) یعنی بالغ ہونے کے بعد فوراً مجنون ہو گیا تو اس پر روزے واجب نہیں ہوں گے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جنون مانع ہے اور مانع کے لئے ادنیٰ درجہ کا ہونا بھی کافی ہے اور یہ غیر مستغرق جنون ہے (اگر اکثر راتوں میں جنون ہو اور بعض راتوں میں افاقہ

واعلم ان الاقسام ستة اما ان الیمین یثبت او ینفی کلیهما او ینفی لم یذر بالنفی الیمین او لم ینفیه او ینفی الیمین بلا نفی النذر او مع نفیه ففی الهدایة جعل الیمین معنی مجازیا والعلاقة بین النذر والیمین ان النذر ایجاب الماء فیدل علی تحریم ضده وتحریم الحلال یمین لقوله تعالی لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الی قوله قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ فان کان الیمین معنی مجازیا یرد علیه انه یلزم الجمع بین الحقیقة والمجاز۔

ترجمہ: اور جان لو کہ قسمیں چھ ہیں (۱) جس میں کسی چیز کی نفی ہو نہ کہ اثبات جیسے کی ہے میں کی ہے کہ میں کی ہے کہ میں کی ہے کہ

فلذا قيل في كتب الاصول النذر يمين معنى مجازيا بل هذا الكلام
نذر بصيغته يمين بموجبه والمراد بالموجب اللازم كما ان المراد بالقربة
شراء بصيغته اعتاق بموجبه فيغفر بيان ان الايمان لو كانت موجبة
لثبت بلا نية كشراء القريب بل هي معنى مجازي فالجواب عن الجمع
بين الحقيقة والمجاز ان الجمع بينهما في الارادة لا يجوز وههنا ليس كذلك
فان النذر لا يثبت بارادته بل بصيغته فان صيغته انشاء النذر فيثبت
النذر سواء اراد او لم يرد ايمان ليس بنذر۔

ترجمہ۔ پس یہ اس اعتراض کے جواب کے بعد کہ نذر اصول کی کتابوں میں یمین ہے اور یہ کلام نذر بصیغتہ یمین بموجبہ ہے اور موجب سے مراد لازم ہے جیسا کہ قربت سے مراد شراء بصیغتہ اعتاق بموجبہ ہے غفر بیان ہے اس کا کہ ایمان اگر موجبہ ہوتیں تو بلا نیت ثابت ہوتیں جیسا کہ شراء القریب بل ہی معنی مجازی ہے پس جواب ہے جمع کا درمیان حقیقت اور مجاز کے کہ جمع درمیان ان دونوں کے ارادہ میں جائز نہیں اور یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ نذر ثابت نہیں ہوتا ارادہ سے بلکہ صیغہ سے پس بیشک صیغہ نذر کا انشاء نذر ہے پس ثابت ہوگا نذر خواہ ارادہ کرے یا نہ کرے پس اگر ارادہ نہ کرے تو یہ یمین نہیں ہوگا۔

قولہ ہذا اقیل الخ۔ وہذا قیل فی کتب الاصول النذر یمین معنی مجازیا بل ہذا الکلام نذر بصیغتہ یمین بموجبہ والمراد بالموجب اللازم کما ان المراد بالقربۃ شراء بصیغتہ اعتاق بموجبہ فیغفر بیان ان الایمان لو کانت موجبۃ لثبت بلا نیۃ کشراء القریب بل ہی معنی مجازی فالجواب عن الجمع بین الحقیقۃ والمجاز ان الجمع بینہما فی الارادۃ لا یجوز وہہنا لیس کذلک فان النذر لا یثبت بارادتہ بل بصیغتہ فان صیغتہ انشاء النذر فیثبت النذر سواء اراد او لم یرد فہو یمین لیس بنذر۔ (حل المشکلات) ... (وہذا قیل الخ) یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ اصول کی کتابوں میں نذر کو یمین مجازی کہا گیا ہے حالانکہ یہ کلام نذر بصیغتہ یمین بموجبہ ہے اور موجب سے مراد لازم ہے جیسا کہ قربت سے مراد شراء بصیغتہ اعتاق بموجبہ ہے تو یہ بیان ہے اس کا کہ ایمان اگر موجبہ ہوتیں تو بلا نیت ثابت ہوتیں جیسا کہ شراء القریب بل ہی معنی مجازی ہے پس جواب ہے جمع کا درمیان حقیقت اور مجاز کے کہ جمع درمیان ان دونوں کے ارادہ میں جائز نہیں اور یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ نذر ثابت نہیں ہوتا ارادہ سے بلکہ صیغہ سے پس بیشک صیغہ نذر کا انشاء نذر ہے پس ثابت ہوگا نذر خواہ ارادہ کرے یا نہ کرے پس اگر ارادہ نہ کرے تو یہ یمین نہیں ہوگا۔

(حاشیہ ... ہذا قیل الخ) یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ اصول کی کتابوں میں نذر کو یمین مجازی کہا گیا ہے حالانکہ یہ کلام نذر بصیغتہ یمین بموجبہ ہے اور موجب سے مراد لازم ہے جیسا کہ قربت سے مراد شراء بصیغتہ اعتاق بموجبہ ہے تو یہ بیان ہے اس کا کہ ایمان اگر موجبہ ہوتیں تو بلا نیت ثابت ہوتیں جیسا کہ شراء القریب بل ہی معنی مجازی ہے پس جواب ہے جمع کا درمیان حقیقت اور مجاز کے کہ جمع درمیان ان دونوں کے ارادہ میں جائز نہیں اور یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ نذر ثابت نہیں ہوتا ارادہ سے بلکہ صیغہ سے پس بیشک صیغہ نذر کا انشاء نذر ہے پس ثابت ہوگا نذر خواہ ارادہ کرے یا نہ کرے پس اگر ارادہ نہ کرے تو یہ یمین نہیں ہوگا۔

اما اذا نوی انه لیس بنذر یصدق فیما بینه وبین الله تعالیٰ فان هذا امر لا مدخل فیه للقضاء القاضی والمفتی المجازی یثبت بارادته فلا جمع بینهما فی الارادة وتفرق صوم الستة فی شوال ابعد عن الکراهة والتشبه بالنصاریٰ.

ترجمہ: لیکن جب یہ کہے کہ یہ نذر نہیں تو اللہ تعالیٰ کے درمیان اس کی تصدیق کی جائے گی۔ اس لئے کہ یہ ایسا امر ہے کہ جس میں قاضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا اور نہ ہی مفتی مجاز کا اس کے ارادہ سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ ارادہ میں دونوں جمع نہیں ہوتے اور شوال کے چھ روزوں میں تفریق کرنا زیادہ بہتر ہے نصاریٰ سے بعید تر ہے۔

حل اللغات: (لیس بنذر) نذر کی نفی، اس لئے کہ شرعاً نذر بغیر قصد کے اس کو نہیں ہوتا، رہا، اور قربت ہونے نماز کی ربط کو شرعاً نے بسبب صورت سبب نذر فرمایا ہے تو وہ نیت کرنے سے ہوا کرتے ہے۔

مثلاً تو کہا جائے اب ۱۲ بجے ہیں جب ساڑھے ۱۲ بجے تک تو نہیں ہوا تو یہ وسوسہ ہوا جواب دیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے ہو کہ اعتبار میں شمار رکھنے نہ پایا کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بعین عبادتوں میں ہے لیکن یہ کہ حقیقی اور مجازی دونوں معنی ثابت ہو جائیں خواہ قصد کرے یا نہ کرے۔ بہر حال حنفیہ میں تو یہ ہے جیسے ہیں۔ اگر قصد کرنے کو جواز کے معنی میں لیا جائے تو حقیقی اور جواز دونوں معنی جمع ہو کر پائے جائیں گے اور یہ کہ مطلب نہیں ہو سکتا ہے۔

(حاصل صفحہ سابق) قولہ اما اذا نوی الخ یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے، سوال یہ ہے کہ جب نفس فعل سے نذر ثابت ہو جاتی ہے تو اس کے لازم آنے کے بعد نفل نذر کے نہ ہونے کی نیت کرے تو کیا نذر ثابت ہوگی تو جواب یہ ہے کہ جب وہ نماز کی نیت کرے اور مقصد کہ نفل کر دے تو وہ نماز اس کی تصدیق کی جائے گی اس سے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ ہے اور قضا کا اس میں کچھ دخل نہیں اس پر یہ اعتراض کرنا بیجا ہے لیکن اگر صاحب قضا یا طلاق کہا ہے تو کہا جائے گا کہ یہ بھی مزید معنی کی ہے اور حقیقی معنی کی میں نے نفل کر دی تھی تو قضاءً اس کی تصدیق نہ کی جائے گی کیونکہ یہ بندوں کا باہمی معاملہ ہے لہٰذا اس میں قاضی کا فیصلہ اصل ہے۔

قولہ وتفریق صوم الستۃ الخ یہ اس لئے بہتر ہے کہ جب ملا کے تو عوام اس کے وجوب کا اعتقاد رکھیں گے اور اس کے بعد شوال میں ملا دیں گے تو وہ صائم الدہر کی طرح ہو گا (مسلم شریف) اور بعد والی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ بہتر ہے "وَاتْبَعَهُ بِسِتٍّ مِّنْ شَوَّالٍ" کے بھی کہ عوام میں رمضان کے ساتھ اور دے دے لوگ سمجھیں کہ اس طرح بنا لیتے ہیں اور پے در پے رکھا ہو تو بہتر ہے۔

باب الاعتكاف

هو سنة مؤكدة وهو لبث صائم في مسجد جماعة بنيته واقله يوم فيقضي
من قطعه فيه اي اذا شرع في الاعتكاف فقطعه قضى تمام يوم وليلة فعليه
قضاء خلافا لمحمد فان اقل ساعة عنده وقد حصت ولا يخرج منه
لاداء بعض الانسان او الجمعة وقت الزوال ومن بعد منزله عنه فوقت يدركها
ويصلي السنن على الخلاف.

ترجمہ: باب اعتکاف کے بیان میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور وہ روزہ دار کا مسجد میں ٹھہرنا کہ جس میں جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو اور اس کی کم سے کم مدت جو اعتکاف سے سمجھی جائے ایک دن ہے سو جو کوئی ایک دن کے اندر اعتکاف کو توڑ دے تو اوس کو اوس دن کی قضا کرے یعنی جب اعتکاف شروع کیا کہ ایک دن رات کا ہوگا سے پورا ہونے سے پہلے اگر اوس کو توڑ دیا تو اوس پر قضا واجب ہے اس میں امام محمد کا خلاف ہے اور اگر ایک ساعت کا اعتکاف کیا اور حیض آ گیا تو اوس کو بھی پورا کرے اور اعتکاف سے نکلنا نہ چاہیے مگر کسی ضرورت کے واسطے جیسے انسان کا پیشاب پاخانہ کے واسطے نکلنا یا جمعہ کے واسطے وقت زوال کے اور جس کا مکان جامع مسجد سے دور ہو وہ ایسے وقت نکلے کہ جمعہ کو پا لے اور سنتیں بھی پڑھ کر فارغ ہو جائے۔

اصل الاعتکاف لغۃ لزوم الشیء وحبس النفس علیہ خیرا کان او شرا قال الشاعر
وقد اعتکفت ہوجاء ہا ہوجاء ہا فلما علا ہا ہا ہ

وهو ان يصلي جنبا اربعا وفي رواية ستا ركعتين تحية ركعتين سنة وبعدها
اربعا عند ابي حنيفة وستا عندهما ولا يفيد تمكثه اكثر منه ولو خرج
ساعة بلا نية فسد ويأكل ويشرب ويطأ ويبيع ويشتري فيه بلا احضار
مبيع لا غير وان لا يفعل غير المعتكف هذه الافعال في مسجد

ترجمہ: وہ یہ ہے کہ جنبی چار رکعتیں پڑھے، کہا گیا ہے کہ چھ رکعتیں پڑھے دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی اور چار سنت کی، یہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک چھ رکعتیں سنت کی ہیں، اور اس کے بعد ٹھہرنے سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا، اور اگر ایک ساعت بغیر نیت کے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور معتکف کھا سکتا ہے اور پی سکتا ہے اور جماع کر سکتا ہے اور بیع و شراء کر سکتا ہے بغیر مبیع حاضر کرنے کے، اور معتکف کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ افعال مسجد میں جائز نہیں ہیں۔

حل اللغات: رکعتین: دو رکعتیں۔ تحیۃ: تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں۔ سنۃ: سنت کی دو رکعتیں۔ وبعدھا: اور ان کے بعد چار رکعتیں۔ عند ابی حنیفۃ: امام ابو حنیفہ کے نزدیک۔ وستا عندھما: اور صاحبین کے نزدیک چھ رکعتیں ہیں۔ ولا یفید: اور فائدہ نہیں دیتا۔ تمکثہ: اس کا ٹھہرنا۔ اکثر منہ: اس سے زیادہ۔ ولو خرج: اگر نکلا۔ ساعۃ: ایک ساعت۔ بلا نیۃ: بغیر نیت کے۔ فسد: فاسد ہو گیا۔ ویأکل: اور کھا سکتا ہے۔ ویشرب: اور پی سکتا ہے۔ ویطأ: اور جماع کر سکتا ہے۔ ویبیع: اور بیع کر سکتا ہے۔ ویشتری: اور شراء کر سکتا ہے۔ فیہ: اس میں۔ بلا احضار مبیع: بغیر مبیع حاضر کرنے کے۔ لا غیر: غیر معتکف کے لیے نہیں ہے۔ ان لا یفعل: کہ نہ کرے۔ غیر المعتکف: غیر معتکف۔ ھذہ الافعال: یہ افعال۔ فی مسجد: مسجد میں۔

حل المشکلات: رکعتین تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں ہیں، اس کو تحیۃ الوضوء بھی کہتے ہیں، حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص وضو کرے تو دو رکعتیں پڑھے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ امام صاحب کا کم علم ہونا ان کے اس قول سے ظاہر ہے کہ چھ رکعتیں ہیں، کیونکہ حدیث میں ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے تو اس نے گویا پورے سال کے روزے رکھے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شوال کے چھ روزے رمضان کے روزوں کے ساتھ ملا کر ایک سال کے روزوں کے برابر ہیں، اسی طرح چھ رکعتیں ہونی چاہئیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام صاحب کا قول بھی حدیث سے ثابت ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میرے بعد چھ رکعتیں پڑھیں، یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک راوی ہے جو ضعیف ہے، اس لیے امام صاحب نے اس حدیث کو ضعیف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا، اور چھ رکعتیں نہیں پڑھیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام صاحب کو یہ حدیث پہنچی ہی نہ ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہنچی ہو، لیکن ضعیف ہونے کی وجہ سے قبول نہ کیا ہو، بہرحال ہر صورت میں امام صاحب کا قول حدیث کے خلاف نہیں ہے، اس لیے امام صاحب کا کم علم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

[illegible] اور اس کے بعد چار رکعتیں سنت کی ہیں، یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے، اور صاحبین کے نزدیک چھ رکعتیں سنت کی ہیں، اور اس کے بعد ٹھہرنے سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا، اور اگر ایک ساعت بغیر نیت کے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور معتکف کھا سکتا ہے اور پی سکتا ہے اور جماع کر سکتا ہے اور بیع و شراء کر سکتا ہے بغیر مبیع حاضر کرنے کے، اور معتکف کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ افعال مسجد میں جائز نہیں ہیں۔

حل اللغات: [illegible] اور اس کے بعد چار رکعتیں سنت کی ہیں، یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے، اور صاحبین کے نزدیک چھ رکعتیں سنت کی ہیں، اور اس کے بعد ٹھہرنے سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا، اور اگر ایک ساعت بغیر نیت کے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور معتکف کھا سکتا ہے اور پی سکتا ہے اور جماع کر سکتا ہے اور بیع و شراء کر سکتا ہے بغیر مبیع حاضر کرنے کے، اور معتکف کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ افعال مسجد میں جائز نہیں ہیں۔

حل المشکلات: [illegible] اور اس کے بعد چار رکعتیں سنت کی ہیں، یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے، اور صاحبین کے نزدیک چھ رکعتیں سنت کی ہیں، اور اس کے بعد ٹھہرنے سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا، اور اگر ایک ساعت بغیر نیت کے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور معتکف کھا سکتا ہے اور پی سکتا ہے اور جماع کر سکتا ہے اور بیع و شراء کر سکتا ہے بغیر مبیع حاضر کرنے کے، اور معتکف کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ افعال مسجد میں جائز نہیں ہیں۔

ولا يتكلم الا بخير ويفسده الوطء ولو ليلا وناسيا ووطيه
في غير فرج او قبله او لمس ان انزل والا فلا وان حرم وللمرأة ان تعتكف في
بيتها نذرا اعتكاف يوم لزمه بليليها ولا ابلا شرطه وفي يومين بليلتها
وصح بنية النهار خاصة

ترجمہ: اور نہ بات کرے مگر بھلائی کی اور فاسد کرتا ہے اعتکاف کو وطی کرنا اگرچہ رات کو ہو اور بھولے سے ہو اور وطی کرنا غیر فرج میں یا قبلہ یا چھونا اگر منی نکلے ورنہ نہیں اگرچہ حرام ہو اور عورت کو اختیار ہے کہ اعتکاف کرے اپنے گھر میں نذر کا اعتکاف ایک دن کا لازم ہوتا ہے اس کی راتوں کے ساتھ اور نہیں لازم ہوتا شرط کرنے سے اور دو دن لازم ہوتے ہیں اس کی راتوں کے ساتھ اور صحیح ہے نیت کرنا دن کی خاص۔

اصل اعتکاف میں یہ ہے کہ مسجد سے نہ نکلے مگر ضروری کام کے لئے مسجد کے لئے اصباح اعتکاف کرنا ہے اس کو جو وقت چاہے جائز ہے مگر خلاف ہے اور افضل یہ ہے کہ رمضان کے دسویں دن کا اعتکاف کرے بعد نماز فجر کے اور جب اعتکاف کرے تو مسجد سے نہ نکلے مگر ضروری کام کے لئے جس کے بغیر چارہ نہ ہو اور بیمار کی عیادت نہ کرے اور جنازہ کے ساتھ نہ جائے اور جماع نہ کرے اور جو کام مسجد کے ہیں ان کو کرے جیسے وضو کرنا اور کھانا اور پینا اور سونا اگر مسجد کے ایک کونے میں ہو اور اگر مسجد کے لئے کوئی چیز خریدے تو مسجد میں لے جائے اور اگر بیمار ہو جائے تو مسجد میں رہے اور اگر عورت ہو تو اپنے گھر میں اعتکاف کرے اور اگر مسجد کے سوا کسی اور جگہ اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو مسجد کے سوا کسی اور جگہ اعتکاف کرنا جائز نہیں ہ

كتاب الحج

اعلم ان الحج فريضة يكفر جاحده لكن اطلق عليه لفظ الوجوب و اراد به الفريضة حيث قال يجب على كل حر مسلم مكلف صحيح بصير له زاد و راحلة فضلا عما لا بد منه و عن نفقة عياله الى حين عوده من الطريق.

ترجمہ: جان لو کہ حج فرض ہے اور اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے لیکن مصنف نے اس پر وجوب کا اطلاق کیا اور اس سے فرض مراد لیا کیونکہ حج واجب سے آزاد مسلمان مکلف جو کہ صحیح ہو سفر کا توشہ اور سواری رکھتا ہو اور ضروریات سے زائد ہو کہ اس کو حاصل ہے اور اس کے بچے واپس آنے تک اس کے عیال کے گزر جانے کے بقدر ہو اس پر حج فرض ہے۔

حل لغات: حج بفتح الحاء و کسرہا قصد کو کہتے ہیں اور کثرت میں بار بار کرنے اور زیادہ کے معنی میں آتا ہے تو ارکان اسلام پر عمارت کی جاتی ہے اس لئے اسلام کا ساتواں رکن بنا۔ کذا فی الفتح۔ اور شرع میں کہتے ہیں کہ بیت اللہ کا مخصوص مقام پر مخصوص وقت میں مخصوص افعال کے ساتھ قصد کرنا۔

شرح: یہ کتاب حج کے بیان میں ہے۔ حج فرض ہونے کے بعد اس کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہئے کیونکہ انسان کو موت کا پتہ نہیں کہ کب آجائے۔ حج فرض ہونے کے بعد اگر بغیر عذر کے حج نہ کرے تو گناہگار ہوگا

وكذا إذا جامع لعذر أو كان بينه وبين مكة مقدار سفر فصار مقيما بمصر مر على القول هذا عند أبي يوسف وأما عند محمد فعلى التراخي وزعم بعض المتأخرين أن هذا الخلاف بينهما مبني على أن الأمر المطلق عند أبي يوسف للفور وعند محمد لا وهذا غير صحيح لأن الأمر المطلق لا يوجب الفور بالاتفاق بينهما نعم مسألة الجماع مسألة مبتدأة فقال أبو يوسف وجوبه بالفور احترازا عن الفوت حتى إذا أتى به بعد العام الأول كان أداء عنده وعند محمد وجوبه على التراخي بشرط أن لا يفوت.

ترجمہ: اور اسی وجہ سے کہا جائے گا کہ اگر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں عذر کی وجہ سے جماع کرے یا رمضان کے دوران اس کے اور مکہ کے درمیان مسافت سفر کا ہو جائے تو وہ مقیم ہونے کے باوجود روزے کا کفارہ ادا کرے گا۔ یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور امام محمد کے نزدیک تاخیر کے ساتھ ہے۔ بعض متاخرین نے گمان کیا ہے کہ ان کا اختلاف اس بنا پر ہے کہ امر مطلق امام ابو یوسف کے نزدیک فوری ہے اور امام محمد کے نزدیک تاخیر کے ساتھ ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امر مطلق بالاتفاق فوری نہیں ہوتا۔ ہاں جماع کا مسئلہ ایک مستقل مسئلہ ہے۔ پس امام ابو یوسف کے نزدیک اس کا وجوب فوت ہونے سے احتراز کرتے ہوئے فوری ہے حتیٰ کہ اگر اس نے پہلے سال کے بعد اسے ادا کیا تو وہ ادا ہی شمار ہوگا۔ اور امام محمد کے نزدیک اس کا وجوب تاخیر پر ہے بشرطیکہ وہ فوت نہ ہو۔

حل لغات: قولہ لعذر: یعنی جیسے بیماری یا سفر وغیرہ۔ قولہ مقدار سفر: یعنی تین دن کی مسافت۔ قولہ مبتدأة: یعنی اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ قولہ فوت: یعنی رمضان کا سال ختم ہو جانا۔ قولہ أداء: یعنی اس نے وقت کے اندر ہی ادا کیا۔

ترجمہ: اور اسی وجہ سے کہا جائے گا کہ اگر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں عذر کی وجہ سے جماع کرے یا رمضان کے دوران اس کے اور مکہ کے درمیان مسافت سفر کا ہو جائے تو وہ مقیم ہونے کے باوجود روزے کا کفارہ ادا کرے گا۔ یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور امام محمد کے نزدیک تاخیر کے ساتھ ہے۔ بعض متاخرین نے گمان کیا ہے کہ ان کا اختلاف اس بنا پر ہے کہ امر مطلق امام ابو یوسف کے نزدیک فوری ہے اور امام محمد کے نزدیک تاخیر کے ساتھ ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امر مطلق بالاتفاق فوری نہیں ہوتا۔ ہاں جماع کا مسئلہ ایک مستقل مسئلہ ہے۔ پس امام ابو یوسف کے نزدیک اس کا وجوب فوت ہونے سے احتراز کرتے ہوئے فوری ہے حتیٰ کہ اگر اس نے پہلے سال کے بعد اسے ادا کیا تو وہ ادا ہی شمار ہوگا۔ اور امام محمد کے نزدیک اس کا وجوب تاخیر پر ہے بشرطیکہ وہ فوت نہ ہو۔

حل لغات: قولہ لعذر: یعنی جیسے بیماری یا سفر وغیرہ۔ قولہ مقدار سفر: یعنی تین دن کی مسافت۔ قولہ مبتدأة: یعنی اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ قولہ فوت: یعنی رمضان کا سال ختم ہو جانا۔ قولہ أداء: یعنی اس نے وقت کے اندر ہی ادا کیا۔

ترجمہ: اور اسی وجہ سے کہا جائے گا کہ اگر کوئی شخص رمضان کے مہینے میں عذر کی وجہ سے جماع کرے یا رمضان کے دوران اس کے اور مکہ کے درمیان مسافت سفر کا ہو جائے تو وہ مقیم ہونے کے باوجود روزے کا کفارہ ادا کرے گا۔ یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور امام محمد کے نزدیک تاخیر کے ساتھ ہے۔ بعض متاخرین نے گمان کیا ہے کہ ان کا اختلاف اس بنا پر ہے کہ امر مطلق امام ابو یوسف کے نزدیک فوری ہے اور امام محمد کے نزدیک تاخیر کے ساتھ ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ امر مطلق بالاتفاق فوری نہیں ہوتا۔ ہاں جماع کا مسئلہ ایک مستقل مسئلہ ہے۔ پس امام ابو یوسف کے نزدیک اس کا وجوب فوت ہونے سے احتراز کرتے ہوئے فوری ہے حتیٰ کہ اگر اس نے پہلے سال کے بعد اسے ادا کیا تو وہ ادا ہی شمار ہوگا۔ اور امام محمد کے نزدیک اس کا وجوب تاخیر پر ہے بشرطیکہ وہ فوت نہ ہو۔

حل لغات: قولہ لعذر: یعنی جیسے بیماری یا سفر وغیرہ۔ قولہ مقدار سفر: یعنی تین دن کی مسافت۔ قولہ مبتدأة: یعنی اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ قولہ فوت: یعنی رمضان کا سال ختم ہو جانا۔ قولہ أداء: یعنی اس نے وقت کے اندر ہی ادا کیا۔

حتى لو مات قبل العام الثاني أدى عنه دينه ولم يؤد دماً
يكون أداء القارن عند أبي يوسف قضاء عن عند محمد لأنه فات عن العام الأول
وعنده فوته في العمر مشكوك فيكون أداء موتوراً فإن أدى بعد ذلك
يرتفع الإثم عنده وعند أبي يوسف لا يرتفع الإثم بل خير نقرة الخلاف
أنه إن أداه بعد العام الأول يأثم بالتأخير عند أبي يوسف خلافاً لمحمد
فلو أحرم صبي فبلغ أو عبد فعتق فمضى ولم يؤد فرضه فلو هذا كالصبي
إحرامه لمفروض ثم وقف بعرفة بعد أن العبد إن أحرام الصبي لم يكن
لازماً العبد بالإجماع وإحرام العبد لازم فلا يمكنه الخروج عنه بالمضي في غير

ترجمہ: ... حتی کہ اگر حج سے پہلے ... مر گیا تو ... ادا کر دیا جائے ... اور اگر ... نہ مرا تو ... ادا کرنا ... ہو گا ... کے نزدیک ... ادا ہو گا ... کے نزدیک ... ادا ہو گا ... کے نزدیک ... ادا

وميقات لمدني ذوالحليفة وللعراقي ذات عرق وذلك اي جميعه و ليهدل كل من
والمدني والمقيم وحكم تاخير الاحرام عنها الى قصد دخول مكة كالتقديم
وحل لاهل داخلها دخول مكة غير محرم فيقاتله الحل اي من هو داخل
المواقيت لكن خارج مكة فميقاتها الحل اي خارج الحرم وكل من كان بمكة
فميقاته الحرم وللعمرة الحل لان الحرم في عرفات وهل في الحل

ف حرامه من الحرم والعمرة من الحرم ومن حرم من بعد ليتحقق مرة
سفر ومن شاء حرامه فوق ذلك وهو احب وبس الزاد التقوى
تقب وصلى شفعا وقال اللهم لبيك انهم فزاد ابتغاء فيستر ول وتقبله
منى ثم لبى ينوى بالحج وهو بيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك
لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك ولا ينقص
منها وان زادها فلا بأس وقد اساء ويجتنب الرفث والفسوق والجدال

ترجمہ ... کی روایت ہے ... اور ... اور ... اور

الترك طبعاً وأول الكلام أن الحس وذكر الجماع عقب النساء فقد روى
عن ابن عباس أنه أنشد قول الشعر وهن تمشين بنا هميسا إن يصدق
الطير ننك لمسا قيل له ترفث وأنت محرم فقال إنما الرفث ما خوطب
به النساء والتعريض هن يرجع إلى الأول والهميس صوت خفي الخفاف
والليس اسم جارية والمعنى نفعل بحاجاتنا نريد أن يصدق الفال
والغرض هنا أن الجدال إن جاء من رفيقه وقيل مجادلة الكوكبين
في تقديم وقت الحج وتأخيره۔

ترجمہ ... اور جب ہمارے ساتھی نے یہ کہا کہ اگر کوئی صاحب اس طرح کی بات کہیں تو ہم کیا کہیں تو میں نے کہا کہ ہم کہیں گے کہ ہم نے تم سے سنا ہے اور ہم تم سے سنتے ہیں اور ہم تم سے سنتے ہیں اور ہم تم سے سنتے ہیں

وقتل صيد البر بحرم الاستراحة عليه المحرم وغيره الا لخوف ونشر
الوجه ولبس خف لم يجد نعلين بقطع ما اسفل الكعبين وستر
وتباعد عن طيب وتلبس وخفين وثوب صبغ بما له طيب لا بعد زوال
عينه لا استعمله ولا استظل بيت ومحمل بفتح الميم الاول وكسر
الثاني وعلى العكس الهودج بكبير وشد همیان فی وسطه یعنی الهميان
معروف مخيط لا باس بشده على حقوه وكثر التلبية متى صلى او علا
شرفا او هبط واديا او لقي ركبا او اسحر وادا دخل مكة.

ترجمہ: اور حلال کا شکار کرنا حرم کے حلال پر حرام ہے اور حرم کے شکار کا حلال پر ضمان واجب ہے مگر خوف کی وجہ سے اور منہ کھولنا اور موزے پہننا جبکہ نہ پائے جوتے کہ ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر لے اور خوشبو سے دور رہنا اور خوشبو والے کپڑے پہننا جبکہ خوشبو زائل ہو جائے اور محرم کا خیمہ کے نیچے اترنا اور محمل میں سفر کرنا اور محمل میم کے فتحہ کے ساتھ ہے اول کے کسرہ کے ساتھ ثانی ہے اور اس کے برعکس ہودج ہے بڑا اور ہمیان کا باندھنا کمر پر اور ہمیان وہ تھیلی ہے جو سلی ہوئی ہو اس میں کچھ حرج نہیں کمر پر باندھنے میں اور تلبیہ کثرت سے کہنا جب بھی نماز پڑھے یا کسی بلند جگہ پر چڑھے یا کسی نشیب میں اترے یا کسی قافلہ سے ملے یا سحر کے وقت یا مکہ میں داخل ہو۔

حل لغات: احلال کے معنی ہیں حلال ہونا اور احرام کے معنی ہیں حرام ہونا اور یہ دونوں لفظ ایک ہی مادہ سے ہیں اور ان میں ایک دوسرے کی ضد ہے اور یہ لوگ کی عادت ہے کہ ایک ہی مادہ سے ضد کے معنی میں دو لفظ بنا لیتے ہیں جیسا کہ سال دو کو کہتے ہیں اور قرء حیض کے معنی میں بھی آتا ہے اور طہر کے معنی میں بھی اور یہ لفظ اضداد میں سے ہے اور اسی طرح جون کے معنی سیاہ کے بھی ہیں اور سفید کے بھی اور یہ لفظ بھی اضداد میں سے ہے اور اسی طرح ظن کے معنی یقین کے بھی ہیں اور شک کے بھی اور یہ لفظ بھی اضداد میں سے ہے اور اسی طرح ناہل کے معنی ہیں سیراب ہونا اور پیاسا ہونا اور یہ لفظ بھی اضداد میں سے ہے اور اسی طرح ناقہ کے معنی ہیں اونٹنی اور ہودج کے بھی اور یہ لفظ بھی اضداد میں سے ہے اور اسی طرح ناہل کے معنی ہیں سیراب ہونا اور پیاسا ہونا اور یہ لفظ بھی اضداد میں سے ہے اور اسی طرح ناقہ کے معنی ہیں اونٹنی اور ہودج کے بھی اور یہ لفظ بھی اضداد میں سے ہے

حل مشکلات: [illegible] اور حرم کے شکار کا حلال پر ضمان واجب ہونا اس لئے ہے کہ حرم کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں کسی قسم کا فساد نہ ہو اور شکار کرنا فساد ہے اور اس لئے بھی

ثم ارفع جبهته حتى رأى البياض بين يديه وعلى ثم استقبل الحجر وكبر وعل
ويرفع يديه كالصلوة واستلمه ای تناوله بالید او بالقبلة او مسحه
بالكف من مسيلمة بفتح السين وكسر اللام وهي الحجارة التي غير موضع
اي من غدران تؤذي مسلما او بزاحمه او يمس شيئا في يده ثم قبله

ترجمہ: ... اور سجدہ میں اپنا منہ اتنا رکھے کہ اس کے نیچے کی سفیدی دیکھ لے پھر سر اٹھائے اور کبیر کہے اور حجر اسود کی طرف منہ کرے اور نماز کی طرح ہاتھ اٹھائے اور حجر اسود کو ہاتھ لگائے یا اس کی طرف اشارہ کرے یا ہتھیلی سے اس کو مسح کرے اور مسیلمہ بفتح السین وکسر اللام وہ پتھر ہیں جو جگہ سے ہٹا دیئے گئے ہوں ایسی جگہ سے جہاں وہ مسلمان کو تکلیف دیتے ہوں یا اس کے ساتھ ٹکراتے ہوں یا اس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو پھر اس کو بوسہ دے

شرح غریب الفاظ: ... اتنا سجدہ میں منہ رکھے ... ہاتھ لگائے ... ہتھیلی سے ... مسیلمہ ... پتھر ... جگہ سے ہٹا دیئے گئے ہوں ... تکلیف دیتے ہوں ... ٹکراتے ہوں ... ہاتھ میں ... بوسہ دے

شرح عبارت: ... اس عبارت میں ... اس کے بعد ... اس کے ساتھ ... اس کی طرف ... اس کو ... اس کے ... اس کے ... اس کے

وان عجز عنها استنبه وكبر وهلل وعند الله تعالى وصلى على النبي
عليه السلام وطاف طواف القدوم وسن للآفاقي واخذ عن يمينه
فيبتدئ مما يلي الباب الضمير في يمينه يرجع الى اطائف لطائف
المستقبل للحجر يكون يمينه الى جانب الباب فيبتدئ من الحجر
ذاهبا الى هذا الجانب وهو الملتزم اى ما بين الحجر الى الباب۔

ترجمہ:۔ اور اگر اس (اونٹنی) سے عاجز ہو جائے تو اس کا استنباط کرے اور تکبیر و تہلیل کہے اور اللہ تعالیٰ کو حمد کرے اور نبی علیہ السلام پر درود بھیجے اور طواف قدوم کرے۔ اور آفاقی کے لئے۔ طواف قدوم سنت ہے اور طواف کی ابتداء اس جانب سے کرے جو حجر اسود کے مقابل ہے اس میں بیت اللہ کی بعض طرف ملتزم کو بھی طواف کرنا پڑے گا (یعنی) طواف قدوم کرنے والا حجر اسود کو اپنے دائیں جانب سے کرے گا۔ اور اس طرف ہو گا تو حجر اسود سے دروازہ کی طرف جائے، اور یہ حطیم ہے یہاں سے دروازہ تک جو حصہ ہے اس کو ملتزم کہتے ہیں۔

حل اللغات:۔ (قولہ عجز عنہا) یعنی اس کے سر سے کھڑا ہوا ذکر نہیں کر سکتا۔ (قولہ استنبہ) یعنی اس کے سر کو اونٹ کے کوہان کی طرف جھکائے۔ (قولہ وعند الله تعالى) یعنی اس کی حمد کرے۔ (قولہ وصلى على النبي) یعنی آپ پر درود بھیجے۔ (قولہ وسن للآفاقي) یعنی طواف قدوم آفاقی کے لئے سنت ہے۔ (قولہ واخذ عن يمينه) یعنی طواف کی ابتداء حجر اسود کے مقابل سے کرے۔ (قولہ فيبتدئ مما يلي الباب) یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف چلے۔ (قولہ الضمير في يمينه يرجع الى اطائف) یعنی طواف کرنے والے کا دایاں جانب طواف کرنے والوں کی طرف ہو گا۔ (قولہ لطائف المستقبل للحجر) یعنی حجر اسود کی طرف منہ کر کے طواف کرنے والوں کی طرف ہو گا۔ (قولہ يكون يمينه الى جانب الباب) یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف جائے گا۔ (قولہ فيبتدئ من الحجر ذاهبا الى هذا الجانب) یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف جائے، (قولہ وهو الملتزم اى ما بين الحجر الى الباب) یعنی اس جگہ کو ملتزم کہتے ہیں۔

حل اللغات:۔ (قولہ عجز عنہا) یعنی اس کے سر سے کھڑا ہوا ذکر نہیں کر سکتا۔ (قولہ استنبہ) یعنی اس کے سر کو اونٹ کے کوہان کی طرف جھکائے۔ (قولہ وعند الله تعالى) یعنی اس کی حمد کرے۔ (قولہ وصلى على النبي) یعنی آپ پر درود بھیجے۔ (قولہ وسن للآفاقي) یعنی طواف قدوم آفاقی کے لئے سنت ہے۔ (قولہ واخذ عن يمينه) یعنی طواف کی ابتداء حجر اسود کے مقابل سے کرے۔ (قولہ فيبتدئ مما يلي الباب) یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف چلے۔ (قولہ الضمير في يمينه يرجع الى اطائف) یعنی طواف کرنے والے کا دایاں جانب طواف کرنے والوں کی طرف ہو گا۔ (قولہ لطائف المستقبل للحجر) یعنی حجر اسود کی طرف منہ کر کے طواف کرنے والوں کی طرف ہو گا۔ (قولہ يكون يمينه الى جانب الباب) یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف جائے گا۔ (قولہ فيبتدئ من الحجر ذاهبا الى هذا الجانب) یعنی حجر اسود سے دروازہ کی طرف جائے، (قولہ وهو الملتزم اى ما بين الحجر الى الباب) یعنی اس جگہ کو ملتزم کہتے ہیں۔

ج ۵ ص ۱۲۷ و ۱۲۸ تحت البطحاء الرمل سقيا طرفه على كتفه اليسرى وفي المختصر قلت مضطبعا ومعنى الاضطباع هذا وراء الحطيم سبعة اشواط الحطيم مشتق من الحطم وهو الكسر وهو موضع فيه الميزاب

سُمّي بذلك لانه حُطم من البيت اي كسر وروي عن عائشة رضي الله عنها

ترجمہ:۔ اور طحاوی نے حال ہی کے کردہ اپنے کو دی سلسلے کے بیان کیا ہے کہ اس کے سوا کوئی نہ رکھا ہو اور اس کے اوپر کندھے کو ڈالے ہوئے ہو اور اس کے بیچ میں سے داہنا ہاتھ نکالے ہوئے ہو اور مختصر میں کہا ہے کہ میں نے کہا کہ اضطباع کا معنی حطیم کے پیچھے سے ہے اور حطیم سات ہاتھ ہے اور حطیم مشتق ہے حطم سے جس کے معنی توڑنے کے ہیں اور وہ بیت اللہ کا ایک حصہ ہے جو توڑا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام حطیم رکھا گیا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

حل لغات:۔ رمل: دوڑنا۔ سقیا: جس کے معنی ہیں اکیلی جب ہو سوار کو سلانے کے لئے تو اب کہا جائے گا اس کی جانب طرف ہوگا یا کہا جائے گا جب تو سوار کے طرف کہا جائے گا تو وہ اس طرف کو جھکا ہوا ہوگا۔ مضطبعا: ترجمہ میں گزر چکا ہے۔ حطیم: ترجمہ میں گزر چکا ہے۔ میزاب: ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

اعراب:۔ اضطباع: مبتدا ہے۔ وراء: ظرف ہے اور ہو ضمیر مبتدا کی طرف مضاف ہے۔ هذا: مشار الیہ ہے۔ سبعة: مبتدا ہے۔ اشواط: مضاف الیہ ہے۔ الحطیم: مبتدا ہے۔ مشتق: خبر ہے۔ من الحطم: جار مجرور ہے۔ وهو: مبتدا ہے۔ موضع: خبر ہے۔ فیه: جار مجرور ہے۔ الميزاب: مبتدا ہے۔ سُمّي: فعل ہے۔ بذلك: جار مجرور ہے۔ لانه: ان حرف ہے اور ہ ضمیر اس کا اسم ہے۔ حُطم: فعل ہے۔ من البيت: جار مجرور ہے۔ ای: حرف ہے۔ کسر: فعل ہے۔ وروی: فعل ہے۔ عن عائشة: جار مجرور ہے۔ انها: ان حرف ہے اور ہا ضمیر اس کا اسم ہے۔

حل مشکلات:۔ رمل: دوڑنا۔ سقیا: جس کے معنی ہیں اکیلی جب ہو سوار کو سلانے کے لئے تو اب کہا جائے گا اس کی جانب طرف ہوگا یا کہا جائے گا جب تو سوار کے طرف کہا جائے گا تو وہ اس طرف کو جھکا ہوا ہوگا۔ مضطبعا: ترجمہ میں گزر چکا ہے۔ حطیم: ترجمہ میں گزر چکا ہے۔ میزاب: ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

اعراب:۔ اضطباع: مبتدا ہے۔ وراء: ظرف ہے اور ہو ضمیر مبتدا کی طرف مضاف ہے۔ هذا: مشار الیہ ہے۔ سبعة: مبتدا ہے۔ اشواط: مضاف الیہ ہے۔ الحطیم: مبتدا ہے۔ مشتق: خبر ہے۔ من الحطم: جار مجرور ہے۔ وهو: مبتدا ہے۔ موضع: خبر ہے۔ فیه: جار مجرور ہے۔ الميزاب: مبتدا ہے۔ سُمّي: فعل ہے۔ بذلك: جار مجرور ہے۔ لانه: ان حرف ہے اور ہ ضمیر اس کا اسم ہے۔ حُطم: فعل ہے۔ من البيت: جار مجرور ہے۔ ای: حرف ہے۔ کسر: فعل ہے۔ وروی: فعل ہے۔ عن عائشة: جار مجرور ہے۔ انها: ان حرف ہے اور ہا ضمیر اس کا اسم ہے۔

تشریح:۔ اضطباع: اضطباع کا معنی ہے کہ چادر کو اس طرح اوڑھنا کہ اس کا بیچ کا حصہ داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالا جائے اور داہنا کندھا کھلا رہے۔ اضطباع کا یہ طریقہ صرف طواف کے ساتھ خاص ہے۔ طواف کے علاوہ اضطباع کا یہ طریقہ مسنون نہیں ہے۔ حطیم: حطیم کعبہ کے شمالی جانب کا وہ حصہ ہے جو کعبہ کی تعمیر سے باہر رہ گیا ہے۔ حطیم کعبہ کا ہی حصہ ہے اس لئے حطیم کے باہر سے طواف کرنا طواف میں شمار نہیں ہوگا۔ حطیم کے اندر سے طواف کرنا طواف میں شمار ہوگا۔ حطیم کی دیوار سے متصل جو پرنالہ ہے اس کو میزاب کہتے ہیں۔ حطیم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حطیم بیت اللہ کا ہی حصہ ہے جو توڑا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام حطیم رکھا گیا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

ترجمہ:۔ اور طحاوی نے حال ہی کے کردہ اپنے کو دی سلسلے کے بیان کیا ہے کہ اس کے سوا کوئی نہ رکھا ہو اور اس کے اوپر کندھے کو ڈالے ہوئے ہو اور اس کے بیچ میں سے داہنا ہاتھ نکالے ہوئے ہو اور مختصر میں کہا ہے کہ میں نے کہا کہ اضطباع کا معنی حطیم کے پیچھے سے ہے اور حطیم سات ہاتھ ہے اور حطیم مشتق ہے حطم سے جس کے معنی توڑنے کے ہیں اور وہ بیت اللہ کا ایک حصہ ہے جو توڑا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام حطیم رکھا گیا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

تشریح:۔ اضطباع: اضطباع کا معنی ہے کہ چادر کو اس طرح اوڑھنا کہ اس کا بیچ کا حصہ داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالا جائے اور داہنا کندھا کھلا رہے۔ اضطباع کا یہ طریقہ صرف طواف کے ساتھ خاص ہے۔ طواف کے علاوہ اضطباع کا یہ طریقہ مسنون نہیں ہے۔ حطیم: حطیم کعبہ کے شمالی جانب کا وہ حصہ ہے جو کعبہ کی تعمیر سے باہر رہ گیا ہے۔ حطیم کعبہ کا ہی حصہ ہے اس لئے حطیم کے باہر سے طواف کرنا طواف میں شمار نہیں ہوگا۔ حطیم کے اندر سے طواف کرنا طواف میں شمار ہوگا۔ حطیم کی دیوار سے متصل جو پرنالہ ہے اس کو میزاب کہتے ہیں۔ حطیم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حطیم بیت اللہ کا ہی حصہ ہے جو توڑا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام حطیم رکھا گیا ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا

نذرت ان فتح الله تعالى مكة على رسول الله عليه السلام ان تصلي في البيت ركعتين فلما فتحت مكة أخذ رسول الله عليه السلام بيدها وادخلها الحطيم وقال صلي هٰهنا فان الحطيم من البيت الا ان قومك قد قصرت بهم النفقة فأخرجوه من البيت ولولا أن قومك حديث عهد بالجاهلية لنقضت بناء الكعبة والصقت قواعد اخليل وادخلت الحطيم في البيت والصقت العتبة على الارض وجعلت لها بابين بابا شرقيا وبابا غربيا وانى عشت الى قابل لا فعلن ذلك فلم يعش.

ترجمہ:۔ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فتح فرما دے تو میں بیت اللہ میں دو رکعت نفل پڑھوں گا جب مکہ فتح ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو حطیم میں داخل کر دیا اور فرمایا کہ یہاں پڑھو کیونکہ حطیم بیت اللہ میں سے ہے مگر تمہاری قوم نے جب بیت اللہ کی تعمیر کی تو خرچ کی کمی کی وجہ سے اس کو بیت اللہ سے باہر چھوڑ دیا اور اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت کے قریب نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کو توڑ دیتا اور اس کی بنیادوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد کو ظاہر کرتا اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور دروازہ کو زمین کے برابر کر دیتا اور اس کے دو دروازے بناتا ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف۔ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ضرور ایسا کروں گا لیکن آپ اگلے سال تک زندہ نہ رہ سکے۔

حل المشکلات: (فتح مکہ رمضان ۸ھ میں ہوا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت ۴۵ سال کی تھی اور ۱۳ھ میں آپ کی شہادت ہوئی تھی اس لحاظ سے آپ کی عمر ۵۴ سال کی ہوئی تھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

ولم يتعرّ عند الحطيم ولو لم يجد دون حتى يأتي بثوب من عند الله من الجنة
وإن سمع عذب منها فعل ذلك وأظهر قواعد الخليل وبنى البيت
على قواعد الخليل محضر من الناس وأدخل الحطيم في البيت فلا أشك
كونه أجمل وإن يكون بناء البيت على ما فعله ابن الزبير فنقض بناء
الكعبة وعاد على ما أن فإنها هدمت مرتين كان الحطيم من البيت
يطاف وراء الحطيم حتى لو دخل الشاذروان لا يجوز

ترجمہ: ... اور حطیم کے پاس ننگا نہ ہو اور اگر کپڑا نہ ملے تو ننگا طواف کرے اور اگر جنت سے کپڑا آئے تو پہنے اور اگر سنے کہ عذب جنت سے ہے تو ایسا کرے اور ظاہر کرے قواعد خلیل کو اور بنائے بیت کو قواعد خلیل پر اور حاضر ہو لوگوں کے سامنے اور داخل کرے حطیم کو بیت میں تو میں نہیں شک کرتا کہ یہ بہتر ہے اور اگر بنائے بیت اس پر ہو جو کیا ہے ابن زبیر نے تو توڑے بنائے کعبہ کو اور لوٹا دے اس کو اس پر جو تھا اس لیے کہ بنائے کعبہ دو بار توڑی گئی ہے اور حطیم بیت میں سے ہے اس لیے طواف کیا جائے گا حطیم کے پیچھے سے یہاں تک کہ اگر کوئی حطیم میں داخل ہو شاذروان میں سے تو جائز نہیں ہے

قال الشارح: ... [illegible] حطیم کے پاس ننگا نہ ہو اور اگر کپڑا نہ ملے تو ننگا طواف کرے اور اگر جنت سے کپڑا آئے تو پہنے اور اگر سنے کہ عذب جنت سے ہے تو ایسا کرے اور ظاہر کرے قواعد خلیل کو اور بنائے بیت کو قواعد خلیل پر اور حاضر ہو لوگوں کے سامنے اور داخل کرے حطیم کو بیت میں تو میں نہیں شک کرتا کہ یہ بہتر ہے اور اگر بنائے بیت اس پر ہو جو کیا ہے ابن زبیر نے تو توڑے بنائے کعبہ کو اور لوٹا دے اس کو اس پر جو تھا اس لیے کہ بنائے کعبہ دو بار توڑی گئی ہے اور حطیم بیت میں سے ہے اس لیے طواف کیا جائے گا حطیم کے پیچھے سے یہاں تک کہ اگر کوئی حطیم میں داخل ہو شاذروان میں سے تو جائز نہیں ہے

[illegible] حطیم کے پاس ننگا نہ ہو اور اگر کپڑا نہ ملے تو ننگا طواف کرے اور اگر جنت سے کپڑا آئے تو پہنے اور اگر سنے کہ عذب جنت سے ہے تو ایسا کرے اور ظاہر کرے قواعد خلیل کو اور بنائے بیت کو قواعد خلیل پر اور حاضر ہو لوگوں کے سامنے اور داخل کرے حطیم کو بیت میں تو میں نہیں شک کرتا کہ یہ بہتر ہے اور اگر بنائے بیت اس پر ہو جو کیا ہے ابن زبیر نے تو توڑے بنائے کعبہ کو اور لوٹا دے اس کو اس پر جو تھا اس لیے کہ بنائے کعبہ دو بار توڑی گئی ہے اور حطیم بیت میں سے ہے اس لیے طواف کیا جائے گا حطیم کے پیچھے سے یہاں تک کہ اگر کوئی حطیم میں داخل ہو شاذروان میں سے تو جائز نہیں ہے

لکن ان استقبل استقبل الحجیم وحده ولا یجوز لان توجیه التوجه
ثبت بنص الکتاب فلا یتادی بما ثبت بخبر الواحد احتیاطا او
الاحتیاط فی الطواف ان یکون وراء الحطیم ورمل فی الثلثة الاول فقط
من الحجر الی الحجر وهو ان یمشی سریعا او یهز فی مشیه الکتفین
کالمبارز بین الصفین ودلت مع الاضطباع وکان سببه اظهار الجلادة
للمشرکین حیث قالوا انه اهم حمی یثرب.

ترجمہ: لیکن اگر حطیم کا استقبال کرے وہ حاضر ہو تو جائز نہیں کیونکہ توجہ کا ثبوت نص کتاب سے ہے تو اس کی ادائیگی ایسی چیز سے نہیں ہو سکتی جو خبر واحد یا احتیاط سے ثابت ہو اور طواف میں احتیاط یہ ہے کہ حطیم کے پیچھے ہو کر طواف کرے اور رمل تین پہلے چکروں میں کرے حجر سے حجر تک اور رمل یہ ہے کہ تیز چلے یا کندھے ہلائے جیسے میدان میں مقابلہ کرنے والا پہلوان کرتا ہے اور رمل اضطباع کے ساتھ ہوتا ہے اور اس کا سبب مشرکین کے سامنے قوت کا اظہار ہے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ان کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔

حل لغات: حطیم: حطم سے ماخوذ ہے جس کے معنی توڑنے کے ہیں۔ یہ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کا حصہ ہے جس کی دیوار ٹوٹی ہوئی ہے۔ اضطباع: کندھا ننگا کرنا۔ رمل: تیز چلنا۔ مبارز: مقابلہ کرنے والا۔ جلادة: قوت۔

حل مشکلات: لکن ان استقبل الخ: یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا واجب ہے تو حطیم کی طرف منہ کرنے سے نماز صحیح کیوں نہیں ہوتی؟ جواب دیا کہ حکم ہے کعبہ کے کسی حصہ کی طرف۔ اور حکم بخبر واحد یا احتیاط سے ثابت ہے اور حکم جو کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے اس سے ادا نہیں ہو سکتا اس لئے حطیم کی طرف منہ کرنے سے نماز نہیں ہوگی۔ اور حکم کا ثابت ہونا بخبر واحد سے اس لئے ہے کہ حطیم بھی کعبہ کا حصہ تھا لیکن قریش نے اس کو باہر نکال دیا تھا اور یہ بات ثابت ہے جو کہ حدیث سے ثابت ہے اور حکم کا ثابت ہونا احتیاط سے اس لئے ہے کہ حطیم کا کچھ حصہ کعبہ کا ہے اور کچھ نہیں ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ حطیم کے پیچھے سے طواف کیا جائے۔ اور رمل: اس کی تفصیل یہ ہے کہ تین چکروں میں رمل کرے اور باقی چار چکروں میں عادی طور پر چلے۔ اضطباع: اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

سبب قولہ کان سببہ الخ: صحیح یہ ہے کہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو جو ۷ھ میں عمرہ کی قضا سے کہ اسی کو عمرہ حدیبیہ بھی کہتے ہیں آپ کو رمل کرنے اور کندھے ہلانے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے صحابہ رمل کرتے تھے اور دوسرے سال تک رمل کرنے کا حکم باقی رہا۔ اس کے بعد صحابہ کے درمیان عادی طور پر رمل کرنا جاری ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رمل کا سبب اظہار قوت تھا۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ حدیبیہ میں صحابہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ کعبہ کے چاروں طرف چکروں میں رمل کریں۔ فقہاء نے فرمایا کہ صحابہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ رمل کریں تاکہ مشرکین کو ان کی قوت کا پتہ چلے۔ اور یہ حال ثابت ہو جانے کے بعد اب رمل کرنا اس لئے جاری ہے۔ تاکہ آئندہ

ثم یأتی الحجر کلما بدا له وإن انسبب فی زمن النبی علیه السلام وبعد
وکلما مر بالحجر فعل ما ذکر ویستلم الرکن الیمانی وهو حسن ویختم
الطواف باستلام الحجر ثم صلی شفعا یجب بعد کل اسبوع عند
المقام او غیره من المسجد ثم عاد واستلم الحجر وخرج فصعد
الصفا واستقبل البیت وکبر وهلل وصلی علی النبی علیه السلام
ورفع یدیه ودعا بما شاء ثم مشی نحو المروة ساعیا بین المیلین
الاخضرین وصعد علیها وفعل ما فعله علی الصفا یفعل هکذا سبعا

ترجمہ: پھر حجر اسود کے پاس آئے جب بھی اس کا موقع ملے اور اگر یہ طواف نبی علیہ السلام کے زمانہ میں یا اس کے بعد کیا ہو اور جب بھی حجر اسود کے پاس سے گزرے تو یہی کرے اور رکن یمانی کا استلام کرے اور یہ مستحب ہے اور طواف کا خاتمہ حجر اسود کے استلام پر کرے پھر نماز پڑھے جو طواف کے بعد ہر ہفتہ واجب ہے مقام ابراہیم کے پاس یا مسجد حرام کے کسی حصہ میں پھر لوٹ کر حجر اسود کا استلام کرے اور وہاں سے نکل کر صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کا استقبال کرے تکبیر کہے تہلیل کہے اور نبی علیہ السلام پر درود پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر جو چاہے دعا مانگے پھر مروہ کی طرف چلے درمیان میں دو سبز نشانوں کے درمیان دوڑتا ہوا جائے اور مروہ پر چڑھے اور جو کچھ صفا پر کیا تھا وہی کچھ یہاں بھی کرے اس طرح سات مرتبہ کرے

حل اشکالات رفع حرج کے لئے خلاف سنت کرنا جائز ہے جیسے ۔۔۔ (اصل عبارت مٹ گئی ہے) ۔۔۔ سنت ہو گیا اور آج تک جاری ہے اور اس کے بغیر حج نہیں ہوتا ۔۔۔ (اصل عبارت مٹ گئی ہے) ۔۔۔ اس سے ثابت ہوا کہ ۔۔۔ (اصل عبارت مٹ گئی ہے)

(اصل عبارت مٹ گئی ہے) ۔۔۔ (اصل عبارت مٹ گئی ہے) ۔۔۔ کسی علت کے ساتھ ۔۔۔ (اصل عبارت مٹ گئی ہے) ۔۔۔ اس کے بعد

يبتدأ بالصفا ويختم بالمروة فيسعى من الصفا الى المروة شوط ثم من المروة الى الصفا شوط آخر فيكون بداية السعي من الصفا وختمه وهو السابع على المروة وفي رواية الطحاوي السعي من الصفا الى المروة ثم منها الى الصفا شوطا واحدا فيكون اربعة عشر شوطا على الرواية الثانية ويقع الختم على الصفا والصحيح هو الاول.

ترجمہ: یہ صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے یعنی صفا سے مروہ تک ایک شوط دیگر یہ ہے پھر مروہ سے صفا تک دوسرا شوط ہے تو سعی کی ابتدا صفا سے ہوگی اور ساتواں شوط مروہ پر ختم ہوگا اور امام طحاوی کی روایت میں ہے کہ سعی صفا سے مروہ تک پھر مروہ سے صفا تک یہ ایک شوط ہوا تو اس کی روایت کے مطابق چودہ شوط ہوں گے اور ختم صفا پر ہوگا لیکن صحیح یہ ہے۔ (واللہ اعلم)

حل المشکلات: رملہ: وہ ٹیلہ ہے جو اسے کہتے ہیں کہ مقام ابراہیم کے قریب ہوں ظاہر ہے کہ وہ کعبہ سے بڑھ کر نہیں لیکن مقام ابراہیم بھی وہ پتھر ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر کھڑے ہونے کی وجہ سے بلند ہو گئے ہیں ان کی اجازت نہیں کہ وہ کعبہ سے بلند ہوں۔ بلندی کیلئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کے بعد دو رکعت پڑھیں۔ قریبی معنی اور بات ہیں ہے کہ کہتے ہے تلاوت فرمائی۔ واللہ تعالیٰ من مقام ابراہیم مصلی۔ اس سے وجوب ثابت ہوا ہے۔

پھر فرمایا صفا پر چڑھے اور قبلہ کی طرف منہ کیا جب اللہ اکبر کہہ چکے تو بسم اللہ سے نکلے کہ کوہ صفا پر چڑھے یہ صفا نہیں کے ساتھ ملا ہوا ایک چھوٹا سا ٹیلہ ہے صفا کا جز یہاں پہونچ کر کھڑے ہو گئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور دونوں ہاتھ بلند کئے جیسے دعا میں بلند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور جو چاہے اللہ سے مانگے کہ دعا قبول ہوتی ہے پھر وہاں سے مروہ کی طرف چلے اس طرح جب بطن مسیل تک پہونچے پہلے سے دوڑنا شروع کر دیا اور جب اس کے دوسرے کنارہ تک پہونچ گئے تو پھر وہی طریق چال چلے جو صفا کی طرف آتے وقت چلے تھے اس طرح مروہ پر چڑھ جائے۔ اس میں بھی مروہ کی طرف منہ کیا اور دعا کی جیسے صفا پر کی تھی پھر مروہ سے اتر کر پیدل چلے جب بطن مسیل میں پہونچے تو دوڑنا شروع کر دیا جب اس سے نکل گئے تو پھر پیدل چلے اس طرح سات چکر پورے کئے ایک چکر صفا سے مروہ تک اور دوسرا مروہ سے صفا تک اور ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا۔ اس طرح صفا سے شروع ہوا اور مروہ پر ختم ہوا۔ یہ ایک شوط ہوا۔ پھر مروہ سے صفا تک یہ دوسرا شوط ہوا۔ اس طرح سات شوط ہوئے۔ ایک چکر صفا سے مروہ تک اور ایک مروہ سے صفا تک۔ اس طرح سات چکر پورے ہوئے۔

حاصل یہ ہے کہ سعی صفا سے شروع ہوتی ہے اور مروہ پر ختم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ صفا سے شروع کیا اور مروہ پر ختم کیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ صفا سے شروع کرنا واجب ہے یا سنت۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے اور دم کا واجب ہونا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور دم واجب نہیں ہوتا۔ ہمارے امام کے دلائل ہیں کہ صفا سے شروع کریں۔

ثم ۞ مكث بمكة محرما وطاف بالبيت نفلا ما شاء وخطب الامام سابع ذي الحجة وعلّم فيها الناسك وهي الخروج الى منى والصلوات والوقوف بعرفات والافاضة ثم التاسع بعرفات ثم الحادي عشر بمنى يفصل بين كل خطبتين بيوم ثم خرج غدا التروية وهي يوم الثامن من ذي الحجة سُمّي بذلك لانهم يروّون الابل في هذا اليوم الى منى۔

ترجمہ: پھر مکہ میں بحالت احرام سکونت کرے نفل طواف جس قدر چاہے کرے اور امام ساتویں ذی الحجہ کو خطبہ دے اس میں حاجیوں کو مناسک حج کی تعلیم دے اور وہ مناسک یہ ہیں منیٰ کی طرف نکلنا اور عرفات اور وقوف مزدلفہ اور منیٰ سے واپسی پھر نویں تاریخ کو عرفات میں اور گیارھویں کو منیٰ میں امام خطبہ دے اور ہر دو خطبے کے درمیان ایک دن کا فاصلہ کرے پھر دسویں تاریخ کو وہ وہاں سے نکلے اور یوم ترویہ آٹھویں ذی الحجہ کو اس کو یوم ترویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس روز عرب کے لوگ اونٹوں کو پانی پلاتے تھے۔ سرور کائنات

حل اللغات: مكث ٹھہرنا۔ بمكة مکہ میں۔ محرما احرام کی حالت میں۔ نفلا نفل طواف۔ ما شاء جس قدر چاہے کرے۔ وخطب اور خطبہ دے۔ سابع ذي الحجة ساتویں ذی الحجہ کو۔ وعلّم اور تعلیم دے۔ الناسك حاجیوں کو مناسک حج کی۔ وهي اور وہ مناسک یہ ہیں۔ الخروج نکلنا۔ الى منى منیٰ کی طرف۔ والصلوات اور نماز پڑھنا۔ والوقوف اور ٹھہرنا۔ بعرفات عرفات میں۔ والافاضة اور واپس ہونا۔ ثم التاسع پھر نویں تاریخ کو۔ بعرفات عرفات میں۔ ثم الحادي عشر پھر گیارھویں کو۔ بمنى منیٰ میں۔ يفصل بين كل خطبتين فاصلہ کرے ہر دو خطبے کے درمیان۔ بيوم ایک دن کا۔ ثم خرج پھر نکلے۔ غدا اگلے دن۔ التروية ترویہ کے۔ وهي اور وہ۔ يوم الثامن من ذي الحجة ذی الحجہ کا آٹھواں دن۔ سُمّي بذلك اس کا نام ترویہ اس لئے رکھا گیا۔ لانهم يروّون الابل کیونکہ وہ اونٹوں کو پانی پلاتے تھے۔ في هذا اليوم اس دن۔ الى منى منیٰ کی طرف۔

حل التشکلات: ۞ مكث ٹھہرنا۔ یعنی مقیم رہے۔ الخ طواف اور صلوٰۃ کے بعد کہ جس مکہ نہ کرے یہ مکروہ ہے بیٹھ جانے کے وہ جانا نہیں۔ مکہ ام القریٰ کے اعتبار میں ہے اور یہ سکونت بحالت احرام ہو کیونکہ اس کے بغیر حج کا احرام ادا نہیں ہوتا اس سے ظاہر ہے کہ حج ہونے کے بعد بھی احرام باقی رہ سکتا ہے۔ البتہ اس حدیث پر نفل طواف پر حضرات حنفیہ نے طواف کرنے والوں کے بعد صفائی کا اضافہ فرمایا ہے اس لئے کہ حج ہو گئے والے پر ایک ہی بار صفا و مروہ واجب ہوا ہے اور وہ اس نے ادا کر دیا ہے

۞ خطب خطبہ دے۔ یعنی امام الحاج سید الحرم میں ساتویں ذی الحج کو ظہر کے بعد مناسک حج کی تعلیم دیتے ہوئے خطبہ دے۔ اس میں آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر کی نماز کے بعد منیٰ کی طرف روانگی اور پھر جس میں پانچ نمازیں ایک وقت میں پڑھنے کے بعد نویں ذی الحجہ کو فجر کے بعد عرفات کی روانگی اور عرفات میں وقوف اور غروب آفتاب تک اور پھر عرفات سے مزدلفہ کی طرف واپسی اور دسویں تاریخ کو تین بڑے کنکریوں کا ایک ہی جمرہ پر مارنا اس کے درمیان خطبہ ہیں ہے

۞ وعلّم الناسك اور حاجیوں کو مناسک حج کی تعلیم دے۔ یعنی امام حج کو ان مناسک حج کی تعلیم دے جو اس خطبہ میں بیان کئے جائیں۔ وهي اور وہ مناسک یہ ہیں۔ الخروج نکلنا۔ الى منى منیٰ کی طرف۔ والصلوات اور نماز پڑھنا۔ والوقوف اور ٹھہرنا۔ بعرفات عرفات میں۔ والافاضة اور واپس ہونا۔ ثم التاسع پھر نویں تاریخ کو۔ بعرفات عرفات میں۔ ثم الحادي عشر پھر گیارھویں کو۔ بمنى منیٰ میں۔ الخ ان کے احکام بیان ہوں گے اور ان کی تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ۔ ترویہ کہتے ہیں اونٹ کو پانی پلانے کو کیونکہ اس دن حاجی لوگ منیٰ جانے کے لئے اونٹوں پر سوار ہو کر عرفات کی طرف جاتے ہیں اور اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں اس کو ترویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اونٹوں کے جسم میں پانی جمع کر لیتے ہیں تاکہ آگے عرفات میں پانی نہ ملنے کی صورت میں کام آئے۔ ترویہ کہتے ہیں مشک کو پانی سے بھر لینے کو۔ چونکہ اس دن حاجی لوگ اونٹوں کو پانی پلاتے ہیں اس لئے اس دن کا نام یوم ترویہ ہو گیا۔ بعض نے فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ ان کے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور وہ صبح تک اس میں متردد رہے کہ یہ خواب شیطانی ہے یا رحمانی اس لئے اس دن کا نام یوم ترویہ ہو گیا۔ واللہ اعلم

ومكث فيها الى فجر يوم عرفة ثم منها الى عرفات وهي موقف
الا بطن عرنة واذا زالت الشمس منه خطب الامام خطبتين كالجمعة
وعلمهم فيها المناسك وهي الوقوف بعرفة والمزدلفة ورمي الجمار و
النحر والحلق وطواف الزيارة وصلى بهم الظهر والعصر اي في وقت
الظهر باذان واقامتين وشرط الامام والاحرام فيهما فلا يجوز
العصر للمنفرد في احدهما ولا لمن صلى الظهر بجماعة ثم احرم
الا في وقته

ترجمہ: اور اس میں یوم عرفہ کی صبح تک ٹھہرے پھر وہاں سے عرفات کی طرف جائے، اور وہ پورے عرفہ کے سوا کل موقف ہے مگر بطن عرنہ۔ اور جب سورج ڈھل جائے تو امام دو خطبے دیں اور ان میں مناسک حج کی تعلیم کرے اور مناسک حج میں وقوف یوم عرفہ اور مزدلفہ میں جانا اور یعنی کنکریاں مارنا اور قربانی کرنا اور حلق اور طواف زیارت اور لوگوں کو لے کر ظہر کے وقت ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھے۔ اور اس کیلئے امام کی نیت اور احرام کے ساتھ ساتھ خطبہ پڑھنا شرط ہے۔ لہٰذا جو شخص تنہا عصر میں ہو اس کو عصر کی نماز ظہر کے وقت جائز نہیں اور اس شخص کے عصر کی نماز بھی جائز نہیں جس نے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر احرام باندھا عصر کے وقت جائز ہونے کیلئے۔

حل الکلمات: ۔ فجر یوم عرفہ: یعنی نویں تاریخ کی صبح کو۔ بطن عرنہ: عرفات کے بعد والی کچھ جگہ کا نام ہے جو ایک میدان ہے جو کہ ایک طریق دور حرم میں واقع ہے (المغرب) چنانچہ یہاں ایک مسجد بنی ہوئی ہے اور لوگوں کی طرف سے جو کہ مسجد نمرہ کے نام سے مشہور ہے۔ صحیح مسلم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے وقوف کیا ہے یہاں پر اور تمام عرفات موقف ہے اور بطن عرنہ سے پرہیز کرو۔ اس لئے کہ بطن عرنہ موقف نہیں ہے۔ خطبہ: یہ خطبہ نماز ظہر سے پہلے ہوتا ہے۔ اس میں حج کے مسائل بتائے جاتے ہیں۔ منفرد: یعنی جو جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ لمن صلی الظہر بجماعۃ: یعنی جس نے ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھ لی ہو

هذا استثناء من قوله فلا يجوز العصر وانما خص العصر بهذا الحكم لان الظهر جاز تأخيره عن وقته اما العصر فلا يجوز قبل الوقت الا بشرط الجماعة لصلوة الظهر والعصر وكونه معهما في كل واحد من الصلوتين ثم ذهب الى الوقف بقدر سنن الوقف بقدر جمل الرحمة مستقبلا ودعا بحيث علم الناس انه وقف الناس خلفه بقربه مستقبلين سامعين مقوله۔

ترجمہ: یہ قول کہ عصر کا وقت مستثنیٰ ہے اور عصر ہی کے لیے ظہر کو اس سے ملا کر قریب وقت میں جمع کرنا جائز ہے لیکن عصر کا وقت ظہر سے پہلے جائز نہیں ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ قریب دونوں نمازیں جماعت سے پڑھے اور ہر نماز دونوں نمازوں کی پڑھنے والی ہو یعنی ظہر کے ساتھ بھی جماعت ہو اور عصر کے ساتھ بھی جماعت ہو اور ہر نماز کے ساتھ وقوف کرے امام کے لیے سنن وقوف کے قدر ٹھہرنا جمل الرحمۃ پر قبلہ رو دعا کرتے ہوئے یہاں تک کہ لوگ جان لیں کہ امام نے وقوف کیا ہے اور لوگ اس کے پیچھے وقوف کیے ہوئے ہیں قریب ہی قبلہ رو ہو کر اس کے قول کو سنتے ہوئے۔

حل اللغات: اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طریقہ وقت ادا کیا ہے اس کو بیان فرمایا ہے لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ ہر نماز کے وقت ہر نماز ادا کی جائے اس سے معلوم ہوا کہ یہ نقشہ بتلانے کے لیے ہے۔ اور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس طریقہ کو ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نماز کے لیے ایک خاص وقت ہے اور ہر نماز کا وقت دوسری نماز کے وقت سے الگ ہے اور ہر نماز کا وقت دوسری نماز کے وقت سے ملا ہوا ہے اس لیے اس کو جمع تاخیر کہتے ہیں اور ظہر کی اخیر بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان فرق ہونا چاہیے ورنہ ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا اور عصر کا وقت شروع ہو جائے گا۔

قولہ ورخص لصاحب العذر الخ چونکہ اس طرح دو نمازوں کو ملا کر جمع تاخیر کرنا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں ہوتا ہے اس لیے صاحب عذر کو اس کی رخصت دی گئی ہے۔ صاحب عذر سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے عذر کی وجہ سے ہر نماز کو اس کے وقت میں نہیں پڑھ سکتا ہے۔ اس میں مسافر بھی داخل ہے اور مریض بھی۔ اور ہر ایک کے ساتھ اختلاف ظہر کی نماز رہتا ہے جیسا کہ امام ہے تو جمع کرنا جائز ہے لیکن مقتدی کے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ ایسی حالت میں مقتدی کا وقت ہی نہیں ہوتا ہے اور امام کے وقت میں پڑھنا ہے۔ اور جمع کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

قولہ وبعرفۃ الخ قولہ فی وقتہ کا مطلب یہ ہے کہ ظہر کی نماز پڑھ کر وقوف کی طرف چلے اس لیے کہ مسلم شریف وغیرہ کی روایت میں ہے کہ صاحب اسامہ رضی اللہ عنہ جب ظہر پڑھ لیتے کے بعد وقوف کی جگہ پہنچے اور تلبیہ پڑھتے رہے اور عصر کی نماز وقوف میں پڑھی۔ اور آپ ہی ماثور ہے۔ غروب آفتاب تک آپ اسی جگہ مشغول رہے۔

قولہ ورتق بالخ۔ جبل الرحمۃ کے اور عمل کی صفت ہے اس کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام وقوف میں مشغول ہو جائے۔ مگر یہ اول وقت سے پہلے عمل مسنون ہے تاکہ جماعت اور وقوف کی جگہ آنے والی بھی جمع ہو اور سنت ادا ہو جائے۔

قولہ ودفع بعد غروب الخ وقوف کے بعد یہ دوسرا عمل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یہ تھا کہ غروب کے بعد وہاں سے چل دیتے تھے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچ جاتے تھے۔

واذا غربت اتى مزدلفة وكلف موقف الاوادى محسر ونزل عند جبل قزح وصلى العشائين باذان واقامة ههنا جمع المغرب والعشاء فى وقت العشاء واعاد مغربا من اذا فى الطريق او بعرفات ما لم يطلع الفجر لا بعده فانه ان صلى المغرب قبل وقت العشاء لا يجوز عند ابى حنيفة ومحمد ويجب الاعادة ما لم يطلع الفجر فان العكر بعدم الجواز لادراك فضيلة الجمع وذا فى طلوع الفجر فاذا فات امكان الجمع سقط القضاء۔

ترجمہ۔ اور جب آفتاب غروب ہو جائے تو وہ مزدلفہ کو چلا جائے اور وادی محسر کو چھوڑ دے اور جبل قزح کے نزدیک اترے اور مغرب وعشاء کی ایک اذان اور ایک اقامت سے پڑھے یہاں پر مغرب وعشاء کی نماز عشاء کے وقت میں جمع کر دی گئی ہے۔ اور جس نے مغرب کی نماز راستہ میں اوقات میں ادا کی ہو جب تک طلوع فجر نہ ہو مغرب کی نماز کا اعادہ کرے طلوع فجر کے بعد نہیں۔ کیونکہ مغرب کی نماز عشاء کے وقت سے پہلے پڑھنے کو ہمارے امام کے نزدیک جائز نہیں اور جب تک طلوع فجر نہ ہو اس کا اعادہ واجب ہے اس لیے کہ دوسری کا حکم جمع کی فضیلت پانے کے لئے ہے۔ اور یہ جمع کی فضیلت طلوع فجر تک ہے تو جب جمع کا امکان فوت ہو گیا تو قضا ساقط ہو گئی۔

حل لغات۔ واذا غربت۔ غروب گرنا۔ ڈوبنا۔ مزدلفہ۔ جمع پر رفع یا نصب سے عین لغت کو مشہور ہے کسرہ کی وجہ سے فوت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں صلی اللہ علیہ وسلم یا دفع حتی یدفع الامام بعد ۱۲ استسلم السکینۃ جمع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سبدان عرفات میں اس طرح دیکھا کہ آپ نے سکینہ کو اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے تھے اس طرح ہاتھ پھیلانے کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سکینہ کو اپنے ناقہ کی مشکل سے تھام رکھا تھا اور فرماتے تھے کہ اے لوگو سکینہ وصیتی، اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سکینہ کو مضبوطی سے تھامنے کے لئے فرمایا ہے تو قبول ہو جاؤ۔

(حاشیہ مرتب) علیہ قولہ واذا غربت الخ۔ جب غروب شمس کے بعد مزدلفہ کی طرف چلا جائے اگر غروب آفتاب سے پہلے روانہ ہو جائے تو کچھ لازم نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ یہ خلاف سنت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غروب آفتاب کے بعد روانہ ہوئے تھے (منہ)

علیہ قولہ کلف موقف الخ۔ یعنی وادی محسر کے برابر سے مزدلفہ میں جائے اور قولہ ہے یہ وادی محسر مزدلفہ کے متصل ایک مقام ہے جو حد مزدلفہ سے گویا مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ (منہ) (تعریف مزدلفہ وابیہ)

علیہ قولہ عند جبل قزح بضم قاف وفتح زاء معجمہ وبالحاء مہملۃ لغت میں قاز کے معنی بلند کے ہیں اور بالحاء مہملہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مشعر میں ہے۔ قزح کی وجہ تسمیہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دعا فرمائی تھی اس لئے اس کو قزح کہا گیا۔ (منہ) اصل مزدلفہ میں ہے۔ یعنی مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب وعشاء کی نماز کو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جمع کر کے پڑھے۔ اس میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی جاتی ہے اگر کوئی وقت سے پہلے ہی مزدلفہ میں پہنچ جائے تو عشاء کے وقت کا انتظار کرے اور جب تک عشاء کا وقت نہ ہو جائے مغرب کی نماز نہ پڑھے اس لئے کہ جمع بین الصلوٰتین جیسے مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں مغرب کی نماز پڑھی جاتی ہے اور یہی فرمایا ہے کہ اس نے غلط کیا اس کو توبہ کرنا چاہیے اور ہمارے نزدیک مغرب اور مزدلفہ کے درمیان طلوع فجر تک جمع ہے۔ چنانچہ اگر کوئی مسافر نہ ہو تو بھی اگر حج کے لئے آیا ہے تو اس پر لازم ہے۔ کذا فی شرح جامع الصغیر لقاضی (منہ)

لانہ ان وجب القضاء فاما ان وجب قضاء نفس الصلوٰۃ فیسقط الجمع وذا لا یمکن اذ لا مثل لہ وان وجب قضاء نفس الصلوٰۃ بقدا داھا فی الوقت فکیف یجب قضاؤھا وصلی الفجر بغلس ثم وقف ودعا وھو واجب ثم رکب واذا السفرا تی منی ورمی جمرۃ العقبۃ من بطن الوادی سبعا خذفا وکبر بکل منہا وقطع تلبیتہ باولہا ثم ذبح ان شاء ثم قصر وحلقہ (یفعل ذلک) ولا شیء علیہ۔

ترجمہ: کیونکہ اگر قضا واجب ہو تو یا تو نماز کے جمیع اجزاء واجب ہوں گے یا بعض اجزاء واجب ہوں گے، اول کا احتمال نہیں ہے اور دوسرا بھی محال ہے کیونکہ بعض اجزاء کی قضا کا کوئی مثل نہیں ہے اور اگر نماز کی قضا اداء کی مثل واجب ہو تو پھر نماز کی قضا کیسے واجب ہوگی جبکہ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھے پھر کھڑے ہو کر دعا مانگے یہ وقوف کرنا واجب ہے پھر سوار ہو جائے تو سوار ہونا واجب ہے پھر منیٰ کی طرف روانہ ہو اور وادی کے بطن سے جمرۃ العقبہ کو سات کنکریاں مارے ہر کنکری مارنے کے ساتھ تکبیر کہے اور تلبیہ کو پہلی کنکری کے ساتھ منقطع کر دے پھر چاہے تو جانور ذبح کرے پھر اس کے بعد بال کترائے یا منڈوائے (اس طرح کرے) اور اس کے سوا تمام چیزیں حلال ہو جائیں۔

حل المشکلات: (وقفہ) یہ وقفہ سنت ہے فرض اور واجب نہیں ہے اور اس کا ترک کرنا دم لازم نہیں کرتا۔ (ثم رکب) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ رکوب واجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوب کا وقت جمرۃ العقبہ کی رمی کے بعد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رکوب کا وقت اس وقت ہے کہ جب کوئی سواری دستیاب ہو اور اگر سواری دستیاب نہ ہو تو پیدل چلنا بھی جائز ہے۔ (ثم ذبح) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ذبح کا وقت رمی کے بعد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذبح کا وقت اس وقت ہے کہ جب کوئی سواری دستیاب ہو اور اگر سواری دستیاب نہ ہو تو پیدل چلنا بھی جائز ہے۔ (ثم قصر) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قصر کا وقت ذبح کے بعد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قصر کا وقت اس وقت ہے کہ جب کوئی سواری دستیاب ہو اور اگر سواری دستیاب نہ ہو تو پیدل چلنا بھی جائز ہے۔ (وحلقہ) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حلق کا وقت ذبح کے بعد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حلق کا وقت اس وقت ہے کہ جب کوئی سواری دستیاب ہو اور اگر سواری دستیاب نہ ہو تو پیدل چلنا بھی جائز ہے۔ (یفعل ذلک) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حلق کا وقت ذبح کے بعد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حلق کا وقت اس وقت ہے کہ جب کوئی سواری دستیاب ہو اور اگر سواری دستیاب نہ ہو تو پیدل چلنا بھی جائز ہے۔ (ولا شیء علیہ) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حلق کا وقت ذبح کے بعد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حلق کا وقت اس وقت ہے کہ جب کوئی سواری دستیاب ہو اور اگر سواری دستیاب نہ ہو تو پیدل چلنا بھی جائز ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۱ سے) فرمایا ان وجب الخ (اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نماز ظہر کی قضا طلوع آفتاب کے بعد واجب ہو جو کہ اس نے اس کے وقت میں نہیں پڑھی تھی) اصلیت جمع میں بعض اجزاء کی ہوگی جو کہ ناممکن ہے کیونکہ بعض اجزاء کی قضا نہیں ہوتی اور یہاں اس اصلیت کی کوئی مثل نہیں پائی جاتی اس لئے اداء کی مثل بھی نہیں ہے۔ (اور اگر مثل اداء کو قضا کرے گا تو یہ غیر معقول بات ہے اس لئے کہ ہم نے کہا ہے کہ قضا اداء کی مثل ہوتی ہے کہ جب وقت کے اندر اداء کی جائے۔ (باقی صفحہ آئندہ پر)

ثم طاف للزيارة يوما من ايام النحر سبعة بالرمل وسعي ان كان سعى قبل والا فعلهما ووقتها بعد طلوع فجر يوم النحر وهو فيه افضل الى آخر يوم النحر وحل له النساء فان اخره عنها كره الى عن ايام التشريق ودم ثم الى بقائي.

ترجمہ: پھر ایام نحر میں سے کسی دن سات بار رمل کے ساتھ طواف زیارت کرے اور اگر پہلے سعی نہ کی ہو تو رمل اور سعی کرے اور طواف زیارت کا وقت طلوع فجر یوم النحر کے بعد ہے اور وہ اس میں افضل ہے یوم النحر کے آخر تک اور طواف زیارت کے بعد اس کے لئے عورتیں حلال ہو جاتی ہیں اور طواف زیارت کو بلا عذر ایام تشریق تک مؤخر کرنا مکروہ ہے اور دم واجب ہو جاتا ہے۔ پھر طواف زیارت کے بعد بقیہ کی طرف لوٹے گا۔

حل المشکلات: (ثم طاف للزيارة) طواف زیارت کا رکن ہونا اور فرض ہونا اجماعی ہے اور اس کے وقت کی ابتداء تو اس میں ہر ایک کے نزدیک طلوع فجر یوم النحر سے ہے اور انتہاء کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے ہمارے نزدیک ایام نحر کے آخر تک وقت ممتد ہے اور ایک روایت امام مالک رحمہ اللہ سے بھی یہی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ایام نحر کے ساتھ مختص ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر ایام نحر میں طواف زیارت نہ کیا تو دم لازم ہو جاتا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر ایام تشریق میں طواف زیارت نہ کیا تو دم لازم ہو جاتا ہے۔ ان کا استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے ہے جس میں ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حیض میں مبتلا ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید یہ ہمیں روکنے والی ہے (یعنی سفر سے) تو عرض کیا گیا کہ انہوں نے طواف زیارت کر لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کوچ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ طواف زیارت کے بعد حیض آنے سے کوچ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ ہماری دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تمہارا طواف وداع کا ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ می

وبعد زوال ثانی النحر رمی الجمار الثلث بدأ بما یلی المسجد الی مسجد الخیف ثم مما یلیہ ثم بالعقبۃ سبعا سبعا وکبر بکل حصاۃ ووقف بعد رمی بعدہ رمی فقط ای یقف بعد الرمی الاول وبعد الثانی لا بعد الثالث ولا بعد رمی یوم النحر ودعا ثم عند الکل ثم بعدہ وکذا الثالث ان مکث وھو احب وان قدم الرمی فیہ ای فی الیوم ابرائح علی الزوال جاز وکرہ

النفر قبل طلوع فجر الیوم الرابع

ترجمہ: اور (امام) تحریک کرے دوسرے دن زوال شمس کے بعد تینوں جمروں کی رمی کرے اور رمی کا اس طرح ہے کہ شروع کرے مسجد سے جو مسجد خیف سے متصل ہے پھر اس سے جو متصل ہے پھر عقبہ پر رمی کرے ہر ایک جمرہ میں سات سات کنکریاں مارے اور ہر ایک کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے۔ اور ہر رمی کے بعد رمی سے پہلے اس جمرہ کے پاس ٹھہرے یعنی رمی اول اور رمی ثانی کے بعد ٹھہرے گا۔ کیونکہ رمی ثالث کے بعد دسویں کی رمی کے بعد اور دعا کیلئے پھر آئندہ وکل ایام تشریق کے بعد بھی ہر رمی کے بعد ٹھہرے گا اگر اس میں ٹھہرنا پسند ہے اور اگر چاہے تو رمی کو زوال سے مقدم کرے تو جائز ہے اور چوتھے دن کے طلوع فجر سے پہلے مکروہ ہے۔

حل التشکلات: (قولہ مر گذشتہ) یعنی قولہ وجب دم۔ (قولہ ابرائح) یعنی ایام تشریق کے بعد ہر ایک جمرہ کی زیارت کرنا واجب تھا لیکن واجب تحریکی ہوگیا بعد دم واجب ہوا اس وجہ سے

المفرد وحالق ومقصر واعتمر وأتاه آت فقال طفت بالبيت وصليت
خلف المقام ركعتين أيجزيه أن يطوف بين الصفا والمروة أشواطا
ويسعى بينهما ويلبي وهو محرم بالعمرة ثم يقصر ويحلق ويركب
ويذهب إلى منى بالحج ثم طاف لحجه سبعة أشواط ولم يسع
ويسعى وهو راجع من منى على أهل مكة ثم شرب من زمزم وقبل الفجر و
وضع رأسه ونام على المزدلفة وهو ما بين العقبة والجبل۔

ترجمہ: ... اگر کسی حاجی نے عمرہ کا احرام باندھا اور طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی اور عمرہ کا تلبیہ پڑھتا رہا اور بال کٹوا کر احرام کھول دیا اور سوار ہو کر منیٰ کی طرف چلا گیا اور حج کا احرام باندھ لیا اور سات چکر طواف کے کئے اور سعی نہیں کی اور عرفات سے واپس آ کر مکہ والوں پر طواف زیارت کیا اور زمزم کا پانی پیا اور قبل فجر کے سو گیا اور مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان سو گیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔

حل اشکالات: ... قولہ: ... یہ مسئلہ اس حاجی کے متعلق ہے جو عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ آیا اور طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی اور عمرہ کا تلبیہ پڑھتا رہا اور بال کٹوا کر احرام کھول دیا اور سوار ہو کر منیٰ کی طرف چلا گیا اور حج کا احرام باندھ لیا اور سات چکر طواف کے کئے اور سعی نہیں کی اور عرفات سے واپس آ کر مکہ والوں پر طواف زیارت کیا اور زمزم کا پانی پیا اور قبل فجر کے سو گیا اور مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان سو گیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔

قولہ: ... یہ مسئلہ اس حاجی کے متعلق ہے جو عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ آیا اور طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی اور عمرہ کا تلبیہ پڑھتا رہا اور بال کٹوا کر احرام کھول دیا اور سوار ہو کر منیٰ کی طرف چلا گیا اور حج کا احرام باندھ لیا اور سات چکر طواف کے کئے اور سعی نہیں کی اور عرفات سے واپس آ کر مکہ والوں پر طواف زیارت کیا اور زمزم کا پانی پیا اور قبل فجر کے سو گیا اور مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان سو گیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔

قولہ: ... یہ مسئلہ اس حاجی کے متعلق ہے جو عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ آیا اور طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی اور عمرہ کا تلبیہ پڑھتا رہا اور بال کٹوا کر احرام کھول دیا اور سوار ہو کر منیٰ کی طرف چلا گیا اور حج کا احرام باندھ لیا اور سات چکر طواف کے کئے اور سعی نہیں کی اور عرفات سے واپس آ کر مکہ والوں پر طواف زیارت کیا اور زمزم کا پانی پیا اور قبل فجر کے سو گیا اور مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان سو گیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔

وتثبت بالاستار ساعة ويدعو مجتهدا او يبكي ويرجع فيقف حتى يخرج من المسجد وليسقط ذوائف القدوم عمن وقف بعرفة قبل دخول مكة ولا شئ عليه بتركه اذ لا يجب عليه شئ بترك السنة ومن وقف بعرفة ساعة من زوال يوم النحر الى طلوع فجر يوم النحر او اجتاز بائما او مغمى عليه او اهل عنه فقد تم حجه وان وقف بها عرفة صح ومن لم يقف بها فاتت حجه فطاف وسعى وتحلل ونفى من قابل هذا لمن احرم ولم يدرك الحج والمرأة كالرجل لكنها لا تكشف رأسها بل وجهها ولو استدلت شيئا عليه وجافته عنه صح ولا تلبى جهرا ولا تسعى بين الميلين ولا تحلق بل تقصر وتمسس الخيط ولا تقرب الحجر في الزحام.

ترجمہ ..... اور کنکر کے برابر کھجور وغیرہ دیر کرکے رکھے اور اگر وہ دانے کسی سائبان پر گر کر وہاں سے ڈھلک کر نیچے گر پڑے تو کچھ حرج نہیں ہے اور جو شخص کنکریاں پھینکنے سے عاجز ہو وہ دوسرا شخص کنکریاں پھینکے اور اس کی طرف سے پھینکنا درست ہے اور اس کی طرف سے بھی جو بیمار ہو اور اس کی طرف سے بھی جو نابالغ ہو اور اس کی طرف سے بھی جو مرگیا ہو اور اس کی طرف سے بھی جو بیہوش ہو اور اس کی طرف سے بھی جو مغلوب العقل ہو اور اس کی طرف سے بھی جو مرگیا

وحسن لا يصح نسكا لا الطواف في المسجد ولا يجوز لها نفض رجوعه وهو

بعد ركعتيه نسخ طواف الصدر اي ينفض بعد الوقوف بعرفة وطواف الزيارة

يسقط طواف الوداع واعلم ان الاحرام قد يكون سوقا بعدي فاما ان يتبعه

نقاش من قتل بعيرا نذرا او جزاء صيدا او نحوه.

ترجمہ:۔ طواف کا حسن اقبال اگر حج میں کر لیا ہو تو طواف وداع ساقط ہو جاتا ہے اور طواف زیارت ساقط نہیں ہوتا اور طواف صدر کے بعد عورت کے لئے نفر جائز نہیں ہے

كالدية، أو جبه بسبب جناية في الحرم أو صيد يريد الحج وبعث به سقط
أي بعث بالبدنة ليذبحها ونوجه معها بقية الإحرام فلما أحرم مر في بعض
الطريق بربط قلادة على عنق البدنة فيصير به محرما كما بالتلبية ولو استغرقها
أي شق سنامها ليعلم فهذا هدي أو جعله أي القى الحبل على ظهرها أو قلد
شاة لا وقد الوبعث بدنة وتوجه حتى يتحقق كان لم يتوجه مع البدنة
ولم يسقها بل بعثها لا يصير محرما حتى يلحقها فإذا لحقها يصير محرما ولا يشترك
من الإبل والبقر هدي عند أبي حنيفة إلا في بدنة من الإبل فقط.

ترجمہ: [illegible] کسی حد کے سبب [illegible] یا حرم میں جنایت کے سبب [illegible] یا شکار کے سبب [illegible] حج کے لیے [illegible] بھیجا اور [illegible] ساتھ بھیجا [illegible] پھر [illegible] کسی راستے میں [illegible] قلادہ باندھ دیا [illegible] اس کے ساتھ محرم ہو گیا [illegible] تلبیہ کے ساتھ [illegible] اور اگر [illegible] اس کو پھاڑ دیا [illegible] یعنی اس کی کوہان کو [illegible] تاکہ [illegible] یہ ہدی ہے [illegible] یا اس پر رسی ڈال دی [illegible] یا بکری کا قلادہ باندھ دیا [illegible] پھر [illegible] اور [illegible] کے ساتھ [illegible] نہ گیا [illegible] تو [illegible] محرم نہیں ہوا [illegible] جب تک [illegible] کے ساتھ نہ جا ملے [illegible] جب جا ملے گا تو [illegible] محرم ہو جائے گا [illegible] اونٹوں اور گایوں میں [illegible] ہدی ہے [illegible] اونٹ کی بدنہ میں [illegible] صرف۔

حل لغات: [illegible] بدنہ [illegible] اونٹ [illegible] گائے [illegible] بھیڑ [illegible] بکری [illegible] ہدی [illegible] قربانی کا جانور [illegible] بعث [illegible] بھیجنا [illegible] قلادہ [illegible] ہار [illegible] تلبیہ [illegible] لبیک پکارنا [illegible] اشعار [illegible] کوہان کو پھاڑنا [illegible] تقلید [illegible] ہار ڈالنا [illegible] سنام [illegible] کوہان [illegible] حبل [illegible] رسی [illegible] شاۃ [illegible] بکری [illegible] سقی [illegible] پانی پلانا [illegible] اشتراک [illegible] شریک ہونا [illegible] ظہر [illegible] پیٹھ [illegible] ذبح [illegible] ذبح کرنا [illegible] سوق [illegible] ہانکنا [illegible] احرام [illegible] حج یا عمرہ کی نیت کرنا [illegible] میقات [illegible] وہ جگہ جہاں سے احرام باندھا جائے [illegible] تلبیہ [illegible] لبیک پکارنا [illegible] اشعار [illegible] کوہان کو پھاڑنا [illegible] تقلید [illegible] ہار ڈالنا [illegible] سنام [illegible] کوہان [illegible] حبل [illegible] رسی [illegible] شاۃ [illegible] بکری [illegible] سقی [illegible] پانی پلانا [illegible] اشتراک [illegible] شریک ہونا [illegible] ظہر [illegible] پیٹھ [illegible] ذبح [illegible] ذبح کرنا [illegible] سوق [illegible] ہانکنا [illegible] احرام [illegible] حج یا عمرہ کی نیت کرنا [illegible] میقات [illegible] وہ جگہ جہاں سے احرام باندھا جائے [illegible] [illegible] [illegible]

بابُ القِران والتمتُّع

القِران افضل مطلقاً اى افضل من التمتع والإفراد وهو ان يحرم بحج وعمرة من الميقات معاً او الاهلال رفع لصوت بالتلبية ويقول بعد الصلوة اى بعد الشفع الذى يصلى مريداً للاحرام اللهم ان اريد الحج والعمرة فيسرهما لى وتقبلهما منى وطاف لعمرة سبعة يرمل فى الثلثة الاول ويسعى بلا حلق ثم يحج كما عرفت فى طواف وسعى لهما كرد

ترجمہ: باب حج قران اور حج تمتع کے بیان میں قران مطلقاً افضل ہے تمتع اور افراد سے افضل ہے اور قران یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ کی نیت سے (دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھے) اکٹھے احرام باندھنے کو کہتے ہیں کہ جس کا طریقہ یہ ہے کہ فرض کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے جس کے بعد بلند آواز سے تلبیہ پڑھے اور احرام کی نیت کرے (نیت اس طرح کرے) اے اللہ میں حج اور عمرہ کرنا چاہتا ہوں تو دونوں کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور دونوں کو میری طرف سے قبول فرما لیجئے اور عمرہ کے لئے سات چکر طواف کرے (پہلے تین چکروں میں رمل کرے باقی سب میں نہیں) اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے حلق نہ کرے پھر حج کرے جیسا کہ طواف اور سعی کے بارے میں گزر چکا ہے۔

حل مشکلات: یہ کتاب الحج کا تیسرا باب ہے جس میں حج قران اور حج تمتع کے احکام بیان ہوں گے حج تین قسم کا ہوتا ہے ایک حج افراد، ایک حج قران اور تیسرا حج تمتع ہے جس کا بیان ہو چکا ہے اب باقی دو قسموں کے احکام بیان کرتے ہیں قران اور تمتع دونوں کی صورتیں قریب قریب ایک جیسی ہیں اس لئے ایک ہی باب میں بیان کر دیئے ہیں مناسب تو یہ تھا کہ ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا جاتا کہ پہلے قران کے حج اور عمرہ کے احکام بیان ہوتے پھر تمتع کے حج اور عمرہ کے احکام بیان ہوتے لیکن ایسا کرنے سے ایک ہی بات کو دو جگہ بیان کرنا پڑتا اس لئے ایک ہی جگہ دونوں کو بیان کر دیا گیا ہے۔

قران کے حج کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو کر پہلے عمرہ کرے یعنی طواف کرے اور سعی کرے پھر حلق نہ کرے بلکہ احرام باندھے رہے اور حج کے دنوں میں حج کے تمام ارکان ادا کرے اور حج کے بعد حلق کروا کے احرام کھولے تو یہ قران کی صورت ہے اور اگر حج کے دنوں میں حج کے ارکان ادا کرنے سے پہلے عمرہ کے ارکان ادا کر لے تو یہ تمتع کی صورت ہے۔

حج قران کی افضلیت کی دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران ادا فرمایا ہے اور حضور کا ہر کام افضل ترین ہوتا ہے روایات میں اس کی صراحت ہے کہ حضور نے حج قران کیا تھا اسی لئے صحابہ اور تابعین میں سے اکثر حضرات نے حج قران ہی کیا ہے۔

قولہ فرد وہ ان یہل الخ: یہاں سے حج کی تین قسموں کو بیان کرنا شروع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حج افراد وہ حج ہے جس میں آدمی میقات سے صرف حج کا احرام باندھے یہاں پر عبارت کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ حج قران اور حج تمتع کرنے والا پہلے کیا کرے گا اور بعد میں کیا کرے گا اس کو بیان کرنے کی ضرورت ہے؟ حج افراد کی نہیں۔

قولہ واولہ طوافہ الخ: مستقل جملہ ہے اس پر واو عطف کیسے ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جملہ قران میں داخل ہے تقدیر عبارت یوں ہے ویسن بلا حلق ثم یحج کما عرفت فی طواف وسعی لہما کرد

ای یطوف اربعۃ عشر شوطا بسبعۃ للعمرۃ وسبعۃ للطواف القدوم للحج ثم یسعی لهما وانما کرہ لانہ اخر سعی العمرۃ وقدم طواف القدوم وذلک للقران بعد ذلک یوم النحر وان عجز صام ثلثۃ اخرها عرفۃ وسبعۃ بعد ما جعۃ حین شاء ای بعد ایام التشریق فان وقد قبل لعمرۃ بطلت ای العمرۃ وقضیت.

ترجمہ: اس صورت میں کہ عمرہ کے لئے اور حج کے لئے علیحدہ علیحدہ سفر کرے یہ مکروہ ہے بلکہ یک سفر کرے اور حج کے لئے میقات سے احرام باندھے اور عمرہ کے لئے حل سے احرام باندھے اور عمرہ کے لئے چودہ شوط طواف کرے سات عمرہ کے لئے اور سات طواف قدوم کے لئے پھر سعی کرے ان دونوں کے لئے اور یہ مکروہ ہے اس لئے کہ اس نے عمرہ کی سعی کو موخر کر دیا اور طواف قدوم کو مقدم کر دیا اور یہ اس لئے کہ قارن کے لئے ہے اگر وہ یوم النحر کے بعد قران کرے حج کے ساتھ اور اگر حج کے دنوں میں عاجز ہو جائے تو تین روزے رکھے جن میں آخری روزہ عرفہ کا ہو اور سات روزے جب چاہے رکھے جب ایام تشریق سے فارغ ہو جائے اور اگر کسی نے کہا کہ عمرہ باطل ہو گیا تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ عمرہ سے پہلے وقف فرض کیا اور عمرہ باطل ہو جاتا اور وہ قضا کرے گا۔

اصل مشکلات: اس عبارت اور اس کے بعد کی عبارت میں جن مسائل کا ذکر ہے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی شخص اگر حج اور عمرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ سفر کرے اور زمانہ کے لحاظ سے بھی ایسا کرنا ممکن ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے اور اس کو چاہئے کہ حج کے لئے میقات سے احرام باندھے اور عمرہ کے لئے حل سے احرام باندھے اور عمرہ کے لئے چودہ شوط طواف کرے سات عمرہ کے لئے اور سات طواف قدوم کے لئے پھر سعی کرے ان دونوں کے لئے اور یہ مکروہ ہے اس لئے کہ اس نے عمرہ کی سعی کو موخر کر دیا اور طواف قدوم کو مقدم کر دیا اور یہ اس لئے کہ قارن کے لئے ہے اگر وہ یوم النحر کے بعد قران کرے حج کے ساتھ اور اگر حج کے دنوں میں عاجز ہو جائے تو تین روزے رکھے جن میں آخری روزہ عرفہ کا ہو اور سات روزے جب چاہے رکھے جب ایام تشریق سے فارغ ہو جائے اور اگر کسی نے کہا کہ عمرہ باطل ہو گیا تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ عمرہ سے پہلے وقف فرض کیا اور عمرہ باطل ہو جاتا اور وہ قضا کرے گا۔

ف: قولہ فان الخ سے یہ بتایا کہ اگر اس نے ایک سال حج کرنے میں عمرہ چھوڑ دیا اور دوسرے سال عمرہ کرنے کے لئے گیا تو اس کو چاہئے کہ عمرہ کے لئے میقات سے احرام باندھے اور عمرہ کے لئے چودہ شوط طواف کرے سات عمرہ کے لئے اور سات طواف قدوم کے لئے پھر سعی کرے ان دونوں کے لئے اور یہ مکروہ ہے اس لئے کہ اس نے عمرہ کی سعی کو موخر کر دیا اور طواف قدوم کو مقدم کر دیا اور یہ اس لئے کہ قارن کے لئے ہے اگر وہ یوم النحر کے بعد قران کرے حج کے ساتھ اور اگر حج کے دنوں میں عاجز ہو جائے تو تین روزے رکھے جن میں آخری روزہ عرفہ کا ہو اور سات روزے جب چاہے رکھے جب ایام تشریق سے فارغ ہو جائے اور اگر کسی نے کہا کہ عمرہ باطل ہو گیا تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ عمرہ سے پہلے وقف فرض کیا اور عمرہ باطل ہو جاتا اور وہ قضا کرے گا۔

ووجب دم الرفق وسقط دم القران والتمتع افضل من الافراد وهو ان

يحرم بعمرة من الميقات في اشهر الحج ويطوف ويسعى ويحلق او يقصر

ويقطع التلبية في اول طوافه اي في اول طوافه للعمرة ثم احرم بالحج

يوم التروية وقبله افضل وحج كما مفرد الا انه يرمل في طواف الزيارة

ويسعى بعده ولانه اول طوافه للحج بخلاف المفرد لانه قد سعى مرة۔

ترجمہ: اور رفقہ واجب ہوگا اور دم قران ساقط ہو جائے گا اور تمتع افضل ہے افراد سے اور وہ یہ کہ
کسی میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور طواف و سعی کرے اور حلق یا قصر کرے اور عمرہ کے اول طواف میں
تلبیہ قطع کر دے پھر یوم ترویہ کو حج کا احرام باندھے اور یوم ترویہ سے پہلے احرام باندھنا افضل ہے اور قارن مفرد
کی طرح حج کرے مگر تلبیہ کہنا قارن طواف زیارت میں روک دے اور اس کے بعد سعی کرے کیونکہ حج کے لیے اول طواف
ہے بخلاف مفرد کے کیونکہ اس نے ایک مرتبہ سعی کر چکا ہے۔

حل اشکالات (قصر مکہ سے) جیسے خود بال منڈانا افضل ہے مگر عورتوں کو قصر کرانا ہی افضل ہے تو مالی سے عاجز ہونے کی سارے
ایام حج میں، کیونکہ حلق مثلہ ہے اگر ہر حج کے وقت ہو جائے تو عورت بدصورت ہو جائے گی اس کی وجہ سے شوہر کو نفرت ہو جائے گی
قصر یا بال تراشنا اس کا قائم مقام ہے جیسے مرد کا حلق قائم مقام ہے قصر کا، اب اس کا وقت زمانہ احرام میں ہو گیا تو جب بال نوت ہو گیا
تو اس وقت کا فدیہ دینا واجب ہوا۔

(قولہ خود یہاں وقت آخر یعنی حج قران کرنے والا عمرے کے افعال سے فارغ ہو اور احرام باندھے ہوئے دن حج حال
ہونے کے بعد وقوف کرنے والوں کا عمرہ حال ہو گیا اس کی ضرورت اس لیے ہے کہ اس نے کہا تھا کہ حج شروع کیا اور سب عمرہ
کرنے والے واپس ہو گئے اور حج باقی ہو تو اس کی قضا واجب ہو گی اور حکم اس وقت ہے جب وقوف عرفہ کے بعد
حصے ہو گیا ہو اور اگر عمرہ کے طواف میں بیمار ہو گیا تو اس سے وقوف کر کے اس کا عمرہ باطل ہو گیا۔
کا یوم ہو کر رہے گا کہ کیونکہ کذا فی البحر)

(حاشیہ مرتب) قولہ واجب ہو گا دم رفق ۔ اس لفظ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بعض عمرہ کا ترک کرنا جائز ہے کہ
سے اس پر دم لازم ہو گا، لیکن یہ ساقط ہو جاتا ہے دم رفق ساقط ہو گیا اس نے کہا ہے کہ جس کا عمرہ فوت ہو گیا ہو تو وہ حج
ملا دے گا یا نہیں ملا دے گا یہ ہے کہ ملا دے یا حج ہی نہیں ہوا ہے

(قولہ تمتع افضل ہے) وجہ یہ ہے کہ تمتع میں زیادہ مشقت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر حج یعنی طواف و وقوف
اور زیادہ اجر ہے جیسا کہ عمرہ کے لیے احرام باندھنا اور عمرہ ادا کرنے کے احرام اتارنے سے، پھر یوم ترویہ کو حج کا احرام باندھے
احرام باندھ کر حج ادا کرے یہ تمتع کی افضلیت ہے اگر حج کے احرام میں ایک عمرہ میں کئی عبادت ہوتے ہیں اور
میں دو عبادت تو ہیں لیکن ہو گا تمتع ہی، مثلاً عمرہ کے بعد احرام باندھ کر کئی عبادت ہوتے ہیں اور حج کے احرام میں
کی فضیلت معلوم ہوا اگر کوئی رمضان میں عمرہ کیا اور رمضان میں حج کیا تو تمتع ہو گیا اور اگر رمضان میں احرام باندھا
اور دوسرے دن رمضان میں لوٹ کیا تو تمتع نہیں ہو گا کیونکہ حج کے مہینوں میں عمرہ کیا، اس حال میں کہ حج کا وقت آ گیا تھا
تمتع نہیں ہو گا۔

(قولہ قارن طواف زیارت میں رمل نہ کرے) یعنی مفرد کی طرح حج کرے یعنی احرام باندھ کر طواف قدوم کرے اور رمل
کرے اور سعی کرے اور وقوف عرفہ کرے اور طواف زیارت کرے اور رمل نہ کرے اور سعی نہ کرے کیونکہ اس نے پہلے سعی کر لی ہے
اور طواف زیارت میں رمل اور سعی اس لیے ہے کہ یہ حج کا پہلا طواف ہے اور قارن نے پہلے طواف میں رمل اور سعی کر لی ہے
اس لیے اس کو دوبارہ رمل اور سعی کرنا نہیں ہے۔

وان هذا ممنوع بعد الاحرام لعدم طواف وسعي قبل ان يروح الى عرفات ولا يمنع بعده لانه قد اتى بذلك مرة وذكر

ولم تجب الاضحية عنه وان عجز صام كالقران وجاز صوم التشريق بعد احرام الاداء وتاخيره واجب اعلم ان اشهر الحج وقت لصوم الثلثة لكن بعد تحقق سببه وهو الاحرام وكذا في القران لكن التاخير افضل وهو ان صوم ثلثة متتابعة آخرها عرفة وان شاء السبت وهو افضل احرم وان هدي وهو اول من تود وقد لبدنة وهو اول من التحلل.

ترجمہ اور اگر صحیح نہ پائے تمتع والا روزے رکھنا حج کے لیے طواف اور سعی سے پہلے اگر کرے تو فوت ہو گیا حج اس کا اور اس پر لازم ہے کہ آئندہ سال حج کرے اور قربانی کرے اگر قدرت ہو اور اگر قدرت نہ ہو تو روزے رکھے اور اگر روزے بھی نہ رکھ سکے تو قرض رہے گا اس کے ذمہ جب تک ادا نہ کرے اور اگر مر جائے تو اس کے ولی پر لازم ہے کہ اس کی طرف سے روزے رکھے یا صدقہ دے ہر روزہ کے بدلے ایک صاع گندم کا اور اگر کوئی جنایت کرے احرام میں تو اس پر لازم ہے کہ اس طرح کرے جس طرح کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اگر کوئی شخص مر جائے اور اس نے وصیت کی ہو حج کی تو اس کے ولی پر لازم ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو اس پر لازم نہیں ہے کہ اس کی طرف سے حج کرے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ حج کے مہینے جن میں حج ادا ہو سکتا ہے شوال، ذیقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ ان مہینوں میں حج کا احرام باندھنا صحیح ہے اور اس کے ادا کرنے کا وقت بھی یہی ہے۔ اور اس کے سبب کا تحقق احرام کے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی جب کوئی شخص احرام باندھ لے تو اس پر حج لازم ہو جاتا ہے اور اس کے ادا کرنے کا وقت بھی شروع ہو جاتا ہے۔ اور یہی حکم قران کا ہے لیکن قران میں حج کا احرام میقات سے باندھنا افضل ہے اور تمتع میں افضل یہ ہے کہ حج کا احرام مکہ سے باندھے۔ اور تمتع والے پر تین روزے رکھنا متتابع واجب ہے آخری روزہ عرفہ کا ہو یا اس کے بعد کا۔ اور افضل یہ ہے کہ ساتویں ذی الحجہ کو احرام باندھے اور اگر قربانی کرے تو پہلے قربانی کرے پھر حلق کرے اور اگر حلق کرے پہلے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حل مسئلہ آیت۔ اس آیت میں حج کے مہینوں کا بیان ہے۔ اور یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ حج کا احرام ان مہینوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں باندھنا صحیح نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھنا ہی حج کے وقت کا شروع ہونا ہے۔ اور یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھنا ہی حج کے سبب کا تحقق ہونا ہے۔ یعنی جب کوئی شخص حج کا احرام باندھ لے تو اس پر حج لازم ہو جاتا

أي التجليل جائز لكن التقليد أولى منه ولا يدل هذا على أنه يصير بالتجليل مُحرِمًا فإنه قد مر تبيّن هذا الباب أنه لا يصير بالتجليل محرمًا بل لابد من التلبية أو فعل يقوم مقامها وهو التقليد وكذا الإشعار وهو شق سنامها من الأيسر وهو الأشبه أي الأشبه بالصواب فإن النبي عليه السلام قد طعن في جانب اليسار قصدًا وفي جانب الأيمن اتفاقًا وأبو حنيفة رحمه الله يأكل هذا الضرع لأنه مُثْلَةٌ وإنما فعله النبي عليه السلام لأن المشركين كانوا لا يمتنعون عن تعرضه إلا بهذا.

ترجمہ:۔ یعنی تجلیل جائز ہے لیکن تقلید اس سے اولیٰ ہے اور مسئلہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ تجلیل سے قارن ہو جاتا ہے اس لئے کہ احرام سے پہلے گذر چکا ہے کہ نفس سے قارن نہیں ہوتا مگر تلبیہ یا کوئی ایسا کام جو تلبیہ کے قائم مقام ہو اور وہ تقلید ہے اور اسی طرح اشعار ہے اور اشعار کہتے ہیں کوہان کی دائیں جانب سے شق کرنا اور یہی اشبہ بالصواب ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے قصداً بائیں جانب میں شق کیا ہے اور یہی جانب اتفاقاً کیا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس ضرع کو کھاتے ہیں اس لئے کہ یہ مُثلہ ہے اور نبی علیہ السلام نے اس کو نفس اس لئے کیا کہ اس فعل کے ساتھ مشرکین کی ایذا سے ممانعت کر دیں۔

حل اشکالات: (قولہ وکذا الخ) یہ ایک دوسرا مسئلہ ہے کہ اس کے بھی اس عنوان کے ذیل ہونے کی وجہ پر بحث کی جائے گی (قولہ وهو الأشبه الخ) اس کا عطف بھی مسئلہ اور اس میں بھی بحث ہے کہ اشبہ کے مقابل میں بالمقابلہ ہونے پر دلالت کرتا ہے یا نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک احتمال ہے اور اگر اس وجہ سے ہو تو پھر اشبہ کو اس میں ترجیح کے لئے ذکر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ (قولہ فإن النبي عليه السلام الخ) اس کا عطف بھی مسئلہ اور اس میں بھی بحث ہے کہ اشبہ کے مقابل میں بالمقابلہ ہونے پر دلالت کرتا ہے یا نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک احتمال ہے اور اگر اس وجہ سے ہو تو پھر اشبہ کو اس میں ترجیح کے لئے ذکر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ (قولہ وإنما فعله النبي عليه السلام الخ) اس کا عطف بھی مسئلہ اور اس میں بھی بحث ہے کہ اشبہ کے مقابل میں بالمقابلہ ہونے پر دلالت کرتا ہے یا نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک احتمال ہے اور اگر اس وجہ سے ہو تو پھر اشبہ کو اس میں ترجیح کے لئے ذکر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

(وهذا خلاف ما في الهداية) فإنه ذكر هناك أن التقليد سنة بالاتفاق وهنا أن التقليد أولى من التلبية وهذا يدل على أن التقليد ليس بسنة بل هو أولى من التلبية وهي ليست بسنة فكذا التقليد وهذا يدل على أن التقليد ليس بسنة بل هو أولى من التلبية وهي ليست بسنة فكذا التقليد

(قوله وكذا الإشعار الخ) اعلم أن في الإشعار كلامًا طويلًا بين الأئمة الأعلام في أنه هل هو جائز أو لا وهل هو من المثلة أو لا وهل هو من الجاهلية أو لا وهل هو منسوخ أو لا وهل هو خاص بالإبل أو يجوز في البقر أيضًا وهل هو خاص بالهدي أو يجوز في الأضحية أيضًا وهل هو خاص بالقارن أو يجوز للمفرد أيضًا وهل هو خاص بالمتمتع أو يجوز للمفرد أيضًا وهل هو خاص بالمحرم أو يجوز للحلال أيضًا وهل هو خاص بالحاج أو يجوز للمعتمر أيضًا وهل هو خاص بالمكي أو يجوز للآفاقي أيضًا وهل هو خاص بالمسافر أو يجوز للمقيم أيضًا وهل هو خاص بالرجل أو يجوز للمرأة أيضًا وهل هو خاص بالبالغ أو يجوز للصبي أيضًا وهل هو خاص بالعاقل أو يجوز للمجنون أيضًا وهل هو خاص بالحر أو يجوز للعبد أيضًا وهل هو خاص بالمسلم أو يجوز للكافر أيضًا وهل هو خاص بالمؤمن أو يجوز للمنافق أيضًا وهل هو خاص بالمتقي أو يجوز للفاجر أيضًا وهل هو خاص بالمطيع أو يجوز للعاصي أيضًا وهل هو خاص بالمحسن أو يجوز للمسيء أيضًا وهل هو خاص بالمؤمن أو يجوز للكافر

وقيل لم يواظبوا اهل زمانه لم يعم فيه حتى يعاب مخالفه وبين
انما كره ابتداء على التخصيص وامتنع ولا يحلق منها الى الحمرة وهذا
عند سوق الهدى ما اذا لم يسق الهدى يحلق من احرم بالحمرة
كل امرئ احرم بملة كما ابراهيم بوم فتروية وقبل افضل وحلق يوم النحر
وحلق من احرامه وانسك بقره فقط كما قرآن له ولا تمتع ومتمتع
ثم عاد الى ميقاته بعد الله ومع سوق نعمة.

حل المشكلات

باب القران والتمتع ۳۳ ۳۳ ۳۳

كوفي حق من عمرته فيها الى اشهر الحج و سكن بمكة او بصرة وحج فهو متمتع لان السفر الاول لم ينته برجوعه الى بصرة لصار كانه لم يخرج من الميقات ولو افسدها وحج عن بصرة وقضاها وحج لا لان حكم السفر الاول لم يتأدق بالرجوع الى البصرة لصار كانه لم يخرج من مكة ولا لتتم للساكن مكة لان الاقامة باهله ثم انى بحما لانه لما اتم باهله ثم رجع وانى بالعمرة والحج كان هذا انشاء سفر لانتهاء السفر الاول بالاتمام فاجتمع فكان في سفر واحد فيكون متمتعا.

ترجمہ ایک کوفی نے عمرہ کیا اشہر حج میں اور مکہ یا بصرہ میں رہا پھر حج کیا تو وہ متمتع ہوا اس لئے کہ بصرہ کی طرف لوٹنے کی وجہ سے اس کا پہلا سفر منتہی نہیں ہوا گویا کہ وہ میقات سے نکلا ہی نہیں اور اگر بصرہ کو برباد کر دیا اور بصرہ والوں کی طرف سے قضا کی تو حج کیا تو متمتع نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ پہلے سفر کا حکم بصرہ کی طرف لوٹنے کی وجہ سے ختم نہیں ہوا گویا کہ وہ مکہ سے نکلا ہی نہیں اور نہ اس لئے کہ مکہ والے کا حکم ختم ہو گیا ہے اس لئے کہ وہ اپنے اہل کے ساتھ اور عمرہ و حج کے ساتھ واپس آیا تو یہ نئے سفر کی ابتدا ہوئی کیونکہ پہلے سفر کی انتہا پورا ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے اس کا سفر اول ختم ہو گیا پس یہ سفر واحد کی طرح ہوئے متمتع ہوگا۔

حل المشکلات (قولہ ایک کوفی نے عمرہ کیا الخ) یہ فرض کر کے کہ وہ میقات سے باہر نہیں گیا، بصرہ سے پہلے ہی عمرہ کے لئے نکلا تھا۔ جبکہ بصرہ سے نکل کر عمرہ کے لئے گیا اور پھر بصرہ میں واپس آیا تو اس کا حج متمتع ہوگا۔ اس میں اصل یہ ہے کہ حج اشہر حج کے مہینوں یعنی شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ تک ہے اور عمرہ کا حج اور عمرہ ادا کرنے میں سفر کرنے اور ذی الحجہ میں حج کرنے سے اس کا حج متمتع ہوگا اور اگر بصرہ میں عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو گیا اور طواف عمرہ کے بعد حلق کرا لیا تو حج قران ہوگا اور اگر طواف سے پہلے حلق کرا لیا تو حج افراد ہوگا اور اگر بصرہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو گیا اور طواف عمرہ کے بعد حلق کرا لیا تو حج قران ہوگا اور اگر طواف سے پہلے حلق کرا لیا تو حج افراد ہوگا اور اگر بصرہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو گیا اور طواف عمرہ کے بعد حلق کرا لیا تو حج قران ہوگا اور اگر طواف سے پہلے حلق کرا لیا تو حج افراد ہوگا۔

(قولہ اگر بصرہ کو برباد کر دیا الخ) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے بصرہ سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ میں داخل ہو گیا اور طواف عمرہ کے بعد حلق کرا لیا اور پھر بصرہ میں واپس آیا تو اس کا حج متمتع ہوگا۔ اس لئے کہ بصرہ کی طرف لوٹنے کی وجہ سے اس کا پہلا سفر منتہی نہیں ہوا گویا کہ وہ میقات سے نکلا ہی نہیں اور اگر بصرہ کو برباد کر دیا اور بصرہ والوں کی طرف سے قضا کی تو حج کیا تو متمتع نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ پہلے سفر کا حکم بصرہ کی طرف لوٹنے کی وجہ سے ختم نہیں ہوا گویا کہ وہ مکہ سے نکلا ہی نہیں اور نہ اس لئے کہ مکہ والے کا حکم ختم ہو گیا ہے اس لئے کہ وہ اپنے اہل کے ساتھ اور عمرہ و حج کے ساتھ واپس آیا تو یہ نئے سفر کی ابتدا ہوئی کیونکہ پہلے سفر کی انتہا پورا ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے اس کا سفر اول ختم ہو گیا پس یہ سفر واحد کی طرح ہوئے متمتع ہوگا۔

وأي أفسدها بلا دم أي من اعتمر في أشهر الحج وحج من عامه فأفسد

فسلا متعة فيه لأنه لا يمكنه الخروج من عهدة الإحرام إلا بالإفعال

وسقط دم التمتع لأنه لم يترفق بأداء النسكين الصحيحين في سفر واحد

ترجمہ: اور جو عمرہ میں سے کسی کو فاسد کرے اس کو حج کے بعد اگر حج سے پہلے یعنی حج میں عمرہ کرنا اور اسی سال حج کرنا تو ان میں سے جس کو فاسد کیا اس کے ادا کو بورا کرے گا جیسے کہ بقیہ نفلوں کو پورا کرے گا۔ پھر احرام کی عہدہ سے نکلنا اس کے لئے ممکن نہیں ہے اور دم تمتع ساقط ہو گیا کیونکہ اس نے ایک سفر میں دو صحیح نسک ادا کرنے کے ساتھ نفع نہیں اٹھایا۔

حل المشکلات: قولہ فقد مر عنہ یعنی قولہ ولو افسد الخ یعنی کوئی سلاکر نے کا رہنے والا اشہر حج میں عمرہ کا احرام باندھا اور عمرے کے افعال ادا کرنے سے پہلے اس کو فاسد کر دیا تو اس کا حج عمرہ کے بعد حج کرنا شمار کیا جائے گا اس نے عمرہ حاکر ٹھہرا اور پھر کوفہ میں ہو گیا تو فاسد عمرہ کی قضا کرنا اور پھر حج کرنا تو اس کے ذمہ ہے کہ اس کے بعد کی طرف جانے سے احرام کا سفر یا نفل ہیں ہو تو گویا وہ مکہ سے نکلا ہی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کوفہ کے لئے میقات نہیں ہے۔

قولہ قولہ الخ۔ یعنی اس صورت میں اگر یہ بھائے عمرہ کے اپنے وطن کوفہ کو لوٹ آئے پھر دوبارہ سفر کر کے کوفہ اور اشہر حج میں میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر مدینہ عمرے کی قضا کی اور اسی سال حج بھی کیا تو یہ صحیح ہو گا۔ اس لئے کہ اپنے وطن لوٹنے کی وجہ سے اس کا پہلا سفر باطل ہو گیا ہذا وہ گویا دو سفر کر کے حج کرنا ہوا جبکہ پھر جب نئے سرے سے سفر کر کے اشہر حج میں دونوں یعنی حج و عمرہ کرے تو اس کا ایک ہی سفر میں دونوں حج جو کہ دو حج سے دو تمتع ہو گا۔

اجاتہ ہو ہذا ان قولہ وی اسہ الخ یعنی جب حج سے پہلے حج یا عمرہ یا دونوں کسی مفسد حج کے ذریعہ فاسد کر دیا تو اس پر لازم ہے کہ مقبہ افعال کر گذرے اور ان کے بعد میں اگر حج قابل ہے اس صورت میں اس پر دم لازم نہ ہو گا۔ اس لئے کہ وہ سلک صحیح یعنی حج و عمرہ جمع نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک تو فاسد کی وجہ سے پھر بقضاء ان کا ایک طور پر ایک دم لازم ہو گا یعنی حج فاسد سدہ کے نقصان کے تدارک کے لئے یہ دم کفارہ ہے اور دوسرا دم تمتع کے طور پر لازم کیا جائے گا یا کما گذرہ بھی ایسا ہو سکتا ہے۔

باب الجنایات

ان تطیب محرم عضوا وحلق رأسه بالحناء او ادهن بزیت ای استعمل الدهن فی عضو ثم الادهان ان کان بزیت فالعمد یحل ناسیا لم یحل عند ابی حنیفة وعندهما یجب الصدقة وعند الشافعی یجب الدم ان استعمله فی الشعر یجب الدم

ترجمہ: ... باب جنایات کے بیان میں۔ اگر محرم نے بدن کے کسی عضو کو عمداً خوشبو لگائی یا اپنے سر کو مہندی سے حلال لگایا یا تیل لگایا۔ تیل سے یہ کامل العضو تیل استعمال کیا جیسے زیتون کا تیل عمداً حلال ہوتا ہے اور ناسی حلال نہیں ہوتا ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دم واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک صدقہ واجب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تیل کو بال میں استعمال کیا تو دم واجب ہوگا۔

حل المشکلات: ... قولہ باب الجنایات: جنایات جمع ہے جنایۃ کی اور جنایۃ کہتے ہیں ہر اس فعل کو جو ممنوع صادر ہو تو اس کا یہاں حکم کرنے سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ اس باب میں احناف کا مذہب کیا ہے تاکہ جب بیانِ تکمیلِ مسائل کی ضرورت ہو تو ان کا مذہب ذکر کیا جائے۔ علامہ عینی نے لکھا ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ کی اسلام اور دارِ اسلام کے حکام کے یہاں سے تنازع ہوتے تو اب ان حالات کے حکام شروع کر دیئے جو محرم کو حالت احرام میں ممنوعات میں سے کسی کے ارتکاب کی صورت میں پیش آتے ہیں جبکہ ان کی مقدار معین ہو یا نہ ہو اس لئے لفظ جنایات کا لانا یعنی جنایات کرنا۔

قولہ فحل: اس لفظ سے محرم یعنی لفظ میں طیب محرم کا لفظ لایا اور اس سے مقصود یہ ہے کہ احرام کی وجہ سے جو چیز محرم پر حرام ہوئی ہے اس کا ارتکاب کرنا موجب جنایت ہے۔ اس لئے کہ تطیب لازم ہے صدقہ اور عضواً مفعول بہ لکھا ہے اس قید سے کہ تطیب میں خوشبو لگانے کی سنت کریم کی جائے۔ اور طیب میں ہر شے سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی خوشبو ہو جیسے جفتہ، زعفران، خلوق، گلاب وغیرہ۔

قولہ فحل ناسیا: اصل اگر کسی عضو جیسے سر یا داڑھی یا مونچھ یا بغل یا سر کے بال میں لگایا ہے کہ اگر اس نے تمام عضو پر خوشبو لگائی تو مثلاً جس کی وجہ سے اس عضو کا ایک تہائی حصہ ہو گیا اور اگر عضو سے کم ہو تو خوشبو لگانے والے پر خوشبو لگانے کے برابر ہو جو عضو کا ایک تہائی حصہ ہو، اس کے لئے صدقہ لازم ہوگا۔

قولہ او ادهن بزیت: تیل کی دو قسمیں ہیں ایک تیل جو کامل العضو ہے جیسے زیتون کا تیل، بادام کا تیل، روغن بنفشہ وغیرہ۔ ان میں سے ہر تیل کا استعمال یہ ہے کہ اس کو سر یا داڑھی میں لگایا جائے۔ دوسرا تیل ناقص العضو ہے جیسے روغن بنفشہ کے ساتھ ایک روغن ایسا ہے کہ خوشبو اس میں نہیں ہوتی ہے مگر اس کو خوشبو کے ساتھ ملا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو سر یا داڑھی میں لگایا جائے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو کامل العضو تیل کا ہے۔ اور اگر اس کو بدن کے دوسرے حصوں میں لگایا جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بدن کے بال کے ساتھ لگایا جائے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو کامل العضو تیل کا ہے۔ اور اگر اس کو بدن کے بال کے ساتھ لگایا جائے تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو کامل العضو تیل کا ہے۔

قولہ فالعمد یحل ناسیا لم یحل: ... یہ قید اس لئے لگائی کہ اگر کوئی شخص بھول کر خوشبو لگا لے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا فعل عمد نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص عمداً خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ لازم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا فعل عمد ہے۔ اور اگر کوئی شخص بھول کر خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا فعل عمد نہیں ہے۔

قولہ عند ابی حنیفة: ... امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر کوئی شخص عمداً خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ لازم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بھول کر خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص عمداً خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ لازم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بھول کر خوشبو لگائے تو اس پر کفارہ لازم نہیں ہوتا ہے۔

قولہ وعندهما یجب الصدقة: ... صاحبین کے نزدیک اگر کوئی شخص عمداً خوشبو لگائے تو اس پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بھول کر خوشبو لگائے تو اس پر صدقہ لازم نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص عمداً خوشبو لگائے تو اس پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بھول کر خوشبو لگائے تو اس پر صدقہ لازم نہیں ہوتا ہے۔

قولہ وعند الشافعی یجب الدم ان استعمله فی الشعر یجب الدم: ... امام شافعیؒ کے نزدیک اگر کوئی شخص عمداً خوشبو لگائے تو اس پر دم لازم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بھول کر خوشبو لگائے تو اس پر دم لازم نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص عمداً خوشبو لگائے تو اس پر دم لازم ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص بھول کر خوشبو لگائے تو اس پر دم لازم نہیں ہوتا ہے۔

وان استعمله فی غیره فلا شئ علیه اما الدهن المتطیب کدهن المنفسج ونحوه فیجب الدم اتفاقا ولبس المخیط او ستر رأسه یوما او حلق ربع راسه او ما فوقه او احدی ابطیه او عانته او قمته او قص اظفار یدیه او رجلیه فی مجلس واحد او ید او رجل او ظفان فی المقدوم او للصدر رجب او للفرض مجددی۔

ترجمہ:۔ اور اگر بدن کے علاوہ کسی اور چیز میں استعمال فرمایا ہو۔ تو کچھ بھی لازم نہیں ہوتا۔ لیکن خوشبودار تیل کے استعمال سے جیسے روغن بنفشہ وغیرہ تو اس صورت میں اتفاقاً دم واجب ہوتا ہے۔ سلا ہوا کپڑا پہننا یا پورے دن سر ڈھانکنا یا آدھے سر سے زیادہ کا یا بغلوں میں سے کسی ایک بغل کا یا ناف کے بالوں کا یا قمت کا یا ہاتھ یا پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹنا۔ اگر یہ سب کام ایک ہی عضو میں کیے ہوں تو ایک دم واجب ہوتا ہے۔ اور اگر مختلف اعضاء میں کیے ہوں تو ہر ایک کے بدلے ایک دم واجب ہوتا ہے۔

حل اللغات:۔ ادھن ادھان سے امر حاضر کا صیغہ ہے۔ کسی چیز کو ملنا۔ مخیط سلا ہوا کپڑا۔ ستر چھپانا۔ ابط بغل۔ عانۃ ناف کے نیچے کے بال۔ قمۃ سر کے بال۔ ظفر ناخن۔ مجلس بیٹھنے کی جگہ۔ مقدوم ہاتھ۔ رجل پاؤں۔ صدر سینہ۔ رجب پیٹ۔ مفرق سر کے بیچ کی مانگ۔

تشریح:۔ اس عبارت میں تین مسئلے بیان کیے گئے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر محرم نے بدن کے علاوہ کسی اور چیز میں استعمال فرمایا ہو۔ جیسے کپڑے میں یا کھانے میں تو کچھ بھی لازم نہیں ہوتا۔ لیکن خوشبودار تیل کے استعمال سے جیسے روغن بنفشہ وغیرہ تو اس صورت میں اتفاقاً دم واجب ہوتا ہے۔ سلا ہوا کپڑا پہننا یا پورے دن سر ڈھانکنا یا آدھے سر سے زیادہ کا یا بغلوں میں سے کسی ایک بغل کا یا ناف کے بالوں کا یا قمت کا یا ہاتھ یا پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹنا۔ اگر یہ سب کام ایک ہی عضو میں کیے ہوں تو ایک دم واجب ہوتا ہے۔ اور اگر مختلف اعضاء میں کیے ہوں تو ہر ایک کے بدلے ایک دم واجب ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر محرم نے ایک ہی مجلس میں ایک ہی عضو میں ایک ہی قسم کی ممنوعات کا ارتکاب کیا ہو۔ جیسے ایک ہی مجلس میں ایک ہی ہاتھ میں ایک ہی ناخن کاٹا ہو۔ تو ایک دم واجب ہوتا ہے۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں ایک ہی عضو میں ایک ہی قسم کی ممنوعات کا ارتکاب کیا ہو۔ جیسے ایک ہی مجلس میں ایک ہی ہاتھ میں ایک ہی ناخن کاٹا ہو۔ تو ایک دم واجب ہوتا ہے۔ اور اگر ایک ہی مجلس میں ایک ہی عضو میں ایک ہی قسم کی ممنوعات کا ارتکاب کیا ہو۔ جیسے ایک ہی مجلس میں ایک ہی ہاتھ میں ایک ہی ناخن کاٹا ہو۔ تو ایک دم واجب ہوتا ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر محرم نے طواف کا کچھ حصہ ادا کیا ہو۔ پھر کسی عذر کی وجہ سے طواف چھوڑ دیا ہو۔ اور طواف کے حکم میں ہو جائے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ

او فاتہ حتی عرفات قبل الامام او ترک اقل من سبعۃ اشواط فرض او ترک ثلثۃ اشواط او اقل من طواف الزیارۃ او ترک اکثرہ بقی محرما لم یطف ای ان ترک اربعۃ اشواط او اکثر من طواف الزیارۃ بقی محرما حتی یطوف او طواف الصدر او اربعۃ منہ او السعی او الوقوف بجمع او الرمی کلہ او فی یوم واحد او الرمی الاول او اکثرہ وھو رمی جمرۃ العقبۃ یوم النحر او حلق فی حل لحج او عمرۃ فان الحلق اختص بمنی

ترجمہ: یا اس سے حج ہی فوت ہو جائے تو دس طواف اور دوڑنے کا قضا کرنا فرض ہے اور اگر طواف زیارت کے تین چکر یا اس سے بھی کم ترک کر دیا ہو یا طواف زیارت کے اکثر حصہ کو ترک کر دیا ہو تو جب تک وہ طواف پورا نہ کر لے احرام باندھے رہے یعنی اگر طواف زیارت کے چار چکر یا اس سے بھی زائد چکر ترک کر دیئے ہوں تو وہ حلال نہ ہوگا جب تک کہ وہ طواف پورا نہ کر لے یا طواف صدر کو ترک کیا ہو یا اس کے چار چکر یا اس سے زیادہ ترک کیے ہوں یا سعی کو ترک کیا ہو یا وقوف مزدلفہ کو ترک کیا ہو یا وہ تمام رمی جمار کو ترک کر دی ہو یا دن کی رمی ترک کر دی ہو یا اس کے اکثر کو ترک کر دیا ہو اور رمی جمار اول عقبہ کی رمی ہے جو دسویں ذوالحجہ کو کی جاتی ہے یا حلق کیا ہو حج میں یا عمرہ کے لیے حلق کیا ہو تو حلق کے ساتھ ہی حلال ہوگا۔

حل المشکلات: یہ تو قرن کا حکم ہے اب آئندہ کے لیے حضور نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عرفات کے بعد فوت ہو جائے اور وہ حج کو جا رہا ہو تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ اپنا حج ادا کرے اور اگر وہ عمرہ کے لیے جا رہا ہو تو اس کا عمرہ ختم ہو جائے گا اور اس کو قضا کرنا ہوگا۔

قولہ: اگر اس سے حج ہی فوت ہو جائے: یعنی وقوف عرفہ ہی فوت ہو جائے اگر وقوف عرفہ فوت نہ ہوا ہو تو حج فوت نہ ہوگا اگرچہ وقوف عرفہ کے بعد طواف زیارت کے اکثر چکر فوت ہو گئے ہوں۔

قولہ: دس طواف اور دوڑنے کا قضا کرنا فرض ہے: یعنی طواف زیارت کے سات چکر اور طواف صدر کے تین چکر اور سعی کے سات چکر۔

قولہ: اگر طواف زیارت کے تین چکر یا اس سے کم ترک کر دیئے ہوں: یعنی اگر طواف زیارت کے تین چکر یا اس سے کم چھوڑ دیئے ہوں تو جب تک وہ طواف پورا نہ کر لے احرام باندھے رہے گا اور اگر طواف زیارت کے اکثر حصہ کو ترک کر دیا ہو یعنی چار چکر یا اس سے زیادہ چھوڑ دیئے ہوں تو جب تک وہ طواف پورا نہ کر لے احرام باندھے رہے گا اور اگر طواف زیارت کے

وهو من الحرم لانه معتمر رجع من حل ثم قضى ای ان خرج المعتمر من الحرم قبل التحلل ثم عاد اليه وقفوا لاشئ عليه وانما خص بالمعتمر لان الحاج ان خرج من الحرم قبل التحلل ثم عاد الى الحرم يجب عليه الدم او قبل او لبس بشهوة انزل او لا اعلم ان قوله او قبل ليس معطوفا على قوله ثم قصر بل هو معطوف على قوله او حلق فى حل او اخر الحلق او طواف الفرض عن ايام النحر وقدم نسكا على آخر كالحلق قبل الرمى او نحر القارن قبل الرمى او الحلق قبل الذبح فعليه دم هذا جواب الشرط وهو قوله ان تطيب او حرم عضوا.

ترجمہ:۔ اور وہ حرم والا ہے یعنی معتمر جو حل سے لوٹ کر حرم میں گیا یعنی معتمر حرم سے حل میں نکل گیا پھر حرم کی طرف لوٹ گیا اور قضا کی تو اس پر کوئی شئی واجب نہیں ہے اور معتمر کو اس لئے خاص کیا گیا ہے اگر حاجی حل میں نکل گیا پھر حرم کی طرف لوٹ آیا تو اس پر دم واجب ہے یا شہوت سے بوسہ یا مباشرت کرنا ہو جائے جو منی ہو کر وہ اس میں ہو کر قصر یعنی معتمر ہو یا حلق دی حل کے قول پر اس کا عطف ہے یا حلق کرنا یا طواف زیارت کو ایام نحر سے موخر کرنا یا نسک کو دوسرے نسک پر مقدم کرنا جیسے رمی سے پہلے حلق کرنا یا قارن کا رمی سے پہلے یا ذبح سے پہلے حلق کرنا تو اس پر دم ہے یہ ان تمام صورتوں میں جن پر دم واجب ہے جواب شرط ہے اور شرط اور مشروط مل کر خبر ہے۔

حل المشکلات:۔ ماتن کا قول ای معتمر اس لئے ہے کہ حرم سے حل میں جانے والا اگر حرم کے اعمال سے فارغ ہو کر حلال ہو چکا ہو تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا لیکن اگر ابھی اعمال سے فارغ نہ ہوا ہو تو اس پر دم لازم ہوگا۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ اگر وہ باہر جانے کے بعد واپس آئے تو میقات سے مکہ مکرمہ تک کے سفر میں آئے کیونکہ میقات سے مکہ مکرمہ تک کے سفر میں احرام باندھنا واجب ہے اور اگر میقات سے مکہ مکرمہ تک کے سفر میں واپس آکر حلق کرے تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا کذا فی فتح القدیر۔

قولہ او قبل الخ:۔ اس کا عطف نحر پر ہے یعنی اگر حلق یا حلق کی مدد سے اعضاء میں سے کسی عضو کا بوسہ لیا یا شہوت کے ساتھ ہاتھ لگایا یا مباشرت کی اور منی خارج ہو گئی تو اس پر دم لازم ہوگا خواہ انزال ہو یا نہ ہو اور اگر شہوت کے بغیر یا شہوت سے کسی عضو کے علاوہ کو چھوا یا بوسہ لیا تو موجب دم نہیں ہوگا۔

قولہ او اخر الحلق الخ:۔ یعنی حج کرنے والے کے لئے حلق کو طواف زیارت کے ایام نحر سے موخر کرنا جس کا ذکر ہم نے کیا ہے یا نسک کو دوسرے نسک پر مقدم کرنا جیسے حلق کو رمی سے پہلے کرنا یا قارن کا رمی سے پہلے یا ذبح سے پہلے حلق کرنا تو اس پر دم واجب ہے۔

قولہ قدم الخ:۔ معلوم ہوا کہ ہم نے جو چار کام واجب بتائے ہیں ان کو ذبح کرنے سے پہلے حلق کرنا اور طواف زیارت کرنا ان میں سے تین میں ترتیب لازم ہے یعنی ان کو قربانی کے ذبح کرنے سے پہلے حلق کرنے سے پہلے ترتیب واجب ہے اگر ان میں سے کسی نے ترتیب کو ترک کیا تو دم واجب ہوگا یہ حکم قارن یا قارن نما شخص میں ہے ورنہ آئندہ ہے۔

یجب دمان علی قارن ان حلق قبل ذبحه دم للحلق قبل اوانه ودم لتاخیر الذبح عن الحلق وعند محمد دم واحد وهو الاول فقط وان تطیب اقل من عضو او ساتر رأسه او لبس مخیطا اقل من یوم اوحلق قذ من ربع رأسه او عضو اقل من خمسة اصفاره او خمسة متفرقة اوطاف للقدوم وللصدر محدثا او ترک شاة من سبع الصدر او احدی جمار الثلاث وهی ما یلی مسجد الخیف او ما یلیه او العقبة فی یوم بعد یوم النحر وحلق ربع راس غیره تصدق بنصف صاع من بر۔

ترجمہ: پس قارن پر دو دم واجب ہیں اگر حلق اس نے ذبح کرنے سے پہلے حلق کرا لیا ایک دم حلق کو وقت سے پہلے حلق کرانے کا اور دوسرا دم ذبح کو حلق سے موخر کرنے کا اور یہ حکم اس کے نزدیک ہے۔ اور دو دم دل ہے اور اگر ایک عضو سے کم خوشبو لگائی یا ایک دن کا کرتہ یا ٹوپی یا موزے پہن لیے یا سر کا چوتھائی حصہ یا اس سے کم حلق کرایا یا ذبح حلق سے کم کیا یا ایک عضو سے کم کا تین جگہ سے یا تین بال ایک جگہ سے کاٹے یا طواف حدث کے ساتھ طواف قدوم کیا یا طواف صدر کیا یا طواف صدر کے سات چکروں میں سے تین چھوڑ دیے یا تین چکر میں سے ایک چھوڑ دیا اور وہ ایک چکر کہ جس کو چھوڑا ہے منتقل ہے یا اس سے متصل ہے یا ایام نحر کے بعد کسی دن دی گئی جمرہ عقبہ چھوڑ دی یا دوسرے کسی کا سر مونڈا دم واجب ان سب صورتوں میں نصف صاع گیہوں صدقہ کرے۔

حل المشکلات: (بقیہ حدیث) لیکن گروہ افراد میں حضرت زفر کا اور حلق میں ترتیب لازم ہونے میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے کہ ذبح واجب ہیں ہے اب اگر حلق مقدم کیا ذبح پر تو ایک دم حلق کے لیے واجب ہوگا اور اگر ذبح کرنا حلق پر مقدم کیا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہے اس لیے کہ مذکورہ دونوں ترتیب (ذبح اور حلق) واجب ہیں ہے ترتیب نہیں ہے ترتیب تو صرف ذبح اور حلق میں ہے کہ ان اصحاب کے نزدیک

قولہ طیب دم الخ: یعنی حلق کے خراج سے پہلے کہ اب تک جنس محظورات احرام میں سے کوئی چیز استعمال نہیں کی ہے اگر ان میں سے کوئی چیز استعمال کی تو اس پر دم واجب ہوگا ہے یعنی اس متصل کی تو اس کے لیے ایک دم واجب ہوگا اگر ایک ہی مجلس میں ایسا کیا ہے تو ایک دم واجب ہوگا اگر مختلف مجلسوں میں کیا ہے تو ہر مجلس کے لیے ایک دم واجب ہوگا اگر ایک مجلس میں ایک عضو کا کچھ حصہ کاٹا پھر دوسرا حصہ کاٹا اور پہلا حصہ بڑھ گیا تھا تو ایک دم واجب ہوگا اگر پہلا حصہ نہیں بڑھا تھا تو دو دم واجب ہوں گے اگر

وان طیب او حلق بقدر اکی تطیب عضوا او حلق ربع راسہ ذبح او تصدق بثلثۃ اصوع طعام علی ستۃ مساکین او صام ثلثۃ ایام وظیہ و کونا سیا قبل وقوف فرض یفسد حجہ ویمضی فیذبح ویقضی وکذا بطیر قا ای لیس علیہ ان یفارقہا فی قضاء ما افسد او عند مالک یفارقہا اذا خرجا من بیتہا وعند زفر اذا حرما وعند الشافعی اذا بلغ المکان الذی واقعہا فیہ۔

ترجمہ:۔ اور اگر کسی عذر کی بنا پر ایک کامل عضو میں سے تھوڑا سا بھی خوشبو لگائی یا چوتھائی سر منڈوایا تو ذبح کرے یا تین دن روزے رکھے، اور اگر خوشبو دوسرے کسی عضو میں لگائی یا سر کے چوتھائی سے کم بال منڈوائے تو صدقہ کرے یا تین دن روزے رکھے، اور اگر دونوں جنایتیں ایسی ہیں جن پر ہدیہ ہے تو ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ ہدیہ دینا ہوگا، اور اگر ایک کے بعد دوسری جنایت کی ہے تو پہلی جنایت کے وقت جو ہدیہ واجب ہوا تھا وہی دینا ہوگا، اور اگر ایک ہی مجلس میں کئی جنایتیں کی ہیں تو ایک ہدیہ کافی ہے، اور اگر ایک ہی جنس کی

وبعده وقوفه لم يفسد وتجب بدنة وبعد الحلق شاة وفي عمرته قبل طوافه اربعة اشواط مفسد ولم يقض ويذبح وقضى وبعد اربعة ذبح ولم تفسد اي وطيه في عمرته قبل ان يكون اربعة اشواط مفسد للعمرة فيجب المضي فيها والذبح والقضاء وبعد اربعة اشواط يجب به الذبح ولا تفسد به العمرة۔

ترجمہ اور وقوف عرفہ کے بعد وطی سے حج فاسد نہیں ہوتا مگر بدنہ واجب ہوتا ہے حلق کے بعد وطی سے بکری واجب ہوتی ہے اور عمرہ میں چار چکر طواف کے پہلے وطی کرنے سے عمرہ فاسد ہو جاتا ہے پس اعمال عمرہ کو پورا کرے اور ذبح کرے اور عمرہ کی قضا کرے اور چار چکر کے بعد وطی سے عمرہ فاسد نہیں ہوتا لیکن ذبح واجب ہوتا ہے یعنی اس کے عمرہ میں چار چکر طواف کرنے کے بعد اس کا وطی کرنا مفسد عمرہ ہے پس اس عمرہ کو پورا کرنا اور ذبح کرنا واجب ہے اور چار چکر کے بعد وطی کرنے سے ذبح واجب ہوتا ہے لیکن اس سے عمرہ فاسد نہیں ہوتا۔

حل المشکلات ۔ رہا مسئلہ مذکورہ بالا اس کا حج فاسد ہو جائے گا اب اس کے لئے اسکا کیا حل ہے جس سے حواس کی بحالی کے بعد وہ حج کو مکمل کر سکے تو اس کا حل یہ ہے کہ اس کے ولی کو چاہیے کہ بالغ ہونے کے بعد صبی کا حج فاسد ہو گیا اب اس پر لازم ہے کہ بقیہ اعمال حج ادا کرے (طبرانی) اگر کہے جیسے دوسرے حج کرتے ہیں اور ذبح کرے دوسرے سال حج کو مکمل کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حج ادا کیا ویسا ہی ادا کرے۔

سے دوم مفتی بہ نظریہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے سوال یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے سال جب حج فاسد ہوا تو اس کو حاجت کی وجہ سے فاسد کر دینا جائز تھا سوال صحت وہ اس کی حاجت کے ہیں سوال یہ ہے کہ حکم فاسد کرنا جائز تھا کہ وہ الگ الگ رہے یا کہ جیسی ہی حالت ہو بھی جائز ہے کہ الگ رہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس حاجت کی وجہ سے اصل کو زائل نہ کرے۔ فرماتے ہیں وہ حرمی کو سمجھ رہے ہیں کہ ہاں وہ الگ رہے ہیں کہ مفارقت جائز ہوئی ہے اور یہ مفارقت اس وقت سے جائز ہوئی ہے کہ جب وہ قضاء کے ساتھ کے حج کرنے سے نکلیں امام زفر کے نزدیک مفارقت کے ساتھ ہی حکم حج قضاء کے حج کے ساتھ احرام باندھنے اس وقت سے مفارقت کر دیئے۔ اور ان کے نزدیک جس مفارقت کا حکم دیا اور قران کی بھول بار جس کو قدر پر ہیں ہے بہت کی بھی اس کو توقیع پر ہو گیا کہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائے اس کے لئے کی ہوئے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس امام شافعی کا پہلا قول ہے عند ہیں اصول کے ہم ابو حنیفہ کے قول کے موافق حکم دیا ہے۔

ماشیہ قولہ اذا ہلال قبل الوقوف الخ یعنی وقوف عرفہ کے بعد اگر جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا حدیث میں ہے کہ جس نے وقوف عرفہ کیا اس کا حج تمام ہو گیا۔ اصحاب ظواہر نے اس کو دلیل بنایا کہ جس نے وقوف عرفہ کیا اس کا حج فاسد نہیں ہوتا اگر چہ وقوف عرفہ سے پہلے جماع کیا ہو۔ ایک روایت ہے کہ اگر وقوف کے بعد طواف زیارت سے پہلے جماع کیا تو اس پر کوئی دم نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ صحیح قول پر اگر وقوف بعد کر لیا تو اس پر بعد کی بہت کا دل نہیں ہے اور اعمال حج جب کم ہونے حاجی کے ساتھ بھی معاف ہو جائے گی اور اس کا بدل بھی چھوڑا ہو جائے گا۔

فان قتل محرم صيدا اوذبح عليه فاتلفه خطأ او عمدا اى سواء كان اول مرة او لا سهوا او عمدا فعليه جزاؤه ولو شبعا اى ولو كان الصيد شبعا اى مستانسا او جماما مسرولا او هو مصر على كله وجراؤه وما قومه عدلان فى مقتله او اقرب مكان منه اى ان لم تكن له قيمة فى مقتله يقومه فى اقرب مكان من مقتله تكون له فيه قيمة

ترجمہ: پس اگر محرم نے شکار کو قتل کیا اتلاف کو شکار معلوم کرایا، خطاء یا سہو یا عمد یا مکرر ہو قتل سے ہو، حیثیت سے برحال اس پر جزا واجب ہے اگر وہ شکار مانوس ہو یا فالسواجم ہو یا مسرور ہو جبکہ وہ اس پر اصرار کرے جزا اس کے ذمہ ہے اور جزا اور اس کی قیمت دو عادل شخص اس کی جگہ میں اس کی قیمت لگائیں جس کو قتل کیا گیا ہے یا قریب ترین مکان میں اگر قتل کی جگہ میں اس کی کوئی قیمت نہ ہو تو ان کے نزدیک قریب ترین جگہ میں جہاں قیمت ہو۔

حل، لغات: ۔ لفظ محرم مان مفعول فی اسی کے ساتھ ملحق ہے اس لئے کہ محرم کے حج حلال ہے لہذا وہ یہاں میں بعد ہو کر مشکل میں پڑ سکتا ہے

لفظ تو وہ دل ہے: اگر بھی کسی شکار کی طرف محرم کا قصد تاخیر کرنا تاکہ شکار کرے شکار کی طرف اشارہ کرنا اس کے بارے میں کہ شکار ہے یہ شکار سے ہی معلوم ہے کہ اشارہ شکاری ہے، قتلہ: جس نے کسی شکار کو مارا کاٹ دیا اور شکار کی جان کو نکال دیا، وہ محرم ہو یا حلال ہو، عمداً ہو یا خطاء ہو، اگر محرم نے حلال کو مارا ہو اس نے شکار کیا اس کو قتل کرنے سے پہلے محرم حلال ہو جائے یا حلال ہو کر شکار کرنے کے بعد شکار کیا ہے اس کو قتل نہیں کیا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے کذا فی الطیب۔

لفظ فعلیہ جزاؤہ الخ: یعنی یہ جنایت اس سے سبل ہو یا مساوی ہو یا زائد ہو اس کا ارتکاب ہو، اس میں کی مراعت اس لئے کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہل پر کچھ واجب نہیں ہے کیونکہ وہ معذور ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اس کا عذر جہالت اللہ تعالیٰ کے حق میں ہے جو اس کا ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حق میں اس کا اعتبار نہیں دیتا ہے کہ بعض سلف کی جانب اس کی نسبت کرنا ہے اور شکار کی طرف اشارہ کرنا اور دلالت کرنا اس کے بارے میں ہے اس کا ذکر کرنا اور اس کی طرف اشارہ کرنا اور اس کا اسناد نقل کرنا حدیث میں دونوں میں سے ہے اس لئے حکم مختلف ہوگا، اور جماعت جنہ اگر محرم کرنے کے سبب اس جرم کا ارادہ کرنا مقصد ہے اس لئے اس نے اتفاقیہ کا حوالہ کیا اور ساتھ ہی ملحق بھی کر دی کہ واقع عزیز دو، مقام، اس میں جو درجہ پر کوئی بھی واقعت ہیں ہے۔

لفظ فجزاء مثل ما قتل: اس لئے کہ اس کی حیثیات میں قصد اخطاء سہو نسیان جاہل وغیرہ سب برابر ہوتے ہیں تو وہ سے زیادہ گناہ کا متعلق حالت عمد کے ساتھ ہو گا۔

لفظ ولو شبعا: شبع سین دسم پر مضمی وہ جانور جس کے خصیوں پر چربی ہو شکار کی جمع ہوتی ہے، مطلب یہ کہ شکاری اگرچہ وہ جانور ہو تو بھی اس کے قتل پر کچھ لازم نہیں ہوگا، البتہ اس کی قیمت لگائی جائے گی اور اس کا ذکر کرنا وہ ہے کہ بعض لوگ اس کے قتل پر کچھ لازم نہیں ہوتا، اور یہ بات شافعیہ میں کہ مسین کا کلاب اور فہد وغیرہ سے مشتبہ ہے جو کہ اکثر شکار کرتا ہے اس پر کچھ لازم ہوتا ہے ممکن ہے ایسا ہو کہ یہ جانور کے ذہن کے خلق کا مالک ہو گا، اور وہ عمداً اور سہواً ہو تو حرم کے لئے حلال اور اس کو قتل کرنا سب برابر ہوگا۔

لفظ مستانسا: یعنی وہ جانور جس کو پال کر مانوس کر لیا گیا ہو جیسے بلا وغیرہ اس لئے کہ اس کی نوعیت ایک فارس ہے جہاں ہر مقصد ہے (باقی آئندہ پڑھیں)

لکن فی السبع لا یزید علی شاۃ ثم له ان یشتری به هدیا ویذبحه بمکة او طعاما ویتصدق علی کل مسکین نصف صاع من برّ او صاعا من تمر او شعیر لا اقل منه او صام عن طعام کل مسکین یوما وان فضل عن طعام مسکین تصدق به او صام یوما هذا عند ابی حنیفة رح وابی یوسف رح واما عند محمد رح والشافعی رح فان کان للصید مثل صوم او جب ذلک۔

ترجمہ: لیکن دنبہ میں اس کی قیمت ایک بکری کی قیمت سے زائد نہ لگائیں۔ اس میں قربانی کرنا اختیار ہے کہ اس قیمت سے ایک ہدی خرید کر حرم میں ذبح کرے یا اس قیمت کو پھر مسکینوں میں ہر ایک کو نصف صاع گیہوں کے حساب سے صدقہ کرے یا ایک صاع کھجور یا جَو کے حساب سے صدقہ کرے اس سے کم نہ ہو یا ہر ایک مسکین کے کھانے کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھے اگر کچھ قیمت بچ جائے تو اس کو صدقہ کر دے یا ایک دن روزہ رکھے یہ حکم حنفیہ کے نزدیک ہے۔ لیکن امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک اگر شکار کا مثل صورۃ موجود ہو تو وہی واجب ہوگا۔

حل المشکلات: (بقیہ صفحہ گذشتہ) چاہے جو پیدا شدہ طور پر وحشی ہو اس کو اگر پالا ہو اس کے شکار کرنے سے جزا لازم ہوتی ہے۔ اور اس کی قیمت کی دیت دیوث کے شکار سے زیادہ ہوگی۔

قولہ وعلیہ الخ: یعنی محرم اگر شکار کرے اور اس کے کھانے پر ہر کسی نے اتفاق کیا کہ اس کو شکار کرے اور نہ تقسیم کر دیں گے تو ایسی صورت میں وہ جانور بعینہ اس اضافہ سے کفارہ سے ساقط ہو جاتا ہے لیکن ضمان نہیں ساقط ہوتا بلکہ اضافہ کی مقدار پر بھی جزا لازم ہوتی ہے۔

(حاشیہ ۲ صفحہ ۱۳۲) قولہ ضمن قیمتہ الخ: یعنی درندہ شکار کرنے کی صورت میں دو حال ہیں اس کی قیمت ضمان ہوگی تو وہ جو قیمت ضمان میں لگے گی وہ ایک بکری کی قیمت سے زائد ہو۔ اگر ان کی مقرر قیمت ایک بکری کی قیمت سے زیادہ ہو تو صرف اسی بکری کی قیمت واجب ہوگی جس سے ہدی کا جانور خرید جا سکے۔

قولہ تولد ما ذکرنا الخ: الجناية میں ربا اگر ان مسائل میں کسی طرح سے اختلاف ہے شکار کا حرم کا محل پر شکار کرنا یہ قیمت لغو ہونے کے کسی مقام پر اس کے شکار کو تین کیا ہے۔ یہ حنفیہ کے نزدیک ہے۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک میں جو شکار کیا ہو اس کا مثل اگر موجود ہو تو وہی واجب ہوگا۔

(۱) اگر روزہ رکھے تو ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھے اور اگر کھانا کھلانے کا ارادہ کرے تو ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جَو کے حساب سے صدقہ کرے۔ (۲) اگر کھانا کھلانے کا ارادہ کرے تو ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا جَو کے حساب سے صدقہ کرے۔ (۳) اگر روزہ رکھے تو ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھے اور امام شافعی کے نزدیک ہر مُد کے عوض ایک ایک روزہ رکھے۔ (باقی صفحہ آئندہ پر)

فی بعض والصبع شاۃ وفی الارنب عناق وفی الیربوع جفرہ وفی الضبۃ بدنۃ وفی الحمار الوحش بقرۃ وفی الحمام شاۃ والتشبیہ ہذا باب قولہ تعالیٰ وَمَنْ قَتَلَہٗ مِنْکُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ ہَدْیًۢا بٰلِغَ الْکَعْبَۃِ اَوْ کَفَّارَۃٌ طَعَامُ مَسٰکِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِکَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِہٖ فَجَزَآءٌ و اما وجہ التشبیہ ان المثل علی المثل صور تا بدلیل تفسیر المثل بالنعم

ترجمہ ۔ ۔ ۔

ونعني بقولنا المثل في المضمونات لم يعهد في الشرع الا ان يراد به المثل صورةً ومعنىً في المثليات او معنىً وهو القيمة في غير المثليات اما البقرة فلم تعهد مثل حمار الوحش وكذا البُدنة للنعامة وكذا البواقي فقوله من النعم اي كائن من النعم فالمعنى ان الواجب جزاء مماثل لما قتله وهو القيمة كائن من النعم بان يشتري بتلك القيمة بعض النعم ثم قوله يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ يؤيد هذا المعنى فان التقويم يحتاج الى ذي العدول.

ترجمہ۔ اور ہم کہتے ہیں کہ شریعت میں ضمانات و تاوان میں مثل جنس یا ایسا قیمہ کہ مثلیات میں صورۃً و معنیً مثل مراد لیا جاتا ہے اور غیر مثلیات میں مثل معنوی سو کہ قیمت ہے مراد لیا جاتا ہے۔ لیکن گائے کا مثل نہ دینے کے مثل ہوتا ہیں یا بکری اسی طرح بُدنہ کا شتر مرغ کے مثل ہوتا ہیں یا گدھا۔ اسے ہی مقیم ہیں پس قولہ تعالیٰ من النعم کے معنی ایسی جزاء واجب ہے۔ ہیں جو مقتول شکار کے مثل ہو اور وہ جزا مقتول کی قیمت ہے جو کہ نعم کی جنس سے ہو غالب یا اس طور کہ اس کی جنس سے بعض نعم خرید جا سکے۔ پھر قولہ تعالیٰ کے حکم۔ ذوا عدل منکم اس معنی (یعنی قتل مثل المقتول) کی تائید کرتا ہے کیونکہ تقویم عدول کی رائے کی طرف محتاج ہے۔

حل المشکلات۔ قولہ ونعني بقولنا الخ اس کا ماحصل یہ ہے کہ شریعت میں ضمانات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مثل کا مثل سے دینا۔ اس میں ممکن ہے کہ مثل ان جانوروں جیسے بھیڑ بکری کی بھیڑ بکری اور قریب قریب قتل اور دوسری کسی کی چیزیں (جو) قیمت کے ساتھ ضمان لگا کر لیے جاتے ہیں ان چیزوں میں ممکن ہے۔ حالانکہ ذوات القیم میں سے ہیں بعد اتلف قیمیات میں مثل سے مراد مثل صوری ہے لہٰذا شرعاً ضرر نہیں ہے اور نہ ہی اس کی نظیر ملتی ہے۔

قولہ قولہ من النعم الخ۔ یہ ہم نعم اور مقتول کے درمیان کا ربط ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ قولہ تعالیٰ فجزاء مثل ما قتل من النعم سے ثابت نہیں ہوتا کہ جزا واجب یہ وہ صورت کے اعتبار سے مقتول کے مشابہ ہو بلکہ یہ قاتل کا بیان ہے جیسے قاتل کا بیان ہوتا ہے۔ اور نعم کا لفظ فعل پر بھی بولا جاتا ہے۔

قولہ ثم قولہ الخ۔ یہ حاصل مذہب حنفیہ کی تائید ہے کہ مثل کو مثل معنوی پر محمول کیا جائے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مثل معلوم کرنے کا اس دو عادل صاحب تمیز آدمی کی رائے پر حوالہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس سے مثل معنوی مراد ہے۔ اگر مثل صوری مراد ہوتو وہ ظاہر ہے کہ دیکھنے کا ہے دو عادل آدمیوں کی سوچ بچار کے بعد رائے دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

ولولا التقويم اولا كيف يثبت الاحتياز بين النعم والكفار وانصيام
ايضا ولم يكن له نظير من النعم فعند محمد والشافعي يجب ملبس
عند ابي حنيفة ولا يحمل المثل على القيمة ولا دلالة للاية على
هذا المعنى ويجب بحرحه ونتف شعره وقطع عضو منه نقص ينقص
ربيته وقطع قوائمه وكسر بيضه وكسره وخروج قرخ ميت وذبح
الحلال صيد الحرم وطبخه ونعم حشيشه وشجره غير مملوك.

ترجمہ: اور اگر وہ مقوم نہ ہوں تو ان کے اور کفار کے درمیان صیام میں کیسے امتیاز ثابت ہوتا اور یہ بھی کہ اگر ان میں سے کسی کی نظیر نعم سے نہ ہو تو امام شافعی کے نزدیک اس کی مثل واجب ہوگی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک قیمت واجب ہے پس مثل کو قیمت پر حمل کرنا جائز نہیں اور آیت میں اس معنی پر کوئی دلالت نہیں اور محرم پر اس کے بال اکھیڑنے اور اس کے بدن سے کوئی عضو کاٹنے اور اس کے بال نوچنے یا اس کے قوائم توڑنے یا اس کے انڈے توڑنے یا مادہ کے پیٹ سے مردہ بچہ نکالنے یا حرم کے حلال جانور کو ذبح کرنے یا حرم کے گھاس کاٹنے یا حرم کے درخت کاٹنے سے جزا واجب ہوتی ہے۔

حل اللغات: ... یہ عبارت محذوف ہے یا یہ کہ ... اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر ان کی قیمت نہ لگائی جائے تو ... کو معلوم نہ کیا جا سکے گا لیکن یہ ممکن ہے مگر اگر ... تو ... کے ... کے ... کے

ولا صحت قیمتہ الا عجف الی یجب بنقد بلدتہ ای اکثرہ وقیمتہ فحل
تنف الریش وقطع احد انیابہ یجب قیمتہ الصید الاخر اجمعہ عن قیمتہ الاقطع
وفی کسر البیض تجب قیمتہ البیض وفی کسرہ وھو خروج فرخ میت تجب
قیمتہ الفرخ حیا وفی الحلب قیمتہ اللبن قولہ ولا صحت ای لیس ھو بنتہ لبائس

ترجمہ۔ اور اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں شکار کرے تو اس پر اس شکار کی قیمت لازم ہوگی اور اگر اس کی قیمت اس شہر کے نقد کے اعتبار سے جس میں وہ شکار کیا گیا ہے اس شکار کی قیمت کو نہ پہنچے جو اس کے مشابہ ہو تو

وما نبتہ احد بل نبت بنفسہ فحینئذ ان لم یکن مملوکا فعلیہ قیمتہ الا ما یجف وان کان مملوکا وقد قطعہ غیر المالک فعلیہ مع وجوب تلک القیمۃ قیمۃ اخری للمالک سواء جف اولا واقتلنا انا لیس لما ینبتہ الناس ولم ینبتہ احد حتی لو کان مما ینبتہ الناس عادۃ فلا حق فیہ سواء انبتہ انسان اولا لان کونہ مما ینبتہ الناس اقیم مقام الانبات تیسیرا لان مراعاتہ فی کل شجرۃ متعذرۃ۔

ترجمہ: ۔۔۔۔۔۔ اور اس کو کسی نے نہیں اگایا بلکہ خود اللہ نے اس کو اگایا ہے تو اگر وہ مملوک نہیں ہے تو اس کی قیمت واجب ہوگی اگر وہ خشک ہو گیا ہو اور اگر وہ مملوک ہے اور اس کو مالک کے علاوہ کسی دوسرے نے کاٹا ہے تو کاٹنے والے پر اس کی قیمت واجب ہوگی مالک کے لئے اور قیمت واجب ہوگی خواہ وہ خشک ہو گیا ہو یا نہیں، اور ہمارے نزدیک انسان دوسری قسم کی قیمت واجب ہوگی مالک کے لئے اور قیمت واجب ہوگی خواہ وہ خشک ہو گیا ہو یا نہیں، اور ہمارے نزدیک انسان نہیں اگایا ہے اور نہ کسی انسان نے اس کو اگایا ہے حتیٰ کہ اگر وہ عادۃً ایسی چیز ہو جو انسان اگاتے ہیں تو بھی اس پر کسی کا حق نہیں ہے خواہ اس کو انسان نے اگایا ہو یا نہ اگایا ہو، اس لئے کہ انسان کے اگانے کو اگانے کے قائم مقام کر دیا گیا ہے آسانی کے لئے کیونکہ ہر درخت میں انسان کی رعایت دشوار ہے۔

حل اللغات: ۔۔۔ اور اگر اس نے مراد یہ ہے کہ اس کو کسی نے نہیں اگایا ہے تو اگر وہ ایسی چیز ہے جو عادۃً انسان اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب ہوگی، اور اگر اس نے اس کو کاٹا ہے جو عادۃً انسان نہیں اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی، اور اگر اس نے اس کو کاٹا ہے جو عادۃً انسان اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب ہوگی، اور اگر اس نے اس کو کاٹا ہے جو عادۃً انسان نہیں اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی۔

شرح: قولہ ومن غیر فعلہ الخ وقد قطعہ غیر المالک الخ: مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی نے مالک کے چارہ کاٹنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس پر صرف قیمت واجب ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ قیمت بھی واجب ہوگی جو دونوں کے درمیان مختلف ہوگی۔

قولہ: وان کان مملوکا الخ: مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ مملوک نہیں ہے تو اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس کی قیمت واجب ہوتی ہے مالک کے لئے اور وہ مالک ہے نہیں۔

قولہ: ولا واقتلنا الخ: مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ ایسی چیز ہے جو عادۃً انسان اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی، اور اگر اس نے اس کو کاٹا ہے جو عادۃً انسان نہیں اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب ہوگی، اور اگر اس نے اس کو کاٹا ہے جو عادۃً انسان اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی۔

قولہ: لان کونہ مما ینبتہ الناس الخ: مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی نے مالک کے چارہ کاٹنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس پر صرف قیمت واجب ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ قیمت بھی واجب ہوگی جو دونوں کے درمیان مختلف ہوگی۔

قولہ: ومن غیر فعلہ الخ وقد قطعہ غیر المالک الخ: مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی نے مالک کے چارہ کاٹنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس پر صرف قیمت واجب ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ قیمت بھی واجب ہوگی جو دونوں کے درمیان مختلف ہوگی۔

قولہ: وان کان مملوکا الخ: مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ مملوک نہیں ہے تو اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس کی قیمت واجب ہوتی ہے مالک کے لئے اور وہ مالک ہے نہیں۔

قولہ: ولا واقتلنا الخ: مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ ایسی چیز ہے جو عادۃً انسان اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی، اور اگر اس نے اس کو کاٹا ہے جو عادۃً انسان نہیں اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب ہوگی، اور اگر اس نے اس کو کاٹا ہے جو عادۃً انسان اگاتے ہیں جیسے کہ گھاس، چارہ وغیرہ تو اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی۔

قولہ: لان کونہ مما ینبتہ الناس الخ: مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی نے مالک کے چارہ کاٹنے والے کا ہاتھ کاٹ دیا تو اس پر صرف قیمت واجب ہوگی اور اس کے ساتھ ساتھ قیمت بھی واجب ہوگی جو دونوں کے درمیان مختلف ہوگی۔

فاذا تم مقام الانبات لانبات سبب للملك فلم ينعقد به حرمة الحرم وان كان مما لا ينبته الناس عادة وان انبته انسان فلا شئ فيه لما ذكرنا وان لم ينبته انسان ففيه القيمة فعلم من هذا ان الاقسام اربعة ولا قيمة الا في قسم واحد وعلم ايضا ان التقييد بعدم الانبات ذكر لا فادة نفي الحكم عما عداه كما ذكرنا لكن التقييد بعدم الملك لم يذكر لا فادة هذا المعنى اذ في صورة وجوب القيمة لو كان مملوكا فقلع القيمة واجبة مع انه تجب قيمة اخرى بل ليفيد ان هذا الضمان واجب لا غير بسبب تعلق حرمة الحرم.

ترجمہ: پس جب انبات کا مقام تمام ہو گیا انبات کے سبب ملک کا سبب ہونے سے تو نہیں منعقد ہوگی اس سے حرم کی حرمت اگرچہ وہ ایسی چیز ہو کہ جو عادۃً لوگ نہیں اگاتے ہیں اور اگر کسی آدمی نے اگایا ہو تو اگر اس کو کسی شخص نے اکھاڑ دیا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور اگر کسی آدمی نے نہیں اگایا ہو تو اس میں قیمت واجب ہے پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ قسمیں چار ہیں اور صرف ایک قسم میں قیمت واجب ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انبات کی قید لگانے سے پہلے حکم کی یہ علت بیان کرنے کے لئے ہے کہ انبات کی وجہ سے ہی حرم کی حرمت کا تعلق ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملک کی قید لگانے سے پہلے حکم کی یہ علت بیان کرنے کے لئے نہیں ہے کہ ملک کی وجہ سے حرم کی حرمت کا تعلق نہیں ہوا ہے اس لئے کہ صورت وجوب قیمت میں اگر وہ شخص مملوک ہو تو اس کو قیمت دینا واجب ہے اس کے باوجود اس پر دوسری قیمت بھی واجب ہے پس ملک عدم ملک کے منافی نہیں ہے بلکہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ ضمان صرف حرمت حرم کے ساتھ تعلق کے سبب سے واجب ہے کسی اور سبب سے نہیں ہے۔

حل اشکالات (مقدمہ کی شرح) شارح نے لانبات کہہ کر مستثنیٰ منہ اشارۃً بیان کر دیا کہ جن چیزوں کو لوگ اگاتے ہیں ان کے کاٹنے پر جزا واجب ہوگی لیکن چونکہ ملکیت کا سبب ہونے سے اس کے ساتھ حرم شریف کے احترام کا تعلق نہیں رہا، اور حرم کے سبب سے جو حرم کا احترام تھا وہ ختم ہو گیا۔

(حاشیہ صدیقیہ) قولہ لانبات الخ: یعنی الرطب واليابس جو درخت کھجور کا اگایا ہوا نہیں ہوتا ہے، اور خود اگا ہوا ہوتا ہے تو اس میں اس کی قیمت واجب نہیں ہوگی کیونکہ یہ ملکیت نہیں ہے کہ حرم کا احترام ہے اور حرم کا احترام کہنے سے کاٹنا جائز نہیں ہے خواہ حرم کا ہو یا غیر حرم کا ہو۔ کذا فی

قولہ وان انبته انسان الخ: یعنی مقصد یہ ہے کہ کسی آدمی نے حرم کے درخت کی حفاظت کی ہو جیسے باغ والے درخت جس کو کاٹنے پر جزا واجب ہوگی اگر کسی نے ایسے درخت کو کاٹ دیا تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور وہ درخت جس کو کسی آدمی نے نہیں اگایا ہے بلکہ وہ خود اگا ہوا ہے اس کو کاٹنے میں جزا واجب ہے اور وہ درخت جس کو کسی آدمی نے نہیں اگایا ہے اور وہ خود اگا ہوا ہے اس کو کاٹنے میں جزا واجب ہے اور وہ درخت جس کو کسی آدمی نے نہیں اگایا ہے اور وہ خود اگا ہوا ہے اس کو کاٹنے میں جزا واجب ہے اور وہ درخت جس کو کسی آدمی نے نہیں اگایا ہے اور وہ خود اگا ہوا ہے اس کو کاٹنے میں جزا واجب ہے

قولہ وعلم ايضا ان التقييد الخ: یہ عبارت ماتن کی عبارت (ولا قيمة الا في قسم واحد) کی شرح ہے یعنی ماتن کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبات کی قید لگانے سے پہلے حکم کی یہ علت بیان کرنے کے لئے ہے کہ انبات کی وجہ سے ہی حرم کی حرمت کا تعلق ہوا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ملک کی قید لگانے سے پہلے حکم کی یہ علت بیان کرنے کے لئے نہیں ہے کہ ملک کی وجہ سے حرم کی حرمت کا تعلق نہیں ہوا ہے اس لئے کہ صورت وجوب قیمت میں اگر وہ شخص مملوک ہو تو اس کو قیمت دینا واجب ہے اس کے باوجود اس پر دوسری قیمت بھی واجب ہے پس ملک عدم ملک کے منافی نہیں ہے بلکہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ ضمان صرف حرمت حرم کے ساتھ تعلق کے سبب سے واجب ہے کسی اور سبب سے نہیں ہے۔

ولا صوم في الاربعة اى لا صوم في ذبح صيد المحرم وحلبه وقطع حشيشه وشجره ولا يرعى الحشيش ولا يقطع الا الاذخر ويقتل قملة او جراد لا صدقة وان قتل ولا شيء بقتل غراب وحدأة وعقرب وحية وفارة وكلب عقور وبعوض وبرغوث وقراد وسلحفاة وسبع صائل وله ذبح الشاة والبقر والبعير والدجاج والبط الاهلي وكل ما صاده حلال وذبحه بلا آلة محرم او امره به.

ترجمہ: (اور چار صورتوں میں روزہ نہیں ہے) پہلی صورت محرم کو اپنے کئے ہوئے شکار کے ذبح کرنے میں روزہ نہیں ہے اور اسی طرح شکار کے دودھ دوہنے میں روزہ نہیں ہے اور حرم کی گھاس کاٹنے میں روزہ نہیں ہے۔ حرم کی گھاس کاٹنے میں روزہ نہیں ہے اور حرم کی درخت کے کاٹنے میں روزہ نہیں ہے مگر اذخر کے کاٹنے میں روزہ نہیں ہے اور جوں یا ٹڈی کے مارنے میں صدقہ ہے اگر چہ تھوڑا ہی ہو اور کوئی چیز نہیں۔ مثلاً سانپ، بچھو، چیل، کوا، بڑی بیٹھی، بھڑ، کھٹمل اور مچھر، پسو، کھٹمل اور دوسرے موذی جانور کے مارنے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتا ہے اور حرم کے جانور کو ذبح کرنا حرام ہے اور حرم کے جانور کو ذبح کرنے سے مرتکب گنہگار ہوگا اور اس کا ذبیحہ مردار ہوگا جس کا کھانا حلال نہیں ہے اور اس کو ذبح کرنا حرام ہے

ومن دخل الحرم بصيد ارسله وروبيعه ان بقي اي رد المبيع الذي في يده بعد دخوله في الحرم ان بقي الصيد في يد المشتري والاجزى كبيع المحرم صيدا اي رد بيعه ان بقي والاجزى سواء باعه من محرم او حلال لانه اتى بيته او في تفسير معه ان احرم اي ان احرم وفي بيته وقفه صيد ليس عليه ان يرسله لان الاحرام لا ينافي ملكية الصيد ومحافظته بخلاف من دخل الحرم بصيد فان صيد صار صيد الحرم فيجب ترك التعرض له ومن ارسل صيدا في يد محرم اخران اخذه حلالا فمن وللا فلا فان قتل محرم صيد مثله.

ترجمہ: اور جو شخص کسی شکار کو لے کر حرم میں داخل ہو تو اس شکار کو چھوڑ دے اور اگر اس نے شکار کو بیچ کر دیا تھا تو اس مشتری کی ملک میں شکار اگر باقی ہو تو وہ حرم میں داخل ہونے کے بعد اس بیع کو رد کر دے گا میں کی وجہ سے وہ شکار کو حرم میں داخل ہونے کے بعد اور اگر وہ شکار تلف ہو جائے جیسے کہ حرم کے اپنے شکار جیسے کی صورت میں میں مشتری کے پاس شکار کا ہونا ہونے کی صورت میں بیع کو رد کر دے، اور اگر وہ حرم کے کسی اور حرم کے ہاتھ میں باہر حرم کے ہاتھ بیچ دیا ہو تو بھی وہ شکار حرم کی کو میں ہے یا جہاں میں اس کے ہاتھ بیچا تھا اگر حرم باندھا ہو میں اگر اس حال میں احرام باندھا ہو اس کے گھر میں، اس کے جس میں شکار ہے تو وہ اس کا چھوڑ دینا اس پر واجب نہیں ہے اس لئے کہ احرام شکار کی ملک کے منافی نہیں ہے کیونکہ وہ شکار جس کے ہاتھ میں ہے تھا وہ اس شخص کے کہ جس نے شکار کو حرم میں داخل ہونے سے پہلے حرم میں داخل ہونے کے سبب سے حرم کا شکار بن گیا لہٰذا شکار سے تعرض کرنا واجب ہوگا کسی حرم یا ایک شکار کو چھوڑ دے جو کسی دوسرے شخص کے پاس ہو اگر وہ دوسرا شخص اس کو حلال ہونے کی حالت میں پکڑا تھا تو اس شکار کو تو وہ چھوڑ دے گا ورنہ نہیں اور اگر ایک حلال نے دوسرے کسی حرم کے شکار کو قتل کر دیا۔

حل المشکلات: ... (۱) یہ مذہب ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا جو کہ ہر صورت میں واجب کرتے ہیں جزا کو، جس کی تفصیل ہے کہ اگر وہ مثلی ہو جس میں آدمی نہ ہو تو اس کے مقابلہ میں ایک چھوڑ دینا ہے، اور اگر وہ مثلی ہو جس میں آدمی ہو تو اس کے مقابلہ میں ویسا ہی آدمی ہے، اور اگر وہ قیمی ہو جس میں آدمی نہ ہو تو اس کے مقابلہ میں اس کی قیمت ہے، اور اگر وہ قیمی ہو جس میں آدمی

فکل واحد جزی واحد فعلہ علی قدرہ وما بہ دم علی المقر فعلی القارن بہ
دمان دم لجنایتہ ودم لعمرتہ الا بجاوز الوقت غیر محرم امرد یا نوقت
المیقات لان الواجب علیہ عند المیقات احرام واحد فیلزمہ جزاء صید
قتلہ محرمان واتحد لو قتل صید الحرم حلالان لان ذلک جزاء الفعل
والفعل متحد وجزاء صید الحرم جزاء لمحل والمحل واحد او
المحرم صیدا او شراہ بحل ولو ذبحہ حرم ولو اکل منہ حرم قیمۃ ما اکل
لا محرم لم یضمن الا اذا اکل بعض محرم اخذ لہ بقوم

ترجمہ: ... ہر ایک پر اس کے فعل کا بدلہ ہوگا۔ اور اسی طرح اگر دو یا زیادہ آدمی مل کر شکار کریں تو ہر ایک پر پورا بدلہ ہوگا۔ اور اگر ایک شکار کرے اور دوسرا اس کی مدد کرے تو مدد کرنے والے پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے کئی شکار کئے تو ہر شکار کا بدلہ اس پر واجب ہوگا۔ اور اگر کئی شخص نے مل کر ایک شکار کیا تو ہر ایک پر پورا بدلہ واجب ہوگا۔ اور اگر قارن نے شکار کیا تو اس پر دو بدلے واجب ہوں گے ایک حج کی وجہ سے اور ایک عمرہ کی وجہ سے۔ مگر جب وہ میقات سے بغیر احرام باندھے گزرا ہو اور پھر شکار کیا ہو تو اس پر ایک ہی بدلہ واجب ہوگا۔ اور اگر دو محرموں نے مل کر ایک شکار کیا تو ہر ایک پر پورا بدلہ واجب ہوگا۔ اور اگر دو حلال آدمیوں نے حرم میں شکار کیا تو ہر ایک پر پورا بدلہ واجب ہوگا۔ اور اگر ایک محرم نے حرم میں شکار کیا تو اس پر دو بدلے واجب ہوں گے ایک فعل کی وجہ سے اور ایک محل کی وجہ سے۔ اور اگر محرم نے شکار کو حرم میں ذبح کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر محرم نے شکار کو حرم میں کھایا تو اس پر اس کی قیمت واجب ہوگی۔ اور اگر حلال آدمی نے شکار کو حرم میں ذبح کیا تو وہ مردار ہوگا۔ اور اگر محرم نے شکار کو حرم میں خریدا تو بیع باطل ہوگی۔ اور اگر محرم نے شکار کو حرم سے باہر ذبح کیا تو وہ حلال ہوگا۔ اور اگر محرم نے شکار کو حرم سے باہر ذبح کیا تو وہ حرام ہوگا

ولدت بضعة اخرجت من الحرم وما بأعضائها الظبية وولد الآن

ادى جزاء عالم ولدت بعد يجزه او ذبح يريد احرامه او العمرة وجاوزته
اى ميقاته ثم احرم لزمه دم كان مادام حرم وان ثانيا يريد الحج
او العمرة حتى انه لو لم يرد شيئا منهما لا يجب عليه شئ بمجاوزة الميقات
وقول ثم احرم لاحتياج الى هذا القيد فانه لو لم يحرم يجب عليه

ترجمہ: اگر کسی نے میقات سے بغیر احرام باندھے گزرنے کے بعد حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر دم لازم ہوگا جب تک وہ حرم میں رہے گا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ نہ کرتا تو اس پر کچھ لازم نہ ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔

حل المشکلات

[illegible] اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔

[illegible] اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔

[illegible] اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔

[illegible] اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔ اور اگر وہ حج یا عمرہ کا ارادہ کرتا تو اس پر دم لازم ہوتا۔

فحق الدم ان يقول جاوز وقته لزمه دم ويمكن ان يجاب عنه بانه انما ذكر قوله ثم احرم يعلم ان هذا الدم لا يسقط بهذا الاحرام بخلاف ما اذا عاد الى الميقات فاحرم فانه يسقط الدم حينئذ لانه صار اداء حق الميقات ثم قوله فان عاد فاحرم معناه انه لو لم يحرم من الميقات فعاد الى الميقات فاحرم فانه يسقط الدم اتفاقا اذ لم يحرم الم يتمرغ في نسك ولئن سقط دمه والا فلا اذ احرم بعد المجاوزة ثم عاد الى الميقات قبل ان يتمرغ في نسك ملبيا سقط عنه عند نا خلافا لزفر".

ترجمہ: ... جس کلام کا حاصل یہ ہے کہ جاوز وقتہ لزمہ دم سے یہ اعتراض ہے کہ قولہ ثم احرم یعلم کہ یہ دم احرام سے ساقط نہیں ہوتا حالانکہ یہ قول قولہ فان عاد فاحرم کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قولہ فان عاد فاحرم میں یہ گمان ہوسکتا تھا کہ احرام ہوتے ہی دم ساقط ہوجاتا ہے اس کو بتلانے کے لئے کہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ دم تب ساقط ہوتا ہے کہ جب میقات کی طرف لوٹ کر احرام باندھا ہو اس کے بعد قولہ ثم احرم یعلم کہ یہ دم اس احرام سے ساقط نہیں ہوتا جو کہ اس نے میقات سے حق کا ادا کرکے باندھا ہو بلکہ احرام کے صحیح ہونے پر اس کے ساتھ ہے اور اس پر باندھا اور پھر میقات کی طرف لوٹا اور احرام باندھا تو اتفاقی دم ساقط ہوجاتا ہے یا قولہ فان عاد فاحرم معناہ الخ سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہوا کہ قولہ ثم احرم یعلم کا قولہ فان عاد فاحرم کے ساتھ کیا تعلق ہے جواب یہ ہوا کہ قولہ فان عاد فاحرم کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ میقات سے احرام باندھ کر نہ گزرا ہو اور پھر لوٹ کر میقات سے احرام باندھا ہو تو اس کا دم ساقط ہوجائے گا اور اگر میقات سے احرام باندھ کر گزرا ہو اور پھر لوٹ کر میقات سے احرام باندھا ہو تو اس کا دم ساقط نہیں ہوگا اس لئے قولہ ثم احرم یعلم کا قولہ فان عاد فاحرم کے ساتھ کوئی تعارض نہیں ہے

حل المشکلات ... قولہ مگر کہے ... دوسروں کے گناہوں کی سزا دوں گی اس لئے کہ ہر ایک کو اپنے اپنے گناہ کی سزا ملے گی اور یہ بات عدل و انصاف کے عین مطابق ہے ... قولہ ہاں اگر وہ ... اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص میقات سے احرام باندھ کر گزرا ہو اور پھر میقات کی طرف لوٹ کر آیا ہو تو اس کا دم ساقط ہوجائے گا اور اگر میقات سے احرام باندھ کر نہ گزرا ہو تو اس کا دم ساقط نہیں ہوگا ... قولہ اور اگر ... اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص میقات سے احرام باندھ کر گزرا ہو اور پھر میقات کی طرف لوٹ کر آیا ہو تو اس کا دم ساقط نہیں ہوگا ... قولہ قولہ ... اس کا مطلب یہ ہے کہ قولہ ثم احرم یعلم کا قولہ فان عاد فاحرم کے ساتھ کوئی تعارض نہیں ہے ... قولہ ... اس کا مطلب یہ ہے کہ قولہ فان عاد فاحرم کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ میقات سے احرام باندھ کر نہ گزرا ہو اور پھر لوٹ کر میقات سے احرام باندھا ہو تو اس کا دم ساقط ہوجائے گا اور اگر میقات سے احرام باندھ کر گزرا ہو اور پھر لوٹ کر میقات سے احرام باندھا ہو تو اس کا دم ساقط نہیں ہوگا اس لئے قولہ ثم احرم یعلم کا قولہ فان عاد فاحرم کے ساتھ کوئی تعارض نہیں ہے

فانه لا یسقط الدم عنه وانما فان لم یشرع فی نسک حتی لو احرم وشرع فی نسک ثم عاد الی المیقات ملبیا لا یسقط الدم اجماعا وانما قال ولم یتم احترازا عن قولهما فان العود الی المیقات ملبیا کاف لسقوط الدم عندهما واما عند ابی حنیفة فلابد من ان یعود محرما ملبیا لکن یرید الحج وتمتع فرغ من عمرته وخرجا من الحرم واحرم بالحج تشبیها بالمسألة المتقدمة فلزوم الدم فان احرام الملکی من الحرم والمتمتع بالعمرة لما دخل مکة وان بالعمرة صار مکیا واحرامه من الحرم فیجب علیهما دم لمجاوزة المیقات بلا احرام۔

ترجمہ:۔ کہ نہ گرے گا دم اس سے اور اگر شروع نہ کرے گا حج کا یہاں تک کہ احرام باندھ کر شروع کیا اس نے نسک تلبیہ کہتے ہوئے میقات کی طرف لوٹا تو ساقط نہ ہوگا دم اجماع سے اور یہ جو کہا اس نے اور پورا نہ کیا حج کا احتراز ہے اس سے جو کہا ان دونوں نے کہ لوٹنا میقات کی طرف تلبیہ کہتے ہوئے ساقط کر دیتا ہے دم کو ان دونوں کے نزدیک اور رہا امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو ضرور ہے کہ لوٹے احرام باندھے ہوئے لیکن ارادہ کرے حج کا پھر فارغ ہو عمرہ سے اور نکلے حرم سے اور احرام باندھے حج کا تشبیہ دیتے ہوئے اس مسئلہ کی جو پہلے گزرا پس لازم ہونا دم کا اس کے ذمہ پر بوجہ اس کے کہ مکی ہے اور متمتع ہے عمرہ کی وجہ سے جب داخل ہوا مکہ میں تو مکی ہو گیا اور احرام اس کا حرم سے ہوا پس واجب ہوا ان دونوں پر دم بوجہ تجاوز کرنے کے میقات سے بلا احرام۔

حل المشکلات:۔ (بقیہ حاشیہ گذشتہ) ... احرام میقات سے گذر جانے کے بعد پھر میقات کی طرف لوٹ کر احرام باندھنے کی تین حالتیں ہیں ... ساقط ہو جائے گا ... اگر میقات کی طرف لوٹنے والے نے قران کیا ہو ... ساقط نہ ہوگا ... اگر میقات کی طرف لوٹنے والے نے حج شروع کر دیا ہو ... ساقط نہ ہوگا ... اگر میقات کی طرف لوٹنے والے نے حج شروع نہ کیا ہو ... ساقط نہ ہوگا ...

قولہ ولم یتم: یعنی احرام باندھ کر حج شروع کر دیا ہو ... میقات کی طرف لوٹنے والے نے دم ساقط ہو جائے گا ... اگر میقات کی طرف لوٹنے والے نے حج شروع نہ کیا ہو ... ساقط نہ ہوگا ...

وما عند ابی حنیفہ: ... اگر میقات کی طرف لوٹنے والے نے حج شروع کر دیا ہو ... ساقط نہ ہوگا ...

قولہ لکن یرید الحج: ... اگر میقات کی طرف لوٹنے والے نے حج شروع کر دیا ہو ... ساقط نہ ہوگا ...

قولہ تشبیہا بالمسألة المتقدمة: ... اگر میقات کی طرف لوٹنے والے نے حج شروع کر دیا ہو ... ساقط نہ ہوگا ...

قولہ فلزوم الدم فان احرام الملکی من الحرم: ... اگر میقات کی طرف لوٹنے والے نے حج شروع کر دیا ہو ... ساقط نہ ہوگا ...

فان دخل كوفي البستان لحاجة فله دخول مكة غير محرم ووقته البستان كالبستاني بستان بني عامر موضع داخل ميقات خارج الحرم فاذا دخله لحاجة لايجب عليه الاحرام لكونه غير واجب التعظيم واذا دخله الفقير باهله ويجوز لاهله دخول مكة غير محرم لكن ان اراد الحج فوقته البستان اى جميع الحل الذى بين البستان والحرم كالبستاني ولا شئ عليها اى لاشئ على البستاني وعلى من دخله من اهله من الحل ووقته معروف۔

ترجمہ:۔ کہ اگر کوئی کوفی بستان کا رہنے والا ہو یا کسی حاجت کی وجہ سے بستان میں آیا ہو تو اس کو بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے اور اس کے میقات بستان ہے جیسے بستانی کا میقات بستان ہے بستان بنی عامر ایک موضع ہے جو میقات کے اندر اور حرم سے باہر ہے پس اگر کوئی شخص بستان میں کسی حاجت کی وجہ سے آیا ہو تو اس پر احرام واجب نہیں ہے کیونکہ بستان واجب التعظیم نہیں ہے پس اگر کوئی فقیر اپنے اہل کے ساتھ بستان میں آیا ہو تو اس پر احرام واجب ہے اور اس کے اہل کو بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے لیکن اگر بستانی یا اس کے اہل حج کا ارادہ کریں تو ان کا میقات بستان ہے اور بستان اور حرم کے درمیان جو حل ہے وہ بھی بستانی کا میقات ہے پس بستانی پر اور جو اس کے اہل حل میں سے حرم کے اندر داخل ہو کر حج کا ارادہ کرے کوئی شئ واجب نہیں ہے اور حل کا وقت معروف ہے۔

حل المشکلات:۔ (فان دخل كوفي الخ) مطلب یہ کہ جب وہ حلال ہو کر میقات سے باہر نکلے تو اس پر میقات میں احرام واجب ہے، تو اب اگر تجارت کرنے کے لیے گیا ہو تو اس پر احرام واجب ہے اور اگر حج کے لیے گیا ہو تو اس پر احرام واجب نہیں ہے کیونکہ بستان حرم سے باہر ہے اور حرم کی تعظیم واجب ہے بستان کی تعظیم واجب نہیں ہے۔ (ووقته البستان) یعنی بستان کے رہنے والے کا میقات بستان ہے اور بستان کے رہنے والے کا میقات بستان ہے اور بستان کے رہنے والے کا میقات بستان ہے اور

لا تصلح حرما ولا میقاتا ومن دخل مکۃ بغیر احرام لزمہ حج او عمرۃ وصح منہ لوجوبہ
علیہ فی ذمتہ ثلث لا بعد وہو ان قتلہ فاحرم بعمرۃ فافسدہا مضی
وقضی ولزم علیہ لترک الوقت وانہ یصیر قاضیا من المیقات بالاحرام
منہ فی القضاء ومکی لم یحرم لہ شوطا فاحرم بالعمرۃ قضاہ وعلیہ دم وحج وعمرۃ
الدم لاجل الوقوف والحج والعمرۃ لانہ فات الحج وہذا عند ابی حنیفۃ واما
عندہما یرفض العمرۃ وانما قال طاف یتوطا لانہ لو طاف اربعۃ اشواط
یرفض احرام العمرۃ اتفاقا ولو جامع بعد ذلک لا یفسد لانہ ربما لم یعلم بذلک منہ عنہ

ترجمہ: اور حرم اور میقات نہیں بنتا اور جو شخص بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہوا اس پر حج یا عمرہ لازم ہوا اور اس کا حج یا عمرہ صحیح ہوا کیونکہ اس پر اس کا واجب ہونا اس کے ذمہ میں ثابت ہو چکا تھا اور یہ تین سال سے زیادہ نہیں ہوتا یعنی اگر اس نے قتل کیا تھا تو عمرہ کا احرام باندھا پھر اس کو فاسد کر دیا تو اس کو پورا کرے گا اور قضا کرے گا اور اس پر لازم ہوگا وقت کو ترک کرنے کی وجہ سے اور یہ کہ وہ میقات سے احرام باندھ کر قضا کرے گا اور اگر اس نے چار شوط بھی احرام نہیں باندھا تھا پھر عمرہ کا احرام باندھا تو اس کی قضا کرے گا اور اس پر دم ہوگا اور حج اور عمرہ کا اور دم وقوف کی وجہ سے ہوگا اور حج اور عمرہ اس لیے کہ اس کا حج فوت ہو گیا اور یہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک عمرہ کو رفض کر دے گا اور امام قدوری نے جو یہ کہا کہ طواف کرے وضو کرنے کے لیے تو اس لیے کہ اگر چار شوط طواف کر لیا تو بالاتفاق عمرہ کا احرام رفض ہو جائے گا اور اگر اس کے بعد جماع کر لیا تو فاسد نہیں ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ اس کو اس بات کا علم نہ ہو اس سے یا اس کے عنہ سے۔

حل اللغات: لا تصلح ... یہ عبارت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ حرم اور میقات کا ثبوت اس کی تعظیم کی وجہ سے ہے اور یہ تعظیم اس وقت ہوگی جب کہ اس کے ساتھ کوئی عبادت ہو اور وہ احرام ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک بادشاہ کے دروازے پر کوئی شخص داخل ہونا چاہتا ہے تو دروازہ کا دربان اس سے کہتا ہے کہ تو اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو اپنے ہتھیار نہ رکھ دے یعنی جب تک کہ تو اپنے ہتھیار رکھ کر اور اپنے آپ کو عاجز ظاہر کر کے نہ آئے۔ اسی طرح حرم اور میقات کا حال ہے کہ وہ بغیر احرام کے داخل نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک بادشاہ کے دروازے پر کوئی شخص داخل ہونا چاہتا ہے تو دروازہ کا دربان اس سے کہتا ہے کہ تو اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو اپنے ہتھیار نہ رکھ دے یعنی جب تک کہ تو اپنے ہتھیار رکھ کر اور اپنے آپ کو عاجز ظاہر کر کے نہ آئے۔ اسی طرح حرم اور میقات کا حال ہے کہ وہ بغیر احرام کے داخل نہیں ہو سکتا۔

ومن دخل ... یہ عبارت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ حرم اور میقات کا ثبوت اس کی تعظیم کی وجہ سے ہے اور یہ تعظیم اس وقت ہوگی جب کہ اس کے ساتھ کوئی عبادت ہو اور وہ احرام ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک بادشاہ کے دروازے پر کوئی شخص داخل ہونا چاہتا ہے تو دروازہ کا دربان اس سے کہتا ہے کہ تو اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو اپنے ہتھیار نہ رکھ دے یعنی جب تک کہ تو اپنے ہتھیار رکھ کر اور اپنے آپ کو عاجز ظاہر کر کے نہ آئے۔ اسی طرح حرم اور میقات کا حال ہے کہ وہ بغیر احرام کے داخل نہیں ہو سکتا۔

ومکی لم یحرم ... یہ عبارت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ حرم اور میقات کا ثبوت اس کی تعظیم کی وجہ سے ہے اور یہ تعظیم اس وقت ہوگی جب کہ اس کے ساتھ کوئی عبادت ہو اور وہ احرام ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک بادشاہ کے دروازے پر کوئی شخص داخل ہونا چاہتا ہے تو دروازہ کا دربان اس سے کہتا ہے کہ تو اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو اپنے ہتھیار نہ رکھ دے یعنی جب تک کہ تو اپنے ہتھیار رکھ کر اور اپنے آپ کو عاجز ظاہر کر کے نہ آئے۔ اسی طرح حرم اور میقات کا حال ہے کہ وہ بغیر احرام کے داخل نہیں ہو سکتا۔

والمعنى من الاعمال الشرعية يحقق الشروعية لكنه يجب دم بالنقصان ومن احرم

بالعمرة ثم احرم يوم النحر بأخرى فات حلق للاول لزمه الآخر بلا دم و

الاكمل دم تقدر اولا اى احرم بالعمرة ثم احرم يوم النحر بحجة اخرى

فى العام القابل فان حلق للاول قبل هذا الاحرام لزمه الآخر بلا دم وان

لم يحلق لزمه الآخر مع دم ومن ثم لو بعمرة الا الحلق لو احرم بأخرى ذبح لانه

جمع بين احرامى العمر وهو مكروه فلزمه الدم انما احرم به ثم فعا

لزمه لان الجمع بينهما مشروع للآفاقى كالقران۔

ترجمہ۔ اور ممنوعات نہ کرنے سے بھی مشروعیت ادا ہو جاتی ہے لیکن نقصان کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا پھر یوم النحر کو دوسرا عمرہ کا احرام باندھا تو پہلے عمرہ کے لیے حلق کرانا لازم ہے دوسرے عمرہ کا دم نہیں اور اکمل یہ ہے کہ دم کا اندازہ کرے یعنی پہلے عمرہ کا احرام باندھے پھر یوم النحر کو حج کا احرام باندھے پھر اگلے سال حج کرے اور اگر پہلے عمرہ کا حلق نہ کرایا ہو تو دوسرے عمرہ کا دم نہیں اور اگر پہلے عمرہ کا حلق نہ کرایا ہو تو دوسرے عمرہ کا دم بھی لازم ہے اور اگر

تبطل هي ما لو خرج قبل انعقادها الا بالتوجه اي بالتوجه الى عرفات وان حال بينه
وبين احرامه بها مغمى عليه او مجنون لانه اتى بافعال العمرة على اتم الوجوه وبقي
رفضها وان رفض قضى وارتفق ويرجع واهل بعمرة يوم النحر واذا فرغ من تلبية لزمته
دم وقضيت مع دم وانما لزمته لان الجمع بين احرامي الحج والعمرة يجمع
وان مضى عليهما صح ويجب دم فاتت الحج احرامه او بعد وقوفه ودخل وقته بقي
فاتت الحج اذا احرم بحج او عمرة يجب ان يرتفق للاحرام ويتحلل بافعال العمرة لان
فاتت الحج يجب عليه هذا ثم يقضي ما احرم به۔

ترجمہ: اور حلال ہونے والے کو نہیں روکا جائے گا مگر طواف کے ساتھ یا عرفات کی طرف توجہ کرنے کے ساتھ پس اگر کوئی چیز اس کے اور اس کے احرام کے درمیان حائل ہو جائے جیسا کہ بیہوشی یا دیوانگی تو وہ عمرہ پر بنا کرے گا کیونکہ اس نے عمرہ کے افعال کو اچھی طرح ادا کیا ہے اور اس کے لئے رفض کا اختیار باقی ہے اور اگر رفض کرے تو قضا کرے گا اور ارتفاق کرے گا اور لوٹے گا اور احرام باندھے گا عمرہ کا یوم النحر کے بعد اور جب تلبیہ سے فارغ ہو تو اس پر دم لازم ہوگا اور قضا کی جائے گی اس کی مع دم کے اور دم اس پر لازم ہوگا اس لئے کہ حج اور عمرہ کے احرام کو جمع کرنا جمع کرنا ہے اور اگر ان پر گزر جائے تو صحیح ہے اور دم واجب ہوگا اور جس کا حج فوت ہو گیا احرام باندھنے کے بعد یا وقوف کے بعد اور داخل ہوا اس کا وقت تو باقی رہے گا اس کا حج فوت ہو گیا جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا وہ ارتفاق کرے گا احرام کے لئے اور حلال ہوگا افعال عمرہ کے ساتھ اور اس پر واجب ہوگا حج فوت ہو گیا اس کا پھر قضا کرے گا اس حج کی جس کا احرام باندھا تھا۔

حل تشریح: ... (بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) ... اس کا ذکر ہے اور اس کے بعد اس کا ذکر ہے جو طواف کے ساتھ روکا جائے گا اور اس کے بعد اس کا ذکر ہے جو عرفات کی طرف توجہ کے ساتھ روکا جائے گا۔

کتاب: ... (بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) ... یعنی جس شخص کو حج کے سوا کسی اور چیز نے روکا ہو تو وہ حلال ہو جائے گا اور اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔

کتاب: ... (بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) ... اس کے لئے ارتفاق کا اختیار ہے یعنی وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حلال ہو جائے گا اور اس کے بعد حج کا احرام باندھے گا۔

کتاب: ... (بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) ... اس کے لئے ارتفاق کا اختیار ہے یعنی وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حلال ہو جائے گا اور اس کے بعد حج کا احرام باندھے گا۔

کتاب: ... (بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) ... اس کے لئے ارتفاق کا اختیار ہے یعنی وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حلال ہو جائے گا اور اس کے بعد حج کا احرام باندھے گا۔

کتاب: ... (بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) ... اس کے لئے ارتفاق کا اختیار ہے یعنی وہ عمرہ کا احرام باندھ کر حلال ہو جائے گا اور اس کے بعد حج کا احرام باندھے گا۔

لصحة التحرم وينبغي ان لا يرفض احرام الحج لانه يصير حامعا بين احرامي الحج والعمرة فان رفض الثاني وانشأ يرفض احرام العمرة لانه تجب عليه عمرة نفوات الحج فيصير بالاحرام جامعا بين العمرتين فاذا رفض الثانية وانشأ يجب عليه دم التحلل قبل اداته بالرفض.

ترجمہ:- اس لئے کہ شروع صحیح ہو جائے اور حج کرے اور حج کے احرام کو اس سے چھوڑے، سے کہ وہ حج کے دو احرام کا جمع کرنے والا ہو جائے پس اگر چھوڑ دے، اور عمرہ کا احرام، اس لئے چھوڑے کہ فوت ہونے کی وجہ سے اس پر ایک عمرہ واجب ہے تو جب تو اپنے دو احرام کے ساتھ عمرہ کے دو عمرے جمع کرنے والا ہو جائے گا، اور دوسرا عمرہ کو چھوڑ دے تو اس پر واجب ہے، رفض کی وجہ سے تحلل کے ادا سے پہلے محلل ہونا ہے۔

حل اللغات:- (بعد شروع کے) اگر عمرہ کرنے کے بعد اسی حالت میں رہا، اس کے احرام کو لغو تو صحیح ہے، فرمایا واجب ہے۔

حل تراکیب:- (حج کے) اس میں کا یہ جملہ جو ہوتا کہ شاید اس سے معلوم کرے، اور کہا کہ اور احصر حج فوت ہو گیا تو کہا کہ احرام سے نکل جا، عمرے کا احرام باندھا ہو تو وہ حج کی ترک کر دے، اور احصر کے اور ایک دم حج کرے ہو۔

شرح قولہ (قال) وہ ایک عمرہ ہے، اس پر حج فوت ہو گیا تو حج واجب ہو گا اور عمرہ کرے، اور عمرہ کرنے کے احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو تو مکہ میں کسی دن وقوف اس کا حج فوت ہو گیا، اور مسئلہ کا طریقہ کہ جو مکہ میں داخل ہوتا ہے کہا یہ حج اکبر ہے اس کا حج فوت ہو گیا، اور عمرہ کرنا اب بھی مکمل ہے کہا ہاں وہ عمرہ کرے اس سے حج کا تمام ہو گا، جیسے محصر ہوا ہے مکہ میں داخل ہوا ہے۔

(وہ ہے) یہ قول ہے حج فوت ہو گیا، یہ مراد ہے کہ اس کے لئے واجب ہے کہ وہ احرام حج کے اور ہے حج کرے اور عمرہ شروع کر، صحیح ہے اس پر وہ ہو گا، واجب اس لئے کہ کرے کہ وہ اس کا قضا ہو گا، روزے کی مانند ہو گا، رمضان کے اور ہے حج کرے اور ہے حج کا ہو گا۔

شرح قولہ (وعلیہ الحج) اس سے کہ پہلے حج کا احرام تھا، اب اس کو فاسد کر دیا، اور اس سے حلال ہو سکتے ہے، اس لئے وہ باقی ہے حج کا اور عمرہ، اس لئے وہ حج کی ادا کرے، اور ہے حج کرے، اور ہے حج کرے، اور ہے حج کرے، اور ہے حج کرے۔

شرح قولہ (ولا یفوت الحج) یہ بیان ہے اس کا، جو حدیث ہے کہ حج عرفہ ہے، اصل یہ ہے کہ جب عرفہ میں وقوف ہو گیا تو حج فوت نہیں ہوتا، اور جب تک عرفہ میں وقوف نہیں کرتا حج فوت ہوتا ہے، اور اصل حج کا عرفہ ہے، اور باقی افعال حج کے واجب ہیں، اس لئے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئے ہیں، اور اصل حج عرفہ ہے، اور اس کا اعتبار ہے، اور اس کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے، لیکن افعال میں سے وقوف کی فوت پر اعتبار ہے، اس لئے حج جب تک عرفہ کا احرام باندھا ہو اور عرفہ حج کو پائے تو حج کا احرام باندھا ہو، اور حج کرے ایک احرام سے دو حج ہو سکتے ہے کہ ایک عمرہ کے لئے احرام، اس کے بعد حج کا احرام، اس لئے کہ حج کا احرام عمرہ کا احرام باندھنے سے نہیں ہوتا، کیونکہ اس کے لئے اشہر حج ہے، اور عمرہ کے لئے اشہر حج نہیں ہے، اور اس لئے کہ عمرہ کا احرام حج کے احرام سے ہو سکتا ہے، اور حج کا احرام عمرہ کے احرام سے نہیں ہو سکتا ہے، اور اس لئے کہ عمرہ کا احرام حج کے احرام میں داخل ہو سکتا ہے، اور حج کا احرام عمرہ کے احرام میں داخل نہیں ہو سکتا

باب الاحصار

ان احصر المحرم بعدو او مرض بعث لنفر دما والقارن دمين و
عين يوما يذبحه فيه ولو قبل يوم النحر هذا عند ابي حنيفة واما عند
فان كان محصرا بالعمرة فكذا وان كان محصرا بالحج لا يجوز الذبح
الا في يوم النحر.

ترجمہ: یہ باب احصار کے احکام کے بیان میں ہے۔ اگر محرم کو بسبب دشمن، مرض کے احصار کیا جائے تو مفرد بالحج ایک جانور اور قارن دو جانور بھیجے اور متعین کر دے کہ اس دن ذبح کیا جائے خواہ وہ یوم النحر سے پہلے ہو یہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک ہے لیکن صاحبین کے نزدیک اگر محصر بالعمرہ ہو تو یہی حکم ہے اور اگر محصر بالحج ہو تو یوم النحر سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں ہے

حل مشکلات: قولہ باب الاحصار: حصر سے باب الاحصار کی مناسبت اس طرح ہے کہ احصار کے معنی روکنے کے ہیں اور محرم کا احرام کی وجہ سے اپنے آپ کو خود روکنا ممکن نہیں ہوتا بلکہ دوسرے روکتے ہیں یعنی محرم جس کام کی وجہ سے احرام باندھتا ہے اس کام سے دشمن یا مرض کی وجہ سے روک دیا جائے تو اس کا حکم بیان کرنا مقصود ہے۔ قولہ بعدو او مرض: اس سے معلوم ہوا کہ احصار صرف دشمن کے سبب سے ہی نہیں ہوتا بلکہ مرض کے سبب سے بھی ہوتا ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا جو کہتے ہیں کہ احصار صرف دشمن کے سبب سے ہوتا ہے مرض کے سبب سے نہیں ہوتا۔ ان کی دلیل حدیث حجاج بن عمرو ہے جس میں ہے کہ جو شخص ہڈی لنگڑا ہو جائے یا بیمار ہو جائے اس کو اختیار ہے کہ احرام کھول دے اور حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ مرض بھی احصار میں داخل ہے اور ہمارے نزدیک حدیث حجاج منسوخ ہے۔ قولہ بعث لنفر دما: اس سے معلوم ہوا کہ مفرد پر ایک جانور بھیجنا واجب ہے اور یہی ہمارے ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے۔ صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ روایات ظاہر الرواۃ میں یہ مقام مخصوص ہے اس لئے ہدی میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔

قولہ قولہ: اب اس کا حکم بیان کرتے ہیں کہ محرم کو کس وقت تک روکا جائے تو فرماتے ہیں کہ اگر محرم احرام باندھا ہوا حج کا تو اس کو روکا جائے گا یہاں تک کہ حج کا وقت فوت ہو جائے اور اگر محرم احرام باندھا ہوا عمرہ کا تو اس کو روکا جائے گا یہاں تک کہ طواف زیارت کر لے اور اگر محرم احرام باندھا ہوا حج اور عمرہ دونوں کا تو اس کو روکا جائے گا یہاں تک کہ حج کا وقت فوت ہو جائے اور عمرہ کا طواف زیارت کر لے۔ قولہ فان قرن: اگر محرم نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو تو اس کو روکا جائے گا یہاں تک کہ حج کا وقت فوت ہو جائے اور عمرہ کا طواف زیارت کر لے۔ قولہ فعليه دمان: اگر محرم نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو تو اس کو روکا جائے گا یہاں تک کہ حج کا وقت فوت ہو جائے اور عمرہ کا طواف زیارت کر لے۔ قولہ فان قرن: اگر محرم نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہو تو اس کو روکا جائے گا یہاں تک کہ حج کا وقت فوت ہو جائے اور عمرہ کا طواف زیارت کر لے۔

وقد حل لا يبعد بعمرة بحلق وتقصير وعليه ان حل من حجه وعمرة ومن عمرة عمرة ومن قران حجة وعمرتان واذا زال احصاره وامكنه ادراك الهدى والحج توجه وهما امامه فقضاه ان يحل هذا عند ابي حنيفة فان يمكن ادراك الحج بدون ادراك الهدى اذ لا يجوز الذبح قبل يوم النحر واما عندهما فيعتبر ادراك الهدى والحج لان الذبح لا يجوز الا في يوم النحر فكل من ادرك الحج ادرك الهدى۔

ترجمہ:۔ اور جس شخص کا راستہ روک دیا گیا ہو اور اس نے حج کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ احرام باندھا ہو تو وہ حلال ہو جائے گا اور اس پر حج کی قضا ہے، اور اگر اس کا حال ہو اتو اس پر قضا نہیں ہے (یعنی جب اس کا راستہ کھل جائے تو وہ حلال ہو جائے گا اور اس پر حج کی قضا نہیں ہے) اور جس شخص کا راستہ روک دیا گیا ہو اس کے لئے حلال ہونا اور حج کا ختم کرنا جائز ہے اور جب تک وہ حلال نہ ہو جائے اس پر حج کی قضا ہے

وسعه عن ركنى الحج بمكة احصار وعن احدهما لا ومن عجز راجم
صح ويقع عنه ان دام عجزه الى موته ويرى الحج عنه ومن شرع عن امرئ
ونفع عنه وضمن نفقها ولا يجعله عن احدهما وكذا ذلك ان حج عن
الوية كحتيرة يجعل ثوابه عنهما ودم الاحصار على الآمر وفى ماله
متاً ودم القرن والجناية على العاجز اى ان امر غيره وان يقرن عنه
ذبح انقذ ان على المأمور۔

ترجمہ: اور جس کو روکا گیا دشمن نے بیت اللہ سے یا کسی اور جگہ سے حصار کیا اس کو دشمن نے یا کسی ظالم بادشاہ نے اور وہ حج یا عمرہ کا احرام باندھ چکا ہو تو اس پر لازم ہے کہ جانور ذبح کرے حرم میں اور حلق کرے اور حلال ہو جائے اور اس پر قضا واجب ہے اگر فرض تھا اور اگر نفل تھا تو نہیں اور اگر روکا گیا ایک رکن سے تو دوسرا رکن ادا کرے اور اگر روکا گیا دونوں رکنوں سے تو بیت اللہ کے پاس ایک جانور ذبح

وضمن النفقة ان جامع قبل وقوفه لا بعده وان مات في الطريق بعث من منزل امره بثلث ما بقي لا من حيث مات اي اذا اوصى ان يحج عنه فاحجوا عنه فمات في الطريق فعند ابي حنيفة يحج عنه بثلث ما بقي وان قسمة الوصي وعزل له المال لا يصح الا بالتسليم الى الوجه الذي عينه الوصي ولم يسلم الى ذلك الوجه لان ذلك انما كان قضاء فينفذ وصيته من ثلث ما بقي وعند ابي يوسف ينفذ من ثلث الكل

ترجمہ ۔ (اور اگر) قبل از وقوف عرفات کے (بیوی سے) صحبت کر لی (احصار کی وجہ سے) تو اس کا حج فاسد ہو جائے گا اور (اس پر) قضا اور کفارہ واجب ہوگا۔ (اور) وقوف کے بعد ہو تو فاسد نہ ہوگا اگر (وقوف عرفات سے) پہلے مر جائے تو اس کے مال میں سے اس کی جائیداد کی ایک تہائی سے حج کرایا جائے گا۔ گو اس کا مال (وہاں) موجود ہو۔ یعنی جب کسی میت نے وصیت کی کہ اس کی جائیداد میں سے حج کرایا جائے یعنی اس کی طرف سے حج کرایا جائے۔ اس میں (اس) نے حج کیا تو راستہ میں مر گیا تو امام اعظم کے نزدیک اس کی جائیداد میں سے ایک تہائی خرچ سے حج کرایا جائے گا۔ جس کا حکم دیا تھا۔ اور (اس) کا حج کرانا صحیح ہوگا جس جگہ سے کہ اس کا حج کرانا مقرر کیا تھا (یعنی) جس جگہ کی طرف حج کا حکم کیا تھا اسی طرح وصی کے بھیجنے سے بھی ہوگا جس جگہ سے کہ وصی نے کہا ہے جس کی طرف حج کا حکم کیا تھا اسی طرح وصی کے بھیجنے سے بھی کہے کہ میرا مال فلاں کے ہاتھ سے جائے گا (اور) وصی نے وہ مال اس کے ہاتھ نہیں بھیجا تو یہ قضا ہوگی (اور) وصیت نافذ ہوگی۔ (اور) امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال سے وصیت نافذ کی جائے گی۔

حل المشکلات ۔ (بعد مرگذشتہ بعد ادائیگی) باطل ہو جائے گی (اور) حج فوت ہو جانے کی وجہ سے ہو جائے گا (اور) کفارہ ہو جاتا ہے (اور) اس کی ذمہ لازم ہوں گے۔

لہ تو وہ دونوں کو (یعنی اگر اس نے ادائیگی مال کی وصیت اس کے حکم کے بغیر حج کیا ہو۔ خواہ اس نے کسی ایک کی طرف سے یا متعدد کی طرف سے حج کیا ہو۔ خلاصہ یہ بات ہیں کہ اگر وصی نے حکم کیا کہ میرا مال فلاں کے ہاتھ سے جائے گا اور اس نے وہ مال اس کے ہاتھ نہیں بھیجا تو یہ قضا ہوگی اور وصیت نافذ ہوگی۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال سے وصیت نافذ کی جائے گی۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال سے وصیت نافذ کی جائے گی۔

شے تو وہ دونوں (یعنی اگر اس نے کسی ایک کو حج کا حکم دیا اس کو اگر کفارہ ادا کی تو اب اس) احصار کی قربانی حکم دینے والے پر ہوگی اور

وعند محمدؒ ان بقی شئ مما دفع الی الاول یحج به وان لم یبق بطلت الوصیة

ترجمہ:۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک جو مال نائب کے پاس سپرد کیا گیا تھا اس میں اگر کچھ باقی ہے تو اس سے حج کرایا جائے گا۔ اور اگر باقی نہیں ہے تو وصیت باطل ہو جائے گی۔

حل المشکلات:۔ (قولہ مرگ شدہ باشد) اگر وقوف عرفہ کے بعد جاتا کیا تو اس پر دم نہ تھا کیونکہ وقوف عرفہ کے بعد جانا کرنے سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ قربانی دینے سے حج ہو جاتا ہے۔

(قولہ فان مات الخ) اقول:۔ لیکن مامور اگر راستہ میں مر جائے یا وہ اپنوں میں ہو جائے تو تمام حاضرین کے نزدیک آمر کے ثلث مال سے پھر دوبارہ حج کرایا جائے گا۔ اور اس کے گھر سے ہی کرایا جائے گا۔ اور جس ہزار روپیہ سے حج کرایا جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس چار ہزار روپیہ ہیں۔ اس نے مرتے وقت اس کی طرف سے حج کرانے کی وصیت کی اور حج میں ایک ہزار روپیہ لگتے ہیں۔ چار ثلث نے ایک ہزار روپیہ کسی کو دے کر وصیت کی طرف سے حج کرنے کو بھیجا اب یہ مامور راستہ میں مر جاتا ہے یا زاد راہ پورا ہو جاتا ہے تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میت کی طرف سے حج کے لئے جس قدر مال خرچ کیا جائے۔ وہ دوسرا سال سے ہوتا ہے کہ جو جہاں مرا یا جہاں مال ختم ہو وہاں سے یا اس سے پہلے سے وصیت کے گھر سے بھیجا جائے امام صاحبؒ کے نزدیک میت کے گھر سے اور صاحبینؒ کے نزدیک جہاں مامور مرا یا مال پورا ہو وہاں سے حج کرایا جائے اور امام صاحبؒ کے نزدیک ثلث المال سے یعنی ایک ہزار روپیہ سے۔ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک ثلث کل مال یعنی آٹھ ہزار میں سے تین ہزار روپیہ سے اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر پہلے مال سے اس کے پاس کچھ باقی ہے تو اس سے کرایا جائے گا۔ ورنہ وصیت باطل ہو جائے گی۔

بابُ الهدی

الهدی من ابل وغنم وبقر ولا یجب تعریفه الی الذهاب به الی عرفات وقیل المراد لاعلام کالتقلید ولم یجز فیه الا الجائز الاضحیة وجاز الغنم فی کل شیٔ الا فی طواف فرض جنبا ووطیه بعد الوقوف وکل من هدی نطوع ومتعة وقران لحسب وتعین یوم النحر لذبح الاخیرین وغیرهما متی شاء کما تعین الحرم لکل لا فقیر تصدقته ای لا یتعین فقیر الحرم لصدقته۔

ترجمہ: یہ باب حکم ہدی کے بیان میں ہدی اونٹ گائے اور بکری ہے اور اس کو عرفات لے جانے کے ساتھ خاص نہیں ہے اور کہا گیا کہ تعریف سے مثل تقلید کے اعلام ہدی مراد ہے اور ہدی میں وہی جانور جائز ہے جو قربانی کے لئے جائز ہے اور مرغ کے دم میں ہدی جائز ہے مگر طواف فرض جنبی ہونے کی حالت میں اور وقوف عرفہ کے بعد وطی کرنے سے اور نفلی کا دم جائز ہے مثل واجب کے اور دفع ہدی نفلی اور ہدی قران کو ہدی متعہ کے ذبح کرنے تک مؤخر کیا جا سکتا ہے اور ہدی متعہ اور ہدی قران کے لئے یوم نحر متعین ہے اور ان دونوں کے علاوہ ہدی جب چاہے ذبح کر سکتا ہے جب کہ حرم فقیر کے لئے حرم متعین نہیں ہے اس ہدی کے صدقہ کے لئے مطلق حرم متعین نہیں ہوتا ہے۔

حل اللغات: لفظ ابل واؤ کے ساتھ اور بغیر واؤ کے ساتھ صحیح ہے اور ابل مؤنث ہے اور اس کا واحد مذکر نہیں ہے لیکن اگر کوئی اس کو واؤ کے ساتھ وفات میں بھی پڑھتا تو صحیح ہے جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نفلی ابل صدقہ کے دیتے ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بھی اس کو ذکر فرمایا ہے اور اس کو مؤنث بھی ذکر کیا ہے۔

قولہ وما یجوز الاضحیۃ الخ: یعنی جو جانور دین سے کے ساتھ قربانی کے لئے جائز ہیں وہی جانور ہدی کے ساتھ بھی شرائط کے ساتھ ہدی کے لئے بھی جائز ہیں مگر یہ کہ بکری کی عمر ایک سال ہو گئی ہو اور اونٹ کی پانچ سال ہو گئی ہو اور ستیہ ہوئی کہ گائے کی دو سال ہو گئی ہو اور دیکھنے میں سال بھر کی بھی معلوم ہوتی ہو تو قربانی اور ہدی کی درست ہے۔ دوسری شرائط کا ذکر مختصر کیا ہے۔

قولہ وجاز الغنم فی کل شیٔ الخ: یعنی بکری کا ذبح ہونا ہر چیز کے بدلہ میں جائز ہے مگر طواف زیارت کے بدلہ میں اگر کوئی شخص جنبی ہو گیا ہو اور طواف زیارت کیا ہو اور ایک دفعہ وقوف عرفہ کے بعد طواف زیارت سے پہلے صحبت کر لی ہو تو اس پر بکری کا ذبح کرنا کافی نہیں ہے بلکہ اونٹ کا ذبح کرنا لازم ہے اگر بکری ذبح کر دیا تو کافی نہیں ہوگا ہے۔

قولہ وکل من هدی نطوع الخ: یعنی ہدی کا مالک کھا سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہدی تطوع اور ہدی قران، ہدی تمتع کے برخلاف ہیں اور ظاہر ہے کہ قربانی کا گوشت خود مالک کرنے والا کھا سکتا ہے صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایام تشریق کے علاوہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کھاؤ اور جمع کرو اور صدقہ کرو اس حدیث کے دم ہدی اور کفارات کے دم میں سے مالک کو کھانا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ کفارات کے دم ہدی اور کفارات کے قربانی میں سے مالک کو کھانا جائز نہیں ہے۔

قولہ وتعین یوم النحر الخ: یعنی قربانی اور ہدی کے ذبح کرنے کے لئے ایام نحر میں سے دن تعین ہے اور اس کے

وتصدق بجلده وخطامه ولم يعط اجرة الجزار منه ولا يركب الا لضرورة ولا يحلب لبنه ويقطعه بنضح فرعه بماء بارد وما عطب او نقب بقائمة اي ذهب اكثر من ثلثه ذبحه واذنه او عينه فقيل واجبه ابدله وشيبه له وقيل لا شيء عليه ونحو بدنة الفقير في عطبه في الطريق.

ترجمہ۔ اور جانور کی جھول اور رسی کو صدقہ کر دے اور قصاب کو اجرت میں نہ دے اور سواری کے لیے نہ چلائے اور دودھ نہ دوہے اور اس کے تھن کو ٹھنڈے پانی سے بند کر دے اور اگر راستہ میں ہلاک ہو جائے یا اس کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ ضائع ہو جائے تو ذبح کر دے اور اس کے کان یا آنکھ کو پھاڑ دے تو بعض کے نزدیک اس کا بدلہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک کچھ واجب نہیں اور فقیر کے ہدی کا راستہ میں ضائع ہونے کا حکم غنی کے ہدی کا سا ہے۔

حل لغات: اجلہ جمع جل ہے جو کہ وہ کپڑا ہے جو اونٹ کی پیٹھ پر ڈالا جاتا ہے تاکہ اس کی کمر کو زخم سے بچایا جا سکے۔ خطام جمع خطمہ ہے جو کہ وہ رسی ہے جو اونٹ کی ناک میں ڈالی جاتی ہے۔ نضح کے معنی ہیں پانی سے بند کرنا۔ عطب کے معنی ہیں ہلاک ہونا۔ نقب کے معنی ہیں پھاڑنا۔

تشریح: (اور صدقہ کر دے جھول وغیرہ کو) یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ان کا صدقہ کرنا واجب نہیں بلکہ ان کا اختیار ہے چاہے صدقہ کر دے یا اپنے کام میں لائے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ان کا صدقہ کرنا واجب ہے تاکہ ہدی کے ہر جزو کا صدقہ کرنا ثابت ہو جائے۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ان کا صدقہ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ ان کا صدقہ کرنا ہدی کے ہر جزو کے صدقہ کرنے کے قائم مقام ہے۔ (اور قصاب کو اجرت میں نہ دے) یہ قول بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک قصاب کو اجرت میں دینا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ قصاب کو اجرت میں دینا ایسا ہے جیسا کہ قصاب کو بیع میں دینا۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ قصاب کو اجرت میں دینا ایسا ہے جیسا کہ قصاب کو ہدیہ میں دینا۔ (اور سواری کے لیے نہ چلائے) یہ قول بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک سواری کے لیے چلانا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ سواری کے لیے چلانا ایسا ہے جیسا کہ دودھ دوہنا۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ سواری کے لیے چلانا ایسا ہے جیسا کہ بوجھ لادنا۔ (اور دودھ نہ دوہے) یہ قول بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دودھ دوہنا جائز ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ دودھ دوہنا ایسا ہے جیسا کہ سواری کے لیے چلانا۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ دودھ دوہنا ایسا ہے جیسا کہ بوجھ لادنا۔ (اور اس کے تھن کو ٹھنڈے پانی سے بند کر دے) یہ قول بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک تھن کو ٹھنڈے پانی سے بند کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ تھن کو ٹھنڈے پانی سے بند کرنا ایسا ہے جیسا کہ دودھ دوہنا۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ تھن کو ٹھنڈے پانی سے بند کرنا ایسا ہے جیسا کہ بوجھ لادنا۔ (اور اگر راستہ میں ہلاک ہو جائے یا اس کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ ضائع ہو جائے تو ذبح کر دے) یہ قول بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک ذبح کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ذبح کرنا ایسا ہے جیسا کہ دودھ دوہنا۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ ذبح کرنا ایسا ہے جیسا کہ بوجھ لادنا۔ (اور اس کے کان یا آنکھ کو پھاڑ دے تو بعض کے نزدیک اس کا بدلہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک کچھ واجب نہیں) یہ قول بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک کان یا آنکھ کو پھاڑنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ کان یا آنکھ کو پھاڑنا ایسا ہے جیسا کہ دودھ دوہنا۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ کان یا آنکھ کو پھاڑنا ایسا ہے جیسا کہ بوجھ لادنا۔ (اور فقیر کے ہدی کا راستہ میں ضائع ہونے کا حکم غنی کے ہدی کا سا ہے) یہ قول بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک فقیر کے ہدی کا راستہ میں ضائع ہونے کا حکم غنی کے ہدی کا سا نہیں بلکہ فقیر کے ہدی کا راستہ میں ضائع ہونے کا حکم فقیر کے ہدی کا سا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ فقیر کے ہدی کا راستہ میں ضائع ہونے کا حکم غنی کے ہدی کا سا ہے۔ صاحبین رحمہما اللہ کی دلیل یہ ہے کہ فقیر کے ہدی کا راستہ میں ضائع ہونے کا حکم فقیر کے ہدی کا سا ہے۔

وصبغ تعمدا بدمها وضرب به صفحة سنامها يأكل منه الغفير لا
الغني وان شهدوا وابوتوفهم بعد وقته لا تقبل. ي اذا وقف الناس
وشهدت قوم انهم وقفوا بعد يوم عرفة لا تقبل شهادتهم لان التدارك
غير ممكن فيقع بين الناس فتنة كما اذا شهدوا عشية يوم يعتقد
الناس انه يوم التروية برؤية الهلال في ليلة يصير هذا اليوم
باعترافهم يوم عرفة فانه لا تقبل الشهادة لان اجتماع الناس في هذه
الليلة متعذر فتى قبول الشهادة وقوع الفتنة۔

حرمت ہو تو اس کو ذبح کرنے کے بعد اس کے خون سے اپنے کپڑے کو لت پت کر لے اور اس کی کوہان میں سے کوئی بڑا گوشت کاٹ کر لے جائے اور کھائے فقیر۔ وہ گوشت جو اپنے مالدار کو دے اور اس کو نہیں دے کر وقوف عرفہ کے بعد وقوف کرنے کی ہی ہوا اس کا شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ جس وقت لوگ عرفہ میں وقوف کر رہے ہوں اگر وہ لوگ کہیں کہ ہم نے کل عرفہ کے بعد وقوف کیا تھا تو ہم اگر شہادت دیں کہ آج عرفہ کے بجائے کل وقوف کر رہے ہیں تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ اب تدارک ممکن نہیں اور لوگوں میں فتنہ پیدا ہوگا جیسے کوئی شخص عرفہ کے دن شام کو شہادت دے کہ ہم نے آج ہی چاند دیکھا ہے تو اس

وقبل وقته قبلت لفظ الهداية اعتبارا بما اذا وقفوا يوم التروية وقد كتب في الحواشي شهد قوم ان الناس وقفوا يوم التروية اقول صورة هذه المسألة مشكلة لان هذه الشهادة لا تكون الا بان الهلال لم ير ليلة كذا وهو ليلة يوم الثلثين بل رئي ليلة بعده وكان شهر ذي القعدة تاما ومثل هذه الشهادة لا تقبل لاحتمال كون ذي القعدة تسعة وعشرين وصورة المسألة ان الناس وقفوا ثم علموا بعد الوقوف انهم غلطوا في الحساب وكان الوقوف يوم التروية.

ترجمہ: اور وقت سے پہلے گواہی دینے سے قبول کی جائے گی ہدایہ کا لفظ اعتبار اسی طرح اگر وہ لوگ یوم الترویہ سے ایک دن پہلے وقوف کر چکے ہوں۔ حواشی میں لکھا ہے کہ ایک قوم نے گواہی دی کہ لوگوں نے یوم الترویہ کا وقوف فلاں رات کیا ہے حالانکہ ہم کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کی صورت مشکل ہے۔ کیونکہ شہادت معتبر اس طرح کی ہوگی کہ رویت ہلال نہیں ہوئی فلاں رات کو ہے جو کہ یوم الثلثین ہے بلکہ اس کے بعد دیکھا گیا ہے اور ذی القعدہ کا مہینہ پورا تیس دن کا ہوا ہے اور اس قسم کی شہادت مقبول نہیں ہوتی کیونکہ ذی قعدہ انتیس کا بھی ہو سکتا ہے اور صورت مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں نے وقوف کیا پھر وقوف کے بعد معلوم ہوا کہ غلطی حساب میں ہوئی اور وقوف یوم الترویہ کا تھا۔

حل اللغات: قبلت قبول ہوگی۔ اعتبارا بما اذا وقفوا یعنی اگر قبل از وقت ہوگی جو شخص یوم ترویہ کو آپ وقوف پر کر رہے ہیں گواہی دے کہ ہم نے کل وقوف کیا تھا۔ تو یہ گواہی قبول کی جائے گی اسی طرح اگر وہ لوگ یوم ترویہ سے ایک دن پہلے وقوف کر چکے ہوں۔ اشتہد قوم ان الناس وقفوا یوم التروية امس۔ کسی قوم نے گواہی دی کہ لوگوں نے وقوف کل کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گواہوں نے غلطی کی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ کل وقوف کیا ہے حالانکہ کل یوم الثلثین ہے۔ اس لئے کہ اس دن چاند نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ اس کے بعد دیکھا گیا ہے۔ اور ذی قعدہ کا مہینہ پورا تیس دن کا ہوا

فان علم هذا المعنى قبل الوقت بحيث يمكن التدارك فالامر يأمر الناس بالوقوف وان علم ذلك في وقت لا يمكن تداركه فبناء على الدليل الاول وهو تعذر امكان التدارك ينبغي ان لا يعتبر هذا المعنى ويقال قد تم حج الناس واما بناء على الدليل الثاني وهو ان جواز المقدم لانظير له لا يصح الحج رمي في اليوم الثاني لا الاولى فان رمى لكل نحس وجاز الاولى وحدها ان رمى في اليوم الثاني الجمرة الوسطى والثالثة و لم يرم الاولى فعند القضاء ان رمى الكل نحس وان قضى الاولى وحدها جاز

غیر ممکن ہو۔ خواہ یہ معنی قبل از وقت معلوم ہو جائے جس طور پر کہ تدارک ممکن ہو تو امام لوگوں کو وقوف کا حکم کرے اور اگر ایسے وقت میں معلوم ہو کہ اس کا تدارک ممکن نہ ہو تو دلیل اول کی بنا پر یہ معنی قابل اعتبار نہ رہیں گے اور کہا جائے گا کہ لوگوں کا حج درست ہو گیا اور دلیل ثانی کی بنا پر اس طریقہ میں جواز عدم جواز کے لحاظ سے دو صورتیں ہوں گی۔ جو شخص دسویں تاریخ کو جمرۂ اولیٰ چھوڑ کر باقی دو جمروں کی رمی کی پھر دوسرے دن صرف اگر کل کی رمی کی تو جمرۂ اولیٰ کی رمی بھی ہو جاتی ہے۔ یعنی جمرۂ وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ ان دونوں کی رمی کی پس دوسرے دن کی رمی اور جمرۂ اولیٰ کی رمی نہیں کی تو بھی کوئی حرج نہیں ہے اور اگر صرف اولیٰ کی قضا کی تو بھی جائز ہے۔

حل المشکلات (صفحہ ۷۲۰ سطر ۱۲) قولہ وصورۃ المسألۃ الخ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام نے لوگوں کو وقوف عرفات میں اس دن وقوف کیا جس کو وہ یوم عرفہ سمجھ رہے تھے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ حساب میں غلطی ہو گئی اور جس دن وقوف کیا وہ دراصل یوم عرفہ نہیں تھا بلکہ اصل یوم عرفہ اور وقوف کی رات گزر چکی ہے تو اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں کہ لوگوں کو اس کا علم ہو گیا لیکن ابھی وقوف کا وقت باقی ہے یا لوگوں کو علم ہو گیا لیکن وقوف کا وقت گزر چکا ہے اور دوسرے دن یعنی ۱۰ تاریخ کو بھی وقوف کرنا ممکن ہو گیا لیکن کل کو بھی وقوف کرنا ممکن نہیں ہے۔

(حاشیہ ۲ صفحہ ۷۲۰ سطر ۱۲) قولہ فبناء على الدليل الاول الخ۔ یعنی پہلی اور دوسری دلیل سے مراد وہ دلیلیں ہیں جو کہ ابھی مذکور ہوئیں۔

(حاشیہ ۳ صفحہ ۷۲۰ سطر ۱۲) قولہ ان جواز المقدم الخ۔ مراد یہ کہ شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہیں پائی جاتی جو وقت سے اور اس سے قبل ادا کی جا سکتی ہو لیکن وقت سے مؤخر کرنے کا جواز ہے جیسا کہ ابھی گزرا ہے۔ اس پر ایک اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ مقدم کرنے کا جواز بھی ہے جیسا کہ ۱۰ تاریخ کو جمرۂ عقبہ کی رمی ۱۰ تاریخ سے قبل ۱۰ تاریخ کو کی جا سکتی ہے۔ اگر ۱۰ تاریخ کو ۱۱ تاریخ کی رمی کر لی جائے تو ۱۰ تاریخ کی رمی کا کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مستثنیٰ ہے اور اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

صحیح قولہ جاز الاول کا بھی یہی مطلب ہے کہ اگر صرف وسطیٰ جمرۂ اولیٰ کی رمی کی بھی جا سکتی ہے کیونکہ اس میں بھی رمی کا حکم ایک حوالہ سے ثابت ہوا تھا عدد اور ہر جمرہ ایک الگ مقصود بالذات ہے اس لئے ایک کا دوسرے سے متعلق نہ ہونا ظاہر ہے۔

نذر حج أو مشیاً مشی حتی یطوف للفرض ثم بعد طواف الزیارۃ جاز لہ ان یرکب اشتری جاریۃ محرمۃ وان اذن لہ ان یحلق شعرہ او یقلم ظفرہ لم یجز وھو اولیٰ من ان یحلل بجماع فقولہ بالاذن متعلق بقولہ محرمۃ ای حرمت باذنہ ان اذن حتی لو احرمت بلا اذنہ فلا اعتبار لہ۔

ترجمہ: کسی نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی تو طواف فرض تک پیدل چلے پھر طواف زیارت کے بعد اس کے لئے سوار ہو جانا جائز ہے کسی نے لونڈی خریدی جو محرم ہے پھر مولیٰ نے اجازت دے دی کہ اس کو احرام باندھ لے تو منسوخ کرنے کا اختیار ہے کہ اس کے بال کاٹ کر آزاد کر دے یا لونڈی کو مطلق کر دے اس کو بھی جائز ہے یہ طواف زیارت سے پہلے ہو یا بعد دونوں صورتوں میں مطلق ہے مقید نہیں کہ طواف زیارت سے پہلے تک کی اجازت ہو تو پھر اجازت دینے کے بعد احرام باندھ لے تو اس کا احرام بلا اجازت ہے۔

حل المشکلات: ۱۔ قولہ ان یحلق شعرہ الخ اس کی صورت یہ ہے کہ میں آپ کی اجازت سے احرام کی حالت میں کر احرام باندھ لے آقا اس کو منسوخ کرنا چاہے تو اس کو حق ہے کہ اس کو حلق یا قصر کرنے کی اجازت دے دے اس سے احرام ساقط ہو جائے گا۔ اب حلال کرنے کے بعد وہ جو چاہے کرے اور اس کو اختیار ہے کہ اس کو آزاد کر دے یا لونڈی ہی رہنے دے لیکن جماع کرنے کے سوا حلال ہو جائے گی جماع کرنا اور دوسرے محرمات میں اس اصل سے کہ لونڈی اگر مولیٰ کی اجازت سے احرام باندھے تو مولیٰ کو حق ہے کہ منسوخ کر دے جائز ہے کہ مولیٰ اگر چاہے تو اس کو حلق یا قصر کرنے کی اجازت دے دے اس سے احرام ساقط ہو جائے گا اور اس کو اختیار ہے کہ اس کو آزاد کر دے یا لونڈی ہی رہنے دے۔

۲۔ قولہ فلا اعتبار لہ یعنی غلام یا لونڈی اگر مولیٰ کی اجازت کے بغیر احرام باندھ لے تو اس احرام کا کچھ اعتبار نہیں فقط۔

یہ شرح و ترجمہ کے وقت ہے بندوں کا کوئی عمل بے نیاز الحاجات سے [illegible] اس کام سے فارغ ہو [illegible] وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و [illegible] اجمعین آمین والحمد للہ رب العالمین۔

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

فهرس مسائل السقاية على شرح الوقاية المجلد الاول

كتاب الطهارة

مقدمة (المقدمات كما بعد صفحة ٣)
الديباجة (المقدمات كما بعد صفحة ٣)

كتاب الصلوة

كتاب الزكاة

تعريف الزكاة وبيان وجوبها ٣٤٥
شروط وجوب الزكاة ٣٤٦
زكاة ما يطلق عليه اسم المال ٣٤٧
حكم من فرط في إخراج الزكاة ٣٤٨
الواجب في زكاة الإبل ٣٤٩
الواجب في زكاة البقر ٣٥٠
الواجب في زكاة الغنم ٣٥١
نصاب الذهب والفضة ٣٥٢
زكاة الحلي المباح ٣٥٣
زكاة العروض ٣٥٤
زكاة الدين ٣٥٥
زكاة المعدن والركاز ٣٥٦
زكاة الزروع والثمار ٣٥٧
زكاة الخارج من الأرض ٣٥٨
زكاة الفطر ٣٥٩

كتاب الصوم

تعريف الصوم وبيان فضله ٣٦٠
أقسام الصوم وأحكامها ٣٦١
شروط وجوب الصوم ٣٦٢
أركان الصوم ٣٦٣
مفسدات الصوم ٣٦٤
ما يكره للصائم ٣٦٥
ما يباح للصائم ٣٦٦

كتاب الحج

فضل الحج والعمرة ٣٦٧
شروط وجوب الحج ٣٦٨
ميقات الإحرام ٣٦٩
كيفية الإحرام ٣٧٠
محظورات الإحرام ٣٧١
الفدية ٣٧٢
دخول مكة والطواف ٣٧٣
السعي بين الصفا والمروة ٣٧٤
الوقوف بعرفة ٣٧٥
الوقوف بمزدلفة ٣٧٦
رمي الجمار ٣٧٧
الهدي والأضحية ٣٧٨
الحلق والتقصير ٣٧٩
طواف الإفاضة ٣٨٠
طواف الوداع ٣٨١

میر محمد کتب خانہ کی چند قابل قدر مطبوعات معہ نادر اضافہ مفیدہ

شرح چغمینی (عربی) اشکال التاسیس۔
شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری۔
ضبطہ وشرحہ وکتب حواشیہ الدکتور البرقوقی۔
شرح مسلم الثبوت للعلامۃ المولوی عبداللہ السہالوی۔
حاشیہ جدید علامہ عبدالحی الحنفی۔ تحریر عبداللہ ڈابھیلی۔
شرح العقائد النسفیہ بحلۃ الفوائد المعروف بشرح عقائد
(عربی) مع حواشی جدیدہ۔
شرح عقود رسم المفتی (اردو) جو شرح ہے الہبہ
الفتوی کی۔ عبدالرحیم الشیرانی عفی عنہ۔
شرح ملا جامی۔
شرح مأۃ عامل (کلمہ) (عربی) مع ترجمہ
شرح حزب الاعظم والنوبۃ فی الاحاد بیف
الصیغۃ النبویۃ۔ تقریر شیخ الہند مولانا محمود
شرح مسائل الاکبر للطحاوی۔ تالیف ابی عبداللہ محمد بن
شرح وقایہ (دو جلد) مع حاشیہ مولانا عبدالحی۔
شرح وقایہ (آخرین) تنہ کلہ
تالیف: مفتی رشید احمد بن مسعود
الصرف (عربی) میزان منشعب۔
الدعاء المستجاب من القرآن الکریم۔ تالیف: قاضی ابی بکر بن العربی
عقیدۃ التسبیحۃ شرح قصیدہ خمریہ۔ تالیف ابی حیان
کنز الدقائق
غایۃ التحقیق (شرح عربی) کنز الدقائق۔ از: مولانا
علی بن محمد البزدوی۔
فتاوی قاضی خان (دو جلد) (فارسی) فتاوی قاضی خان
الحسن بن منصور الاوزجندی المعروف بقاضی خان
حنفیہ ماوراء النہر۔ المتوفی ۵۹۲ھ۔

قطبی (اردو)
الکافی (عربی) فی العروض والقوافی
از: ابوالحسنین عبدالحق بن شیخ اضیاء۔
کتاب التحقیق (شرح رسالہ) العروف بغایۃ التحقیق
از: عبدالعزیز بن ولی۔
کنز الدقائق (عربی) از: مولانا محمد احسن صاحب۔
الکوکب الدری علی جامع الترمذی۔
از: حضرت گنگوہی۔ تحریر: الشیخ مولانا یحیی الکاندھلوی
الجوہرۃ المسلسلات والدرۃ الثمین والفواکہ
از: مولانا الشیخ ولی اللہ المحدث الدہلوی۔
الجوہر قواعد الفقہ (اردو) از: مفتی محمد امین
بن عبدالرحیم عفی عنہ۔ مع اضافہ زیدہ (از مفتی عبدالرحیم)
مشتمل تقریباً (۱۱) الف نئے مفید مسائل۔ مع ۱۵ فوائد۔
اس اضافہ سے پہلے حاشیہ کا حاشیہ ۱۲ صفحہ زیادہ ہے۔
اختصر القصد وذیلہ (عربی) از: مولانا عبدالحق۔ مع شرح مختصر
(اردو) از: مولانا عزیز علی صاحب۔
مختصر المقاصد المسمۃ فی بیان کثیر من المعاہد
از: شیخ الاسلام محمد تقی العثمانی۔
مختصر الوقایۃ فی مسائل الہدایۃ (اردو)
از: مفتی رشید احمد بن مسعود۔
مرقاۃ الصعود شرح نور الایضاح از: مفتی رشید احمد
مدظلہ العالی۔ ناشر: المکتبۃ الحجازیۃ۔

تفصیلی فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

میر محمد کتب خانہ کی چند قابل قدر مطبوعات مع نادر اضافات مفیدہ

الرقات مع حاشیتہا المفیدہ للقاری فی کشف الحجاب (اردو) کے حجاب اٹھ گئے۔

مسند الامام الاعظم مع شرح تنویر الحنفیہ (عربی) از: علامہ محمد بن سلیمان۔

المطول از: علامہ سعد اللہ تفتازانی۔

المعدوف لابن قتیبہ از: ابو محمد اللہ مسلم۔

مفتاح العربیہ لاحیاء تعلیم: عبد الحی عربی۔

المفردات فی غریب القرآن (عربی) تالیف: امام راغب اصفہانی۔

مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث تصنیف: ابو عمرو عثمان۔

مقدمۃ التفسیر تالیف علامہ ابن تیمیہ۔

ان الخص المطلب الراغب اصفہانی۔

النخ الفکریۃ شرح نخبۃ الفکر۔

تصنیف: ملا علی بن سلطان محمد القاری۔

موطا امام مالک (عربی) مع اضافہ و تشریح رسالہ جوشی از: خواجہ اشرف بن عبد الرحمن۔

موطا امام محمد (عربی) مع اضافہ از (سید احمد) محمد۔ حاشیہ: مولانا عبد الحی لکھنوی۔

مجموعہ مجموعات کبیر (مع تذکرۃ المطبوعات عربی) یہ مجموعہ عالمی تاریخ۔

میزان التقریب۔ مع حواشی مفیدہ و عربیہ۔

نزہۃ الخواطر (مجلد ثانی) از: الحیہ عبد الحی حسنی۔

نزہۃ النظر۔ فی توضیح نخبۃ الفکر۔

از: مولانا محمد عبد الرحیم اشرفی۔

صحیح نسائی شریف (عربی) مع اردو ترجمہ: شیخ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی نسائی۔ حالات

تحفۃ العرب مع اضافات مفیدہ از: محمد حامد محمد۔

تحفۃ المحبین فیما یتکرر ولا یذکر الشیخین۔ (شیخ محمد

محدث یمنی لشہری)۔

تیسیر الوصول (اردو) از: مولانا عبد الرحمن شہاب۔

تیسیر الانوار (عربی) مع سوالی جواب۔ مطبوعہ: مدینہ

منورہ (غیر مجلد)۔

التنویر الشاری علی صحیح الامام البخاری۔

از: صحیح البخاری مع اردو ترجمہ۔

نور الیقین (مع مختصل) کمال الدین فتح۔ تالیف: شیخ محمد

خضری۔

ہدایۃ الحکمۃ (عربی) از: مولانا برکت۔ (مع تکملہ)

ہدیۃ مستبصر (عربی) مع اردو۔ ترجمہ و حاشیہ: مولانا

مفتی عتیق۔ از: مولانا رشید احمد (سہانپوری)۔

ہدیۃ المصلی (عربی) مطبوعہ: مطبع احمدی (بہار)

تالیف: مولوی فضل حق خیر آبادی۔

(۱) ہدایۃ المستفید فی علم التجوید (عربی) مع اضافہ از: مولانا عبد الحی لکھنوی۔

فتح المجید [علم التجوید] از: الحاج السید الشیخ احمد

(۲) تالیف: الاستاذ الشیخ محمد علی بن شیخ ابراہیم الصفار

مفیدی مفتی دیار مصر حاشیہ نور الانوار پر حواشی۔

حضرت والد کی مشہور کتب ہے۔

تفصیلی فہرست کتب مفت طلب فرمائیں۔

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی